قیدِ تنہائی اور وقت کے فرعونوں کے ظلم کا شکار بن کر بھی اپنے مشن و موقف کی
آواز بلند کرنے والے مردِ حق آگاہ کی تحریروں پر مبنی ایک بے مثال دستاویز

جذباتِ اسیرِ ناموسِ صحابہؓ

المعروف

تبلیغاتِ سیل



جرنیل سپاہ صحابہ حضرت مولانا محمد اعظم طارق ایم پی اے

قید تنہائی اور وقت کے فرعونوں کے ظلم کا شکار بن کر بھی اپنے حق و سچ کی
آواز بلند کرنے والے مردِ حق آگاہ کی تحریروں پر مبنی ایک بے مثال داستان

جذباتِ اسیرِ ناموسِ صحابہ رضی اللہ عنہم

المعروف

پیغاماتِ اسیر

تحریر: شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد اعظم طارق

ادارہ الایثار

مسجد صدیق اکبر ناگن چورنگی مارتھ کراچی



CamScanner

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب..... پیغامات جیل

نام مصنف..... مولانا محمد اعظم طارق

مرتب..... محمد ساجد

اشاعت دوم..... جمادی الاول ۱۴۲۱ھ

ناشر..... ادارہ الایثار مسجد صدیق اکبرؓ
ناگن چورنگی نارتھ کراچی

ملنے کے پتے

مکتبہ عمر فاروقؓ ۴/۵۰۱ شاہ فیصل کالونی کراچی

اسلامی کتب خانہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی

طاہر بک اسٹال نزد صالح مسجد صدر کراچی

دارالکتاب عزیز مارکیٹ اردو بازار لاہور

اشاعت المعارف ریلوے روڈ فیصل آباد

قیمت.....۱۶۰

عنوانات پیغامات جیل

مقدمہ ۷
دیباچہ ۱۱
سزائے موت کیلئے تیار ہوں ۱۷
شیعہ سنی اختلافات اصولی اور بنیادی ہیں
اس وقت پاکستان میں کوئی مذہبی قوت اسٹیٹ
سے زیادہ طاقتور نہیں
نمائندہ روزنامہ "جنگ" اٹک کے
سوالات کے جولبات پر مشتمل انٹرویو ۲۹
ہماری جماعت کا اور میرا "مولانا فضل
الرحمٰن" سے کوئی اختلاف نہیں ہے ۳۵
مولانا سمیع الحق نے ہر موقع پر ہمارے
موقف کی بر ملا تائید کی
حکومت پاکستان سپاہ صحابہ کے خلاف یکطرفہ
طور پر انتقامی کارروائیاں جاری رکھے ہوئے ہے
شیعہ واہلسنت کے مابین اصولی وبنیادی
اختلافات موجود ہیں
ایران کی پالیسیاں خالصتاً مذہبی تعصب کی
بنیاد پر تشکیل پارہی ہیں
میرا اللہ گواہ ہے کہ اپنی ذات کے
لئے کوئی مفاد حاصل نہیں کیا ۴۷
ایرانی کیڈٹوں کے مقدمہ قتل کا فیصلہ
اور تصویر کا دوسرا رخ ۵۱
سرکاری میڈیا چیخ چیخ کر آسمان سر پر اٹھانے
لگا کہ حکومت پاکستان نے ایک بڑا معرکہ مار لیا ہے
اب کس بات کی شناخت پریڈ ہو رہی ہے
حکومت پنجاب کا کردار
آوازا قلندر ۶۲
امام مسجد نبوی کا اعلان حق-ایران
کے سابق صدر کا مسجد نبوی سے فرار ۶۵
یہود ونصاریٰ اسلام اور مسلمانوں کے بڑے دشمن ہیں
ترکی میں اسلامی شعائر کو جبراً مٹایا جارہا ہے
صرف میں ہی واجب القتل کیوں؟ ۷۱
امام مہدی کے بارے میں میرا عقیدہ
امام مہدی اور مذہب شیعہ
میرا قصور
شاتم رسول ﷺ کی سزا قرآن وسنت
کی روشنی میں ۷۷
گستاخ رسول کیلئے احکام نبوی ﷺ
ظلم حد سے بڑے گی تو بغاوت ہوگی ۸۲
عقیدہ امام مہدیؓ احادیث
رسول ﷺ کی روشنی میں ۸۷
حضرت امام مہدی حضرت حسن کی اولاد
سے ہونگے
حضرت امام مہدی کا تعارف احادیث کی روشنی میں
حضرت مہدی کے والد کا نام عبداللہ ہوگا اور
والدہ کا نام آمنہ ہوگا
امام مہدی کی عمر بیعت کے وقت چالیس سال ہوگی
پیغمبر اسلام اور بشارات کتب سابقہ ۹۵
تورات اور بشارات جیل اور بشارات
قیصر روم ہرقل اور پاپائے روم ضغاطر کی شہادت
حضرت ابوسفیانؓ کا قیصر روم کے پاس
آنحضرت ﷺ اور حضرت ابوبکرؓ وعمرؓ کی تصاویر دیکھنا

عنوانات پیغامات جیل

تاریخ اسلام گواہ ہے کہ آخری فتح حق کی ہوتی ہے ۱۰۴

حکمرانو! حق بات کہنا میری مجبوری ہے ۱۱۰

نظریات کا اختلاف ریاستی جبر سے مٹا نہیں کرتا یہ وہ نشہ نہیں کہ جسے ترشی اتار دے ۱۱۱

وہ ایسا علاقہ غیر ہے جہاں کوئی قانون نہیں ۱۱۹

چوہنگ کے بدنام زمانہ ٹارچر سیل کا تعارف

اسامہ بن لادم کا مشن ہر مسلمان کا مشن ہے ۱۲۲

کامیابی کے ضامن "چار اصول" ۱۲۹

پہلی بات جذبہ اخلاص۔ نمبر ۲ مشن کی صداقت

تیسری بات تنظیم۔ نمبر ۴ اطاعت امیر

توہین رسالت ﷺ اور قرآن و حدیث ۱۳۳

آٹھ واقعات۔ گستاخ رسول ﷺ کو بارگاہ رسالت سے کونسی سزا ملی ہے

صدا دبے گی تو حشر ہوگا ۱۴۰

طالبان حکومت کا کردار ہمارے لئے مشعل راہ ہے ۱۴۴

محترمی و مکرمی جناب راشد عزیز صاحب ۱۴۹

چیف جسٹس ہائی کورٹ پنجاب

مسٹر خامنائی صاحب ۱۵۴

ایران نے عالم اسلام کو کیا دیا؟ ۱۵۸

اب اسلام کے غلبہ کا خواب شرمندہ تعبیر ہونے کو ہے ۱۶۰

میں کس کے ساتھ دکھ کا اظہار کروں اور کسے اپنا غم سناؤں ۱۶۶

شہید کی جو موت ہے وہ قوم کی حیات ہے ۱۶۹

دعوت و تبلیغ کا کام لالچ و طمع سے بالاتر ہو کر کرنا ۱۷۳

ہتھکڑیاں اور بیڑیاں ہمارا راستہ نہیں روک سکتی ہے ۱۷۵

عقیدہ ختم نبوت عمارت اسلام کی بنیاد ہے ۱۷۹

نوے سال کی عظیم جدوجہد قربانیاں اور شہداء کا خون رنگ لایا

یہ کیسا دھرم ہے جو اسلام کا نام لیتا ہے

شہیدوں کے لہو سے مشن آبیاری ہوتی ہے ۱۸۶

لوگ بڑھاپے تک بھی ایسا مقام حاصل نہیں کر پاتے

زندگی اک جبر مسلسل کی طرح کاٹی ہے۔

جانے کس جرم کی سزا پائی یاد نہیں ۱۹۰

آخر تمہیں اس مشن و نعرہ سے کیا ملا ہے؟

جان بچائیں یا ایمان؟ ۱۹۷

ہم یہ جرم بار بار کریں گے۔ ہزار بار کریں گے۔

کیا موت صرف گولیوں، بموں اور راکٹ لانچروں سے آتی ہے۔

کیا ہم جھوٹ، دجل، فریب اور شیطنت کو للکارنا چھوڑ دیں؟ ۲۰۵

تمام دینی و مذہبی جماعتوں کے قائدین و بزرگوں کا احترام کیا جائے ۲۱۰

ایران کے تمام منصوبے خاک میں مل گئے ہیں ۲۱۳

عنوانات پیغامات جیل

صالح اور شفاف قیادت جلد ہی سامنے آنے والی ہے

مولانا مودودی کے قلم کا فروخت بھی ایک عقیدہ کا عنوان ہے

پاکستان پہلا اسلامی ملک ہے جو جوہری توانائی حاصل کر چکا ہے

امیر المومنین ہر لحہ عوام کے سامنے جوابدہ ہوتا ہے

مظلوموں کا ساتھ دے اور ظالموں کا پنجہ مروڑ دے

اس وقت پانی سر سے گزر چکا ہوگا

میاں نواز شریف صاحب صرف غزل گو نہیں بلکہ اچھے نواکار بھی ہیں

نجات کا دارومدار اعمال صالحہ پر مبنی ہے ۲۳۰

میں ہر طرح کے حالات سے سمجھوتہ کرنے کا الحمدللہ حوصلہ رکھتا ہوں

میرا جرم یہ بھی ہے کہ پاکستان کی افسر شاہی کو بھی کھری کھری سناتا ہوں

بعض حضرات نے اس پر بحث کی کہ مطلق شیعہ کو کافر کہنا درست نہیں ہے

حکومت خود قاتلوں کی سرپرستی کر رہی ہے

ہم دہشت گردوں کا ایسا تعاقب کریں گے کہ انہیں ایران سے قبل پناہ نہیں ملے گی

اگر حکومت مخلص ہو تو آج بھی خالص شریعت کے عنوان پر بل پاس ہو سکتا ہے

طالبان حکومت دنیا کی واحد مملکت ہے جہاں کرپشن کا نام تک نہیں

موجودہ قتل وغارت گری کا اصل ذمہ دار ایران ہے

مجھے اس بات پر مسرت ہے کہ میرے بچے دینی تعلیم سے آراستہ ہو رہے ہیں

کوئی مقرر اور خطیب سپاہ صحابہؓ پر طعن و تشنیع نہ کرے

نواز شریف نے اسلام کا نام لے کر ایران کو خوش کرنے کیلئے سپاہ صحابہؓ پر بے نظیر سے دس گنا بڑھ کر ظلم ڈھائے ہیں

مشن حق ہو تو! ۲۵۴

علماء کرام کیلئے کامیابی کے چھ اصول ۲۵۷

حقائق سے چشم پوشی کیوں؟ ۲۶۱

لڑاؤ اور حکومت کرو

حکومت پنجاب نے ۶۲ کتب پر پابندی لگا دی

جس شخص نے چوری کرنا نہیں اسے چور کیلئے بنائے جانے والے سخت قوانین سے کیونکر اختلاف ہوگا

کیا کتوں کو چھوڑ کر انسانوں کا ہاتھ باندھ دینا انصاف ہے؟

جو جماعت جتنا زیادہ حق کی پرچار کرے گی وہ اتنی ہی زیادہ آزمائش کا شکار ہوگی ۲۶۹

آج ہمیں کہا جاتا ہے کہ تم نے علماء شہید کروائے

جہاد ہی ملت اسلامیہ کو عظمت رفتہ سے ہمکنار کر کے سر اٹھا کر چلنے کا سلیقہ سکھاتا ہے ۲۷۵

ان مدارس کی سرپرستی کریں جو مجاوروں کی بجائے مجاہد پیدا کرتے ہیں ۲۷۸

دینی اداروں میں در حقیقت وراثت رسولؐ تقسیم کی جاتی ہے

آپ چاہتے ہیں کہ ان مداس سے مجاہد علماء کرام باہر آئیں؟

عنوانات پیغامات جیل

مقام صحابیت کیا ہے؟ ۲۸۴
جیل کے شہزادے ۲۸۸
ہم انکار حقیقت نہ کریں گے ۲۹۷
خلفائے راشدین سے بغاوت کیوں؟ ۳۰۵
یہ سب کچھ ایک شخص "ریاض بسرا" کے خوف کا کمال تو نہیں؟
کیا جامعۃ المنتظر لاہور تحریک جعفریہ کا ہیڈ کوارٹر نہیں؟
میرا تو صرف یہ جرم ہے
ہماری جدوجہد کا مقصد رضائے الٰہی کا حصول ہے ۳۱۳
اپنے قائد فاروقی شہیدؒ کی روح کے نام ۳۱۹
اب ہمیں کیا کرنا ہے؟ ۳۲۲
دور حاضر میں مدارس عربیہ کا کردار ۳۲۶
شیعت کا اسلام سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہے
ریوہ سے چناب تک ۳۳۱
خطبات جیل کی وجہ تالیف ۳۳۶
میری جدوجہد کفر و نفاق کے خلاف آخری دم تک جاری رہیگی ۳۴۰
میں اپنے موقف پر چٹان کی طرح قائم ہوں ۳۴۳
میری گرفتاری کا اصل سبب ایران کی خوشنودی کا حصول ہے
میں ہرگز پریشان نہیں ہوں۔
موجودہ حکومت نفاذ اسلام میں کس قدر مخلص ہے؟
فلسفہ شہادت اور ماہنامہ الصدیق کا تعارف ۳۵۸
پاکستان میں بدامنی اور عالم اسلام میں بے چینی پیدا کرنے والی عظیم۔
سازش کا دستاویزی ثبوت ۳۶۱
پنجاب بورڈ کی تجاویز۔ پس منظر اور
ہمارا موقف ۳۷۶
حق کیلئے اہل حق کا تسلسل قائم ہے ۳۸۲
شیخ اسامہ بن لادن غیرت اسلام کا عظیم شاہکار ۳۸۴
ہم صاحب کردار لوگ ہیں جو کہتے ہیں وہ کر کے دکھاتے ہیں ۳۸۸
سپاہ صحابہ اور لشکر جھنگوی دو الگ الگ جماعتوں کے نام ہیں
آئندہ الیکشن میں موجودہ حکومت کا حال بے نظیر سے بھی زیادہ عبرت ناک ہوگا
بس دیر اتنی ہے کہ کسی کا آج احتساب ہوگا تو کسی کا کل ہوگا
جو ملک ہماری ماؤں، بہنوں کی عزتوں کو تار تار کر رہا ہو اس سے جہاد تو ہو سکتا ہے، دوستی نہیں
اب انڈیا زیادہ دیر تک مجاہدین کا مقابلہ نہیں کر سکے گا
ہر جاندار چیز کی تصویر حرام ہے خود میری تصاویر بھی گھروں میں رکھنا جائز نہیں ہے
ہماری مظلومی اور جرم بے گناہی میں چلنے والی سزا ضرور رنگ لائے گی۔

مقدمہ کتاب

ویسے تو جیل کی اور آزادی کی زندگی میں بے شمار فرق ہے تاہم یہ بات جیل کی خصوصیات میں ہے کہ جیل میں قید تنہائی کا وقت کاٹنا سب سے مشکل ترین امر ہے۔

تنہائی کا اژدھا کتنا خوفناک اور زہریلا ہوتا ہے اور انسان اس منہ کھولے اژدھے سے کس قدر مرعوب و خوف زدہ ہوتا ہے اس کا اندازہ آپ اس سے لگا سکتے ہیں کہ چوہنگ کے عقوبت خانہ میں بعض نوجوان یہ تک کہتے ہوئے سنائی دیتے ہیں کہ ہمیں تھوڑی دیر کیلئے اس کوٹھڑی سے باہر نکالو خواہ باہر نکال کر ہمیں پیٹ ہی لو۔ کیونکہ تنہائی کے باعث ہمارا دم گھٹنے لگا ہے۔

مجھے اٹک جیل کے بعض حکام نے بتایا کہ پنجاب کے موجودہ وزیر اعلیٰ میاں شہباز شریف صاحب جب صرف تین دن کیلئے اٹک جیل میں رکھ کر قید تنہائی کا شکار بنائے گئے تو ان کی حالت یہ تھی کہ وہ کرسی پر بیٹھ کر دیواروں کی طرف اس طرح ٹک ٹک دیکھتے رہتے جیسے کوئی ذہنی مریض دیواروں سے باتیں کر رہا ہو۔ شاید یہی وجہ تھی کہ میاں شہباز شریف نے مجھے اسی جیل کی اس کوٹھڑی میں رکھنے کا حکم دیا۔ چنانچہ ساڑھے تیرہ ماہ کا عرصہ میں نے بھی وہیں گذارا۔ مگر..... حقیقت یہ ہے کہ میرے لئے تنہائی کے یہی لمحات ذہنی و

قلبی کیفیات سب انقلاب کا باعث بن گئے ہیں- اب جب یہ احساس ہوتا ہے کہ رہائی کے بعد ایک مرتبہ پھر مجھے آزاد فضاؤں عوامی اجتماعات ملاقات کرنے والوں کے ہجوم اور دوستوں وکارکنوں کی مجالس واژدھام کا سامنا کرنا پڑیگا- تو نہ صرف میرا دل پریشان ہونے لگتا ہے بلکہ میری زبان پر یہ شعر جاری ہو جاتا ہے ؎

قفس ہی مجھے منظور ہے ذرا جی تو لونگا قرار سے
چمن میں مجھ کو نہ لے چلو میں ڈر گیا ہوں بہار سے

قید تنہائی کی لذت سے جب سے آشنا ہوا ہوں اس وقت سے تلاوت و مطالعہ ذکر واذکار کی دولت وافر مقدار میں نصیب ہو گئی ہے اور اپنے جذبات واحساسات کو تحریر وادب کا لبادہ پہنانے کا بھی ڈھنگ آیا ہے-

صرف ایک سال کے عرصہ میں تین کتب کی تصنیف کے ساتھ ساتھ اس چوتھی کتاب (جو آپ کے ہاتھ میں ہے) میں موجود مضامین و پیغامات تحریر کرنے کا موقعہ ملا ہے اور پانچویں ضخیم ترین کتاب کی تالیف کیلئے آج کل تاریخ کے ہزاروں صفحات کی ورق گردانی میں مصروف ہوں-

لکھنے کا کام تو اب بھی بہت مشکل معلوم ہوتا ہے تاہم جب باہر سے مخلص احباب تقاضہ کرتے ہوں اور اس کتاب کے مضامین کو یکجا کرنے والے مخلص ترین ساتھی محمد ساجد جیسے نوجوان اصرار کر رہے ہیں تو پھر ان کی طلب و چاہت پر قلم اٹھانا ہی پڑتا ہے-

میری دوسری تصنیفات یعنی میرا جرم کیا ہے؟ خطبات جیل، پھر شعور سلاسل برپا ہے الگ الگ عنوان اور موضوع پر مشتمل ہیں- مگر..... یہ

کتاب جو آپ کے ہاتھوں میں ہے یہ دراصل مختلف حالات میں پیدا ہونے والے جذبات واحساسات کی عکاسی پر مشتمل ہے اس میں کچھ ایسی تحریریں بھی ہیں جو مسرت وکامرانی کی خبروں سے متاثر ہو کر لکھی گئی اور کچھ ایسی بھی ہیں جو انتہائی کرب وصدمہ کی کیفیت میں سپرد قلم ہوئیں اور کچھ ایسی بھی ہیں جو میری کئی کئی راتوں اور کئی ایام کی سوچ وفکر کا نچوڑ ہیں۔

غرضیکہ یہ ایک ایسا گلدستہ ہے جس میں رنگارنگ پھول ہیں اور ہر ایک کی مہک جدا جدا ہے میں اس کتاب کے ہر قاری سے گزارش کروں کہ وہ اس کتاب کا مطالعہ اصلاح کی نیت سے کریں اور ہمارے مشن وکاز کو جاننے اور سمجھنے کے جذبات سے اسے پڑھے اس میں ادبی رنگ یا دل لگی کی باتیں تلاش نہ کریں۔ کیونکہ یہ ایک اسیر کے جذبات اور مشن حق کے علمبرداری دعوت پر مبنی خون جگر سے لکھی ہوئی تحریروں پر مشتمل کتاب ہے۔

میں اس کتاب کے مرتب وناشرین کی محنت وکاوش کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ یہ کتاب بہت سے لوگوں کیلئے نافع ہوگی اور ہمارے مشن کو سمجھنے کا ذریعہ ہوگی۔

والسلام

اعظم طارق

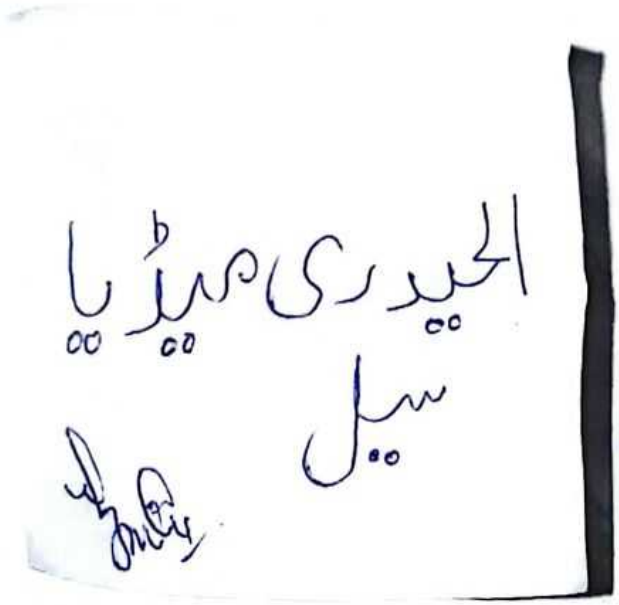
بوقت رات گیارہ بجے

15-6-99

ڈسٹرکٹ جیل فیصل آباد

نیو سیل نمبر 2

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم



"دیباچہ"

جھنگوی دلوں کو جلاتا رہا
اخوت کے پرچم اڑاتا رہا
ہوا جب کبھی ذکر مہر ووفا
بڑی دیر تک یاد آتا رہا

کچھ لمحات ایسے ہوتے ہیں جن کے بارے میں انسان یہ کہنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ کاش وہ وقت وہاں رک جاتا یا وہ وقت ایک بار پھر لوٹ آئے- یہ 10 فروری 1998ء کی بات ہے جب میں صبح سویرے شہر میں داخل ہوا تو ہر طرف سے یہ بازگشت سنائی دے رہی تھی کہ مولانا اعظم طارق صاحب کو اٹک جیل میں لے آئے ہیں ہر طرف سے سرگوشی سنائی دیتی کہ شاید حکومت رہا کرنا چاہتی ہے- ہر چند کوشش شروع کی کہ شاید ملاقات ہو جائے- جب ہر طرف سے مایوسی ہوئی تو 26 فروری کو خط پوسٹ کر دیا جس کا جواب 3 مارچ کو ملا- اس کے بعد تو پھر جرنیل سپاہ صحابہؓ سے ایسا تعلق جڑا کہ ہر روز ان کی طرف سے اہم پیغامات ملنا شروع ہو گئے- اگر کسی دن مجھے ان کا پیغام نہ ملے تو دن بڑی بے چینی سے گزرتا اور کبھی مجھ سے کسی دن سستی ہو جاتی تو آپ بڑی شفقت سے پوچھتے "خیریت تو ہے کل تمہاری طرف سے کوئی خیر خیریت

موصول نہیں ہوئی" پھر ہم ایک دوسرے کے ساتھ اپنے دل کی باتیں کرنے لگے اس کا اندازہ جرنیل محترم کے اس خط سے کیا جاسکتا ہے- جو آپ نے عید الفطر کے دن مجھے لکھا! لکھتے ہیں-

برادر محمد ساجد ہمیشہ خوش رہو!

اس وقت رات کے پونے دس بجے ہیں- عید کا دن خوب گزرا ہے- آپ کے ارسال کردہ کپڑے فجر کے وقت ملے غسل کر کے پہنے پونے نو بجے ایک سو قیدی آگئے اور سوا نو بجے سے دس بجے تک خطاب کیا- اور نماز کے بعد عربی خطبہ پڑھ کر دعا کرائی اور سب کو گلے ملا پھر رات سے تیار کردہ دس کلو دودھ کی کھیر سے احباب کی تواضع کی- آپ کی طرف سے کھانا آیا تو بارہ بجے خوب تناول کر کے کچھ آرام کیا- پھر عصر کے بعد اداسی شروع ہو گئی- کیونکہ ہم دو ساتھی ہی بلاک میں رہ گئے-

پیارے ساجد! یہ زندگی..... کیسی عجیب ہے- اور خصوصاً میری زندگی کے لمحات تو بالکل ہی عجیب سے ہیں کہ کبھی کراچی، کبھی جھنگ" کبھی ایوانوں میں، کبھی اسٹیجوں پر، کبھی عقوبت خانوں میں، کبھی ہسپتالوں میں، کبھی ساتھیوں کی محفلوں میں، کبھی تنہائیوں میں..... لیکن میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ اس نے مجھے ہر حال میں خوش رہنے والا دل عطا کیا ہے- اور مصائب و آلام میں مسکرانے کی عادت سے نوازا ہے- جب خزاں کے موسم میں درختوں سے پتے بھی جھڑ جاتے ہیں- میں تب بھی مسکراہٹوں کی پنکھڑیاں بکھیرتا ہوں- جب جانور اور پرندے بھی خاموشی سے گھونسلوں کی طرف جا رہے ہوتے ہیں- میں اس وقت اپنی کوٹھڑی کی طرف

ہنستے ہوئے قدم بڑھاتا ہوں- جب ظلم وجور کی گھنگور رگھٹائیں چہم چہم برس رہی ہوتی ہیں میں ان برہنہ سر اور ننگے پاؤں آسمان ظلم کے نیچے کھڑا ہو کر اذان حق کہہ رہا ہوتا ہوں.....اس میں میرا کوئی کمال نہیں نہ ہی میری کوئی خوبی ہے- بس بات وہی ہے جو شاعر نے کہی!

ازل سے رچ گئی سربلندی اپنی فطرت میں
مجھے بس ٹوٹنا تو آتا ہے مگر جھک جانا نہیں آتا

بعض اوقات مایوسیوں کے طوفان گھیر لیتے ہیں- لیکن جب نظر منزل مقصود پر پڑتی ہے تو پھر طوفان راستہ چھوڑ دیتے ہیں.....مجھے جہاں اور مخلصین اور بالخصوص بچوں' اہل خانہ اور بھائیوں' عزیزوں' مرکزی و صوبائی عہدیداران کی فکر لاحق رہتی ہے اور ان کی خاطر دعاؤں میں مصروف رہتا ہوں.....بخدا آج کل آپ دونوں مخلص بھائیوں کا دل میں بہت ہی خیال رہتا ہے- اور بہت دعائیں آپ کی نذر کرتا ہوں-

یہ چند سطور بس ایسے ہی آپ کی خوشی کیلئے لکھ دی ہیں کیونکہ مجھے یقین ہے کہ یہ چند سطور آپ کیلئے باعث صد مسرت ہیں- اور کچھ باتیں سراسر مبالغہ کی لکھ بیٹھا ہوں اپنے بارے میں بالکل جھوٹ اور غلط لکھی ہیں- اللہ تعالیٰ مجھے معاف فرمادے- میں ہرگز ایسا نہیں ہوں- جی کرتا ہے یہ تحریر چاک کردوں مگر اب آپ کو روانہ کردیتا ہوں-

بہت بہت عید مبارک

والسلام

آپ کا بھائی محمد اعظم طارق

یہ تھی جرنیل سپاہ صحابہؓ کے دل کی آواز' آپ کے اٹک جیل میں رہائش کے دوران ہر قسم کے حالات آئے- آپ ہر خوشی اور پریشانی کے موقع پر اہم پیغامات تحریر فرماتے اور مجھے بھجوادیتے اور کہہ دیتے کہ فلاں فلاں جگہ بھجوادوں میں ان پیغامات کو اپنے پاس محفوظ کرتا رہا- یہ اس شخص کی دل کی آواز تھیں جسے دنیا آج امام احمد بن حنبلؒ کا ثانی کہنے پر مجبور ہو گئی ہے- جس نے اتنی چھوٹی سے عمر میں مصائب و آلام کی وادیوں سے گزرر کر حق نواز جھنگویؒ شہید' ایثار القاسمی شہیدؒ اور علامہ ضیاء الرحمٰن فاروقی شہیدؒ کی جانشینی کا حق ادا کردیا اور ہر قسم کی پیشکشوں اور لالچوں کو پاؤں کی ٹھوکروں سے اڑاتے ہوئے اپنی منزل کی طرف بڑھتا چلا جارہا ہے.....اور کہہ رہا ہے!

جب سے بھید کھولے ہیں ہم نے پارساؤں کے
پتھروں کی زد میں ہیں آئینے صداؤں کے
اب بھی ہم ہیں رستے میں ایک چٹان کی صورت
رُخ بدل دیے ہم نے سرپھری ہواؤں کے

30 مارچ 1999ء کو رات دس بجے اطلاع ملی کہ صبح علامہ علی شیر حیدری کو رہا کیا جارہا ہے اور مولانا اعظم طارق صاحب کو فیصل آباد جیل منتقل کر کے دو دن بعد رہا کر دیا جائے گا- اس خبر سے خوشی کی انتہا نہ رہی- رات ہی حضرت کو اطلاع بھجوادی اور صبح حضرت کی طرف سے آخری خط موصول ہوا جس میں آپ نے لکھا کہ "آج بہت کچھ لکھنا چاہتا تھا لیکن نزلہ وزکام بالکل کچھ نہیں لکھنے دیتا- بہر حال میرے رہا ہوتے ہی آپ دونوں بھائیوں نے فوراً ملاقات پر آنا ہے میں آپ کی ایک خوبصورت دعوت کر کے اپنا دل خوش کرنا

چاہتا ہوں"

شام پانچ بجے اطلاع ملی کہ آپ کو لینے کیلئے گاڑی آئی ہوئی ہیں میں اور حافظ حبیب الرحمٰن بھائی فوراً جیل روانہ ہو گئے کہ شاید جھلک نظر آجائے۔ لیکن وہاں پہنچ کر معلوم ہوا کہ آپ کچھ دیر پہلے جا چکے ہیں۔ ہمیں یوں لگا جیسے ہمارے جسم کا حصہ اتار لیا گیا ہو۔ ہر چیز اداس نظر آرہی تھی۔

جب یار نے رخت سفر باندھا کب ضبط کا یار اس دن تھا
ہر درد نے دل کو سہلایا کیا حال ہمارا اس دن تھا
سب یاروں کے ہوتے ہم کس سے گلے مل کر روتے
کب گلیاں اپنی اپنی گلیاں تھیں کب شہر ہمارا اس دن تھا

حکومت نے وعدہ کر کے توڑ دیا۔ اور میر اجر نیل اب تک اندر ہی زندگی کے دن گزار رہا ہے۔ 20 جون کو پہلی مرتبہ جامعہ محمودیہ جھنگ جانے کا اتفاق ہوا اپنے شہید قائدین کی قبروں کو ایک قطار میں دیکھ کر دل دھل گیا کہ .....

زمین نگل گئی انسان کیسے کیسے

فاتحہ پڑھی اور شہید قائدین کو مخاطب کر کے کہا! میرے قائدو! اب ہم سے کوئی قائد نہ مانگنا۔ تمہاری زندگی میں دشمن حکومت اور حکومت کو جرأت نہیں ہوتی تھی کہ ایک ادنیٰ سے کارکن کو بھی میلی نگاہ سے دیکھے۔ ہم پر بہت ظلم ہو چکے ہیں تمہارا جانشین اعظم طارق ایک ہی ہمارے زخموں کا مرہم رہ گیا ہے۔ وہ ہم سے نہ مانگنا۔

واپسی پر فیصل آباد جیل آئے۔ جیل کے دروازے کو دیکھ کر کہا کب

تک ہمارے درمیان حائل رہو گے۔اب تو ہمارا راستہ چھوڑ دو اور ہمارے قائد کو باہر آنے دو۔

قارئین کرام! میں آخر میں کتاب کے حوالے سے یہی کہنا چاہتا ہوں کہ یہ ایک اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا احسان ہوا کہ مشکل ترین حالات اور پابندیوں کے باوجود جرنیل سپاہ صحابہؓ کے پیغامات مجھ تک پہنچے اور میں نے انہیں محفوظ کیا۔اور آج ایک ضخیم کتاب تیار ہو کر آپ کے ہاتھوں میں آرہی ہے۔آپ سے درخواست ہے کہ میرے والدین کیلئے خصوصی دعا فرمائیں کہ جنہوں نے ہمیں بچپن ہی سے دینی ماحول فراہم کیا اور دنیاوی شر سے دور رکھا کہ آج مجھ جیسے نااہل کو علماء حق کا دامن نصیب ہوا ہے۔آخر میں بھائی فیاض احمد صاحب کا مشکور ہوں جنہوں نے بڑی محنت سے اس کتاب کو تیار کیا۔

والسلام

آپ کا بھائی

محمد ساجد حال تبلیغی

مرکز

رائے ونڈ۔اٹک شہر

22-6-1999

اگر یہ ثابت ہو جائے کہ سپاہ صحابہؓ کو بیرونی امداد ملتی ہے تو!

سزائے موت کے لئے تیار ہوں

یکم مارچ کو روزنامہ "اوصاف" اسلام آباد سے شائع ہونے والا انٹرویو

ملک میں اس وقت دہشت گردی اور فرقہ واریت کی فضا نے ساری قوم کو خوف وہراس کی لپیٹ میں لے رکھا ہے۔ آئے دن درجنوں افراد قتل ہو رہے ہیں اور جیلوں سے دہشت گردوں کا فرار ہونا معمول بن گیا ہے دوسری طرف موجودہ حکومت دہشت گردوں کے ہاتھوں بے بس نظر آتی ہے۔ بعض مذہبی جماعتوں پر دہشت گردی کے الزامات لگائے جارہے ہیں۔ ملک میں نمایاں دو مذہبی تنظیمیں تحریک جعفریہ پاکستان اور سپاہ صحابہ دہشت گردی کے حوالے سے زیر بحث لائی جارہی ہیں۔

وطن عزیز پاکستان میں دہشت گردی کیوں ہو رہی ہے؟

دہشت گردوں کے کیا مقاصد ہیں اور خصوصاً مذہبی فرقہ واریت کا خاتمہ کیسے ممکن ہے؟ یہ جاننے کیلئے گزشتہ روز ہم نے تحریک جعفریہ کے سربراہ علامہ ساجد نقوی کا انٹرویو قارئین "اوصاف" تک پہنچایا آج ہم نے اسی موضوع کے حوالے سے سپاہ صحابہ کے سربراہ مولانا اعظم طارق کا انٹرویو کیا۔ مولانا اعظم طارق

ان دنوں چونکہ اٹک جیل میں ہیں اس لئے ہم نے ان سے سوالنامہ کے ذریعے انٹرویو کیا جو قارئین کی دلچسپی کیلئے پیش خدمت ہے۔

سوال:۔ آپ کی پیدائش کہاں ہوئی اور ابتدائی حالات کیسے رہے؟

جواب:۔ 28 مارچ 1961 کو چک 111/7-B چیچہ وطنی ضلع ساہیوال میں پیدا ہوا۔ راجپوت فیملی سے تعلق ہے اور درمیانے درجے کے زمینداروں میں ہمارا شمار ہوتا ہے۔ ابتدائی تعلیم پرائمری تک حفظ قرآن کے ساتھ ساتھ گاؤں کے دینی ادارہ مدرسہ انوارالاسلام میں حاصل کی۔ 1977ء میں دارالعلوم ربانیہ ضلع ٹوبہ میں ابتدائی فارسی اور مڈل تک تعلیم مکمل کی۔ بعد ازاں مدرسہ تجوید القرآن چیچہ وطنی میں صرف ونحو، عربی، فقہ، تفسیر، حدیث، منطق، فلسفہ، علم ادب کے حصول کیلئے داخلہ لیا 1980ء میں جامعہ عربیہ چیونٹ میں عالم عربی کا کورس مکمل کیا۔ بعد ازاں دو سال تک فقہ حدیث، تفسیر، ادب اور علم کلام کی تمام بڑی کتب کی جامعہ عربیہ نعمانیہ کمالیہ سے تعلیم حاصل کی۔ 1984 میں جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی سے دورہ حدیث کر کے فارغ التحصیل ہونے کی سند حاصل کی اور وفاق المدارس کے امتحانات میں ایم۔اے عربی۔ایم اے اسلامیات امتیازی نمبروں میں پاس کیا اور کراچی میں جامعہ محمودیہ کے صدر مدرس و ناظم اعلیٰ کی حیثیت سے تدریس اور جامعہ صدیق اکبر نارتھ کراچی سے خطابت کا آغاز کیا چونکہ مجاہد اعظم تحریک نظام مصطفیٰ مولانا محمد ذکریا جو کہ 1977ء کے الیکشن میں عبدالحفیظ پیرزادہ کے مقابل پی این اے کے امیدوار تھے میرے ماموں تھے 1985ء کے انتخابات میں ہمارے اصرار پر انہوں نے نارتھ کراچی سے صوبائی اسمبلی کا الیکشن لڑا اور کامیاب ہوئے اس طرح سیاست کے میدان میں قدم بڑھتا چلا گیا اس سال کراچی بورڈ سے پرائیوٹ میٹرک کا امتحان دیکر سندھ حاصل کی اور 1988ء میں ایف اے

پاس کیا-1990ء میں بی-اے کیلئے داخلہ بھیجا تھا کہ جھنگ چلا آیا-

سوال:- مولانا صاحب آپ سپاہ صحابہؓ تنظیم سے کب وابستہ ہوئے اور اس تنظیم کیلئے آپ نے کیا کیا خدمات سرانجام دیئے ؟

جواب :- 6 ستمبر 1985ء کو سپاہ صحابہؓ کا قیام جھنگ میں عمل میں آیا- اپریل 1986ء میں مولانا حق نواز جھنگوی نے کراچی کا دورہ کیا تو اس موقع پر اس جماعت میں باضابطہ شامل ہوا اور پھر کراچی میں جماعت کی تشکیل شروع کی- پہلے ضلع سینٹرل کراچی کا جنرل سیکریٹری پھر کراچی ڈویژن کا جنرل سیکریٹری منتخب ہوا اور 1989ء میں مولانا حق نواز جھنگوی نے صوبہ سندھ کا جنرل سیکریٹری نامزد کردیا- مولانا کی شہادت کے بعد مرکزی ڈپٹی سیکریٹری منتخب ہوا- جھنگ سے آئی جے آئی کے ٹکٹ پر 1990ء کے الیکشن میں ایم-این-اے وایم-پی اے منتخب ہونے والے سپاہ صحابہؓ کے نائب سرپرست اعلیٰ مولانا ایثار القاسمی کی 10 جنوری 1991 کو شہادت کے بعد 20 جنوری 91ء کو روالپنڈی میں منعقدہ مرکزی مجلس شوریٰ کے اجلاس میں جماعت کا نائب سرپرست اعلیٰ منتخب ہوا اور جماعتی فیصلہ کے مطابق کراچی سے ترک سکونت کر کے جھنگ میں قیام پذیر ہو گیا- مسجد حق نواز شہید کی خطابت کے ساتھ ساتھ جھنگ کے سیاسی و سماجی معاملات کو سرانجام دینے لگا- دسمبر 91ء میں بلدیاتی الیکشن میں بلدیہ کی 41 میں سے 27 سیٹیں اور بعد میں چار خواتین اور دو مزدوروں کی سیٹوں پر کامیابی حاصل کر کے 47 کے ایوان میں 33 سیٹیں حاصل کیں- بعد ازاں 4 مارچ 1992ء کو قومی و صوبائی اسمبلی کے ضمنی انتخابات میں اس وقت کی حکمران جماعت مسلم لیگ کے نامزد کردہ دونوں امیدواروں کے مقابلہ میں بھاری لیڈ سے قومی اسمبلی و صوبائی اسمبلی کی سیٹیں جیت لیں- بعد ازاں صوبائی اسمبلی کی چھوڑی ہوئی نشت پر بلامقابلہ اپنا نمائندہ صوبائی

اسمبلی میں بھجوایا جبکہ مرحوم غلام حیدر وائیں وزیر اعلیٰ پنجاب نے اپنی پوری کابینہ لیکر جھنگ میں ڈیرے ڈال رکھے تھے۔ قومی اسمبلی میں پہنچ کر 35 ارکان اسمبلی کے دستخطوں سے ناموس صحابہؓ واہل بیت بل پیش کیا تاکہ ملک میں اصحاب رسولؐ ازواج مطہراتؓ واہل بیتؓ کی گستاخی کر کے مذہبی فسادات کی آگ بھڑکانے کی سازش کا سدباب ہو سکے اس عرصہ میں صدر مملکت غلام اسحاق خان سے مل کر جھنگ کے پسماندہ شہر کیلئے سوئی گیس کا منصوبہ منظور کرایا کیونکہ میاں صاحب کی اس حکومت میں بھی میں جمعیت علماء اسلام (س) کا پارلیمانی لیڈر اور اپوزیشن کے بنچوں پر بیٹھ کر حکومتی زیادتیوں کا شکار ہو رہا تھا۔ میاں صاحب کی جب دوبارہ حکومت بحال ہوئی تو ناموس صحابہؓ بل متفقہ طور پر اسمبلی میں پیش کیا گیا اور قائم کمیٹی کے سپرد ہوا لیکن خود میاں صاحب نے اسمبلی تحلیل کر دی 93ء کے الیکشن میں ایک مرتبہ پھر قومی و صوبائی اسمبلی کی سیٹوں پر کامیاب ہوا اور متحدہ دینی محاذ کا پارلیمانی لیڈر کے طور پر اسمبلی میں پہنچا اس دفعہ پھر 85ء ارکان اسمبلی کے دستخطوں سے ناموس صحابہؓ واہل بیت بل اسمبلی میں پیش کیا جو پرائیویٹ ڈے کے موقع پر کثرت رائے سے پاس ہونیوالا تھا کہ وزیر قانون اقبال حیدر نے ڈپٹی سپیکر سید ظفر علی شاہ کو اجلاس برخواست کرنے کا اشارہ کیا اور اس بل کا راستہ روک دیا گیا۔

97ء کے الیکشن میں گو کہ میں عرصہ سوا سال سے جیل میں تھا اس کے باوجود اس طلسماتی الیکشن میں صوبائی اسمبلی کی سیٹ پر کامیاب ہو گیا جبکہ پنجاب کی 240 سیٹوں میں سے پیپلز پارٹی صرف دو سیٹیں حاصل کر سکی۔ میرے مقابلہ میں قومی اسمبلی کی سیٹ پر مسلم لیگ نے ایک ایسے شخص کو ٹکٹ دیا جو دو مرتبہ پی پی پی کے ٹکٹ پر مجھ سے شکست کھا چکا تھا۔ اس سے بڑھ کر لوٹوں کی حوصلہ افزائی کیا ہو گی۔

شیعہ سنی اختلافات اصولی اور بنیادی ہیں

سوال:- مولانا صاحب ملک میں فرقہ واریت اور دہشت گردی کی کیا وجوہات ہیں؟

جواب:- ملک میں فرقہ وارانہ فسادات کا اصل سبب اور وجوہات جاننے کیلئے چند اصولی باتوں کو جاننا از حد ضروری ہے- پہلی بات یہ کہ شیعہ سنی اختلافات اصولی اور بنیادی ہیں صدیوں سے ہیں اور شاید قیامت تک رہیں- یہی وجہ ہے کہ شیعہ جماعتوں نے از خود ان اختلافات کو نمایاں کرنے کیلئے اسکولوں میں شیعہ دینیات الگ پڑھانے کا مطالبہ تسلیم کرایا- اب اسکول کے بچہ بچہ کے ذہن میں یہ بات خود بخود پیدا ہو جاتی ہے کہ شیعہ دین الگ ہے اور سنی دین الگ ہے- دونوں الگ الگ نصابوں میں کلمے جدا جدا ہیں اور اسلام کی بنیادیں الگ الگ بیان کی گئی ہیں اور اسی طرح عام طبقوں میں شیعہ سنی امتیاز کا شعور پیدا کرنے کیلئے بھی 1980 میں شیعہ نے اسلام آباد سیکریٹریٹ کا گھیراؤ کر کے زکوۃ سے مستثنیٰ ہونے کا مطالبہ منظور کرایا- ان دو اہم باتوں سے شیعہ نے ملت اسلامیہ سے خود کو قصداً الگ حیثیت میں ظاہر کیا- اور پھر انقلاب ایران کے بعد پاکستان میں ایرانی مفادات کیلئے اس حد تک آگے قدم بڑھائے کہ پاکستان کے حکمرانوں کو واجب القتل قرار دیا جانے لگا- اس سیاسی تشدد کے ساتھ ساتھ مذہبی طور پر وہ انداز اختیار کئے گئے کہ ایسے یقین ہونے لگا جیسے ایک اقلیتی طبقہ اس ملک میں اکثریت پر اپنے خیالات بزور مسلط کرنا چاہتا ہے- ایک طرف ایرانی انقلاب کے رہنما آیت اللہ خمینی کی تصانیف کے اردو تراجم ملک میں عام کئے جانے لگے جن میں صاف صاف انداز میں خلفاء راشدین حضرت ابو بکرؓ حضرت عمرؓ حضرت عثمانؓ اور جلیل القدر صحابہؓ کرام کو کافر، زندیق تک معاذ اللہ قرار دیا گیا ہے اگر کسی کو شک ہو تو وہ خمینی صاحب کی کشف الاسرار صفحہ نمبر 119 ولایت فقیہ

(حکومت اسلامی) اور صحیفہ انقلاب شائع کردہ تحریک نفاذ فقہ جعفریہ کا مطالعہ کر سکتا ہے- دوسری طرف پاکستان سے ایسے مصنفین میدان میں اتر آئے خصوصاً تحریک جعفریہ کے ہیڈ کوارٹر جامعہ المنتظر کے صدر مدرس غلام حسین نجفی جیسے مصنفین جنہوں نے بیسیوں ایسی کتب چند سالوں میں مارکیٹ کی زینت بنا دیئے جن کا ایک ایک صفحہ ازواج مطہرات اور خلفاء راشدین و اصحاب رسولؐ کی گستاخی سے بھرا ہوا تھا- موجودہ پنجاب حکومت کے قائم کردہ علماء بورڈ نے گزشتہ ایک سال میں ایسی ساٹھ سے زائد کتب کا مکمل جائزہ لیکر ان کتب کو خرافات اور ھفوات کا مجموعہ قرار دیکر ان پر پابندی لگانے کی سفارش کر کے ہمارے موقف کی تصدیق کر دی ہے اب ایسی صورت میں جب پاکستان میں شیعہ طبقہ سیاسی و مذہبی طور پر تشدد اور دھونس کے ساتھ بے لگام ہو کر آگے بڑھ رہا تھا تو ردعمل کے طور پر کسی جماعت کا معرض وجود میں آنا ایک فطری امر تھا چنانچہ 6 ستمبر 1985 کو سپاہ صحابہؓ کا قیام عمل میں آیا-

اس جماعت کے بانی مولانا حق نواز جھنگوی نے پانچ سال تک دلائل سے شیعہ کی طرف سے اسلام کے بنیادی ارکان اور اصحاب رسولؐ پر اٹھائے جانے والے اعتراضات کا نہ صرف رد کیا بلکہ برملا طور پر اس موقف کو پیش کیا کہ تحریف قرآن مجید' اور تکفیر اصحاب رسول کا پرچار کرنا کفر ہے اور جو لوگ اسلام کی ان مقدس شخصیات پر کفر کے فتوے صادر کرتے ہیں وہ خود مسلمان نہیں ہو سکتے حیرت کی بات ہے کہ جن لوگوں کے مذہبی انقلابی پیشواؤں نے اور پاکستان میں ان کے ذمہ دار اداروں کے مصنفین نے مسلسل نفرت اور اشتعال انگیز لٹریچر کی اشاعت کی ابتداء کی آج وہی لوگ خود کو پارسا ظاہر کر کے سارا الزام سپاہ صحابہؓ پر دھرنے کی کوشش کر رہے ہیں- بھلا یہ کیسے ممکن ہے کہ ایک طبقہ جماعت صحابہؓ کو تو کافر قرار دے اور

خود اپنے لئے یہ امید رکھے کہ اصحابؓ رسولؐ کے ماننے والے اسے اپنا بھائی تسلیم کریں۔ یہ بات محض ایک مغالطہ کے طور پر کہی جاتی ہے کہ ہم صحابہؓ کا احترام کرتے ہیں سوال یہ ہے کہ جب آپ کے محمد بن یعقوب کلینی' ملاں باقر مجلسی' آیت اللہ خمینی اور جامعہ النظر جیسے اہم ادارے بر ملا خلفاء راشدین اور ازواج مطہرات کی تکفیر کرتے ہیں اور آپ پھر بھی ان شخصیات کو اپنا مذہبی پیشوا تسلیم کرتے ہیں تو پھر کس طرح باور کر لیا جائے کہ آپ کا نظریہ اور ہے اور اگر حقیقت میں آپ کا نظریہ مختلف ہے تو آپ نے کب حضرت ابوبکر صدیقؓ، عمرت عمر فاروقؓ حضرت عثمان غنیؓ حضرت عائشہ صدیقہؓ جیسی مسلمہ شخصیات کے بارے میں کسی سیمینار یا پروگرام کا انعقاد عمل میں لا کر اچھے خیالات کا اظہار کیا ہے کیا کبھی پاکستان میں ایران کے پندرہ خانہائے فرہنگ کو توفیق ہوئی کہ وہ کبھی اس طرح کا پروگرام بھی منعقد کرتے۔ میں نے اس عنوان پر چند کتب اور چند مصنفین کا ذکر بڑی ذمہ داری سے کیا ہے ورنہ ایسی کتب کی تعداد ہزاروں تک ہے اور مصنفین بھی بیسیوں ہیں۔ مولانا حق نواز جھنگوی کا اس زہریلے اور اسلام دشمن پروپیگنڈہ کیخلاف صداء احتجاج بلند کرنا ایمانی غیرت او ردینی حمیت کے باعث تھا یہی وجہ ہے کہ ان کی آواز دیکھتے ہی دیکھتے پورے ملک میں گونج اٹھی لیکن اس حقیقت سے دشمن بھی انکار نہیں کر سکتا کہ مولانا حق نواز کی زندگی میں ان کی تقریروں کے باعث کسی جگہ نہ تو کوئی شیعہ سنی فساد ہوا اور نہ ہی کوئی شیعہ لیڈر یا عام آدمی گولی کا نشانہ بنا مگر شیعہ سنی فسادات کا آغاز اس وقت ہوا جب 22 فروری 1990 کو جھنگ میں مولانا حق نواز کو رات کی تاریکی میں گھر سے باہر بلوا کر گولیوں کا نشانہ بنایا گیا۔

حالانکہ مولانا حق نواز نے اپنی شہادت سے سات روز قبل 16 فروری کو جمعہ کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے یہ انکشاف کیا تھا کہ مجھے مصدقہ ذرائع سے

اطلاع ملی ہے کہ مجھے 20 سے 25 فروری کے دوران قتل کرادیا جائیگا انہوں نے بذریعہ خطوط صوبائی اور مرکزی حکومت کو اس سازش سے آگاہ بھی کیا لیکن حکومت نے ان کے تحفظ کیلئے کوئی انتظام نہیں کیا اور پھر مولانا نے اپنی زندگی میں جن پانچ سازشی افراد کے نام بتائے تھے کہ میرے قتل کے یہ لوگ ذمہ دار ہونگے حکومت نے انہیں شامل تفتیش تک نہیں کیا- آج اگرچہ مولانا کے قتل میں بطور آلہ استعمال ہونیوالے 4 قاتلوں میں سے دو کو سزائے موت اور دو کو عمر قید سزا عدالت سنا چکی ہے اور ان قاتلوں کا تعلق تحریک جعفریہ سے ہے لیکن اصل سازشی عناصر کے چہرے اب تک حکومت بے نقاب کرنے کو تیار نہیں ہے- میں دیانتداری سے یہ سمجھتا ہوں کہ پاکستان کی ہر حکومت ایرانی دباؤ کے تحت ان تمام لیڈروں اور سازشیوں کو تحفظ فراہم کرنے پر مجبور رہتی ہے جو پاکستان میں علامہ احسان الٰہی ظہیر' مولانا حق نواز جھنگوی' مولانا الایثار القاسمی' مولانا ضیاء الرحمٰن فاروقی جیسے عظیم رہنماؤں اور لیڈروں کے قتل میں براہ راست ملوث ہیں جبکہ ان نام نہاد لیڈروں کی ملک میں اتنی بھی سیاسی حیثیت نہیں ہے کہ وہ کسی بلدیاتی حلقہ سے کونسلر ہی منتخب ہو جائیں- اس ملک میں ہر اس جماعت اور لیڈر کو تحفظ حاصل ہے جو کسی غیر ملکی حکومت کا آلہ کار ہے اور یہاں قانون صرف ان لیڈروں کیخلاف حرکت میں آتا ہے جو محب وطن ہوں اور ان کا باہر کے ملکوں سے کوئی تعلق نہ ہو ورنہ اگر مولانا ضیاء الرحمٰن فاروقی جیسے عظیم لیڈر اور میرے جیسے ممبر قومی اسمبلی ایف آئی آر میں محض نام آجانے پر سالہا سال جیل جاسکتے ہیں تو بیسیوں قتل کی FIR میں نامزد نام نہاد لیڈر کس لئے گرفتار نہیں ہوسکتے- یہی وجوہات تھیں کہ جن کی وجہ سے مولانا حق نواز جھنگوی اور دیگر قائدین کی شہادت کے بعد رد عمل کے طور پر جھنگ اور دوسرے شہروں میں جذباتی نوجوانوں نے ذاتی حیثیت میں قانون ہاتھ میں لینے کی

کوشش کی۔ لیکن ہم نے ہر موقعہ پر ایسے عناصر کی حوصلہ شکنی کی اور ان کے ان اقدامات سے برأت کا اظہار کیا اور انہیں قانون کے سپرد کرنے میں تعاون کیا۔ لیکن ہمیشہ ہمارے تعاون اور امن پسندی کو ہماری کمزوری سے تعبیر کیا گیا اور الٹا پہلے سے زیادہ ہمیں لاشیں اٹھانے پر مجبور ہونا پڑا۔

اس وقت پاکستان میں کوئی مذہبی قوت اسٹیٹ سے زیادہ طاقتور نہیں ہے

سوال:۔ مولانا صاحب وہ قوتیں کون ہیں جو سٹیٹ کے خلاف متحرک ہیں اور سٹیٹ سے زیادہ طاقتور ہو چکی ہیں۔

جواب:۔ اس وقت پاکستان میں کوئی مذہبی قوت سٹیٹ سے زیادہ طاقتور نہیں ہے اور نہ ہی سٹیٹ کیخلاف متحرک ہے ہاں جن مذہبی قوتوں کو غیر ملکی سرپرستی حاصل ہے اور حکمران طبقہ کی حلیف ہیں وہ خود کو ہر قانون کی گرفت سے بالاتر سمجھنے کی حماقت میں مبتلا ہیں اور حکمرانوں کی ضرورت سے زیادہ مصلحت اندیشی اور سیاسی ضرورت نے ان قوتوں کے حوصلوں میں اضافہ کر دیا ہے۔ اس طرح حکمرانوں نے ملک میں مذہبی فسادات کا راستہ کئی مواقع پر خود بھی ہموار کیا ہے تاکہ اس کی آڑ میں ایک طرف اپنے مخالفین کو انتقام کا نشانہ بنایا جائے دوسری طرف اسلام کے نفاذ میں ان اختلافات کو رکاوٹ ثابت کیا جاسکے تیسری طرف اپنی ناکامیوں اور ملک میں بڑھتی ہوئی بے روزگاری، اقتصادی بدحالی، مہنگائی اور افراط زر کی ذمہ داری ان پر ڈالی جاسکے ورنہ مٹھی بھر دہشت گرد اور ان کے سرپرست حکومت کی دست برد سے ہرگز باہر نہیں ہیں۔

سوال:۔ کیا آپ سمجھتے ہیں کہ حالیہ دہشت گردی، شیعہ، سنی تنازعہ ہے؟

جواب:- اس وقت پاکستان میں جو دہشت گردی ہو رہی ہے یہ سابقہ شیعہ سنی فسادات کا بھی تسلسل ہے- لیکن اب فرق یہ ہے کہ پہلے اس طرح کے واقعات انفرادی اور مقامی سطح کے ہوتے تھے اب دہشت گرد عناصر باضابطہ گروپوں کی شکل اختیار کر چکے ہیں اور اس میں بہت بڑا کردار پولیس کا بھی ہے جس نے چھوٹے چھوٹے جرائم میں ملوث نوجوانوں کو اشتہاری بنا کر دہشت گردوں کو افرادی قوت مہیا کی ہے- یہی وجہ ہے کہ جب شیعہ سنی فسادات کا باعث بننے والے عوامل کے سدباب کیلئے یکجہتی کونسل یا سپریم کورٹ کی سطح پر کوئی مخلصانہ قدم اٹھایا گیا تو ان فسادات میں واضح ٹھہراؤ پیدا ہوا اور ایسے گروپوں کی جانب سے کم از کم سپریم کورٹ کے سابق چیف جسٹس سجاد علی شاہ پر نہ صرف مکمل اعتماد کا اعلان کیا گیا بلکہ اس سلسلہ میں اپنی تجاویز تک پیش کی گئیں- ورنہ اگر یہ فسادات محض دہشت گردی ہوتے تو اشتہاریوں کے مسلح گروپ بات چیت اور مذاکرات سے مسئلہ حل کرنے کے فارمولے کو ہرگز تسلیم نہ کرتے-

سوال:- کیا آپ کے پاس دہشت گردوں کے متعلق کچھ معلومات ہیں؟

جواب:- دہشت گردوں کے بارے میں اس وقت جس قدر حکومت کے پاس اور ایجنسیوں کے پاس معلومات ہیں شاید اتنی معلومات خود دہشت گردوں کو اپنے بارے میں بھی نہ ہوں- میں اور میری جماعت ہر حکومت کو ملک و قوم کی خدمت سمجھ کر دہشت گردوں کے بارے میں معلومات فراہم کرنے کو ہر وقت تیار ہیں لیکن شرط یہ ہے کہ حکومت پھر دہشت گردوں کی پناہ گاہوں پر موثر ہاتھ ڈالے- ہمارا تجربہ تو آج تک کا یہ ہے کہ حکومت ہمیشہ خانہ پری کرنے اور محض نمبر بنانے کے طریقہ پر کاربند رہی ہے اور بعض اوقات تو کبوتر کی طرح آنکھیں بند کرنے پر مجبور ہو جاتی ہے تاکہ دہشت گرد آسانی سے اپنا کام مکمل کر لیں-

سوال:- دہشت گردی کو روکنے کیلئے حکومت کو کیا اقدامات کرنے چاہئیں؟

جواب:- دہشت گردی کی روک تھام کیلئے حکومت کو پہلے تو شیعہ اور اہلسنت کی نمائندہ جماعتوں کے ساتھ بامقصد مذاکرات کرنے اور برابری کی بنیاد پر کارروائی کی یقین دہانی کرانے کے ساتھ ساتھ شیعہ سنی فسادات کو جنم دینے والے عوامل کا جائزہ لینا چاہئے اور پھر ایسے عوامل کے سدباب کیلئے موثر قانون سازی کرنی چاہئے۔ بعد ازاں دہشت گرد گروپوں کے جو لیڈر زیر حراست ہیں اسے بھی گفت و شنید کر کے دہشت گردوں کیخلاف موثر کارروائی اس طرح عمل میں لانی چاہئے کہ پھر جو جماعت بھی دہشت گرد عناصر کی پشت پناہی کرے اس پر بلا لحاظ ہاتھ اٹھا لینا چاہئے۔ اگر پھر بھی غیر ملکی دباؤ کا شکار ہو کر یا اپنے سیاسی مفادات کی طرف نظر کرنا ہو تو پھر کبھی کامیابی نہ ہو گی۔ آج تک انہی وجوہات کے باعث ملک میں دہشت گردی پر قابو نہیں پایا جا سکا ہے۔

سوال:- موجودہ حکومت کے احتسابی عمل اور اقتصادیات پر آپ کیا تبصرہ کریں گے؟

جواب:- موجودہ حکومت کا احتسابی عمل محض پریس کانفرنس اور دعوؤں سے آگے نہیں بڑھا ہے اور پھر احتساب صرف اور صرف اپوزیشن تک محدود کرنے کی کوششیں جاری ہیں جبکہ کالی بھیڑوں کی حکمران طبقہ میں بھی کوئی کمی نہیں ہے۔ اب تو یہ آواز بھی اٹھنا شروع ہو گئی ہے کہ احتساب کرنے والے ہاتھ خود کلائیوں تک کرپشن مین آلودہ ہیں۔ دوسری طرف ملک کی اقتصادی بدحالی کا یہ عالم ہے کہ دن بدن روپے کی قیمت گرتی جا رہی ہے۔ مہنگائی' بے روزگاری کا عفریت باہر آ چکا ہے ملک کی صنعتیں جام ہو رہی ہیں۔ پیداوار میں کمی کا سلسلہ تیزی سے جاری ہے۔ سخت شرائط پر قرضے لیکر ذاتی عیاشی اور غیر ترقیاتی کاموں پر خرچ کئے جا رہے ہیں۔ قوم کو

روشن مستقبل کے سہانے خواب دکھانے اور نعروں کے ذریعہ انقلاب برپا کرنے کی پالیسیوں پر عمل جاری ہے۔

نمائندہ روزنامہ جنگ اٹک کے سوالات کے جوابات پر مشتمل انٹرویو

سوال نمبر 1-اے این پی / مسلم لیگ کے درمیان ٹوٹنے والے اتحاد اور پیپلز پارٹی و اے این پی کے درمیان سمجھوتے اور بے نظیر کی اے این پی کی راہنماؤں سے ملاقاتوں پر تبصرہ کریں؟

جواب- مسلم لیگ اور اے این پی کے مابین اتحاد محض وقتی وغیر نظریاتی قسم کا اتحاد تھا جس کی مشترکہ بنیاد حکومت حاصل کرنا اور اہم عہدوں پر فائز ہو کر مفادات کا حصہ تھا-چونکہ ملک میں تیزی کے ساتھ حکومتیں بدلتی رہیں اور دونوں جماعتیں باہم اتحاد کی بدولت زیادہ سے زیادہ سیٹیں حاصل کرنے میں کامیاب ہوتی رہیں تو یہ اتحاد جاری رہا-اب جب پہلی مرتبہ اے این پی نے اپنے نظریات اور جماعتی سوچ کا اظہار شروع کیا تو نتیجہ کھل کر سامنے آگیا-دراصل حقیقت یہ ہے کہ اے این پی کا اتحاد مسلم لیگ سے نہیں بلکہ میاں نواز شریف صاحب سے تھا اور میاں صاحب گو اب تو مسلم لیگ کے صدر ہیں لیکن ان کا ماضی اس بات پر گواہ ہے کہ انہوں نے تحریک استقلال سے اپنی سیاست کا آغاز کیا اور پھر مفادات کیلئے وہ پارٹیاں بدلنے- ہارس ٹریڈنگ کرنے بلند وبانگ نعروں اور پر فریب وعدوں کے ذریعہ کبھی دینی جماعتوں کو

ساتھ لیکر حکومت حاصل کرنے میں کامیاب ہوئے اور کبھی لادین و صوبائیت و لسانیت کی علمبردار جماعتوں کو ہمراہ لیکر اقتدار کے زینے تک پہنچنے کی کوشش کرتے رہے ہیں۔انہوں نے اپنے اتحادیوں کے ساتھ ہمیشہ ایسے وعدے کئے ہیں جن کا پورا کرنا ان کے بس میں نہ تھا۔ مثال کے طور پر میاں صاحب نے سابقہ دور میں شریعت بل کے عنوان پر دینی جماعتوں سے کئے ہوئے وعدہ کو کس طرح توڑا اور مولانا سمیع الحق' قاضی حسین احمد کو الگ ہونے پر مجبور کیا اور اب یہی حال انہوں نے اے این پی سے کیا جہاں تک بے نظیر صاحبہ کا اے این پی سے رابطہ بڑھانا ہے۔ تو ایک بات ان دونوں جماعتوں میں مشترک ہے کہ دونوں جماعتیں سیکولرازم کی علمبردار ہیں اور پھر پی پی پی سرحد کے نمائندے پختون خواہ کی حمایت اسمبلی میں بھی کر چکے ہیں۔اے این پی موجودہ حکومت کو بے نظیر کی طرف رجوع کر کے اپنی اہمیت کا احساس دلانا چاہے گی اور بے نظیر صاحبہ کو اسمبلی و سینٹ میں ایک مضبوط و موثر اتحادی کا ساتھ نصیب ہو جائے گا۔جو اس وقت پی پی پی کی ضرورت ہے یہ بات تو تقریباً یقینی ہے کہ عوامی اتحاد کی موجودہ شکل میں اے این پی شریک نہیں ہو گی تاہم اسمبلی اور سینٹ میں مشترکہ جدوجہد اور سرحد اسمبلی میں دونوں جماعتوں کا کردار سیاسی میدان میں کافی تبدیلیوں کا پیش خیمہ ثابت ہو سکتا ہے۔

سوال نمبر2۔پنجاب بھر میں ہونیوالی موجودہ دہشت گردی کا آپ کسے ذمہ دار ٹھہراتے ہیں جبکہ حکومت "را" کو اس کا ذمہ دار ٹھہراتی ہے حقیقت سے پردہ اٹھائیں؟

جواب۔جہاں تک پنجاب میں بم دھماکوں کا تعلق ہے اور ٹرینوں اور اجتماعی مقامات پر ہونے والی تخریب کاری کا تعلق ہے اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ اس میں سو فیصد "را" ملوث ہے لیکن جہاں تک ممتاز علماء کرام' مفتیان کرام اور سنی و شیعہ

راہنماؤں کے قتل کے واقعات کا تعلق ہے اس میں یقینی طور پر اب وہ گروہ ملوث ہو چکے ہیں جنہیں ملکی ایجنسیوں کی مکمل سرپرستی حاصل ہے اور جو گروہ صرف اس لئے معرض وجود میں لائے گئے تھے تاکہ مذہبی میدان میں کام کرنے والی جماعتوں کو تقسیم کیا جاسکے اور انہیں بدنام کیا جاسکے ان اشتہاری گروہوں کو مزید تقویت دینے کیلئے پنجاب کی پولیس اور حکومت کا کردار بھی اہم ہے کہ اس نے معمولی معمولی نوعیت کے الزامات میں ملوث نوجوانوں کو اشتہاری قرار دے کر مخصوص گروپوں کو افرادی قوت مہیا کرنا شروع کردی ہے- میرا سوال یہ ہے کہ جب شیعہ اور سنی جماعتیں خصوصاً سپاہ صحابہؓ اور تحریک جعفریہ باقی تین صوبوں میں بھی موجود ہیں تو پھر ان تین صوبوں میں قتل وغارتگری کیوں نہیں ہورہی ہے-جواب اس کا صرف اور صرف یہی ہے کہ وہاں پر صوبائی حکومتوں نے ابھی تک ان جماعتوں سے تعلق رکھنے والے نوجوانوں کو اشتہاری قرار دیکر ان پر عرصہ حیات تنگ کر کے انہیں کسی دہشت گرد گروپ کا حصہ بننے پر مجبور نہیں کیا ہے اور نہ ہی ان تین صوبوں میں لشکر جھنگوی قائم کر کے سپاہ صحابہؓ کو تقسیم کرنے یا ٹھوکر نیاز بیگ کے مخصوص گروہ جیسا کوئی گروہ تیار کر کے اہلسنت کے لیڈروں کو نشانہ بنانے کیلئے سرکاری سطح پر کوئی کوشش کی گئی ہے جیسے پنجاب میں کی گئی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ سپاہ صحابہؓ سے اپنی پرانی شکست کا بدلہ لینے کیلئے میاں نواز شریف اور شہباز شریف صاحب نے جس طرح مجھے ساڑھے تین ماہ چوھنگ کے ٹارچر سیلوں میں تشدد کا نشانہ بنوایا اور اسی طرح ہمارے قائد علامہ علی شیر حیدری اور ہمارے مرکزی صدر شیخ حاکم علی، مرکزی جنرل سیکریٹری یوسف مجاہد، مرکزی ڈپٹی سیکریٹری علامہ شعیب ندیم مرکزی سیکریٹری مالیات شیخ اشفاق احمد کو ایک سال کے اندر اندر چوہنگ میں مہینوں بند کر کے ٹارچر کرایا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ میاں برادران سپاہ صحابہؓ کو

تقسیم کرا کر ختم کرنے اور تشدد کے ذریعہ اس جماعت کا راستہ روکنے کا پروگرام بنائے ہوئے ہیں- مزے کی بات یہ ہے کہ سوا سال سے اس تشدد اور تمام تر ریاستی ہتھکنڈوں کے باوجود سپاہ صحابہؓ کے کسی ایک مرکزی صوبائی ضلعی حتیٰ کہ کسی تحصیل کے عہدیدار پر کوئی الزام ثابت نہیں کیا جاسکا ہے- دوسری طرف یہی الزامات تحریک جعفریہ کے لیڈران پر موجود ہیں لیکن وہ حکومت کی بغل میں آرام کر رہے ہیں- کیونکہ انہیں غیر ملکی مکمل سرپرستی نصیب ہے-

سوال نمبر3- کیا موجودہ حکومت نے عوام سے بھاری مینڈیٹ لیا ہے کیا یہ اپنی مدت پوری کریگی؟

جواب- جہاں تک بھاری مینڈیٹ کی بات ہے تو اس بات سے ہر خاص وعام بخوبی آگاہ ہے کہ الیکشن 97ء میں عوام نے جس سرد مہری کا ثبوت دیا اور الیکشن کا بائیکاٹ کیا اس کے مطابق 3 فروری کی شام کو ملکی وغیر ملکی ذرائع ابلاغ کی متفقہ آواز تھی کہ 25 سے 30% فیصد کے درمیان ووٹ کی شرح کاسٹنگ ہے اور یہی شرح اس روز شام کے وقت صدر فاروق لغاری سے تسلیم کی تھی لیکن جب نتائج آنے لگے تو ووٹ کاسٹنگ 45% فیصد پہنچ گئی جو کہ کرشماتی دھاندلی کا منہ بولتا ثبوت ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ مہنگائی' بے روزگاری اور بے نظیر دور کی لوٹ مار کے باعث عوام کی طرف سے اگر مسلم لیگ کو بھرپور کامیابی حاصل ہوئی بھی ہے تو آج صرف ایک سال بعد وہی عوام حکومت سے بیزاری کا اعلان کرنے پر مجبور ہو چکی ہے کیونکہ ہر طرف لوٹ مار' قرضوں کو ری شیڈول کرانے' بے روزگاری بڑھنے' بجلی' گیس' پیٹرول' آٹا اور اشیاء ضرورت کی قیمتوں کے بڑھنے سے عوام اسی طرح مسلم لیگ سے متنفر ہو چکے ہیں جس طرح پیپلز پارٹی سے ہوئے تھے- مثال کے طور پر صرف تاجران کو دیکھ لیں کل تک وہ مسلم لیگ کے ہراول دستہ کا کردار ادا کر رہے تھے آج

وہی حکومت کیخلاف ہڑتالیں کررہے ہیں جس کا واضح مطلب یہ ہے کہ مسلم لیگ حکومت اپنا اعتماد کھو چکی ہے اور عوام کی طرف سے جو اسے مینڈیٹ ملا تھا وہ دم توڑ چکا ہے لہٰذا اخلاقی طور پر حکومت کو اب عوام پر مزید مسلط رہنے کا کوئی حق حاصل نہیں ہے- جہاں تک پانچ سال مدت پوری کرنے کی بات ہے-بظاہر تو ایسے لگتا ہے کہ نئی صدی کا سورج دیکھنے سے قبل ہی حکمران اپنے گھروں میں پہنچ چکے ہونگے- کیونکہ جب ملک معاشی طور پر بدحالی کا شکار ہو کر عوام کیلئے قید خانہ کا نظارہ پیش کریگا تو پھر عوام کے طوفان کو روکنا حکومت کے بس میں نہیں ہوگا- تاہم اگر وہ اقتدار پر رہے بھی تو ایک ایک دن ملک و قوم کے لئے تباہی کا باعث ہوگا-

سوال نمبر 4- پیپلز پارٹی اور اے این پی کے سمجھوتے کے کیا اثرات ہونگے ؟

جواب- جیسے کہ میں پہلے بھی بتا چکا ہوں کہ ان دونوں جماعتوں کے سمجھوتہ سے ایک تو حکومت اب کسی آئینی ترمیم کرانے کی پوزیشن میں ہرگز نہیں رہ جائیگی خاص طور پر سینٹ میں عام قوانین بنوانے میں حکومت کو سخت مشکلات درپیش ہونگی-دوسرے سرحد اسمبلی اب زیادہ دیر تک قائم نہیں رہ سکے گی-وہ آج نہیں تو کل ضرور برخواست ہوگی- بشرطیکہ حکومت سے ہارس ٹریڈنگ نہ کی-مزید برآں سندھ اور بلوچستان میں بھی کئی تبدیلیوں کا راستہ ہموار ہوگا-

سوال نمبر 5- علامہ طاہر القادری عوامی اتحاد کے سربراہ ہیں اس پر کیا خیال ہے ؟

جواب- پاکستان عوامی اتحاد کا قیام اور علامہ طاہر القادری صاحب کا ایک مرتبہ پھر میدان سیاست میں قدم رکھنا اور اس نئے اتحاد کا صدر بننے کا فیصلہ جس ڈرامائی انداز میں ہوا ہے اس سے یہ بات یقینی نظر آتی ہے کہ یہ اتحاد محض نام کا اتحاد ہے کئی جماعتوں نے تو اس اتحاد کا حصہ بننے سے ہی انکار کردیا ہے حالانکہ ان کے راہنماؤں کے فوٹو اور نام تک اخبارات میں آچکے تھے جبکہ ان کا کہنا ہے کہ وہ تو محض کھانے کی

دعوت پر گئے تھے- پھر خود پی پی جیسی بڑی پارٹی کا ایک طرف ہو کر اس اتحاد کا ڈھول علامہ قادری صاحب کے گلے میں ڈال دینا اور علامہ صاحب کا عورت کی سربراہی پر گومگو کا انداز اختیار کرنا اور ادھر اے این پی اور خود پی پی تک کا علامہ صاحب کی صدارت سے خوش نہ ہونا اور اس اتحاد کے مقاصد کے بارے میں اتحاد کے راہنماؤں کا متضاد انداز میں بیانات جاری کرنا ہی اس نام نہاد اتحاد کی حقیقت کو اجاگر کرتا ہے اب اگر علامہ قادری صاحب سے ایک سال پورا ہونے سے پہلے صدارت واپس لی گئی تو تب مسئلہ ہوگا اور اگر وہ صدارت پر قائم رہے تو پیپلز پارٹی سمیت باقی کئی جماعتوں کا رول محض برائے نام ہوگا-

پھر اس عوامی اتحاد کا محض نام ہی نیا ہے' ورنہ سوائے قادری صاحب کے باقی تو اس میں P.D.F ہی ہے بلکہ وہ بھی پورا نہیں ہے-اس لئے اس عوامی اتحاد سے ملکی سیاست میں کسی قسم کی تبدیلی یا کم از کم ہلچل کا کوئی امکان نہیں ہے تاہم اتنا ضرور ہے کہ اب اتحادوں کی سیاست کا آغاز ہو گیا ہے جو کسی بھی تبدیلی کا نقطہ آغاز ہوتا ہے-

ہماری جماعت کا اور میرا

"مولانا فضل الرحمٰن" سے کوئی اختلاف نہیں

روزنامہ "مرکز" اسلام آباد میں 31 مارچ 98ء کو شائع ہونے والا انٹرویو

س:- پی پی نے موجودہ حکومت کیخلاف تحریک چلانے کا اعلان کیا ہے آپ کی جماعت اس بارے میں میں کیا لائحہ عمل تیار کریگی؟

ج:- اس سوال کے جواب سے قبل ایک بات کی وضاحت ضروری ہے تاکہ اس سوال اور دیگر سوالات کے جوابات سمجھنے میں آسانی ہو سکے سپاہ صحابہؓ اپنے دستور و منشور کے اعتبار سے خالصتاً ایک مذہبی اور غیر سیاسی جماعت ہے جسکا مقصد پاکستان کی ساڑھے ستانوے فیصد سنی آبادی کے حقوق کا تحفظ کرنا اور نوجوانوں میں خوف خدا عشق مصطفیٰ اور حب اصحابؓ رسول کا جذبہ بیدار کر کے انہیں اسلام کا سچا سپاہی بنانے اور ملک میں نظام خلافت راشدہ کے احیاء کیلئے فضاء ہموار کرنا ہے- تاہم سپاہ صحابہؓ کی مرکزی مجلس شوریٰ کی اجازت سے جماعت کا کوئی بھی مرکزی یا صوبائی راہنما یا کارکن قومی و صوبائی اسمبلی کے الیکشن یا کونسلری کے انتخاب کیلئے حصہ لے سکتا ہے مگر الیکشن وہ کسی دینی جماعت کے پلیٹ فارم یا آزاد حیثیت سے لڑے گا جیسے کہ الیکشن 88ء میں اس جماعت کے بانی مولانا حق نواز جھنگوی نے جمعیت علماء اسلام (ف) کے ٹکٹ پر الیکشن 90ء میں مولانا ایثار القاسمی نے مولانا سمیع الحق کے کوٹہ

سے آئی جے آئی کے ٹکٹ پر مارچ 92ء کے ضمنی الیکشن میں خود میں نے جمعیت علماء اسلام (س) کے ٹکٹ پر الیکشن 93ء میں خود میں نے متحدہ دینی محاذ کے ٹکٹ پر اور الیکشن 97ء میں میں نے مسلم اتحاد پاکستان کے ٹکٹ پر الیکشن لڑا۔ سیاسی میدان میں ہماری پالیسی پر اگرچہ سپاہ صحابہؓ کی نظریاتی چھاپ خوب ہوتی ہے تاہم جس جماعت کا ٹکٹ حاصل کیا ہو اس جماعت کی پالیسی اپنانا لازمی سمجھا جاتا ہے اب میں آپ کے سوال کی طرف آتا ہوں کہ سپاہ صحابہؓ نے آج تک کسی روایتی سیاسی جماعت کے ساتھ ملکر کسی حکمران کیخلاف تحریک میں باضابطہ حصہ نہیں لیا ہے جیسے کہ تحریک نجات میں میاں نواز شریف کی خواہش کے باجود اس کا حصہ بننے سے اعراض کیا گیا تھا تاہم اگر کرپٹ اور ملک دشمن حکمرانوں کیخلاف کسی مذہبی و دینی قوت نے کوئی تحریک چلائی ہے تو اس کی اخلاقی حمایت کی ہے جیسے قاضی حسین احمد صاحب کی دھرنہ کی حمایت کی گئی تھی۔

PPP کی نواز شریف حکومت کیخلاف تحریک کو ہم محض چہرے کی تبدیلی یا احتساب سے بچنے کی مہم کے سوا کچھ نہیں سمجھتے ہیں اور پھر ہم مسلم لیگ اور پیپلز پارٹی کے مابین سوائے نام کے اور کوئی نظریاتی فرق نہیں سمجھتے ہیں اور امریکی پالیسیوں کے تحت ملک کو چلانے کیلئے باری باری آنے جانے کے کھیل کا حصہ سمجھتے ہیں اس لئے ایسی کسی تحریک کا حصہ تو کجا ہم حمایت تک کیلئے تیار نہیں ہیں ہاں اگر کوئی صالح قیادت اعلیٰ دینی و قومی مقاصد کے حصول کیلئے میدان میں آتی ہے تو سپاہ صحابہؓ کی مجلس شوریٰ اس کی حمایت کا فیصلہ کر سکتی ہے۔

س:- کیا آپ محسوس کرتے ہیں کہ مسلم لیگ کے ساتھ آپ کا اتحاد ہو سکتا ہے، اگر ہو سکتا ہے تو کن شرائط پر؟

ج:- میں نے مسلم اتحاد پاکستان کے پلیٹ فارم سے صوبائی اسمبلی کی سیٹ جیت کر

حلف اٹھانے کے بعد میاں شہباز شریف اور کئی مسلم لیگی دوستوں کے اصرار پر وزارت عالیہ کا ووٹ میاں صاحب کو کاسٹ کیا اور پھر میں نے اور حضرت مولانا منظور احمد چنیوٹی صاحب نے وزیر اعلیٰ پنجاب کو یقین دھانی کرائی کہ اگر آپ الیکشن میں کئے گئے وعدے کے مطابق ملک میں نظام خلافت راشدہ کا نفاذ کرنے میں مخلصانہ کوشش کریں گے تو آپ کو ہمارا مکمل تعاون حاصل ہوگا اور ہم دونوں اسمبلی میں شریعت گروپ کے نام سے حق کا ساتھ دینے اور ظلم کیخلاف آواز بلند کرنے کا فریضہ سر انجام دینگے۔اس پر بظاہر تو میاں شہباز شریف صاحب نے خوشی کا اظہار کیا لیکن ان کی خواہش پر مسلم لیگ میں شامل ہونے سے انکار پر انہوں نے دل میں جو بغض پیدا کر لیا تھا' اس کا اظہار انتقامی کارروائیوں کی شکل میں تاحال جاری ہے۔آج ایک سال کے تجربہ نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ مسلم لیگ کی طرف سے نظام خلافت راشدہ کا نعرہ محض ایک ڈھونگ تھا۔اب تو خود مسلم لیگ کے ساتھ ملکر الیکشن لڑنے والی دینی جماعتیں بھی ان کی پالیسیوں سے نالاں ہیں اور ساتھ چھوڑنے کی دھمکیاں دے رہی ہیں۔اگر حکومت کی پالیسیاں یہی رہیں تو ہم پہلے سے بھی بڑھ کر حکمرانوں کی دین دشمن پالیسیوں پر تنقید تو کریں گے مگر اتحاد نہیں کریں گے۔ہاں اگر مسلم لیگ حکومت صدق دل سے اس ملک میں اسلام کے نفاذ کیلئے کوئی کام کرتی ہے تو پھر اسے ہم سے رابطہ کرنے کی بھی ضرورت نہیں ہے۔ہم خود ان کے دروازے پر جا کر انہیں خراج تحسین پیش کریں گے۔کیونکہ میں وہ واحد ممبر اسمبلی ہوں جو جیل میں بیٹھ کر مسلم لیگ سے ایم' پی' اے کی سیٹ اس صوبہ میں جیت گیا ہوں جس میں پیپلز پارٹی نے کل دو سیٹیں جیتی ہیں۔حالانکہ اس کے وزیر اعلیٰ اور وفاقی و صوبائی وزراء نے اپنے حلقوں میں بے شمار ترقیاتی کام کرائے جبکہ میں نے بے نظیر کا آدھا دور بھی جیل میں گزارا تھا۔تو مقصد میرے جواب کا یہ ہے کہ مجھے عوام

نے صرف اور صرف اسلام کے نام پر منتخب کیا ہے- میری سیاست کا محور اور مرکزی نقطہ نظام خلافت راشدہ ہے- یہ نعمت ہمیں جس دروازے سے بھی ملے گی ہم اس دروازے پر چوکیداری کا فریضہ سرانجام دینے کو تیار ہیں-

مولانا سمیع الحق نے ہر موقع پر ہماری موقف کی بر ملا تائید کی

س:- مولانا فضل الرحمٰن کی جماعت کے ساتھ آپ کا اتحاد کیوں نہیں ہو سکتا؟

ج:- ہماری جماعت کا اور میرا مولانا فضل الرحمٰن سے کوئی اختلاف نہیں ہے- الیکشن کے موقع پر اہم ایسی جماعت کا ٹکٹ لینے میں زیادہ خوشی محسوس کرتے ہیں جس کے لیڈران سپاہ صحابہؓ کے مؤقف کی کھلی حمایت کرتے ہوں- تاکہ بعد میں کشیدگی پیدا نہ ہو- مولانا فضل الرحمٰن صاحب کی نسبت مولانا سمیع الحق نے ہر موقع پر ہمارے مؤقف کی بر ملا تائید کی تو 1990ء کے بعد سے ان کی طرف ہمارا رجحان زیادہ رہا- ورنہ مولانا فضل الرحمٰن صاحب سے نہ ہماری کوئی لڑائی ہے اور نہ ہی دوری ہے- میں نے 1994ء میں حج کے موقع پر مولانا فضل الرحمٰن کے ہمراہ کئی روز ایک ہی خیمہ میں گذارے ہیں اس موقع پر گھنٹوں ہماری باہم گفتگو ہوتی رہتی- آخر اس کا نتیجہ یہ ہوتا تھا کہ مولانا صاحب ہمارے مؤقف کی تو حمایت کرتے لیکن ہمارے طریقہ کار سے انہیں اختلاف رہتا اور آج بھی ان کا یہی نظریہ ہے- جہاں تک طریقہ کار کی بات ہے تو ہم بھی اس سے اختلاف رکھنے والوں کا مکمل احترام کرتے ہیں - ہمارا اتحاد ہر اس جماعت سے ہر وقت ہو سکتا ہے جو ہمارے مؤقف کو درست تسلیم کرتی ہو خواہ اسے ہمارے طریقہ کار سے اختلاف ہی کیوں نہ ہو-

س:- اس وقت ملک میں 19 مذہبی جماعتیں موجود ہیں کیا وہ سب اسلام کی خاطر ایک پلیٹ فارم پر اکٹھی نہیں ہو سکتیں؟

ج:- ملک میں اگر مذہبی جماعتوں کو شمار کیا جائے تو تعداد 19 کے بجائے شاید سو سے بھی زائد ہو جائے لیکن سیاسی میدان میں کردار ادا کرنے والی مذہبی جماعتیں صف در جن سے زیادہ نہیں ہیں اور ان جماعتوں کا باہم مل بیٹھنا اور اسلام کے نفاذ کیلئے مشترکہ جدوجہد کرنا کوئی ناممکن امر نہیں ہے- اب تک مشکل یہ رہی ہے کہ مسلم لیگ اور پیپلز پارٹی نے ان دینی جماعتوں کے باہم ایک ہی نام سے تقسیم ہونے والے گروپوں کو ساتھ ملا کر ایک طرف اپنا فائدہ اٹھایا اور دوسری طرف دینی جماعتوں کے اتحاد کا راستہ روکا- لیکن اب دینی و مذہبی جماعتیں ان ہر دو جماعتوں کی مفادات اور کرپشن پر مبنی سیاست سے بیزار ہو رہی ہیں اور ان کے مابین ایک دوسرے کیلئے کشش پیدا ہو رہی ہے جو کسی وقت بھی اتحاد کا باعث بن سکتی ہے- بلکہ میں تو یہ کہوں گا کہ مسلم لیگ کی موجودہ حکومت اگر صرف ایک سال اور برسر اقتدار رہ گئی تو ایک مضبوط "اسلامی اتحاد" کا وجود میں آنا یقینی ہو جائیگا-

حکومت پاکستان سپاہ صحابہؓ کے خلاف یکطرفہ طور پر انتقامی کارروائی جاری رکھے ہوئے ہے

س:- 23 مارچ کو سپاہ صحابہؓ نے جو تحریک چلانیکا اعلان کیا ہے اس کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے اور اس تحریک کے کیا نتائج برآمد ہونگے ؟

ج:- سپاہ صحابہؓ کی مرکزی مجلس شوریٰ کے اجلاس میں 23 مارچ سے جس احتجاجی تحریک کا اعلان کیا گیا ہے اس کی تفصیلات کا تو مجھے اس وجہ سے علم نہیں ہے کہ میری ملاقات مکمل طور پر بند ہے اور میرے خطوط سنسر ہوتے ہیں اور جماعتی پالیسیوں پر مبنی خطوط مجھ تک پہنچنے نہیں دیئے جاتے ہیں- میری معلومات چند اخبارات کی خبروں تک محدود ہیں تاہم یہ بات واضح ہے کہ اس تحریک کا مقصد کوئی

سیاسی ہر گز نہیں ہے بلکہ اس کے ذریعہ دنیا بھر کو اس حقیقت سے آگاہ کرنا ہے کہ حکومت پاکستان سپاہ صحابہؓ کیخلاف یکطرفہ طور پر انتقامی کارروائیاں جاری رکھے ہوئے ہے۔ایک طرف سپاہ صحابہؓ کی قیادت کو چند الزامات کے تحت ٹارچر سیلوں میں تشدد کا نشانہ بنایا جارہا ہے اس کے کارکنوں پر ریاستی جبر کے شرمناک حربے آزمائے جارہے ہیں جبکہ دوسری طرف ایسے ہی الزامات بلکہ اس سے کہیں سنگین نوعیت کے مقدمات میں ملوث لیڈروں کو حکمران اپنے سینہ سے چمٹائے ہوئے ہیں اور ان کی ناز برداریاں کی جارہی ہیں۔ حکومت نے اگر محض بوگس الزامات پر گرفتاریاں کر کے تفتیش کرنا ہی ہے تو پھر برابری کی بنیاد پر کرے اور گرفتار شدگان کو انصاف کے حصول کا مکمل موقع دے۔ورنہ محض 16MPO جیسے مقدمات میں اسمبلی کے ارکان کو سالہاسال جیل میں رکھ کر عوامی نمائندگی سے محروم کرنے اور دوسری طرف قاتلوں کو گود میں بٹھانے کا کیا جواز ہے؟

میں سمجھتا ہوں کہ سپاہ صحابہؓ حکمرانوں کی انتقامی کارروائیوں اور عدل و انصاف کے تقاضوں کو پامال کرنے کی ناپاک کوششوں سے پردہ اٹھانے میں ضرور کامیاب ہوگی اور اس کے ساتھ ساتھ سپاہ صحابہؓ پر لگائے جانے والے جھوٹے الزامات اور بھیانک سرکاری پروپیگنڈہ کا بھی کافی حد تک توڑ ہوگا۔

س:۔ جیل میں آپ کو جو سہولیات میسر ہیں کیا آپ ان سے مطمئن ہیں؟

ج:۔ جہاں تک جیل میں سہولیات کا تعلق ہے تو ان کی جیل کے قوانین کے مطابق تین صورتیں ہوتی ہیں۔

ا۔اے کلاس نمبر ۲'بی کلاس نمبر ۳'سی کلاس'سی کلاس کے عام قیدی کو اپنے لواحقین'وکلاء دوست واحباب سے ملاقات کرنے'جیل کی مسجد میں' فجر'ظہر' عصر کی نماز باجماعت ادا کرنے اور بڑی مسجد میں نماز جمعہ میں شریک ہونے جیل میں

موجود باقی دیگر اسیران سے ملنے جلنے کی عام سہولت میسر ہوتی ہے۔ جبکہ اے کلاس اور بی کلاس والوں کو یہ تمام سہولتیں بدرجہ اولیٰ حاصل ہوتی ہیں۔اور ساتھ ساتھ کھانے ' چارپائی اور ڈیوڑھی کے اندر بالمشافہ ملاقات پر آنے والوں سے ملنے کی سہولت میسر ہوتی ہے۔بی کلاس عام گریجویٹ نوجوان 'افسرز میندار وغیرہ کو حاصل ہو جاتی ہے اور آج کل تو لوگ محض پیسے کے بل بوتے پر B کلاس کے آرڈر ہوم سیکریٹری سے کرا لیتے ہیں لیکن آپ حیران ہونگے کہ مجھے گیارہ ماہ کا عرصہ اس حکومت کے دور میں جیل میں آئے ہوئے ہو چکا ہے۔ابھی تک میرے لئے B کلاس کے آرڈر تک جاری نہیں کئے گئے جبکہ میں منتخب نمائندہ رکن اسمبلی ہوں اور مجھے مسجد میں باجماعت نماز ادا کرنے جمعہ پڑھنے حتیٰ کہ عید کی نماز ادا کرنے اور لواحقین' وکلاء اور کارکنوں سے ملاقات تک کی اجازت نہیں ہے۔ حکمرانوں کی اس انتقامی کاروائی سے تنگ آکر میں نے جیل حکام اور سپریم کورٹ کے ہائی چیف جسٹس صاحبان کو خطوط لکھے جب اس کا کوئی نتیجہ بر آمد نہ ہوا تو مجبوراً مجھے بھوک ہڑتال کا راستہ اختیار کرنا پڑا ساتویں روز جب مجھے دل کا عارضہ لاحق ہو گیا تو 12 فروری کو تمام سہولتیں فراہم کرنے کی یقینی دھانی کرا کر بھوک ہڑتال ختم کرائی گئی۔ مگر 14 فروری کو بچوں سے ملاقات کے بعد پھر ملاقاتوں پر پابندی اور جیل میں پہلے سے بھی زیادہ پابندیوں میں جکڑ دیا گیا۔ مجھے جان بوجھ کر ایسی دور دراز علاقہ کی قدیم جیل میں رکھا جا رہا ہے جس علاقہ کی پوری ڈویژن میں مجھ پر کوئی مقدمہ نہیں ہے اور گیارہ مہینوں میں ایک مرتبہ بھی مجھے کسی عدالت میں پیش نہیں کیا گیا ہے اور جیل کی ایسی تنگ و تاریک کوٹھڑیوں میں قید تنہائی دی گئی جو بارش میں مسلسل ٹپکتی رہیں اور ان کے بعض حصے ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہوتے رہتے ہیں اس سے آپ خود مجھے حاصل سہولتوں کا اندازہ لگا سکتے ہیں۔

شیعہ واہلسنت کے مابین اصولی وبنیادی اختلافات موجود ہیں

س:- ملک میں پائی جانیوالی فرقہ واریت کے خاتمے کیلئے آپ کے ذہن میں کوئی تجویز؟

ج:- پاکستان میں موجودہ فرقہ وارانہ کشیدگی کسی اچانک افتاد کے باعث نہیں ہے- بلکہ اس کا ایک تاریخی وفکری پس منظر ہے- جہاں تک فکری پس منظر کی بات ہے تو یہ حقیقت ہے کہ شیعہ واہلسنت کے مابین اصولی وبنیادی اختلافات موجود ہیں اور تاریخی لحاظ سے یہ بہت قدیم ہیں- لیکن 1979ء میں پاکستان کے پڑوسی ملک میں ایک مخصوص گروہ کے مذہبی انقلاب نے پاکستان میں اس طبقہ کو بے پناہ مالی وسفارتی تعاون کے ذریعے اس بات پر آمادہ کیا کہ وہ پاکستان میں اپنی اقلیتی فکر کی بالادستی قائم کرنے کیلئے مسلح جدوجہد کرے- چنانچہ یہاں کی اقلیت نے اپنی فقہ کے نفاذ کا نہ صرف مطالبہ کردیا بلکہ اپنی جماعت کا نام ہی اس مقصد کو اجاگر کرنے کیلئے تحریک نفاذ فقہ جعفریہ رکھ لیا اور پھر اسلام آباد سیکریٹریٹ کا گھیراؤ کرکے خود کو زکوۃ سے مستثنیٰ قرار دلوایا- اس سے قبل اسکولوں میں اپنا مذہبی نصاب بھی جدا کرا الگ کلمہ الگ اذان کے ساتھ ساتھ اسلام کی بنیادی باتوں میں بھی مسلمانوں سے جدائی کو نصاب کے طور پر منظور کرا کر شیعہ سنی تفریق کو اجاگر کرنے کی ابتداء کی اگر صرف اس پر اکتفا کیا جاتا تو بھی کسی حد تک قابل برداشت تھا لیکن اس سے بڑھ کر یہ کہ پڑوسی ملک کے انقلابی راہنما آیت اللہ خمینی کی تصنیفات کے اردو تراجم اور تحریک جعفریہ کے ہیڈ کوارٹر جامعہ المنتظر لاہور سے بیسیوں ایسی کتب ملک بھر میں عام کی گئیں جن میں خلفاء راشدین حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ و دیگر جلیل القدر صحابہؓ کرام اور ازواج مطہراتؓ خصوصا حضرت عائشہؓ اور حضرت حفصہؓ کو معاذ اللہ کافر،

منافق تک تحریر کیا گیا اور قرآن مجید کے حاشیوں پر اس قرآن مجید کو بدلی ہوئی کتاب تحریر کیا گیا۔ پاکستان میں ایک درجن سے زائد خانہ ہائے فرہنگ قائم کر کے یہاں کے اقلیتی طبقہ کی جماعتوں کو سرمایہ اور اسلحہ فراہم کیا جانے لگا۔ جب رد عمل کے طور پر سپاہ صحابہؓ 1985ء میں معرض وجود میں آئی تو اس کے قائدین کو گولیوں کا نشانہ بنایا گیا۔

مندرجہ بالا پس منظر کو سامنے رکھتے ہوئے اگر اب بھی حکومت برابری کی سطح پر غیر ملکی دباؤ سے آزاد ہو کر سپاہ صحابہؓ اور تحریک جعفریہ کی لیڈر شپ کو صرف دو نقاط پر اکٹھا کر کے قانون سازی کرے تو فرقہ وارانہ کشیدگی میں کمی پیدا ہو سکتی ہے۔

پہلا نقطہ یہ ہے کہ اہل بیتؓ عظام کے گستاخ اور صحابہؓ کرام کے گستاخ کیلئے شرعی سزا کا قانون بنایا جائے۔

دوسرا نقطہ یہ ہے کہ مذہبی رسومات کو صرف عبادت خانوں تک محدود کر دیا جائے۔

س:- ایل۔جے۔پی کی کامیابی کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے اور اس کے پاکستان پر کیا اثرات مرتب ہونگے؟

ج:- ایل۔جے۔پی کی ہندوستان میں کامیابی اس بات کی دلیل ہے کہ ہندو قوم میں مذہبی تشدد اور نظریاتی تعصب حد سے زیادہ بڑھ چکا ہے اور ہندو قوم کے وہاں کے اقلیتی مسلمانوں کیخلاف اب ناپاک عزائم خدانخواستہ عملی شکل اختیار کریں گے۔ اگر ایسا ہوا تو ہندوستان کے مسلمانوں کی نظریں اللہ کی ذات کے بعد پاکستان کے حکمرانوں و عوام پر ہونگی۔ ادھر ایل۔جے۔پی کی حکومت مقبوضہ کشمیر میں آزادی کی تحریک کو کچلنے اور پاکستان کی سلامتی کو نقصان پہنچانے کا کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کریگی۔ ایسی صورت میں پاکستان اور انڈیا کے مابین خوفناک جنگ کا شروع ہو جانا یقینی

امر ہو گا۔

پاکستان کو چاہئے کہ وہ مقبوضہ کشمیر میں آزادی کی تحریک کو اتنا مضبوط کردے کہ ہندوستان اپنی تمام تر فوجی قوت کے ساتھ کشمیر میں گھیر کر رہ جائے اور ساتھ ساتھ بین الاقوامی سطح پر بی۔جے۔پی کے بھارتی مسلمانوں پر ڈھائے جانے والے مظالم پر بھی آواز احتجاج بلند کرتا رہے۔اس موقعہ پر موجودہ حکمرانوں کو تمام سیاسی و دینی جماعتوں کی ایک مشترکہ کانفرنس بلا کر قومی پالیسی مرتب کرنی چاہئے تاکہ بی۔جے۔پی کے ناپاک عزائم کا سدباب کیا جاسکے۔

ایران کی پالیسیاں خالصتاً مذہبی تعصب کی بنیاد پر تشکیل پا رہی ہیں

س:۔ ایران کی خارجہ پالیسی اور پاکستان میں ایرانی ٹیم کی تحقیقات کے بارے میں آپ کے کیا تاثرات ہیں اور پاک ایران تعلقات میں جو کشیدگی کی لہر چل رہی ہے اس کے کیا نتائج برآمد ہونگے؟

ج:۔ ایران پاکستان کے تعلقات اول روز سے مثالی رہے ہیں لیکن جب سے ایران میں متعصب مذہبی حکومت برسر اقتدار آئی ہے جس نے ایران کے آئین میں ترمیم کر کے ایران کو شیعہ اثنا عشری اسٹیٹ قرار دیکر تمام کلیدی عہدوں پر صرف اور صرف شیعہ اثنا عشری کے تقرر کو لازم کر دیا ہے اس کے بعد سے ایران کی پالیسیاں خالصتاً مذہبی تعصب کی بنیاد پر تشکیل پا رہی ہیں۔جس کی واضح مثال ایران کی عراق سمیت تمام عرب ممالک سے جنگ اور سعودی عرب سے کشیدگی کا ایک طویل دور اور اب طالبان سے مخالفت برائے مخالفت کا انداز ہے۔پاکستانی حکومت کو ایران کی موجودہ حکومت سے معاملات طے کرتے وقت اس کی مذہبی سوچ کو ذہن میں رکھنا چاہئے اور اس پر واضح کرنا چاہئے کہ وہ بقاء باہمی کے اصول پر برابری کی سطح پر ہمارے ساتھ پالیسی مرتب کرے۔ہمارے ملک میں اپنے سفارتخانوں کے ذریعہ

اپنی مخصوص سوچ کو پروان چڑھانے سے گریز کرے۔ کیونکہ اگر اسے یہ حق دیا گیا تو پھر پاکستان کی اکثریتی آبادی بھی یہ حق مانگ سکتی ہے کہ ایران میں موجود اہلسنت آبادی کو ہم اپنے سفارتخانوں کے ذریعہ اپنے حقوق کی جنگ لڑنے کیلئے تیار کریں۔

جب پاکستان ایران کے اندرونی معاملات میں دخل اندازی نہیں کرتا تو پھر ایران کے سفارتخانے اور سرکاری ذرائع ابلاغ کس وجہ سے پاکستان کے اندرونی معاملات میں مداخلت جاری رکھے ہوئے ہیں۔ یہ بات واضح ہے کہ جس قدر پاکستان کو ایران کے تعاون کی ضرورت ہے اس سے کہیں زیادہ ایران کو پاکستان کی ضرورت ہے۔ آخر کیا وجہ ہے کہ پاکستان میں سنی علماء کو قتل کرانے کیلئے ایرانی اسلحہ اور سرمایہ استعمال کیا جارہا ہے۔ اس کی واضح مثال 17 جنوری 1997 کو پاکستان کے قومی اخبارات میں ایرانی وزیر خارجہ کی سپاہ صحابہؓ کو دھمکی دینے کا بیان ہے اور اگلے روز سیشن کورٹ لاہور میں بم دھماکہ سے مولانا ضیاء الرحمٰن فاروقی کی شہادت اور میرا زخمی ہونا ہے اور تازہ شہادت ہوم سیکریٹری پنجاب کی طرف سے آئی جی جیل خانہ جات کی وساطت سے تمام جیلوں کے سپرنٹنڈنٹ حضرات کو 10 فروری کو جاری کیا جانے والا لیٹر ہے جس میں تحریر ہے کہ ایرانی حکومت نے مولانا اعظم طارق کو قتل کرانے کیلئے کمانڈو پاکستان میں بھیج دیئے ہیں اور پانچ کروڑ روپیہ انعام دینے کا اعلان کیا ہے اس خط میں باضابطہ تحریک جعفریہ پاکستان کا نام لیکر اسے اس سازش کو پورا کرنے کا ذمہ دار ٹھہرایا گیا ہے آخر حکومت ایران کو کیونکر یہ باور نہیں کراتی کہ وہ ہمارے ملک میں اس طرح کے اقدامات کے ذریعہ خود اپنے لئے مسائل پیدا نہ کرے دوسری بات یہ ہے کہ ایرانی تحقیقاتی ٹیم کا پاکستان میں آنا آخر کیا معنی رکھتا ہے۔ وہ اپنے شہریوں کے قتل کے مقدمات کی تفصیل تو سفارت خانوں کے ذریعہ بھی معلوم کر سکتی ہے۔ تحقیقاتی ٹیموں کا مقصد عدالتوں پر دباؤ بڑھانے کے سوا اور کچھ

نہیں ہے کہ وہ بہر صورت بے گناہوں کو سزائیں سنائیں۔اس وجہ سے ملتان کی خصوصی عدالت کے جج دباؤبرداشت نہ کرتے ہوئے گزشتہ روز مستعفی ہو چکے ہیں ایران کو جب تک ہماری حکومت جرات کے ساتھ حقائق سے آگاہ نہیں کریگی اس وقت تک مسئلہ حل نہیں ہوگا۔

میرا اللہ گواہ ہے کہ اپنی ذات کیلئے کوئی مفاد حاصل نہیں کیا ہے

بلدیاتی الیکشن 1998ء کے موقع پر جھنگ کے سنیوں اور سپاہ صحابہؓ کے کارکنوں کے نام پیغام

میرے جھنگ کے غیور سنیو! اور سپاہ صحابہؓ کے کارکنو!

اسلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

اک عرصہ دراز کے بعد آپ حضرات کے نام پیغام لکھنے پر مجبور ہو گیا ہوں۔ جبکہ قید تنہائی اور طرح طرح کی پابندیوں کے اس دور میں مجھے ظالم حکمرانوں نے کاغذ قلم تک سے محروم کر دیا ہے۔ میرے لکھنے پڑھنے کا سامان چھین لیا گیا ہے باہر کی دنیا سے میرا رابطہ کاٹ دینے کی ہر ممکن کوشش کی جارہی ہے۔ لیکن میں نے موجودہ مخصوص حالات کے پیش نظر تمام پابندیوں کو توڑ کر اس تحریر کے ذریعہ آپ تک پہنچے کا راستہ نکالا ہے۔

کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ آپ لوگ میری اس تحریر میں موجود درد دل اور تڑپ کو محسوس ضرور کریں گے اور جیل کی تنگ و تاریک کوٹھڑی سے بھیجی جانیوالی تحریر کو اپنے دل میں جگہ دیں گے۔

میرے بزرگو! میرے بھائیو! میری ماؤ! اور بہنو! میں نے آپ حضرات

کا ووٹ لیکر ایم این اے اور ایم پی اے منتخب ہو کر میرا اللہ گواہ ہے کہ اپنی ذات کیلئے کوئی مفاد حاصل نہیں کیا ہے۔ میں نے صرف اور صرف کلمہ حق کہنے اور اسلام کی بالادستی و نظام خلافت راشدہ کے نفاذ کیلئے آواز بلند کرنے کے ساتھ ساتھ ناموس رسالتؐ اور عظمت صحابہؓ واہلبیتؓ کے تحفظ اور سنی حقوق کی پاسداری و غریب عوام کے مسائل کی ہر فورم اور ہر اسٹیج پر بات کہی ہے اور ڈنکے کی چوٹ پر کہی ہے مجھے حق گوئی کے جرم میں وقت کے فرعونوں نے کس کس ظلم کا نشانہ بنایا۔ میرے زخمی جسم کو کس کس انداز میں تڑپایا۔ میری آنکھوں پر پٹیاں باندھ کر میرے ہاتھوں میں زنجیریں ڈال کر میرے ساتھ کیا کیا ناقابل بیان سلوک کیا گیا اگر میں اس کی تفصیلات بیان کردوں تو آپ لوگ برداشت نہیں کر سکیں گے۔ مگر... میرے جھنگ کے غیور سنیو! آپ کے منتخب نمائندہ نے نہ آپ کے ووٹ سے غداری کی اور نہ ہی اپنے مشن اور جماعت سے روگردانی کی۔ تشدد کے بعد پھر حکمرانوں نے طرح طرح کی آفریں اور پیشکشیں کیں۔ عہدہ اور دولت کے وعدے کرنے اور سبز باغ دکھانے شروع کئے لیکن الحمدللہ اس جھنگوی و فاروقی کے مشن کے علمبردار کو خریدنے میں کامیاب نہ ہو سکے تو مجبور ہو کر پرانے درجنوں مقدمات جہیز میں دیکر جیل میں رخصت کر دیا۔

میرے عظیم ساتھیو!..... آج میں جیل میں بلند حوصلوں اور جواں جذبوں و پختہ ارادوں کے ساتھ وقت گزار رہا ہوں لیکن اس وقت بھی اپنے مشن و موقف پر چٹان کی طرح قائم ہوں۔

☆ آج میں آپ سے سوال کرتا ہوں کہ کیا میں نے آپ لوگوں کے اعتماد کو ٹھیس پہنچائی ہے؟

☆ کیا میں نے مشن سے غداری کی ہے؟

☆کیا میں نے غریب عوام کے ووٹوں پر کامیاب ہو کر کوئی مفاد حاصل کیا ہے ؟

☆کیا میں نے شہیدوں کی روحوں کو مشن چھوڑ کر تڑپایا ہے ؟

☆کیا میں نے وقت کے فرعونوں کی دہلیز پر سر رکھا ہے ؟

☆کیا میں نے کلمہ حق کہنے سے خاموشی اختیار کی ہے ؟

اگر میں نے یہ بے غیرتی' بزدلی' مفاد' غداری اور ضمیر فروشی کے کام نہیں کیے ہیں تو پھر بتلاؤ تم مجھ پر اعتماد کرتے ہو ؟ تم مجھ سے پیار کرتے ہو ؟ تم مجھ کو یاد کرتے ہو- تم میرے لئے دعا کرتے ہو ؟

اگر تم واقعی مجھ سے پیار و محبت کرتے ہو میرے لئے دعائیں کرتے ہو تو پھر آج میں تم سے ایک اور چیز کا مطالبہ کرتا ہوں- کیا تم میرا دامن بھر دو گے ؟ کیا تم میرا مان رکھو گے ؟ کیا تم میرے آرزوؤں کی تکمیل کرو گے ؟ اگر تم تیار ہو تو پھر سنو.....

میں تم سے اپنی رہائی کی بھیگ نہیں مانگتا ہوں ؟

میں تم سے اپنے بچوں کیلئے کوئی سوال نہیں کرتا ہوں

میں تم سے اپنے مفاد کیلئے کوئی مطالبہ نہیں کرتا ہوں

بلکہ

میں تم سے اپنے شہید قائدین کی شہر کے عزت کا طلب گار ہوں

میں تم سے اپنے مشن کے پاسداروں کی کامیابی کا طلب گار ہوں

میں تم سے جھنگ کی بلدیہ کے الیکشن میں تعاون کا طلب گار ہوں

میں تم سے جھنگ کے ایک ایک حلقہ سے جھنگوی گروپ کو جتوانے کا طلب گار ہوں

اگر تم میرے مطالبہ کو پورا کرنے کیلئے تیار ہو تو پھر آج کے بعد اپنے اوپر

یہ لازم کر لو گلی گلی، محلہ محلہ، گھر گھر پھیل جاؤ اور اپنی باہمی رنجشوں اور گلوں شکووں کو فراموش کر کے ایک مرتبہ پھر جھنگ جھنگوی کے دیوانوں کا ہے، کے نعرہ کو حقیقت کا روپ دیدو۔

اللہ تعالیٰ تمہارا حامی و ناصر ہو

والسلام علیکم ورحمتہ اللہ برکاتہ

تمہارا بھائی

محمد اعظم طارق

قاسم بلاک اٹک جیل

ایرانی کیڈٹوں کے مقدمہ قتل کا فیصلہ اور تصویر کا دوسرا رخ

18اپریل1998 کے روزنامہ اوصاف میں شائع ہونیوالا مضمون

4اپریل1998ء کو راولپنڈی کی انسداد دہشت گردی کی عدالت کے جج جناب سیف اللہ بٹر صاحب نے تقریباً چار ماہ تک اڈیالہ جیل میں پانچ ایرانی کیڈٹوں اور ایک پاکستانی ڈرائیور کے ماہ ستمبر 97ء میں چوھڑ چوک راولپنڈی میں قتل کے الزام میں گرفتار شدہ تین ملزمان میں سے محمد آصف اور محمد یعقوب کو چھ چھ مرتبہ سزائے موت دیئے جانے اور قاری محمد صدیق کو باعزت بری کرنے کا فیصلہ سنایا- جسے 5اپریل98ء کے تمام قومی اخبارات نے شہ سرخیوں میں شائع کیا اور ساتھ ساتھ بعض قومی اخبارات نے سپاہ صحابہؓ کے مرکزی ایڈیشنل سیکریٹری علامہ شعیب ندیم کی طرف سے اس فیصلہ پر عدم اطمینان اور پاکستان میں متعین ایرانی سفیر کی طرف سے اس فیصلہ کے خیر مقدم کا بیان بھی شائع کیا-

بعد ازاں سپاہ صحابہؓ کے مرکزی دفتر سے جاری ہونے والے اعلامیہ میں بھی اس فیصلہ کو "انصاف کا خون" قرار دیا گیا اور اسے ایرانی حکومت کی خوشنودی کیلئے بے گناہ نوجوانوں کو موت کے منہ میں دھکیلنے کی سازش کا حصہ بتایا گیا- چنانچہ

بعض قومی سطح کے اخبارات کے نہایت سنجیدہ اور ذمہ دار حضرات نے اپنے کالموں اور اخبارات کے اداریوں میں بھی اس بات پر تشویش کا اظہار کیا کہ "انسداد دہشت گردی کی عدالتیں ملزمان کو قانون کے مطابق صفائی کا موقع نہ دینے کے باعث نہ صرف تنقید کا نشانہ بن رہی ہیں بلکہ ان فیصلوں سے ملک میں موجود کشیدگی میں اضافہ ہو سکتا ہے۔انہوں نے مزید لکھا "اگر ایرانی کیڈٹوں کے قتل کے الزام پر سزا ایسے قانون کے تحت دی جاتی جو عدلیہ اور ماہرین قانون کی نظر میں ہر قسم کے انتقام سے پاک ہوتا تو شاید سپاہ صحابہؓ کے حلقوں کو ایسا تنقیدی بیان جاری کرنے کا جواز نظر نہ آتا جیسا انہوں نے اب کیا ہے؟"

راقم کو چونکہ ذاتی طور پر اس مقدمہ میں گرفتار ہونے والے اور 4 اپریل کو سزا پانے والے نوجوانوں سے تقریباً ساڑھے تین ماہ تک اڈیالہ جیل میں اکٹھے رہنے اور عدالت کی طرف سے ملزمان کو جاری کردہ چارج شیٹ (جو کہ پولیس کی مکمل تفتیشی رپورٹ پر مبنی ہے) کو بغور بار بار پڑھنے اور ملزموں سے ایک ایک بات پر گھنٹوں بات چیت کر کے پولیس کے الزامات کی صداقت کو جانچنے کا موقع ملا اس لئے میں عدالت کے وقار و احترام کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے اس حقیقت کو بے نقاب کرنا اپنا اخلاقی و قانونی فریضہ سمجھتا ہوں کہ کس طرح پنجاب حکومت اور پولیس حکام نے سراسر بے گناہ نوجوانوں کو موت کے منہ میں دھکیل کر ایرانی حکومت و عوام اور پاکستانی عوام و عدالت کو دھوکہ دینے کی ناپاک سازش کو پایہ تکمیل تک پہنچایا ہے۔

سرکاری میڈیا چیخ چیخ کر آسمان سر پر اٹھانے لگا کہ

حکومت پاکستان نے ایک بڑا معرکہ مار لیا ہے

سانحہ چوھڑ چوک کو واقع ہوئے بیس روز سے زیادہ دنوں کا عرصہ گذر چکا

تھا۔راولپنڈی پولیس اور خفیہ ایجنسیاں قاتلوں کا سراغ لگانے اور انہیں گرفتار کرنے میں ناکام ہو چکی تھیں۔ادھر ایرانی حکومت کے سربراہ پاکستان سے سفارتی تعلقات منقطع کرنے کی دھمکیاں دے رہے تھے۔ایران کے اعلیٰ حکام کی ایک ٹیم جانب وزیر خارجہ کی قیادت میں پاکستان آنے والی تھی اور بین الاقوامی سطح پر پاکستانی حکومت بالخصوص پنجاب پولیس کا مورال تباہ ہو چکا تھا کہ اچانک پنجاب کے سینئر صوبائی وزیر سردار ذوالفقار کھوسہ صاحب نے پنجاب اسمبلی میں یہ اعلان کر کے ایک تہلکہ برپا کردیا کہ راولپنڈی پولیس نے ایرانی کیڈٹوں کے قاتل گرفتار کرلئے ہیں۔وزیراعظم' وزیراعلیٰ صاحب کی طرف سے پولیس افسران کو ترقیاں دینے اور شاباش دینے کے بیانات جاری ہونے لگے اور یہ باور کرانے کیلئے سرکاری میڈیا چیخ چیخ کر آسمان سر پر اٹھانے لگا کہ حکومت پاکستان نے ایک بڑا معرکہ مار لیا ہے۔دراصل یہ سب کچھ ایک خاص منصوبہ بندی کے ساتھ کیا گیا تاکہ حکومت اپنی ناکامی کی سیاہی کو دھو سکے۔

پولیس حکام پیالی میں طوفان برپا کرنے اور رائی کا پہاڑ بنانے اور بے گناہ کو دہشت گرد اور تخریب کار قرار دیکر نمبر بنانے کے جن طریقوں کا استعمال کرتے ہیں اس سے ہر عام وخاص بخوبی آگاہ ہے۔بر سبیل تذکرہ ایک واقعہ کی طرف اشارہ کر کے میں اصل مدعا کی طرف آتا ہوں 3 فروری 1998ء کے راولپنڈی اور اسلام آباد کے تمام قومی اخبارات میں یہ خبر نمایاں شائع ہوئی کہ راولپنڈی پولیس نے فیض آباد میں واقع ایک دواخانہ سے 8 خطرناک دہشت گرد گرفتار کرلئے ہیں۔تخریب کاروں سے خطرناک اسلحہ برآمد ہوا ہے۔اور ایک ہندو سے مسلمان ہونیوالا مشکوک شخص بھی ان میں شامل ہے۔تخریب کار فیض آباد کا اوور ھیڈ برج اڑانے اور 5 فروری کو اسلام آباد میں بڑی تباہی پھیلانے کا منصوبہ بنائے ہوئے تھے' وغیرہ وغیرہ لیکن..... محترم

قارئین آپ کو معلوم ہے کہ اب یہ آٹھ دہشت گرد کہاں ہیں؟ اور ان پر کیا کیا مقدمات قائم ہوئے ہیں؟ تو جناب! سنیئے یہ تمام پولیس کے مشہور کردہ "دہشت گرد" ٹھیک 21 روز پولیس تشدد کا نشانہ بن کر باعزت اپنے گھروں کو واپس جا چکے ہیں۔ ان پر ناجائز اسلحہ تو کیا ایک ناجائز گولی برآمد ہونے تک کا مقدمہ نہیں بنایا جاسکا۔ چونکہ ان آٹھ افراد کی خوش قسمتی یہ تھی کہ ایرانی کیڈٹوں کے قتل کی پولیس تفتیش کا مرحلہ مکمل ہو چکا تھا اور روالپنڈی ڈویژن میں کسی شیعہ مذہب کے فرد کا کوئی ذاتی قتل کا واقعہ پیش نہیں آیا ہوا تھا ورنہ یہ لازماً اس میں دھر لئے جاتے۔ تاہم دواخانہ کے سات افراد جو حکیم صاحبان اور ان کے ملازم تھے اکیس روز بعد گھر آگئے لیکن آٹھواں شخص پندرہ روز تک راولپنڈی کے مختلف تھانوں اور بعد ازاں بیس روز تک پنجاب کے بدنام زمانہ ٹارچر سیل چوھنگ سینٹر میں بدترین تشدد کا نشانہ بن کر زخموں سے چور چور صرف اس لئے ہو گیا کہ وہ مجھ (راقم) کا پرنسل سیکریٹری تھا جو جھنگ سے راولپنڈی صرف اس لئے آیا ہوا تھا کہ ڈپٹی کمشنر راولپنڈی سے اجازت حاصل کر کے مجھ سے میرے بچوں کی ملاقات کا کوئی راستہ نکالے۔ آخر ڈیڑھ ماہ بعد راولپنڈی کے ہائی کورٹ بنچ میں اس کے بھائی کی طرف سے رٹ کئے جانے پر عدالت کے حکم پر اسے چوھنگ ٹارچر سیل سے رہائی نصیب ہوئی اس واقعہ کو پڑھ کر آپ 3 فروری اور 4 فروری کے اخبارات دوبارہ پڑھیں تو آپ کو از خود علم ہو جائیگا کہ راولپنڈی پولیس کے افسران "بے گناہوں" کو "تخریب کار" "دہشت گرد" ثابت کرنے میں کتنی مہارت رکھتے ہیں۔

اب کس بات کی شناخت پریڈ ہو رہی ہے

آمدم بر سر مطلب۔ بالکل یہی ڈرامہ 16 اکتوبر کو جامع مسجد عائشہ خیلیان

سر سید راولپنڈی سے رات گیارہ بجے گرفتار کیے گئے مسجد کے خطیب وامام قاری محمد صدیق اور محمد آصف 17 اکتوبر کو گرفتار کیے گئے محمد یعقوب کی گرفتاری کے بعد رچایا گیا۔ان تینوں نوجوانوں کو مسلسل بیس روز تک تشدد کا نشانہ بنایا جاتا رہا پہلے پانچ روز تک محمد آصف اور محمد یعقوب کی گرفتاری نہیں ڈالی گئی اور مسلسل 19 روز تک قاری صدیق کی گرفتاری نہیں ڈالی گئی تاکہ دل کھول کر عدالت سے ریمانڈ لئے بغیر تشدد سے انہیں ناکردہ جرائم کا "اعتراف" کرنے پر آمادہ کیا جاسکے۔ چنانچہ محمد آصف سے D.S.P صاحب کی موجودگی میں ویڈیو فلم میں اس بات کا اقرار کرایا گیا کہ "وہ چوہڑ چوک میں ایرانی کیڈٹوں پر حملہ آور ہونے والے تین رکنی گروہ میں شامل تھا تاہم اس نے کسی شخص پر کوئی فائرنگ نہیں کی بلکہ ہوائی فائرنگ کی ہے" مزے کی بات یہ ہے کہ اس مقدمہ کے مدعی (جو کہ ٹریفک پولیس کے اہلکار ہیں اور عینی شاہد بھی ہیں) نے F.I.R میں تین حملہ آوروں کی جو شناختی علامات مثلاً عمر' قدر' رنگت لکھوائی تھی آصف میں ان میں سے کوئی بھی علامت نہیں پائی جاتی تھی لیکن پھر بھی نہ صرف اسے موقع واردات پر ہوائی فائرنگ کرنے کا اقرار کرایا گیا بلکہ مدعی مقدمہ کو بلوا کر بار بار اسے آصف کو دکھایا گیا تاکہ جیل میں شناخت پریڈ کے موقع پر اس کی قانونی انداز میں شناخت کر سکے تاہم آصف نے شناخت پریڈ کے موقع پر ڈیوٹی مجسٹریٹ کو اپنا اعتراض لکھوایا کہ یہ شخص تو مجھے تھانہ میں بارہا دیکھ چکا ہے اب کس بات کی شناخت پریڈ ہو رہی ہے۔

دوسرے نوجوان محمد یعقوب کو کئی روز تشدد کے باوجود جب پولیس اپنے ڈھب پر نہ لا سکی تو اس کے سامنے اس کی بیوی کو لایا گیا جس نے یعقوب کو روتے ہوئے بتایا کہ مجھے بھی سترہ اکتوبر سے فلاں تھانہ کی حوالات میں بند رکھا ہوا ہے تجھے جو پولیس افسران کہتے ہیں اس کا اقرار کر لے تاکہ میں تو رسوائی سے بچ سکوں۔ چنانچہ

ویڈیو میں یعقوب نے اقرار کیا کہ "وہ موقع واردات سے تقریباً ڈیڑھ کلو میٹر دور اپنا موٹر سائیکل لے کر کھڑا تھا تاکہ قاتل گروپ واپسی پر اسے اسلحہ سونپ سکے۔"

تیسرے گرفتار شدہ ملزم قاری محمد صدیق صاحب کو مسلسل انیس روز تک تھانہ پولیس نے حبس بیجا میں رکھ کر خوب تشدد کا نشانہ بنایا لیکن جب قاری صاحب کے والد نے ہائی کورٹ میں اپنے بیٹے کو حبس بیجا میں رکھے جانے کیخلاف درخواست دی تو پولیس حکام نے ایک طویل فرضی کہانی گھڑ کر 5 نومبر کو قاری صاحب کو گرفتار کرنے کی رپورٹ عدالت میں چھ نومبر کو پیش کردی۔ اس فرضی کہانی کا ذکر انسداد دہشت گردی کی عدالت میں پیش کردہ پولیس رپورٹ میں اس طرح ہے کہ "جب سولہ اکتوبر کو پولیس کی ایک پارٹی نے جامع مسجد عائشہ خیابان سرسید راولپنڈی پر چھاپا مارا تو وہاں سے آصف کو گرفتار کرنے میں کامیابی ہوئی اور قاری محمد صدیق فرار ہونے میں کامیاب ہو گیا بعد میں پولیس کے سادہ کپڑوں میں مسجد کی نگرانی کرنے والے اہلکاروں نے رپورٹ دی کہ قاری صدیق "اکرم لاھوری" جیسے اشتہاری ملزموں کے ساتھ کار میں چکر لگاتا دیکھا گیا ہے لہٰذا 5 نومبر کو ایک مرتبہ پھر پولیس پارٹی نے مسجد عائشہ پر چھاپہ مارا تو قاری صدیق کو گرفتار کرلیا۔ قاری صدیق پر ایرانی کیڈٹوں کے قاتلوں کو پناہ دینے اور قتل کی سازش میں ملوث ہونے کے الزام میں جیل بھیج دیا گیا۔

قارئین کرام: آپ اس فرضی کہانی کو ایک مرتبہ پھر پڑھیں اور پولیس افسران کی ذہانت کی داد دیں کہ انہوں نے ایک ایسے شخص کو جو (راولپنڈی و اسلام آباد کے اخبارات کی خبروں کے مطابق اور قاری صاحب کے والد کی ہائی کورٹ میں رٹ کے مطابق اور مسجد عائشہ کے نمازیوں کی گواہی کے مطابق سولہ اکتوبر سے ہی پولیس کی تحویل میں تھا) کس ڈھٹائی کے ساتھ انہی ایام میں اشتہاریوں کے ساتھ

سفر کرتے اور انہیں پناہ مہیا کرتے دکھایا ہے۔

چنانچہ جیل میں ان نوجوانوں سے جب میں نے یہ حالات سنے تو مجھے ایسے معلوم ہوا کہ جیسے میں کوئی خواب دیکھ رہا ہوں اور میرے سامنے ہلاکو خان اور چنگیز خان کے مظالم اور یہودی ذہن کو مات دینے والے شاطروں کی عیاری کی فلم چل رہی ہے۔ حالانکہ ان نوجوانوں کی ملاقات سے قبل اخباری بیانات سے خود میں بھی یہی یقین کئے بیٹھا تھا کہ واقعی حکومت ایرانی کیڈٹوں کے قاتل گرفتار کرنے میں کامیاب ہو چکی ہے لیکن یہاں معاملہ ہی بالکل مختلف ہے۔ کسی کے بقول "ہیں کواکب کچھ نظر آتے ہیں کچھ" کے مصداق تھا۔ میں یہاں یہ بھی واضح کرتا چلوں کہ ان نوجوانوں سے میرا اس سے قبل کوئی تعارف نہ تھا۔

حکومت پنجاب کا کردار: راولپنڈی پولیس اب اپنے سر سے بوجھ اتار کر فارغ ہو چکی تھی۔ ملزمان جیل پہنچے تو حکومت پنجاب کے آرڈر سپرنٹنڈنٹ جیل کو پہنچ گئے کہ ملزموں کو الگ الگ سیلوں میں بند کیا جائے ان کی مولانا اعظم طارق سمیت کسی سے ملاقات نہ کرائی جائے حتیٰ کہ گھر والوں سے بھی ملاقات ڈی سی راولپنڈی کی اجازت کے بغیر نہ ہونی چاہئے۔ بمشکل ڈی سی صاحب کی اجازت سے ان کی دو تین ملاقاتیں ہوئیں۔ ادھر شناخت پریڈ کے بعد ملزم ہمارے وارڈ میں آگئے تو چھبیس دسمبر سے چار اپریل تک سوا تین ماہ تک اب ان کی ایک بھی ملاقات لواحقین اور وکلاء سے نہ کرائی گئی بلکہ مجھ سمیت جب انہوں نے اس پر بھوک ہڑتال کے ذریعہ احتجاج کیا تو مجھے اٹک جیل شفٹ کر دیا گیا اور انہیں الگ الگ سیلوں میں چوبیس گھنٹے بند رکھا جانے لگا۔ ان دنوں مجھے بذریعہ خط معلوم ہوا کہ صرف پندرہ منٹ کی ایک ملاقات ایجنسیوں کے کارندوں کی نگرانی میں صرف گھر والوں سے حال واحوال پوچھنے تک کی ہوئی۔ ملاقات پر پابندی کے باعث ان کے لواحقین وکلاء

کا انتظام نہ کر سکے تو ان ملزموں نے دہشت گردی کی عدالت کے جج صاحب کو تحریری درخواست دی کہ ہمیں لاہور کے "اصغر رو کھڑی صاحب اس طرح سرکاری وکیل کے طور پر دیئے جائیں جس طرح سانحہ سیشن کورٹ لاہور کے ملزم محرم علی کو اس کی خواہش پر لاہور کی دہشت گردی کی عدالت کی طرف سے اور سرگودھا کمشنر قتل کیس کے ملزموں کی خواہش پر سرگودھا کی دہشت گردی کی عدالت کی طرف سے اصغر رو کھڑی صاحب کو بطور سرکاری وکیل پیروی کیلئے دیا گیا ہے۔ لیکن اس درخواست پر کوئی عمل نہ کیا گیا۔ اگلی تاریخوں پر پھر ان ملزموں نے تحریری درخواستیں عدالت میں دیں کہ ہماری ملاقاتیں اپنے عزیزوں سے نہیں ہو رہی ہیں عدالت یہ ملاقاتیں بھی کرائے اور سرکاری وکیل مندرجہ ذیل چار حضرات میں سے کسی ایک کو ہماری پیروی کیلئے بنا دے۔

(1) اسلام آباد کے وھاب الخیری صاحب (2) راولپنڈی کے سردار اسحٰق صاحب (3) لاہور کے منیر احمد بھٹی صاحب (4) لاہور کے اصغر رو کھڑی صاحب، لیکن عدالت کی طرف سے اس درخواست پر عمل درآمد کرانے کی بجائے ایک صاحب کو سرکاری وکیل کے طور پر مہیا کرنیکی سہولت دی گئی جو وکیل صفائی کی بجائے الٹا وکیل استغاثہ کا کردار ادا کر کے مزید ملزمان کو پھنسوانے کا راستہ ہموار کرتے رہے۔ آخری دنوں میں قاری محمد صدیق صاحب کے مقتدی حضرات نے صرف ان کے لئے ایک وکیل صاحب کا انتظام کر دیا جن کی کوششوں سے قاری صاحب باعزت بری ہو گئے۔ مجھے سو فیصد اس بات کا یقین تھا کہ اگر باقی دو ملزمان کو ان کی خواہش کے مطابق سرکاری وکیل مہیا کیا جاتا تو وہ بھی چار اپریل کے دن باعزت بری ہو جاتے۔ لیکن انہیں چونکہ سزا دلوانے کا حکومت اور پولیس فیصلہ کر چکی تھی اس لئے جیل کے اندر ان کے ساتھ یہاں تک برا سلوک کیا گیا کہ انہیں

پاؤں میں بیڑیاں پہنا کر الگ الگ چھوٹے چھوٹے سیلوں میں چوبیس گھنٹے بند رکھا گیا تاکہ وہ آپس میں ایک دوسرے سے یا کسی اور جیل کے قیدی سے مشورہ کر کے از خود اپنے مقدمہ کی پیروی کرنے کے قابل نہ ہو جائیں۔

خود راولپنڈی کے پولیس حکام کو کس قدر ان نوجوانوں کی بے گناہی کا علم تھا اس کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ جب ان ملزمان سے جیل میں ملاقات کے بعد مجھے ان کی بے گناہی کا سو فیصد یقین ہو گیا تو میں نے اخبارات میں بیان دیا کہ یہ نوجوان سراسر بے گناہ ہیں S.S.P راولپنڈی اپنے بیٹے کے سر پر ہاتھ رکھ کر حلف دے کہ کیا واقعی یہ نوجوان ایرانی کیڈٹوں کے قتل کے موقع پر چوہڑ چوک میں موجود بھی تھے ؟ تو اس کے جواب میں ایس ایس پی نے اخبار میں بیان دیا کہ ملزمان سے برآمد ہونے والے اسلحہ کی رپورٹ سے معلوم ہوا ہے کہ یہ اسلحہ چوہڑ چوک میں استعمال ہوا ہے۔ میں نے اس کے جواب میں بیان دیا کہ اگر کسی واردات میں استعمال ہونے والا اسلحہ کوئی قاتل ایس ایس پی صاحب کی کوٹھی میں پھینک دے یا کوئی ان کا دوست ان کے پاس رکھ دے یا انہیں راہ چلتے ہوئے ایسا اسلحہ مل جائے تو کیا وہ اپنے آپ کو قاتل تسلیم کر لیں گے۔ ظاہر ہے کہ اس کا ان کے پاس کوئی جواب نہ تھا۔

بارہ فروری کو ایس ایس پی صاحب راولپنڈی، کمشنر راولپنڈی ڈویژن اور ڈپٹی کمشنر روالپنڈی کے ہمراہ اڈیالہ جیل کے دورہ پر آئے تو میں سیکورٹی وارڈ میں رمضان المبارک کے روزہ کے ساتھ تلاوت کر رہا تھا۔ میں نے ایس ایس پی صاحب سے راولپنڈی انتظامیہ و جیل حکام کی موجودگی میں کہا کہ راؤ اقبال صاحب کیا آپ اس قرآن مجید پر ہاتھ رکھ کر یہ کہہ سکتے ہیں کہ آپ نے جن نوجوانوں کو ایرانی کیڈٹوں کے قتل کیس میں چالان کر کے جیل بھیجا ہے وہ قتل تو کجا موقع واردات پر بھی موجود تھے ؟

ایس ایس پی صاحب اس سوال سے اس قدر پریشان ہوئے کہ ان کا رنگ زرد پڑ گیا اور انگلیاں جھانکنے لگے۔ تاہم دورہ سے واپسی پر جیل حکام کو یہ آرڈر دے گئے کہ ایرانی کیڈٹوں کے قتل کے ملزمان کو فوراً جیل میں دوسری جگہ الگ الگ بند کر دیا جائے اور مولانا اعظم طارق کو قید تنہائی میں رکھا جائے۔

قارئین کرام میں نے مختصر طور پر آپ کے سامنے چار اپریل کو انسداد دہشت گردی کی عدالت سے سزائے موت پانے والے نوجوان محمد آصف اور محمد یعقوب کے ساتھ پولیس، حکومت اور عدالت کا روا رکھا جانیوالا رویہ بیان کیا ہے۔

میں ملک کے قانونی ماہرین، انسانی حقوق کے علمبردار اور دانشور طبقہ کے زعماء کو دعوت فکر دیتا ہوں کہ وہ اس بات کا جائزہ لیں کہ کیا ملزمان کو ہاتھ پاؤں باندھ کر یکطرفہ پولیس گردی کا نشانہ بنا کر عدالت میں سزائے موت دلوانا عین انصاف ہے؟

کیا پولیس تشدد سے پولیس افسر کے سامنے کئے گئے اقرار جرم کی کوئی قانونی حیثیت ہے؟

کیا ملزمان کو اپنے لواحقین، وکلاء اور بیوی بچوں سے ملاقات نہ کرنے دینا پاکستان کے کسی قانون کا تقاضا ہے؟

کیا FIR میں درج نامعلوم قاتلوں کی علامات کو جو عینی شاہدوں نے لکھوائی ہیں نظر انداز کر کے کسی اور شخص کو "فٹ" کرنا کمال ہے کیا شناخت پریڈ سے قبل گواہ تھانہ میں بلا کر ملزم دکھانا قانون کی روح کے مطابق ہے؟

کیا کسی سنگین مقدمہ کے بے کس و بے بس ملزم کو اس کی خواہش پر سرکاری وکیل پیروی کیلئے نہ دینا انصاف کا تقاضہ ہے؟

کیا حبس بیجا میں رکھے ہوئے افراد کو افسانوی کہانی کے ذریعہ اشتہاری

مجرموں کو پناہ دینے والا قرار دینا پولیس کی مجبوری ہے ؟

کیا کسی ملک کی خوشنودی کیلئے اپنے ملک کے معصوم نوجوانوں کو ناکردہ جرم میں سزا دینا ملک و ملت کی خدمت ہے ؟

ان سوالات کے بعد اب میں پاکستان کی مرکزی حکومت اور پنجاب کی صوبائی حکومت کو چیلنج کرتا ہوں کہ اس کا کوئی وزیر یا صوبائی سطح کا افسر میرے ساتھ کسی جگہ اس بات کا مباہلہ کر کے فیصلہ بارگاہ ایزدی سے طلب کر کے اس بات کو آزمالے کہ آیا جن دونوجوانوں کو عدالت نے سزائے موت دی ہے انہیں ایرانی کیڈٹوں کے قتل کے بارے میں چوبیس گھنٹے بعد دوسرے دن کی اخبارات کی خبروں سے پہلے تک اس واقعہ کا علم بھی تھا- میرا دعویٰ ہے کہ وہ تو اس واردات سے بھی لاعلم تھے چہ جائیکہ خود اس میں شریک ہوتے-

اس کے علاوہ ہم عدالت' حکومت اور عوام کے اطمینان کے لئے راولپنڈی' اسلام آباد کے ایک سو علماء کرام کے حلف دلوا کر اس بات کی صفائی دینے کو تیار ہیں کہ یہ نوجوان بے گناہ ہیں- تاکہ حکومت کی اصل قاتلوں کو تحفظ دیکر بے گناہوں کو سزا دلوانے کی سازش عیاں ہو سکے-

آواز قلندر

اے وارثان علوم پیغمبرؐ!

تاجدار مدینہ کی 23 سالہ کمائی پر ڈاکو لٹیرے ہاتھ صاف کر رہے ہیں

تم کہاں ہو؟ تمہارے احساس زیاں کو کیا ہو گیا ہے؟

اے قرآن و سنت کے علمبردارو!

احکام خدا اور ارشادات مصطفیٰؐ کو دیس سے نکالا جا رہا ہے۔

تم آگے بڑھ کر ان مقدس مہمانوں کو گلے کیوں نہیں لگاتے ہو؟

تمہارے دل اس قدر پتھر کیوں ہو گئے ہیں؟

اے شریعت مطہرہ کے پاسدارو!

اسوہ رسولؐ کو جمہوریت کے سیاہ دھبوں سے داغدار کیا جا رہا ہے

تم دشمن کی ملمع انگریزی کلچر و سازی کی ناپاک جسارت کو خاک میں کیوں نہیں ملاتے ہو؟

تمہارے علم کے سوتے کیونکر خشک ہو گئے ہیں؟

اے توحید و سنت کے داعیو!

شرک و بدعت کے اٹھنے والے طوفان تمہارے گھروں کی دہلیزوں تک پہنچ چکے ہیں

تم چراغ حق کی روشنی سے ان اندھیروں کو دفع کیوں نہیں کرتے ہو؟
تمہاری زبانیں گنگ کیوں ہو گئی ہیں اور تمہارے قلموں پر سکتہ کس لئے طاری ہو گیا ہے؟
اے جہاد فی سبیل اللہ کے مجاہدو!
طاغوتی قوتیں ملت اسلامیہ کی رگوں سے خون چوسنے میں مصروف ہیں اور عالم اسلام کو اپنے پاؤں پر جھکانے کی خواہاں ہیں
تم شوق شہادت سے سرشار ہو کر میدان کارزار میں کیوں نہیں اترتے ہو؟
بے غیرتی اور بزدلی کی زندگی قبول کرنے کا تمہیں جنون کیوں لاحق ہو گیا ہے؟
اے احیاء نظام خلافت راشدہ کے دعوے دارو!
خلفاء راشدین کو چوکوں چوراہوں پر گالیاں دی جا رہی ہیں ان کے پتلے بنا کر نذر آتش کئے جا رہے ہیں
تمہاری رگ حمیت بھڑکتی ہے نہ تمہاری جبینوں پر شکن پڑتی ہے
خواب غفلت میں مدہوش اور "رواداری" کے جنون میں مبتلا بے شعورو!
بتاؤ تمہاری مرض کی دوا کیا ہے؟
اے امی عائشہ کے روحانی فرزندو!
مسلم کائنات کی امی کے دودھ سے زیادہ پاکیزہ اور شفاف دامن پر کالے کافر سیاہی مل رہے ہیں
تمہاری غیرت کہاں سو گئی ہے؟ تمہاری حمیت کہاں کھو گئی ہے؟
تم ہی کہو حلالی بیٹوں کا یہی کردار ہوتا ہے؟

اے عفت و حیاء کے پرچار کو!

فحاشی و عریانی بے حیائی وبد فطرتی کا عفریت برہنہ ہو کر گلیوں میں رقص کر رہا ہے

تمہارا اسلامی کلچر اور لبادہ حیاء منہ چھپائے بیٹھا ہے اور تمہاری بے حسی پہ زار قطار رو رہا ہے۔

تم کب تک غیروں کی چھوڑی ہوئی ہڈیوں کو چوستے رہو گے ؟ تمہاری آتش ہوس کب بجھے گی ؟

اے جابر و آمر کے سامنے کلمہ حق کہنے والو!

وقت کے فرعون اپنی خواہش کے بتوں کی پوجا کروانے پر عمل پیرا ہیں۔

اور ظلم و جبر کی آگ بھڑکائے ہوئے ہیں

تم بھرے درباروں میں تو کیا مسجد کے محراب و منبر سے بھی احتجاج کرنے سے کترانے لگے ہو

کیا مفاد پرستی اور مصلحت پسندی نے تمہیں بے زبان کر دیا ہے ؟ یا تم نے از خود چپ کا روزہ رکھ لیا ہے ؟

اے مظلوموں کی دادرسی اور مجبوروں کی فریادرسی کرنے والو!

تمہاری آنکھوں کے سامنے حب نبیؐ اور عشق صحابہؓ کے جرم میں نوجوان ٹارچر سیلوں میں تڑپائے جا رہے ہیں

قید و قفس کے شکنجوں میں کسے جا رہے ہیں۔ تختہ دار کی طرف دھکیلے جا رہے ہیں

تم نے آنکھیں کیوں موند لی ہیں ؟ تم نے رخ کیوں پھیر لئے ہیں ؟

کیا تمہارا یہ انداز بھی ظالموں کی خاموش حمایت پر مبنی نہیں ہے ؟؟؟

امام مسجد نبویؐ کا اعلان حق

ایران کے سابق صدر کا مسجد نبویؐ سے فرار

الشیخ علی عبدالرحمٰن الحذیفی کی شخصیت کسی تعارف کی محتاج نہیں ہے- ہر سال لاکھوں مسلمان ان کی اقتداء میں نمازیں ادا کر کے اپنے قلب و جگر کو شیخ کی پر سوز اور وجد آفریں تلاوت کلام مجید سے محظوظ کرنے کا ساماں کرتے ہیں اور شیخ موصوف کے جمعہ و عیدین کے خطاب سے راہنمائی حاصل کرتے ہیں-

شیخ خذیفی مدظلہ العالیٰ "بڑے امام صاحب" کے لقب سے معروف ہیں ان کا علمی و تحقیقی مقام عالم اسلام میں ایک مسلمہ حیثیت کا حامل ہے اگرچہ مملکت اسلامیہ سعودیہ میں آئمہ مساجد و خطباء حضرات اس بات کے پابند ہوتے ہیں کہ وہ حکومت کی طرف سے جاری ہونے والا خطبہ ہی عوام کے سامنے پڑھیں- تاہم کبھی کبھی شیخ خذیفی مدظلہ فی البدیع ملت اسلامیہ کو درپیش مسائل پر بے لاگ تبصرہ فرمانے' بے جھجک کلمہ حق بلند کرنے اور فرقہائے باطلہ کے مدلل رد کے ذریعہ اپنا منصبی فرض کمال جرات مندی کے ساتھ ادا کر جاتے ہیں-

الشیخ خذیفی مدظلہ سے نومبر 1994 میں میری جب ان کی رہائش گاہ

پر ملاقات ہوئی تو شیخ موصوف نے نہ صرف رافضیت کے بارے میں (اشد ہم کفرا من الیھود والنصاریٰ) کہ رافضی یہود و نصاریٰ سے بڑے کافر ہیں' فرما کر سپاہ صحابہؓ کے موقف کی تائید کی بلکہ مجھ پر ہونے والے قاتلانہ حملوں کی تفصیلات سنکر اس قدر جوش میں آئے کہ میرے سینہ پر ہاتھ پھیرتے ہوئے فرمانے لگے لاتحزن انت انشاء اللہ کمثل خالد بن ولیدؓ- کہ خوب ڈٹ کر اپنے مشن کو جاری رکھو- حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی طرح دشمن تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکے گا- شیخ کے فرمائے ہوئے الہامی جملوں کی صداقت آج ساری دنیا کے سامنے 100 سے زائد زخموں سے چور میری صحت مندی اور تندرستی کی شکل میں موجود ہے-

کسی نے خوب کہا-

قلندر ہر چہ گوید دیدہ گوید

اس سال ذوالقعدہ ۱۴۱۸ھ مارچ ۱۹۹۸ء کے ایک جمعہ میں شیخ خذیفی مدظلہ نے اس وقت ایک معرکۃ الآراء خطبہ میں مسجد نبویؐ میں ارشاد فرمایا- جب ایران کے سابق صدر "رفسنجانی" بھی وہاں موجود تھے-

الشیخ علی عبدالرحمٰن الخذیفی کے اس خطبہ کی آڈیو کیسٹ جب مولانا زاہد الراشدی جیسے پاکستان کے جید عالم دین کے پاس پہنچی تو انہوں نے اسلام آباد کے کثیر الاشاعت روزنامہ "اوصاف" کیلئے اس کیسٹ میں موجود خطبہ پر مبنی ایک مضمون بھیجا جو 30 اپریل ۱۹۹۸ بمطابق 3 محرم ۱۴۱۹ کو اس اخبار میں شائع ہوا-

ذیل میں مولانا زاہد الراشدی صاحب کے مضمون ہی سے ان کے اور اوصاف اخبار کے شکریہ کے ساتھ تحریر پیش کی جاتی ہے جس سے شیخ حذیفی

مدظلہ کے خطاب لاجواب سے آپ کو شناسائی ہو گی۔

اس خطبہ میں جب شیخ نے امریکہ اور یورپی ممالک کے طرز عمل کو بیان فرما کر شیعت کے بارہ میں اظہار خیال فرمایا تو ایران کے سابق صدر رفسنجانی اس کلمہ حق کی تاب نہ لاتے ہوئے مسجد نبوی سے اپنے محافظین سمیت اٹھ کر نکل گئے۔ مولانا راشدی لکھتے ہیں.....

شیخ حذیفی نے مذکورہ خطبہ جمعہ میں اسلام اور عالم اسلام کے بارے میں امریکہ اور دیگر مغربی طاقتوں کے طرز عمل کو موضوع بحث بنایا ہے اور کہا ہے کہ خلیج عرب میں امریکہ اور اس کے حواری ممالک کی افواج کی موجودگی کے بنیادی اہداف چھ ہیں (1) اسرائیل کا تحفظ (2) ہیکل سلیمانی کی تعمیر کی راہ ہموار کرنا (3) مشرق وسطی پر فوجی تسلط

(4) عربوں کی دولت کا استحصال (5) اسلام کی دعوت کا راستہ روکنا (6) اسلامی اقدار اور تہذیب کا خاتمہ' انہوں نے کہا کہ سعودی عرب کو خلیجی ممالک میں کلیدی حیثیت حاصل ہے اس لئے امریکہ اس پر بطور خاص نظریں جمائے ہوئے ہے اور مغربی طاقتیں سعودی عرب کی سالمیت و حدت کو نقصان پہنچانے اور اس کی اسلامی حیثیت کو ختم کرنے کے درپے ہیں۔

یہود و نصاریٰ اسلام اور مسلمانوں کے بڑے دشمن ہیں

انہوں نے عربوں کے موجودہ المیہ کا پس منظر بیان کرتے ہوئے کہا کہ خلافت عثمانیہ کے خاتمہ کے بعد بڑی طاقتوں نے عربوں کو چھوٹی چھوٹی ریاستوں میں تبدیل کر دیا اور قومیتوں کے نام پر آپس میں الجھا دیا' پھر ان میں سے بہت سے ممالک میں فوجی انقلابوں کے ذریعے شخصی حکومتیں مسلط ہوئیں اور اسلام کی بجائے قوم پرستی' سوشلزم اور علاقائیت کو فروغ دیا گیا بلکہ

بعض ممالک میں اسلامی اقدار اور روایات کو جبراً ختم کرنے کی بھی کوشش کی گئی اور اسلامی اجتماعیت کے مختلف مظاہر حتیٰ کہ نماز باجماعت کی ادائیگی کا اہتمام بھی مشکل بنادیا گیا۔ انہوں نے کہا کہ بڑی طاقتوں نے مسلم ممالک پر تسلط کے دوران سب سے بڑا کام یہ کیا کہ محاکم شرعیہ کو ختم کر کے غیر اسلامی قوانین نافذ کر دیئے۔ ان میں سے صرف سعودی عرب ابھی تک محفوظ ہے کہ وہاں شرعی عدالتوں کا نظام موجود ہے اور لوگوں کے مقدمات کے فیصلے شریعت اسلامی کے مطابق ہوتے ہیں۔

انہوں نے کہا کہ یہود و نصاریٰ اسلام اور مسلمانوں کے بڑے دشمن ہیں، جن کی پوری تاریخ گواہ ہے کہ انہوں نے اسلام کو ختم کرنے اور مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیا۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے یہود و نصاریٰ اور مشرکین کے ساتھ دوستانہ تعلقات سے قرآن کریم میں واضح طور پر منع کیا ہے اور جناب نبی اکرم ﷺ نے جزیرہ عرب سے یہود و نصاریٰ کو نکال دینے کا حکم دیا ہے لیکن آج امریکہ اور برطانیہ کی افواج نہ صرف جزیرہ عرب میں موجود ہیں بلکہ عرب ممالک کے داخلی معاملات میں مداخلت کر رہی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ خلیج عرب کو یہود و نصاریٰ کے وجود سے پاک کرانا ہمارے دینی واجبات میں سے ہے اور اس کے لئے دنیا بھر کے مسلمان، عوام اور حکومتوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے سعودی بھائیوں کا ساتھ دیں۔

انہوں نے "وحدت ادیان" اور مختلف مذاہب کے درمیان قرب پیدا کرنے کے تصور کا بطور خاص نوٹس لیا اور کہا کہ یہودیت، عیسائیت، ہندوازم اور دیگر مذاہب کے ساتھ اسلام کا بنیادی اختلاف عقائد اور ایمانیات کا اختلاف

ہے-اس لئے ان کے ساتھ مفاہمت اور قرب کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا-
انہوں نے اس بات پر زور دیا کہ مسلمانوں کے پاس اصل سرمایہ ان کا ایمان اور عقائد ہیں اور اگر ان میں بھی لچک قبول کرلی جائے تو اور کون سی بات باقی رہ جاتی ہے ؟انہوں نے شیعہ سنی اختلافات کا بھی ذکر کیا اور کہا کہ یہ اختلافات بنیادی ہیں کیونکہ قرآن کریم کا محفوظ ہونا' صحابہ کرامؓ کا مومن ہونا اور بالخصوص خلفاء ثلاثہؓ' حضرت ابوبکرؓ' حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ کا اہل ایمان کا سرخیل ہونا ہمارے عقائد و ایمان کا حصہ ہے اور ام المؤمنین حضرت عائشہؓ کی پاک دامنی پر قرآن کریم نے شہادت دی ہے-اس لئے ان بزرگوں پر طعن کرنے والوں کے ساتھ ہم جمع نہیں ہو سکتے اور ایسا کرنا دینی حمیت کے منافی ہوگا-

ترکی میں اسلامی شعائر کو جبراً مٹایا جارہا ہے

انہوں نے کہا کہ عالمی طاقتوں کا بنیادی مقصد ہمارے عقائد و ایمان کو کمزور کرنا اور ہمیں ان سے محروم کرنا ہے-اس لئے ہمارے لئے ضروری ہے کہ ہم اپنے عقائد کی حفاظت کریں اور ایمان کو مضبوط بنائیں کیونکہ ایمان ہی کی قوت ہے جو ہمارے کام آئے گی اور اسی قوت کی وجہ سے ہم کفر کی یلغار کا مقابلہ کر سکیں گے-انہوں نے ترکی کے حالات کا بھی ذکر کیا اور کہا کہ ترکی میں اسلامی شعائر کو جبراً مٹایا جارہا ہے اور اہل دین کے خلاف زمین تنگ کی جارہی ہے- صرف اس لئے کہ ترک مسلمان اسلام سے محبت کرتے ہیں اور ماضی میں ترکی نے خلافت عثمانیہ کے نام سے ایک عرصہ تک اسلام کا پرچم سربلند کئے رکھا ہے-
انہوں نے مسلم حکمرانوں اور عام مسلمانوں کو تلقین کی کہ وہ توبہ کا

راستہ اختیار کریں اور کفر و ظلم کی زندگی ترک کر کے اطاعت اور فرمانبرداری کی زندگی اختیار کریں۔ جس نے لوگوں پر ظلم کیا ہے وہ ظلم سے توبہ کرے۔ جس نے بدکاری کی ہے وہ بدکاری سے توبہ کرے، جو نشہ کرتا ہے وہ نشے سے توبہ کرے اور جو سودی کاروبار کرتا ہے وہ سود سے توبہ کرے۔ مسلمان حکومتیں اسلامی احکام و قوانین کی عمل داری کا اہتمام کریں، کتاب و سنت کے فیصلوں پر عمل کریں، بے نماز لوگ نماز کی پابندی کریں اور ہم سب اپنے اپنے گناہوں اور کوتاہیوں سے توبہ کر کے اللہ تعالیٰ اور اس کے آخری پیغمبرؐ کی ہدایات کی پیروی کریں۔ اسی صورت میں ہم سے اللہ تعالیٰ راضی ہوں گے اور جب خدا راضی ہوگا تو دنیا کی یہ طاقتیں ہمارا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکیں گی۔

الشیخ علی عبدالرحمٰن الحذیفی کے اس تاریخی خطاب کے چند پہلو ہم نے پیش کئے ہیں جبکہ ہمارے نزدیک ضرورت اس امر کی ہے کہ اہل علم اس خطاب کو خود سنیں اور اس کو زیادہ سے زیادہ عام کرنے کی کوشش کی جائے اس کے ساتھ ہی ہم ان اطلاعات پر تشویش کا اظہار بھی ضروری سمجھتے ہیں کہ اس خطبہ کے بعد سے شیخ موصوف منظر سے مسلسل غائب ہیں اور کم و بیش ڈیڑھ ماہ سے انہوں نے نہ کسی جمعہ پر خطبہ دیا ہے اور نہ ہی کوئی نماز پڑھائی ہے۔ ہمارے ایک ذمہ دار دوست جو اس دوران دو ہفتہ مدینہ منورہ میں رہ کر آئے ہیں، بتاتے ہیں کہ ان دو ہفتوں میں شیخ حذیفی نے ایک نماز بھی نہیں پڑھائی۔ معلوم نہیں کہ آیا، انہیں گرفتار کر لیا گیا ہے یا وہ گھر میں نظر بند کر دیئے گئے ہیں؟ ہم سعودی عرب کی معزز حکومت سے گزارش کریں گے کہ وہ الشیخ علی عبدالرحمٰن الحذیفی جیسے ہر دلعزیز امام و خطیب کی صحت و سلامتی اور آزادی کے بارے میں تازہ ترین صورتحال سے عالم اسلام کو باخبر کرے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عقیدہ امام مہدی اور میرا موقف

صرف میں ہی واجب القتل کیوں ؟

۱۰ مئی ۹۸ء کو روزنامہ "اوصاف" میں شائع ہونیوالا مضمون

۴ مئی ۱۹۹۸ء کو اسلام آباد کے کثیر الاشاعت روزنامہ اوصاف میں سپاہ محمد کے سیکریٹری اطلاعات زاہد الراشدی صاحب کا ایک انٹرویو شائع ہوا جس میں موصوف نے اپنی قابلیت و علمیت کی دھاک اپنے ہم مذہبوں پر بٹھانے اور انہیں یہ احساس دلانے کے لئے کہ "میں دل سے تمہارا ہی ہوں مجھ پر اعتبار کرو" جہاں اور بڑے بڑے مطالبات کئے ہیں اور سپاہ صحابہؓ پر الزامات لگانے کی پرانی عادت کو پورا کیا ہے' وہاں پر میرا نام لے کر ایک تو مجھے گستاخ امام مہدی قرار دیا ہے' دوسرے مجھے واجب القتل قرار دیا ہے۔

مجھے چونکہ ذاتی طور پر لیڈر موصوف کے مبلغ علم اور عادات و خصائل کا مشاہداتی علم ہے۔ کیونکہ وہ جھنگ ہی سے تعلق رکھتے ہیں اور آج تک میں نے کبھی بھی ان کی کسی بات' بلند وبانگ دعوے حتی کہ تہمت طرازی کا جواب نہیں دیا ہے کیونکہ میں انہیں اس قابل ہی نہیں سمجھتا کہ ان کی کسی بات

کا جواب دوں۔ لیکن اب چونکہ خوش قسمتی سے روزنامہ اوصاف جیسے قومی اخبار میں انہوں نے ایک بحث کا آغاز کر دیا ہے تو میں بصد شوق اس عنوان پر اپنا موقف بیان کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ تاکہ دنیا کے سامنے ایک حقیقت آشکارا ہو سکے۔

اس وقت میرا موضوع صرف اور صرف "نظریہ امام مہدی" پر اپنا اور اپنے ہم مذہب مسلمانوں کا موقف بیان کرنا ہے اور ساتھ ساتھ تقابل کے طور پر شیعہ مذہب کا موقف انہی کی مستند کتب سے پیش کر کے اصل وجہ فساد کو بھی بیان کرنا ہے۔

میں اس وقت اس بات کی طرف نہیں جاتا ہوں کہ مجھے قتل کرانے کے لئے سپاہ محمد یا تحریک جعفریہ اور ان کے سرپرستوں نے کیا کیا اقدامات کئے ہیں؟ کیونکہ مجھ پر ایک درجن سے زائد مرتبہ گولیوں، راکٹ لانچروں اور بموں سے حملہ کرنے والوں کو جان لینا چاہئے کہ

فانوس بن کے جس کی حفاظت ہوا کرے
وہ شمع کیا بجھے جسے روشن خدا کرے

امام مہدی کے بارے میں میرا عقیدہ

میرے عقیدہ مہدویت کی بنیاد حضرت خاتم المعصومین ﷺ کی وہ متواتر احادیث ہیں جن میں آپ ﷺ نے اس امام مہدی کی پیش گوئی فرمائی جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمانوں سے نزول کے قریباً چالیس سال قبل مدینہ منورہ کی ایک نواحی بستی میں پیدا ہوں گے۔ جن کے والد ماجد کا نام عبداللہ اور اپنا نام محمد والدہ ماجدہ کا نام آمنہ ہوگا۔ چالیس سال کی عمر کو پہنچنے کے

بعد بیت اللہ کے اندر وقت کے قطب و ابدال انہیں علامات سے پہچانیں گے اور ان کے ہاتھ پر بیعت کر کے کفار و نصاریٰ کی ان فوجوں سے جہاد کریں گے جو مکۃ المکرمہ کی سرحد کے قریب پہنچ چکی ہوں گی۔ جب حضرت مہدی اپنے رفقاء سمیت دمشق کی جامع مسجد میں نماز عصر کی تیاری فرما رہے ہوں گے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہوگا اور وہ حضرت مہدی کی اقتداء میں نماز ادا فرمائیں گے۔ بعد ازاں دونوں مقدس شخصیات اپنے لشکر اسلام کے ہمراہ دجال اور اس کے حواریوں کے مقابلہ میں اتریں گی اور دجال کو "لد" کے مقام پر قتل کریں گی۔ باطل قوتوں کو شکست فاش ہوگی اور پوری سرزمین پر اسلام کا بول بالا ہوگا۔

نہایت مختصر لفظوں میں اپنا نظریہ بیان کرنے کے بعد اب میں تصویر کا دوسرا رخ یعنی شیعہ کا نظریہ امام مہدی پیش کرتا ہوں اور اس ذمہ داری کے ساتھ پیش کرتا ہوں کہ کسی بھی شیعہ عالم و جاہل کو اس کا انکار نہیں ہوگا۔

امام مہدی اور مذہب شیعہ

شیعہ مذہب کی کتب صحاح اربعہ اور ملاں باقر مجلسی کی تصنیفات و ایران کے رہنما آیت اللہ خمینی کی تالیفات اس بات پر شاہد ہیں کہ امام مہدی تیسری صدی ہجری میں پیدا ہو چکے ہیں۔ ان کے والد کا نام حضرت حسن عسکری والدہ کا نام نرجس یا نرگس ہے۔ وہ بچپن ہی میں عراق میں مشہور "غار سر من رائی" جسے "غار سامرہ" کہا جاتا ہے' میں غائب ہیں اور قرب قیامت میں ان کا ظہور ہوگا۔ بوقت ظہور ان کے پاس اصلی قرآن مجید' و مصحف فاطمہؓ تابوت سکینہ' عصاء موسیٰ وغیرہ بھی ہوگا' جو وہ ہمراہ لے گئے تھے۔

اتنے سے تعارف کے بعد یہ بات واضح ہو گئی کہ اہلسنت والجماعت اور میرے عقیدہ کے مطابق جس امام مہدی کی پیش گوئی کتب حدیث میں ہے' ان کی پیدائش' والدین کے نام اور مقام ظہور پر شیعہ اور اہلسنت میں بنیادی اور اصولی اختلاف پایا جاتا ہے- آج پوری دنیا میں کسی بھی غیر شیعہ کا یہ نظریہ ہر گز نہیں ہے کہ امام مہدی پیدا ہو کر غائب ہو چکے ہیں اور امام مہدی کے والد کا نام حضرت حسن عسکری اور والدہ کا نام نرگس یا نرجس ہے-

اہلسنت والجماعت اور شیعہ اثنا عشری کے مابین امام مہدی کے مسئلہ پر قریباً چالیس باتوں میں بنیادی اختلاف ہے- اگر کسی کو تفصیلات کا شوق ہو تو وہ دو سال قبل اس عنوان پر کوٹ لکھپت جیل میں لکھی جانے والی مولانا ضیاء الرحمٰن فاروقی شہید کی کتاب "عقیدہ امام مہدی" فاروقی اکیڈمی جامعہ عمر الفاروق راوی محلہ سمندری ضلع فیصل آباد سے منگوا کر اس بحث کو علمی و تحقیقی نگاہ سے دیکھ سکتا ہے- یہ بات ایک مسلمہ امر ہے کہ شیعہ حضرات جسے امام مہدی مانتے ہیں وہ اور شخصیت ہے اور مسلمان جس امام مہدی کے منتظر ہیں وہ اور شخصیت ہے-

میرا قصور

اب تک کی مختصر تحریر سے قارئین کرام بخوبی سمجھ گئے ہوں گے کہ نظریہ امام مہدی پر اہلسنت والجماعت اور شیعہ کا بنیادی اختلاف کیا ہے-

لیکن میرا جرم اور قصور یہ ہے کہ میں نے اپنی تقاریر اور قومی اسمبلی میں خطابات میں اس بات پر شدت کے ساتھ احتجاج کیا ہے کہ شیعہ مذہب کی نہایت مستند کتب اور ملاں باقر مجلسی کی تصنیفات خصوصاً حق الیقین جس کی تعریف و توصیف خود آیت اللہ خمینی صاحب نے اپنی کتاب کشف الاسرار میں

نہایت مبالغہ سے کی ہے اور اس طرح منتہی الآمال جیسی ضخیم کتاب' بصائر الدرجات وغیرہ میں تفصیل کے ساتھ یہ تحریر کیا گیا ہے کہ (۱) ہمارے امام مہدی جب ظاہر ہوں گے تو ان کے ہاتھ پر حضرت محمد رسول اللہ ﷺ بیعت کریں گے (نعوذ باللہ)

(۲) ہمارے امام مہدی روضہ رسول ﷺ کو گرا کر حضرت ابوبکرؓ حضرت عمرؓ کو (نعوذ باللہ) قبروں سے نکال کر زندہ کریں گے اور انہیں دن میں ہزار ہزار مرتبہ سولی پر چڑھائیں گے۔

(۳) ہمارے امام مہدی یعنی قائم آل محمد ﷺ' حضرت عائشہؓ کو قبر سے نکال کر ان پر حد جاری کریں گے (نعوذ باللہ)

(۴) ہمارے امام مہدی یعنی صاحب العصر کافروں سے قبل سنیوں کو قتل کریں گے اور ابتدا سنی علماء کے قتل سے کریں گے۔

صرف یہ چار باتیں میں نے نقل کفر کفر نہ باشد کے اصول پر اشارۃ لکھی ہیں۔ ورنہ اس کتاب میں اور دیگر شیعہ مذہب کی بنیادی کتب میں جو حالات وواقعات ظہور امام مہدی کے بعد کے تحریر کئے گئے ہیں' انہیں لکھنا کسی صاحب ایمان کے لئے ممکن ہی نہیں۔ صرف ان چار "کارناموں" کو پڑھ کر کوئی صاحب ایمان شخص یہ بتائے کہ وہ ایسے شخص کو ایک لحہ کے لئے بھی امام مہدی تسلیم کرنے اور اس کی عزت وعظمت کو ماننے کے لئے تیار ہے؟

میں نے اپنی تقاریر میں انہی باتوں کی بنیاد پر علی الاعلان کہا ہے اور اب بھی ببانگ دھل ڈنکے کی چوٹ پر کہتا ہوں کہ جس شخص کے بارے میں یہ دعویٰ کیا جائے کہ اس کے ہاتھ پر اللہ کے آخری رسول ﷺ بیعت کریں گے اور وہ روضہ رسول ﷺ کو گرا کر حضرات شیخین کی توہین کرے گا۔ ام

المومنین حضرت عائشہؓ پر حد جاری کرے گا اور کافروں سے قبل مسلمانوں کو قتل کرے گا۔ ہم اسے امام مہدی تو کجا ایک شریف انسان بھی تسلیم نہیں کرتے ہیں اور ایسے ناپاک عزائم رکھنے والے شخص کو بدترین کافر۔ واجب القتل' اور عبرت ناک سزا کا مستحق یقین کرتے ہیں۔

اگر ہماری زندگی میں کوئی ایسا دعویٰ کرے گا یا ایسی ناپاک کوشش کرے گا تو اسے جوتوں کا ہار پہنا کر کالے منہ کے ساتھ بازیچہ اطفال بنا کر دم لیں گے۔

اب آخر میں میری شیعہ مذہب کے لیڈران سے التماس ہے کہ وہ خود میدان میں آئیں اور اس بات کا اعلان کریں کہ جو کچھ ملاں باقر مجلسی نے اپنی کتاب حق الیقین میں لکھا ہے یا دوسرے مصنفین نے ہرزہ سرائی کی ہے۔ ہم اس سے برات کا اعلان کرتے ہیں اور ساتھ ساتھ یہ بھی لکھیں کہ ہمارے نزدیک اس شخص کی کیا سزا ہے جو ان کتب میں تحریر کردہ باتوں کا مصداق بننے کی کوشش کرے۔

اسی طرح میں علماء اہلسنت سے بھی التماس کروں گا کہ وہ ضرور اس بات کا جائزہ لیں کہ آیا میرا عقیدہ و نظریہ امام مہدی کے بارے میں جو میں نے بیان کیا' کس حد تک صحیح ہے اور خود ان کا اس شخص کے بارے میں کیا خیال ہے جو مہدی کے نام پر مندرجہ بالا بیان کردہ ناپاک عزائم کی تکمیل کا خواہش مند ہو۔

(نوٹ) اگر کسی طرف سے اس عنوان پر تحقیقی تحریر میرے موقف کے خلاف شائع ہوئی تو مجھے ایک مرتبہ پھر وضاحت کا حق حاصل ہوگا۔

شاتم رسول ﷺ کی سزا
قرآن وسنت کی روشنی میں

وطن عزیز میں ایک مرتبہ پھر گستاخ رسول ﷺ کی سزا پر مبنی قانونی دفعہ 295/C کو ختم کرانے کے لئے اقلیتی گروہ خودکشی کے ارتکاب' پر تشدد مظاہروں اور بیرون ممالک سے دباؤ ڈلوانے کے لئے سرگرم عمل ہو چکے ہیں- حالانکہ انہیں اس بات کا احساس ہونا چاہئے کہ یہ قانون صرف پیغمبر اسلام ﷺ کی گستاخی کرنے والے ہی کے لئے نہیں ہے بلکہ جمیع انبیاء علیہم السلام کی شان اقدس میں بے ادبی اور گستاخی کرنے والے کے لئے ہے- اور اہل کتاب ہونے کے ناطے یہ قانون خود ان کے مذہب کی تعلیمات کے بھی عین مطابق ہے اور ان کی جان ومال' عزت و آبرو کا بھی محافظ ہے- اور پھر یہ قانون صرف پاکستان ہی نہیں بلکہ امریکہ کی کئی ریاستوں اور یورپ کے کئی ممالک میں اس طرح کے سخت قوانین موجود ہیں-

سوچنے کی بات یہ بھی ہے کہ آخر ہمارے ملک کی اقلیتیں اور خصوصاً عیسائی طبقہ ہی کیوں اس قانون پر سیخ پاء ہے ؟ کیا وہ اس بات کے خواہاں ہیں کہ گستاخ رسول ﷺ کو کھلی چھٹی دیدی جائے اور پھر ایسے دریدہ دہنوں اور بدزبانوں کو لگام خود عشاق رسول ﷺ ہی دینے پر مجبور ہو جائیں ؟

بد قسمتی سے جہاں سابق حکمرانوں نے گستاخان رسول ﷺ کو جیلوں سے نکال کر مکمل پروٹوکول کے ساتھ بیرون ملک فرار کرایا- وہاں ایسے واقعات بھی سامنے آئے ہیں کہ ایسے ناپسندیدہ افراد کو باہر کے ممالک نے باضابطہ اپنے ممالک میں "مہمان" بنا کر رکھنے کا سلسلہ بھی شروع کر دیا ہے- جس کے نتیجے میں اب یہ بات ایک فیشن بلکہ ایک کاروبار بن رہی ہے کہ معاذ اللہ حضور اقدس ﷺ کی شان میں گستاخی کرو اور "ہیرو" بن جاؤ- غیر ممالک میں پہنچنے کا راستہ بنالو- مجھے اس وقت ان نام نہاد "اصحاب علم" اور "محققین" کی روش پر بھی حیرت ہو رہی ہے جو ذرائع ابلاغ کے ذریعہ اس بات کی تشہیر کر رہے ہیں کہ موجودہ قانون قرآن و سنت کی تعلیمات کے منافی ہے- ایسے افراد کے گمراہ کن پروپیگنڈہ کا پردہ چاک کرنے اور اس مسئلہ کی اہمیت کے لئے نہایت اختصار سے (راقم) قرآن کریم کے ارشادات اور رسول ﷺ کے احکامات و فیصلہ جات کو تحریر کر رہا ہے- قرآن مجید کے ۲۲ ویں پارہ کی سورۃ احزاب میں ارشاد خداوندی ہے کہ "جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کو ایذا پہنچاتے ہیں' اللہ تعالیٰ کی ان پر پھٹکار دنیا میں بھی ہے اور آخرت میں بھی اور مزید آخرت میں ان کے لئے دردناک عذاب بھی تیار ہے"

اس قرآنی ارشاد کی روشنی میں آپ رسول اللہ ﷺ کا عمل ملاحظہ فرمائیں کہ آپ ﷺ نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو ایذا پہنچانے والوں کے لئے کیا طرز عمل اختیار فرمایا-

گستاخ رسول کے لئے احکام نبوی ﷺ

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے دور

مبارک میں ایک نابینا آدمی کے پاس ایک لونڈی تھی جس سے اس کے دو بیٹے بھی تھے۔وہ لونڈی نبی اقدس ﷺ کی شان میں گستاخی کیا کرتی تھی۔وہ شخص اسے بدزبانی اور گالیوں سے باز رہنے کی تلقین کرتا رہتا جب یہ بدزبان لونڈی باز نہ آئی تو اس نابینا آدمی نے ایک "کدال" اس کے پیٹ سے آرپار کر کے اسے قتل کر دیا۔جب آنحضرت ﷺ کو اس واقعہ کا علم ہوا تو آپ ﷺ نے لوگوں کو جمع کیا اور فرمایا "کہ ایک آدمی پر میرا حق ہے اور اس نے حق ادا کر دیا ہے۔میں اس آدمی کو اللہ کی قسم دے کر کہتا ہوں کہ وہ اٹھ کر سامنے آئے۔اس پر وہ نابینا صحابی سامنے آئے اور عرض کی کہ یہ واقعہ میرے ساتھ پیش آیا ہے کہ میں ایک لونڈی کا مالک تھا جو میرے بچوں کی ماں بھی تھی اور اس کا رویہ میرے ساتھ نہایت شائستہ اور نرم تھا لیکن وہ آپ ﷺ کے بارے میں بدزبانی کرتی تھی جس پر مجھ سے برداشت نہ ہو سکا اور میں نے اسے قتل کر دیا۔ حضور اکرم ﷺ نے یہ بات سن کر فرمایا۔

الا اشھدو ان ومھا ھدر (گواہ رہو کہ اس کا خون ساقط ہے)

حوالہ ابو داؤد شریف (4-129) کتاب الحدود - و نسائی شریف (7-107) کتاب تحریم الام۔

2-امام شعبی حضرت علیؓ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک یہودی عورت نبی اقدس ﷺ کو گالیاں دیا کرتی تھی تو ایک آدمی نے اس کا گلہ گھونٹ کر اسے ہلاک کر دیا۔ نبی اکرم ﷺ نے اس کے خون کو ساقط فرما دیا۔حوالہ ابو داؤد شریف کتاب الحدود والصارم المسلول علی شاتم الرسول۔

3-حضرت خالد بن ولیدؓ نے ایک ایسی عورت کو قتل کر دیا جس نے نبی اکرم ﷺ کو گالیاں دی تھیں۔حوالہ کتاب الاموال 260

4- حضرت عمیر بن امیہؓ سے روایت ہے کہ میری ایک مشرکہ بہن تھی- جب رسول اللہ ﷺ باہر نکلتے تو وہ آپ ﷺ کو گالیاں دیتی- میں نے اسے قتل کر دیا- میرے بھانجوں نے چلا چلا کر کہنا شروع کر دیا کہ ہم قاتل کو پہچانتے ہیں "تم لوگوں نے ہماری ماں کو قتل کر دیا ہے حالانکہ خود تمہارے بھی تو بعض کے ماں باپ مشرک ہیں-" حضرت عمیرؓ فرماتے ہیں کہ مجھے خدشہ ہوا کہ میرے بھانجے میری بجائے کسی اور کا نام لے کر اسے ناحق قاتل قرار دینگے تو میں نے خود سارے واقعہ سے حضور ﷺ کو آگاہ کر دیا جبکہ مقتولہ کے بیٹوں نے میرے خدشہ کے عین مطابق حضور ﷺ کے سامنے کسی اور شخص کا نام لیا- رسول اللہ ﷺ نے میرے بھانجوں کو حقیقت سے آگاہ کیا اور انہیں بتایا کہ تمہاری ماں کا خون معاف ہے- حوالہ طبرانی والصارم المسلول 39-

5- حضرت عکرمہ مدنی ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اکرم ﷺ کو گالی دی- آپ ﷺ نے فرمایا "کون ہے جو مجھے میرے دشمن سے بچائے"؟ حضرت زبیرؓ نے جواب دیا "میں" چنانچہ حضرت زبیرؓ نے اسے للکارا اور قتل کر دیا- رسول ﷺ نے مقتول کا سامان حضرت زبیرؓ کو دلوا دیا- حوالہ مصنف عبدالرزاق (5-307)

6- حضرت خالد بن ولیدؓ نے اس آدمی کو قتل کر دیا تھا جو رسول اللہ ﷺ کو گالیاں دیا کرتا تھا- حوالہ سنن بیہقی (8-203)

7- شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ نے خطمہ قبیلے کی ایک عورت کا واقعہ بیان کیا ہے جو رسول اللہ ﷺ کو ایذا دیتی تھی اور آپ کے خلاف لوگوں کو بھڑکاتی تھی- ایک دن حضور ﷺ نے فرمایا "کون ہے جو اس عورت کا کام تمام کر دے" عمیر بن عدیؓ نے رات کے وقت اس عورت کا کام تمام کر کے فجر کی

نماز حضور ﷺ کی اقتداء میں ادا کی- حضور ﷺ نے نماز سے فارغ ہو کر عمیرؓ کی طرف دیکھ کر فرمایا "کیا تو نے بنت مروان کو قتل کر دیا ہے ؟

عمیر نے جواب دیا کہ جی ہاں میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہوں- رسول اکرم ﷺ نے حاضرین سے مخاطب ہو کر فرمایا "جو شخص ایسے آدمی کو دیکھنا چاہے جس نے اللہ اور اس کے رسول کی غیبی مدد کی ہے تو وہ عمیر بن عدی کو دیکھ لے (حوالہ الصارم المسلول ص 95-)

8- صحیح بخاری شریف میں حضرت جابر بن عبداللہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کون ہے جو کعب بن اشرف کو ٹھکانے لگائے ؟ کیونکہ اس نے اللہ اور اس کے رسول کو اذیت پہنچائی ہے- اس پر محمد بن مسلمہ نے آگے بڑھ کر عرض کیا- یا رسول اللہ ﷺ آپ چاہتے ہیں کہ اسے قتل کر دیا جائے ؟

حضور ﷺ نے فرمایا- ہاں

اس پر محمد بن مسلم اپنے ہمراہ ابو عبس بن جبر- حارث ابن اوس' اور عباد بن شبیر کو لے کر کعب بن اشرف یہودی کے پاس گئے اور اسے قتل کر دیا- یہ روایت صحیح بخاری کے علاوہ مسلم شریف میں بھی موجود ہے-

(نوٹ) یہ مضمون ۱۱ مئی ۱۹۹۸ء کو اخبارات کو اس وقت روانہ کیا گیا- جب عیسائیت کی طرف سے "گستاخ رسول کی سزا" سزائے موت ختم کرنے کے لئے مظاہرے کئے جا رہے تھے-

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ظلم حد سے بڑھے گا تو بغاوت ہو گی

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ پیغمبر اسلام ﷺ کا فرمان نقل کرتی ہیں کہ "روز محشر عرش الٰہی کا سایہ جن خوش نصیب لوگوں کو شروع ہی میں میسر آجائے گا- ان میں سے ایک وہ شخص بھی ہوگا جو دو فریقین کے مابین فیصلہ کرتے وقت ایسا فیصلہ کرے جیسے اپنی ذات کے لئے کر رہا ہو (حوالہ مسند احمد و ابو نعیم فی الحلیۃ) یعنی جس طرح کوئی شخص ہر گز اس بات کو پسند نہیں کرتا ہے کہ اس کے ساتھ کوئی منصف ظلم کرے یا اسے صفائی کا موقع دیئے بغیر اس کے خلاف فیصلہ کرے اس طرح منصف کے لئے بھی ضروری ہے کہ وہ مدعی کو اپنا دعویٰ ثابت کرنے اور مدعی علیہ کو صفائی دینے کا مکمل موقع دے اور پھر حق و انصاف کے مطابق ان کے مابین فیصلہ کرے تاکہ کسی کے ساتھ ظلم نہ ہونے پائے-

ظلم کے لغوی معنی "وضع الشئی فی غیر محلہ" کے ہیں کہ کسی چیز کو ایسی جگہ پر رکھنا جو اس چیز کے رکھنے کے لئے نہ بنائی گئی ہو- اس کے مقابل میں عدل ہے جس کے معنی یہ ہوئے "حق کو اسکے حقدار تک پہنچانا" "ظلم" کسی بھی معاشرہ اور قوم کے لئے ایسا زہر قاتل ہے کہ جس کے اثر سے قومیں اور ملتیں اپنا وجود تک کھو بیٹھتی ہیں- یہ مرض جس حکومت کے

جسم کو لاحق ہو جائے' اس کا وجود ختم کئے بغیر نہیں رہتا اور جن عدالتوں کے فیصلوں میں اس کے جراثیم داخل ہو جائیں' وہ عدالتیں اپنا تقدس و وقار کھو بیٹھتی ہیں- چوتھے خلیفہ راشد حضرت علی المرتضیٰؓ کا یہ فرمان تو اب ہر شخص کی زبان پر موجود ہے "کہ حکومت کفر سے تو باقی رہ سکتی ہے لیکن ظلم سے نہیں" کیونکہ ظلم جب حد سے بڑھ جاتا ہے تو پھر وہ مٹ جاتا ہے- آج دنیا میں عزت و احترام سے نام لئے جانے کے قابل وہی لوگ ہیں جنہوں نے عدل کو فروغ دیا اور ظلم کا خاتمہ کیا- خلافت راشدہؓ کا سنہری دور عدل و انصاف کی فراوانی کی بدولت ہی آج تک ایک آئیڈیل حیثیت رکھتا ہے- حتیٰ کہ خود پیغمبر اسلام ﷺ نے "نوشیروان" بادشاہ کی غیر مسلم ہونے کے باوجود اس لئے تعریف فرمائی کہ اس کے دور میں عدل کا پرچم بلند رہا اور ظلم کو نیچا دیکھنا پڑا تھا- دوسری طرف نمرود' فرعون' ہامان اور چنگیز و ہلاکو خان جیسے لوگ صدیاں گزرنے کے بعد بھی اس لئے نفرت کے ساتھ یاد کئے جاتے ہیں کہ ان کی حکومتوں میں ظلم کو فروغ ملا اور عدل و انصاف کے تقاضے پورے نہ ہوئے-

اسی تناظر میں اگر آج ہم اپنے ملک کے حکمرانوں کے "گھر گھر انصاف مہیا کرنے" بلکہ "مظلوم کی دہلیز پر انصاف پہنچانے" کے دعویٰ کا جائزہ لیں تو ہمیں نہ صرف یہ دعویٰ ایک بھیانک مذاق نظر آتا ہے بلکہ معاملہ بالکل اس کے برعکس دکھائی دیتا ہے- حکومت نے انسداد دہشت گردی کے حوالے سے جو جلد انصاف فراہم کرنے کا "عدالتی ڈھانچہ" تشکیل دیا ہے' باوجود اسکے کہ اسے "عدالت" قرار دینا ہی "عدالت" کے نام کی توہین ہے' تاہم اب خود حکمرانوں نے بھی دبے لفظوں میں اسے ناکام قرار دینا شروع کر دیا ہے- لیکن اس ڈھانچہ کو کچھ عرصہ تک باقی رکھنے کی حکومت کو اس لئے

ضرورت محسوس ہو رہی ہے کہ وہ اور کچھ نہیں تو جلد از جلد اپنے مخالفین کو تو سنگین نوعیت کی سزائیں دلوالے۔ چنانچہ خود وزیر اعظم میاں محمد نواز شریف صاحب نے اپنے اخباری بیانات میں اس بات کا اقرار کیا ہے کہ میں نے عدالتوں سے کہہ کر "ایرانی کیڈٹوں کے قاتلوں کو جلد سزا دلوائی ہے"

سوال یہ ہے کہ جو عدالتیں معرض وجود میں بھی حکومت کے تقرر سے آئی ہوں اور فیصلے بھی حکمرانوں کی مرضی و منشاء کے مطابق کر رہی ہوں حتیٰ کہ اس حد تک حکم حاکم کی "فرمانبردار" ہوں کہ ملزمان کو صفائی تک کا موقع فراہم نہ کریں۔ بلکہ الٹا انہیں اپنے عزیز و اقرباء اور وکلاء تک ملاقات نہ کرنے دیں اور جبراً قہراً موت کے منہ میں دھکیلنے کی کوشش کریں۔ انہیں اس بات پر اصرار کس لئے ہے کہ ان کا نام "عدالت" ہی رکھا جائے کیوں نہ انہیں "قتل گاہیں" اور "انتقام گاہیں" کے حقیقی نام سے معنون کر دیا جائے تاکہ وہاں سے سزا پانے والے بے گناہوں کو یہ تو اطمینان ہو کہ ہم پر انصاف و عدل کے نام پر ظلم نہیں ہوا ہے۔ بات یہیں تک محدود ہوتی تو پھر بھی کسی حد تک قابل برداشت تھی۔ اب تو "توبت بایں جا رسید" کہ ملزم کو عدالت کا منہ دیکھنا بھی نصیب نہیں ہوتا اور خود کرسی انصاف پر بیٹھی شخصیت ملزم کو صفائی تو درکنار اپنے کٹہرے میں کھڑا ہونے کا حق بھی نہیں دیتی اور سزا کا اعلان کر دیتی ہے۔ انصاف کا یہ انداز کسی عام آدمی یا ملزم کے ساتھ نہیں اپنایا گیا بلکہ ایک ایسی جماعت کے قائد کے ساتھ یہ سلوک روا رکھا گیا جس جماعت کے لاکھوں کارکن وطن عزیز میں موجود ہیں اور پھر وہ لیڈر خود اسی شہر کی جیل میں موجود ہے۔ جس شہر میں عدالت کے جج صاحب فیصلہ سنا رہے ہیں' میں سر دست اس بات پر بحث نہیں کرتا کہ قائد سپاہ صحابہؓ علامہ علی شیر حیدری کو

جس الزام کے تحت تین سال قید کی سزا سنائی گئی ہے' آیا وہ الزام حقیقت میں ثابت تو دور کی بات ہے اپنا وجود بھی رکھتا ہے ؟ آیا واقعی مولانا حیدری نے کسی اسلامی فرقہ کو کافر کہا ہے ؟ یا انہوں نے اس فرد یا جماعت کی شرعی حیثیت بیان کی ہے جس نے خلفاء راشدینؓ اور امہات المومنینؓ پر کفر کے فتوے جاری کئے ہیں- کیا مولانا علی شیر حیدری نے پاکستانی "رشدیوں" اور "راجپالوں" کی تصنیفات پر احتجاج کیا ہے ؟ یا قرآن کریم کے صفحات پر قرآن مجید کو تبدیل شدہ کتاب قرار دینے والوں کی ناپاک سازشوں کا پردہ چاک کیا ہے ؟

میرا مقصد اس وقت صرف یہ وضاحت طلب کرنا ہے کہ آیا پاکستان کے حکمران اس قسم کے انصاف کے ترازو کو بلند کر کے اپنے آپ کو اور ملک کو کس طرف لے جانا چاہتے ہیں ؟ کیا وہ بھول گئے ہیں کہ چند سال قبل جب انہی کے ساتھ اس طرح کا سلوک بعض عدالتوں کی طرف سے کیا گیا تھا تو انہوں نے "جیالہ کورٹس مردہ باد" کے نعرے بلند کئے تھے- بلکہ انہوں نے تو اپنے موجودہ دور حکومت میں بھی سپریم کورٹ جیسی اعلیٰ عدالت کے چیف جسٹس کے خلاف وہ زبان استعمال کی کہ جس کی صدائے بازگشت سے آج بھی وطن عزیز کی مقدس جبیں ندامت سے پسینہ پسینہ ہو جاتی ہے- کیا اب حکومت صرف اس بات کی منتظر ہے کہ لوگ انسداد دہشت گردی کی ان عدالتوں کا بھی وہی حشر کریں جو وہ سابقہ دور میں یا اپنے موجودہ دور میں اعلیٰ عدالتوں کے ساتھ روا رکھ چکے ہیں ؟ جہاں تک بات مذہبی معاملات پر مبنی مقدمات کی سماعت کی ہے ہم خود حکومت کو آفر کرتے ہیں کہ وہ ہائی کورٹ کے تین ججوں پر مشتمل ایک ایسا بنچ تشکیل دے جو دو ماہ کے عرصہ میں سپاہ صحابہؓ کی قیادت پر تقاریر کے قائم مقدمات کی سماعت کر کے اس بات کا فیصلہ کرے کہ سپاہ صحابہؓ

کی قیادت کی نقاب پر محض الزام تراشی اور فرقہ واریت پر مبنی ہیں یا یہ ایک احتجاج ہے اس ناپاک سازش کے خلاف جو پاکستان میں مذہبی فسادات کو فروغ دینے کے لئے منظم طریقہ سے کی جارہی ہے۔ ہمیں اس عدالتی بحث کا فیصلہ نہ صرف قابل قبول ہوگا بلکہ یہ فیصلہ ملک میں پائیدار امن کا ضامن بھی ہوگا۔

لیکن اگر حکمران طبقہ اپنے مخصوص افراد کے ہاتھوں عدل کے نام پر ظلم و ناانصافی پر مبنی فیصلوں کے ذریعہ آواز حق کو دبانے اور جانثاران اسلام کو دہشت زدہ کرنے کے خواب دیکھ رہا ہے تو انہیں جان لینا چاہئے پھر ظلم کا سیلاب سب سے پہلے حکمرانوں کے بھاری مینڈیٹ کو بہائے گا اور بعد ازاں "بغاوت" کی ایسی تحریک کو جنم دے گا جو ظالموں کے ایوان کو راکھ کا ڈھیر بنا کر دم لے گی۔ اگر حکمرانوں میں کچھ بھی فہم و تدبر کا مادہ موجود ہے تو وہ ظلم کے نتیجہ میں مری میں اٹھنے والی تحریک اور انتظامیہ کے دفتروں، وزیروں کے ہوٹلوں کو لگی ہوئی آگ سے عبرت حاصل کریں۔

ہوائے ظلم سوچتی ہے کہ کس بھنور میں پھنس گئی
اک دیا بجھانے آئی سو دیئے جلا گئی

(نوٹ) یہ تحریر ۱۱ مئی ۱۹۹۸ء کو قومی اخبارات اور مذہبی و سیاسی رسائل و جرائد کو اس وقت روانہ کی گئی جب قائد سپاہ صحابہ علامہ علی شیر حیدری صاحب کو محض ایک تقریر کرنے کے جرم میں تین سال سزا سنا کر پابند سلاسل کر دیا گیا۔

عقیدہ امام مہدیؓ

احادیث رسول اللہ ﷺ کی روشنی میں

اس وقت میرے سامنے 10 مئی 1998ء اور 18 مئی 1998 کے روزنامہ اوصاف اسلام آباد میں شائع ہونے والے اپنے اور ایم عارف رضا کے دو مضامین ہیں جن میں ہر دو حضرات نے امام مہدیؓ کے بارے میں اپنے اپنے نقطہ نظر کو پیش کیا ہے۔

میرا نقطہ نظر یہ ہے کہ شیعہ اثنا عشریہ کے علاوہ امت مسلمہ کا متفقہ نظریہ مہدویت یہ ہے کہ "امام مہدی علیہ الرضوان قیامت کے قریب پیدا ہونگے اور ان کے والد ماجد کا اسم گرامی "عبداللہ ہوگا والدہ ماجدہ کا نام مبارک "آمنہ" ہوگا وہ مدینہ منورہ کے قریب پیدا ہونگے اور بیت المقدس شریف میں ان کے ہاتھ پر مسلمان بیعت کریں گے۔

ایم عارف رضا صاحب کا نہایت شدومد کے ساتھ یہ دعویٰ ہے کہ "امام مہدی 255 ہجری میں پیدا ہو کر بچپن ہی میں عراق کے علاقہ "سر من رائی" میں غائب ہو چکے ہیں اور ان کے والد ماجد کا اسم گرامی حضرت حسن عسکری ہے اور والدہ کا نام نرجس 'یا نرگس' ہے اور یہی نظریہ اہلسنت والجماعت کے بھی اکثر علماء کا ہے۔

چونکہ عام آدمی ان باہم متضاد دعوؤں کو پڑھ کر سخت اضطراب اور

تشویش میں مبتلا ہوئے بغیر نہیں رہ سکے گا۔اور وہ بار بار اس سوچ میں مبتلا ہوگا کہ آخر حقیقت کیا ہے ؟اور کیا واقعی عام مسلمانوں اور شیعہ کا امام مہدی ایک ہی شخصیت ہے ؟یا دونوں گروہوں کو الگ الگ شخصیتوں کا انتظار ہے ؟

راقم بفضل اللہ تعالیٰ پوری ذمہ داری سے حضرت امام مہدی کے بارے میں احادیث متواترہ صحیحہ سے ثابت شدہ نظریہ کو نقل کرنے پر ہی اکتفا کریگا تاکہ احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں حقیقت عیاں ہو سکے اور متذبذب ذہنوں کو اطمینان وسکون کی دولت میسر آسکے۔

امام مہدی کا تعارف احادیث کی روشنی میں

(1) حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" دنیا اس وقت تک ختم نہ ہوگی جب تک میرے اہلبیت (آل واولاد) میں سے ایک شخص عرب کا بادشاہ نہ ہو جائے جسکا نام میرے نام کے مطابق (محمد) ہوگا" حوالہ (ترمذی شریف) جلد نمبر 2 ص 47

(2) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرمؐ نے ارشاد فرمایا کہ اگر دنیا کا ایک ہی دن باقی رہ جائے گا تو اللہ تعالیٰ اسے دراز کردیں گے یہاں تک کہ وہ شخص (مہدی) خلیفہ ہو جائے" حوالہ (ترمذی شریف) ج نمبر 2 ص 47

(3) حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرمؐ نے فرمایا "اگر زمانے سے ایک دن باقی رہ جائے گا تو تب بھی اللہ تعالیٰ میرے اہلبیتؓ سے ایک شخص کو مبعوث فرمائے گا جو زمین کو عدل وانصاف سے معمور کردے گا جس طرح وہ (اس سے قبل) ظلم سے بھری ہوئی ہوگی" حوالہ (ابوداؤد شریف) ج نمبر 2 ص 588

(4) حضرت ام المؤمنین ام سلمہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اکرمؐ کو فرماتے سنا کہ "مہدی میری نسل سے ہوگا اور فاطمہ کی اولاد سے ہوگا۔

حضرت مہدی حضرت حسنؓ کی اولاد سے ہوں گے

(5) ابو اسحاق روایت کرتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے اپنے بڑے صاحب زادے حضرت حسنؓ کو دیکھتے ہوئے فرمایا کہ یہ میرا بیٹا سید ہے جیسا کہ نبی کریمؐ نے اسے سید نامزد فرمایا ہے۔ اس کی اولاد سے ایک شخص پیدا ہوگا جس کا نام وہی ہوگا جو تمہارے نبیؐ کا اسم گرامی ہے۔ وہ سیرت و اخلاق میں میرے اس بیٹے حسنؓ کے مشابہ ہوگا.... بحوالہ (ابو داؤد شریف) ج نمبر 2 ص 589

حضرت مہدی کے والد کا نام عبداللہ ہوگا اور والدہ کا نام آمنہ ہوگا

(6) حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرمؐ نے فرمایا "دنیا کے روز و شب ختم نہ ہوں گے یہاں تک کہ میرے اہلبیتؓ سے ایک شخص خلیفہ ہوگا جس کا نام اور ولدیت میرے نام اور ولدیت (محمد بن عبداللہ) کے مطابق ہوگی"

(7) حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی یہی روایت مصنفہ ابن ابی شیبہ جلد نمبر 15 صفحہ 197 پر بھی ہے جس میں ہے کہ (مہدی) کی والدہ کا نام میری والدہ (آمنہ) کے مطابق ہوگا۔

امام مہدی مدینہ میں پیدا ہوں گے اور پھر مدینہ سے مکہ جائیں گے جہاں ان کے ہاتھ پر بیعت ہوگی!

(8) حضرت ام المؤمنین ام سلمہؓ روایت فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ ایک خلیفہ کی وفات پر اختلاف ہوگا (کہ اب کسے خلیفہ بنایا جائے) یہ صورت حال دیکھ کر بنی ہاشم کا ایک شخص اس

خیال سے کہ کہیں لوگ میرے اوپر بار خلافت نہ ڈال دیں مدینہ سے مکہ چلا جائے گا- لوگ انہیں پہچان کر حجر اسود اور مقام ابراہیم کے درمیان (مطاف کعبہ میں) ان کے ہاتھ پر بیعت کریں گے حوالہ (مجمع الزوائد) ص 3157

(9) ابو نعیم نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا "مہدی ایک گاؤں سے آئیں گے جس کا نام کریم" ہوگا (یہ مدینہ منورہ کے قریب ایک بستی ہے -(نورالابصار ص 111 حوالہ تحفہ جعفریہ مصنف ممتاز بریلوی عالم دین مولانا محمد علی بلال گنج لاہور)

امام ابن حجر مکی اپنی تصنیف علامات مہدی میں تحریر کرتے ہیں کہ امام مہدی مدینہ سے چلیں گے کیونکہ مدینہ منورہ ہی ان کی جائے پیدائش ہے پھر مکہ میں ان کے ہاتھ پر بیعت عام ہوگی- حوالہ (علامات مہدی) ص 36

امام مہدی کی بیعت رکن یمانی اور مقام ابراہیمی کے درمیان ہوگی-

(10) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضورؐ نے فرمایا کہ "آخری زمانہ میں جو مہدی آئے گا وہ رکن یمانی اور مقام ابراہیم کے درمیان لوگوں سے بیعت لے گا- حوالہ (مستدرک حاکم ص 520 ج نمبر 4

امام مہدی کی عمر بیعت کے وقت چالیس سال ہوگی!

امام مہدی کی علامات پر اہلسنت کی مشہور کتاب الحاوی للفتاوی کے ص 66 جلد دوئم پر تحریر ہے کہ حضرت امام مہدی کی عمر بیعت کے وقت چالیس برس ہوگی-

قارئین کرام! راقم نے اختصار کے پیش نظر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دس احادیث مبارکہ کے حوالوں پر ہی اکتفاء کیا ہے ورنہ اس عنوان پر خلیفہ

راشد حضرت عثمان غنیؓ، حضرت علی مرتضیٰؓ، حضرت طلحہؓ، عبدالرحمٰن بن عوفؓ، عبداللہ بن مسعودؓ، عبداللہ بن عمرؓ، حضرت عبداللہ بن عباسؓ، حضرت ابو سعید خدریؓ، حضرت جابر بن عبداللہؓ، حضرت انس بن مالکؓ، حضرت خدیفہ بن ایمانؓ، حضرت عمار بن یاسرؓ، حضرت ثوبانؓ، حضرت عمران بن حصینؓ، حضرت عوف بن مالکؓ کی روایات کے علاوہ ام المؤمنین حضرت ام سلمہؓ اور ام المؤمنین حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنھم اجمعین کی بھی روایات کتب احادیث میں موجود ہیں۔

جسے شوق مطالعہ ہو وہ حافظ ابن قیمؒ کی کتاب "المنار المنیف" شیخ سفارینی کی کتاب "لوائح الانوار" علامہ مرعیؒ کی "فوائد الفکر" علامہ ابن حجر مکیؒ کی علامات مہدی امام قرطبی کی "احکام القرآن" مولانا حسین احمدؒ مدنی کی احادیث رسولؐ اور امام مہدی اور مولانا محمد علیؒ بلال گنج لاہوری کی تصنیف عقائد جعفریہ کا مطالعہ کر کے تسلی کر سکتا ہے۔

مذکورہ بالا دس احادیث کے مطالعہ سے یہ بات پوری وضاحت کے ساتھ سامنے آچکی ہے کہ جس امام مہدی کی پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے پیش گوئی فرمائی ہے وہ محمد بن عبداللہ ہوں گے مدینہ میں آخری زمانے میں پیدا ہوں گے حسنی خاندان سے ہوں گے اور مکہ میں ان کے ہاتھ پر بیعت ہو گی جبکہ شیعہ اثنا عشریہ کے نظریہ امام مہدی کے مطابق وہ محمد بن حسن عسکری ہوں گے۔ "سر من رائی" میں پیدا ہو کر غائب ہوں گے اور حسینی خاندان سے ہوں گے اور ان کا خروج غار سر من رائی عراق سے ہو گا۔

اب ہر صاحب عقل خود سمجھ سکتا ہے کہ شیعہ اثنا عشریہ جس شخصیت کی انتظار میں ہیں ان کی عمر اس وقت تقریباً ساڑھے گیارہ سو سال

ہو چکی ہے جبکہ علامہ ابن حجر مکی اور شیخ سفارینی نے بھی بڑی وضاحت سے لکھا ہے کہ دنیا بھر کے مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہے کہ امام مہدی قیامت کے قریب مدینہ منورہ میں پیدا ہونگے اور چالیس برس کی عمر میں مکہ مکرمہ میں ان کے ہاتھ پر بیعت ہوگی۔ مجھے تعجب ہے کہ جناب ڈاکٹر ایم عارف رضا صاحب نے کس قدر دلیری کے ساتھ مسلمانوں کی آنکھوں میں دھول جھونکتے ہوئے یہ فیصلہ دے دیا کہ "اہلسنت کے علماء کی بڑی تعداد اس بات پر یقین رکھتی ہے کہ امام مہدیؑ کی دو سو پچپن ہجری میں حضرت امام حسن عسکری کے ہاں ولادت باسعادت ہو چکی ہے" بھلا یہ کیسے ممکن ہے کہ جن علماء کرام کے سامنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کثیر احادیث موجود ہوں وہ ان سے چشم پوشی کر کے ایک ایسے شخص کو امام مہدی تسلیم کر لیں جن کا ذکر احادیث رسولؐ میں ہر گز موجود نہیں ہے یہاں میری مراد مسلمانون کی کتب احادیث ہیں" شیعہ حضرات اپنی کتب سے اپنا مخصوص نظریہ ہزار مرتبہ ثابت کریں وہ ہم غیر شیعہ کے لئے کوئی اتھارٹی نہیں رکھتا ہے۔ جہاں تک ایم عارف رضا صاحب کا اس بات کا دعویٰ کرنا ہے کہ حضرت ابوبکرؓ حضرت عمرؓ اور حضرت عائشہ صدیقہؓ کی توہین کے بارے میں مولانا اعظم طارق کی طرف سے شیعہ کے امام مہدی کی طرف منسوب کردہ روایات نہ صرف ضعیف ہیں بلکہ ایسی روایات کتب اہل سنت میں بھی موجود ہیں تو اس بارے میں یہ واضح کرنا ضروری ہے کہ شیعہ حضرات کی تو مستند کتب میں بڑی تفصیل کے ساتھ ایسی توہین آمیز عبارات کا وجود پایا جاتا ہے اہلسنت کی کسی مستند کتاب میں اس طرح کی کوئی روایت نہیں ملتی ہے اگر ضرورت پڑے گی تو پھر مستقلاً ایسی روایات ہی پر ایک مضمون لکھا جا سکتا ہے جو شیعہ حضرات کے نامور مصنفین نے ظہور امام مہدی

کے بعد اصحاب رسول ﷺ کی توہین پر تفصیلاً بیان کی ہیں۔ یہاں اس بات کی وضاحت بھی ضروری ہے کہ ایم عارف رضا صاحب نے سفیانی لشکر کی آڑ میں فاتح عرب و عجم کاتب وحی حضرت امیر معاویہؓ پر بالواسطہ طعن و تشنیع کا موقع بھی ہاتھ سے جانے نہیں دیا ہے۔ لیکن انہیں اس حقیقت کو پیش نظر رکھنا چاہئے کہ حضرت امیر معاویہؓ وہ شخص ہیں کہ جن کے ہاتھ پر حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ نے بیعت فرما کر امت مسلمہ کے بکھرے شیرازہ کو مجتمع کر دیا تھا۔ اور یہ بیعت حضرت امیر معاویہؓ کی زندگی کی آخری سانس تک قائم رہی تھی

آخر میں میری ایم عارف رضا صاحب سے یہ استدعا ہوگی کہ وہ اس بات پر غور کریں کہ جب شیعہ حضرات نے پاکستان میں اپنا دینی نصاب تعلیم تک اسکولوں میں الگ کر کے کلمہ اذان' نماز تک میں مسلمانوں سے جدا ہونے حتیٰ کہ زکواۃ کی ادائیگی سے مستثنیٰ ہونے کا مطالبہ منظور کروا رکھا ہے۔ تو پھر انہیں اس بات کی کیا ضرورت محسوس ہو رہی ہے کہ مسلمان نظریہ امام مہدی کو اپنانے میں ان کے ہم خیال ہو جائیں۔ مسلمانوں سے الگ ہو کر شناخت کرانے کا راستہ خود انہیں کا اختیار کردہ ہے اور اس جداگانہ شناخت پر انہیں اس قدر اصرار ہے کہ وہ اپنی الگ سحری و افطاری کے اوقات اور اخبارات میں نمازوں کی ادائیگی تک کے اوقات الگ حیثیت میں شائع کرا کر خوش ہیں اور بعض اطراف سے تو یہ مطالبہ بھی سامنے آرہا ہے کہ ہماری شیعہ اذان الگ سے ریڈیو' ٹی وی پر نشر کی جائے' تو کیا وہ خود سکول کی چھٹی کلاس میں داخل ہونے والے بچے سے لے کر زکواۃ کی ادائیگی کرنے والے عاقل و بالغ مسلمان تک کو یہ پیغام نہیں دے رہے ہیں کہ ہم شیعہ مذہب والوں کا کلمہ 'اذان' نماز کا طریقہ'

زکوٰۃ اور اسلام کی بنیادی باتوں پر مسلمانوں سے اختلاف ہے۔ دوسروں پر فرقہ واریت پھیلانے کا الزام لگانے سے قبل خود اپنے کردار کی طرف نظر کرلی جائے تو بہت سے مسائل سے وطن عزیز کو چھٹکارا مل سکتا ہے۔

والسلام

محمد اعظم طارق

یہ تحریر 20-5-98 کو اٹک جیل میں لکھی گئی اور
28-5-98 بروز جمعرات کو روزنامہ اوصاف اسلام آباد سے شائع ہوئی

پیغمبر اسلام اور بشارات کتب سابقہ

ہوئی پہلوئے آمنہ سے ھویدا دعاء خلیل اور نوید مسیحا

اپنے اپنے زمانہ میں ہر نبی مرسل اور پیغمبر امت نے "عالم ارواح" میں اللہ سے کئے ہوئے عہد کی پاسداری کا حق اس طرح ادا کیا کہ اپنی اپنی امت کے سامنے "بشارات" کی صورت میں جمال مصطفوی ﷺ اور کمال محمدی ﷺ کا ایک مفصل نقشہ پیش کیا کہ کسی عالم و جاہل بینے اور اندھے کو بھی تعارف سید المرسلین میں اشتباہ نہ ہو سکا۔ تکبر وہٹ دھرمی، بغض و عداوت کی عینک اگر دل کی آنکھوں پر نہ چڑھی ہوئی ہو تو تمام تر تحریف و تغیر کے باوجود سابقہ کتب آسمانی میں آج بھی عکس جمال مصطفیٰ ﷺ روز روشن کی طرح عیاں نظر آتا ہے۔

اگرچہ "مجوس" آج بھی اپنی مذہبی تعلیمات کے مطابق ایک "نجات دہندہ" کے منتظر ہیں اور ویدک دھرم (سناتن دھرم) ہندوؤں میں بھی ایک کالکی اوتار (کالی کملی والے) کی راہیں مدت مدید دیکھی جا رہی ہیں لیکن یہاں صرف مشہور آسمانی کتب تورات، زبور اور انجیل سے ہی ان بشارات کو نقل کیا جا رہا ہے جن کا مصداق یتیم مکہ اور تاجدار مدینہ کے سوا کوئی دوسرا ہو ہی نہیں سکتا ہے۔ حیرت کی بات تو یہ ہے کہ کتب سابقہ میں آپ کا نام نامی اسم گرامی

"احمد" اور آپ کے حسن و جمال کا تذکرہ تو جگہ جگہ موجود ہی ہے لیکن اس سے بھی بڑھ کر آپ کے سفر و حضر دنیا و قبر کے ساتھی حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ کا ذکر بھی اس خوبصورتی کے ساتھ موجود ہے کہ بعثت رسالت سے قبل ہی بعض مصوروں نے ایسی تصاویر تیار کرلی تھیں کہ جنہیں دیکھ کر ہر شخص کو یہ تسلیم کئے بغیر چارہ نہیں رہتا ہے کہ واقعی محمد رسول اللہ ﷺ اور ان کے رفقاء کتب سابقہ کی بشارات کا سو فیصد مصداق ہیں۔

تورات اور بشارات

۱۔ "میں ان کے لئے ان کے بھائیوں میں سے تجھ سا ایک نبی برپا کرونگا اور اپنا کلام اس کے منہ میں ڈالوں گا اور جو کچھ میں اسے فرماؤں گا وہ سب ان سے کہے گا اور ایسا ہوگا کہ جو کوئی میری باتوں کو کہ جنہیں وہ میرا نام لے کر کہے گا نہ سنے گا تو میں اس کا حساب اس سے لونگا۔ (تورات کتاب استثناء باب نمبر 18

اس پیشن گوئی میں بنی اسرائیل کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وساطت سے آگاہ کیا گیا کہ بنی اسرائیل کے بھائیوں سے تجھ سا ایک نبی مبعوث کروں گا۔ تاریخ اس بات پر شاہد ہے کہ بنی اسرائیل کے بھائیوں میں بنی اسماعیل کے سوا کوئی دوسرا نہیں جو اس پیشن گوئی کا مصداق ہو سکے اور بنی اسماعیل میں سوائے محمد ﷺ کے اور کوئی نبی ہی نہیں ہوا ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی مانند کہلایا جا سکتا۔

۲۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی وفات سے چند لمحے قبل بحکم الٰہی اپنی قوم بنی اسرائیل کو ایک نغمہ سنایا جس میں میدان تیہ میں اپنی قوم کو جمع کر کے خدا تعالیٰ کا یہ پیغام حضرت موسیٰ علیہ السلام سناتے ہیں۔

"جب بنی اسرائیل خدا کے وعدے کے مطابق شہروں میں جا بسیں گے تو وہ تمول اور افاہیت میں بد مست ہو کر خدا کی نافرمانیوں میں مبتلا ہو جائیں گے حتیٰ کہ بت پرستی سے بھی باز نہیں رہیں گے۔ پس جب ان کی حالت اس درجہ ابتر ہو جائیگی تو میں ان سے خفا ہو جاؤں گا اور ان سے اپنا منہ چھپالوں گا اور اس کے بعد میری غیرت حق حرکت میں آئیگی اور میں بھی ان (بنی اسرائیل) کو ایک ایسی قوم کے ذریعہ خفا کروں گا اور ان (بنی اسرائیل) سے اپنی نعمت (نبوت) چھین کر اس قوم کو بخش دوں گا جو ان پڑھ اور تمدن سے دور بے عقل اور خانہ بدوش ہو گی جن کو تم اور دنیا کی قومیں "متمدن جماعت" نہ سمجھیں گیں۔

بحوالہ تورات کتاب الاستثناء باب 31

اس پیشن گوئی میں غیر متمدن ان پڑھ (امی) اور خانہ بدوش قوم میں سے جس نبی محترم کو مبعوث کرنے کا وعدہ کیا گیا ہے تاریخ انسانی میں اس کا مصداق محمد عربی ﷺ اور عرب کے بادہ نشینوں سے بڑھ کر اور کون ہو سکتا ہے۔

۳۔جب بنی اسرائیل موسیٰ علیہ السلام کی وداعی حالت کو دیکھ کر دل گرفتہ اور سخت صدمہ سے دوچار ہو کر یہ سمجھ بیٹھے تھے کہ اب خداوند تعالیٰ موسیٰ علیہ السلام جیسا کوئی پیغمبر مبعوث نہ فرمائے گا تب موسیٰ علیہ السلام نے مندرجہ ذیل پیشن گوئی فرمائی۔

خداوند سینا سے آیا اور شعیر سے ان پر طلوع ہوا فاران ہی کے پہاڑ سے وہ جلوہ گر ہوا دس ہزار قدسیوں کے ساتھ آیا اور اس کے ہاتھ میں ایک آتشی شریعت ان کے لئے تھی۔

حوالہ تورات کتاب الاستثناء

اس پیشن گوئی میں سینا، شعیر اور فاران سے مراد کونسے مقامات ہیں؟

اس پر قدیم و جدید مؤرخین و محققین کا اتفاق ہے کہ سینا طور کے نام سے مشہور ہے جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو رب العالمین سے ہمکلام ہونے کا شرف حاصل ہوا۔

شعیر یا سائیر یا سراۃ اس پہاڑ کا نام ہے جو القدس (یروشلم) کے سامنے سے گزرتا ہے۔ یہی وہ جگہ ہے جسے بیت اللحم کے نام سے جانا جاتا ہے جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت مبارکہ ہوئی۔ فاران عرب کے اس حصہ کو کہتے ہیں جو حجاز کے نام سے مشہور ہے۔ یہیں وہ مکہ کا شہر ہے جس میں پیغمبر اسلام ﷺ کی ولادت باسعادت ہوئی اور ۸ھ میں فتح مکہ کے موقع پر پیغمبر اسلام ﷺ دس ہزار قدسی صفت گروہ مومنین کی معیت میں وادی فاران میں داخل ہوئے اور آتشی شریعت یعنی "جہاد بالسیف کا حکم الٰہی" ان کے ہاتھ میں تھا۔ دس ہزار قدسی الاصل جماعت کے ہمراہ فتح مکہ پر آپ ﷺ کی تشریف آوری نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی اس پیشن گوئی پر مہر تصدیق ثبت کردی۔ انہی بشارات کا علم ہونے کے باعث تورات کے ماننے والے یہود کے بڑے علماء بعثت پیغمبر اسلام سے قبل نہ صرف یثرب کے مقام پر شام و فلسطین، شرق اردن و یمن کے سرسبز و شاداب علاقے چھوڑ کر مستقل سکونت اختیار کر کے آخری رسول ﷺ کے انتظار میں بیٹھے ہوئے تھے بلکہ وہ قبیلہ غطفان کے مقابلہ میں جنگ کرتے ہوئے یہ دعائیں بھی کرتے رہتے تھے کہ اے اللہ ہم تجھے اس نبی امی کا واسطہ دے کر فتح طلب کرتے ہیں جس نبی آخر الزمان کے بارے میں تو نے ہم سے وعدہ کیا ہے۔

حوالہ البدایہ والنہایہ جلد نمبر 2

انا جیل اور بشارات:- تورات کی طرح انجیل کے بھی تمام نسخوں میں تمام تر تحریف و تغیر کی کوششوں کے باوجود پیغمبر اسلام ﷺ کی آمد اور آپ کی دعوت حق کی بشارات کثرت سے موجود ہیں-

چنانچہ حضرت مسیح علیہ السلام کی وصیت کے مندرجہ ذیل حصہ کو غور سے پڑھیں تو روز روشن کی طرح واضح ہو کر یہ بات سامنے آجاتی ہے کہ وہ اپنے بعد آنے والے عظیم المرتب پیغمبر کا نام تک لے کر ان کی صفات بیان کرتے ہیں- حضرت مسیح فرماتے ہیں-

۱- تم سے کوئی مجھ سے نہیں پوچھتا کہ تو کہاں جاتا ہے؟ بلکہ اس لئے کہ میں نے یہ باتیں تم سے کہیں- تمہارا دل غم سے بھر گیا- لیکن میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ میرا جانا تمہارے لئے فائدہ مند ہے کیونکہ اگر میں نہ جاؤں گا تو وہ مددگار تمہارے پاس نہ آئے گا لیکن اگر جاؤں گا تو اسے تمہارے پاس بھیج دوں گا- اور وہ آکر دنیا کو گناہ سے پاک کردے گا اور راست بازی سے بھر دے گا اور عدالت کے بارے میں قصوروار ٹھہرائے گا-

حوالہ انجیل یوحنا باب نمبر 14 آیت نمبر 16

اس وصیت میں حضرت مسیح علیہ السلام اپنے جانے کو ایک ایسے آنے والے کا باعث قرار دے رہے ہیں جو دنیا کو گناہوں سے باز رکھے گا اور راست بازی کا حکم کرے گا اور عدل سے گریز پر لوگوں کو قصوروار ٹھہرائیگا- حضرت مسیح کی اس وصیت میں آنے والے کو مددگار کے نام سے پکارا گیا- اگرچہ حضور ختمی مرتبت ﷺ کے صفاتی اسماء میں سے ایک اسم ناصر یعنی مددگار بھی ہے- لیکن قدیم یونانی اور انجیل کے عربی تراجم میں اس جگہ جو لفظ

استعمال کیا گیا ہے وہ فار قلیط کا ہے اور فار قلیط کا معنی صاف طور پر احمد ہے جو پیغمبر اسلام ﷺ کا ذاتی اسم مبارک ہے۔

قرآن مجید کے اٹھائسویں پارہ کی سورہ صف میں ارشاد خداوندی تعالیٰ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کو مخاطب کر کے فرمایا تھا کہ "میں ایک رسول کی خوشخبری تمہیں سناتا ہوں جو میرے بعد آنے والا ہے اور اس کا نام احمد ﷺ ہوگا۔

۲۔ انجیل یوحنا باب نمبر 14 آیت نمبر 13 میں حضرت مسیح علیہ السلام کی پیشن گوئی ان لفظوں میں موجود ہے۔ "لیکن جب وہ سچائی کی روح آئے گا تو تم کو سچائی کی راہ دکھائے گا اس لئے کہ وہ اپنی طرف سے نہ کہے گا اور تمہیں آئندہ کی خبریں دے گا۔"

غور کا مقام ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد وہ کونسی ہستی تشریف لائی ہے کہ جو معلومات قیامت، جنت، جہنم، حشر و نشر وغیرہ کی تفصیلات سے انسانیت کو آگاہ کرتی رہی اور اس کی کوئی بات اپنی مرضی سے نہ ہوتی تھی بلکہ وہ وحی الٰہی ہی کی ترجمانی کرتی تھی۔ خود قرآن مجید اس پر گواہی دیتا ہے۔

"کہ (محمد ﷺ) اپنی خواہش سے کچھ نہیں بولتے بلکہ وہ تو وہی بات کہتا ہے جس کی اس کی طرف وحی کی جاتی ہے۔ پارہ نمبر 27 سورۃ النجم

۳۔ انجیل یوحنا باب نمبر 16 آیت نمبر 19 میں ایک بشارت ان الفاظ میں موجود ہے۔

"اور یوحنا کی گواہی یہ ہے کہ جب یہودیوں نے یروشلم سے کاہن اور لاوی یہ پوچھنے کو اس کے پاس بھیجے کہ تو کون ہے؟ تو اس نے اقرار کیا اور انکار

نہ کیا کہ میں تو مسیح نہیں ہوں- انہوں نے اس سے پوچھا کہ تو کون ہے ؟ کیا تو ایلیاؔ ہے ؟ اس نے کہا نہیں- کیا تو وہ نبی ہے ؟ اس نے جواب دیا نہیں پس انہوں نے کہا پھر تو کون ہے تاکہ ہم اپنے بھیجنے والوں کو جواب دیں کہ تو اپنے حق میں کیا کہتا ہے-"

اس پیشن گوئی میں کاھنؔ اور لاوؔی نے یوحنا (حضرت یحییٰ علیہ السلام) سے تین پیغمبروں کے بارے میں سوال کیا- اس کا مطلب یہ ہے کہ یہود تین پیغمبروں کے منتظر تھے- ۱- حضرت مسیح- ۲- حضرت ایلیاہ- ۳- ایک ایسے پیغمبر جو اس قدر مشہور تھے کہ انہیں صرف "نبی" کہہ کر معلوم کرنا ہی کافی سمجھا گیا- اور یہی وہ نبی محترم و مکرم ہیں جنہیں لوگ محمد رسول اللہ ﷺ کے نام سے جانتے ہیں-

۲- قیصر روم ہرقل اور پاپائے روم ضغاطر کی شہادت:-

صلح حدیبیہ کے بعد جب آقاء نامدار ﷺ نے حضرت دحیہ کلبیؓ کو اپنا سفیر بنا کر قیصر روم ہرقل کو دعوت اسلام دینے کے لئے بھیجا تو ہرقل روم نے آپ ﷺ کا نام مبارک پڑھ کر کہا "بے شک وہ خدا کے سچے رسول ﷺ ہیں مگر میری قوم پیروی نہیں کریگی..... لہٰذا تم میرا یہ خط لے کر روم کے حاکم ضغاطر کے پاس جاؤ وہ مذہبی حیثیت سے اسقف یعنی پاپا کا درجہ رکھتا ہے اگر اس نے تصدیق کر دی تو میرے لئے آسان ہوگا کہ میں اپنی قوم کو قائل کروں..... چنانچہ حضرت دحیہ کلبیؓ جب ضغاطر کے پاس پہنچے اور اسے حضور ﷺ کا نامہ مبارک بھی دیا جو مدینہ سے ہمراہ لائے تھے اور ہرقل روم کا خط بھی دیا تو ضغاطر نے دونوں خط پڑھ کر ہرقل کے روم کو جو جواب لکھا وہ یہ تھا-

"اللہ کی قسم محمد ﷺ نبی مرسل ہیں ہم ان کو انکی صفات کی بناء پر پہچانتے ہیں اور اپنی کتابوں میں ان کا نام پاتے ہیں۔"

حوالہ بخاری شریف و تاریخ طبری

حضرت عمرؓ کی آمد اور بیت المقدس کی فتح

17ھ میں حضرت عمرو بن العاص نے بیت المقدس کے محاصرہ کے وقت وہاں کے کمانڈر ارطبون کو خط لکھا کہ شہر ہمارے حوالے کردو آپ کا قاصد چونکہ رومی زبان سے واقف تھا آپ نے اسے تاکید کی تم رومی زبان سے لاعلم ہونے کا اظہار کرنا اور اس خط پر ان کا ردعمل دیکھنا اور سننا۔ ارطبون نے حاضرین مجلس سے کہا۔ "عمرو بن العاص کا یروشلم (بیت المقدس) پر قبضہ ناممکن ہے کیونکہ میں نے انہیں اچھی طرح دیکھا ہے ان میں یروشلم کے فاتح والی کوئی علامت نہیں پائی جاتی ہے اور نہ ہی ان کا وہ حلیہ ہے جس کا ہماری کتب میں ذکر ہے چنانچہ انہوں نے قاصد کو سخت جواب دے کر واپس کر دیا۔ قاصد نے جب ساری بات حضرت عمرو بن العاصؓ کو بتائی تو آپ نے کہا جس حلیہ کا ذکر وہ کرتے ہیں ایسا حلیہ تو حضرت عمر فاروقؓ کا ہے چنانچہ حضرت عمر فاروقؓ کو اس واقعہ کی اطلاع کی گئی۔

خلیفہ ثانی خلیفہ راشد حضرت عمر فاروقؓ بڑے صحابہؓ کرام سے مشورہ کر کے مدینے سے خود یروشلم پہنچے تو ارطبون اور اس کی فوج نے آپ کو پہچان لیا اور بیت المقدس کی چابیاں آپ کے سامنے رکھ دیں۔

حضرت ابو سفیانؓ کا قیصر روم کے پاس آنحضرت ﷺ اور حضرت ابو بکرؓ، عمرؓ کی تصاویر دیکھنا۔

جب حضرت دحیہ کلبیؓ قیصر روم کے پاس پیغمبر اسلام کا والا نامہ لائے تو قیصر روم نے کہا اگر کوئی تاجر عرب سے آیا ہوا ہے تو اسے بلواؤ اتفاق سے انہی دنوں سردار مکہ ابو سفیان وہاں آئے ہوئے تھے ابھی وہ دولت ایمان سے مالا مال نہ ہوئے تھے۔ قیصر روم نے ابو سفیان سے حضور ﷺ کے بارے میں کچھ سوالات کئے اور آپ ﷺ کے بارے میں جوابات سن کر یہ کہا "یہ تو وہی نبی مرسل ہے جن کی بشارات حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دیں تھیں.....اس کے بعد وہ ابو سفیان کو لے کر اپنے محل کے ایک کمرے میں داخل ہوا جہاں تین سو تیرہ تصاویر لگی ہوئیں تھیں۔ قیصر روم نے ان تصاویر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے سردار مکہ ابو سفیان سے پوچھا ان میں سے کون سے تصویر اس شخصیت کی ہے جس کے بارے میں میں نے تم سے سوالات کئے تھے تو ابو سفیان نے حضور ﷺ کی تصویر کی طرف اشارہ کیا۔ قیصر روم نے کہا بالکل یہی وہ نبی آخر الزماں ہیں پھر قیصر روم نے سوال کیا کہ ان کے دائیں طرف والی اور بائیں طرف والی تصاویر کو پہچانو کہ یہ کس کی ہیں۔

تو ابو سفیان نے کہا کہ دائیں طرف والی تصویر ابو بکر ابن قحافہ کی ہے اور بائیں طرف والی عمر ابن خطاب کی ہے۔ قیصر روم نے یہ سن کر کہا بیشک تو رات کی پیشن گوئی کے مطابق یہ دونوں حضرات پیغمبر اسلام کے خلیفہ ہوں گے اور ان کے ہاتھوں دین اسلام کو ترقی و عروج نصیب ہوگا۔ اس واقعہ کے چند ماہ بعد ہی سردار مکہ ابو سفیان دولت اسلام سے مالا مال ہوگئے۔ رضی اللہ عنہم ورضوعنہ (حوالہ سیرت عمرؓ مصنف علامہ ابن جوزیؒ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تاریخ اسلام گواہ ہے کہ آخری فتح حق کی ہوتی ہے

اس کائنات رنگ وبو میں سنت اللہ کچھ اسطرح جاری ہے کہ پہلے حق کے علمبرداروں کو ابتلاو آزمائش' تکالیف و مصائب کے تلاطم خیز دریا سے گزارا جاتا ہے۔وقت کے آمروں' جابروں' فرعونوں اور چنگیزوں کو اتنی مہلت ضرور دی جاتی ہے کہ وہ جی بھر کر کلمہ حق بلند کرنے والوں کو ستا کر پٹوا کر کوڑے لگا کر اور ظلم و ستم کی سولی پر چڑھا کر اپنے انتقام کی آگ کو ٹھنڈا کر لیں۔ اپنے غیض و غضب اور بغض و عداوت کے ارمانوں کو پورا کر لیں تاکہ ان کے دل میں کوئی حسرت باقی نہ رہے اور مکافات عمل کا شکار ہوتے وقت وہ یہ نہ کہہ سکیں کہ "کاش ہم نے یہ بھی حربہ آزما لیا ہوتا" یا اگر ہمیں مزید موقع ملتا تو ہم ایسے بھی کر دیکھتے۔پھر اس کے بعد خدا کی بے آواز لاٹھی حرکت میں آتی ہے اور ان بطش ربک لشدید کے رنگ اس انداز میں دکھاتی ہے کہ چشم فلک یہ حیرت انگیز نظارے دیکھ کر انگشت بدنداں ہو جاتی ہے کہ انا ربکم الاعلی کے دعوے دار چلا چلا کر پکار رہے ہوتے ہیں امنت برب موسیٰ

و ہارون وقت کے بعد جہل حسرت سے کہہ رہے ہوتے ہیں- افسوس مجھے چوں نے مار دیا- دیکھو مجھے جو دیدہ عبرت نگاہ ہو-

ایسا ہی ایک واقعہ ۲۱۸ھ میں رونما ہوا- عباسی خلیفہ مامون الرشید نے سرکاری مولوی عبدالرحمٰن بن اسحاق اور قاضی احمد بن ابی دواد کے اکسانے پر اہلسنت والجماعت کے امام احمد بن حنبلؒ کو ہتھکڑیوں اور بیڑیوں کے زیور پہنا کر بغداد لانے کا حکم دیدیا- امام احمد بن حنبلؒ ابھی راستہ ہی میں تھے کہ خلیفہ مامون الرشید کا انتقال ہو جاتا ہے- اس کے بعد اسکا بھائی خلیفہ معتصم زمام اقتدار سنبھالتے ہی اپنے نظریاتی مخالف احمد بن حنبلؒ کو پیش کرنے کا حکم دیتا ہے- جیل کی تنگ و تاریک کوٹھڑیوں سے نکل کر جب یہ علم و عمل کا ماہتاب خلیفہ کے دربار میں کھڑے ہو کر کلمہ حق کہتا ہے اور چار دن تک نئے نئے انداز بدل بدل کر آنے والے سرکاری مولویوں کو اپنے دلائل و براہین سے لاجواب کر دیتا ہے تو اسے اس فتح عظیم پر مبارکباد ایسے کوڑوں کی مار سے ملتی ہے جو اس کے جسم سے گوشت و خون کے لوتھڑے الگ کر دیتے ہیں-

خلیفہ معتصم کبھی تخت سے اتر کر وارث علوم نبوت کی منت و سماجت اور خوشامد کر کے اسے مجبور کرتا ہے کہ وہ سرکاری موقف کو تسلیم کر لے اور کبھی طیش میں آکر نحیف و کمزور جسم کے مالک ابن حنبلؒ کے رخساروں پر اس قدر زور سے تماچے مارنے لگتا ہے کہ آپ بے ہوش ہو کر گر جاتے ہیں- آخر آپ نے ادھر 28 ماہ قید کا عرصہ کاٹا تو ادھر معتصم قید زندگی سے آزاد ہو گیا- اس دوران سرکاری معالج نے امام اہلسنت کا علاج کرنا شروع کیا تو اس نے جسم پر لگے کوڑوں کی تعداد ایک ہزار شمار کی- (حوالہ حیوۃ الحیوان- جلد اول) معتصم کے بعد اس کا بیٹا ہارون واثق باللہ تخت نشین ہوا تو اس نے حضرت احمد بن نصر

خزاعی کو خلق قرآن کا قائل نہ ہونے پر قتل کرادیا اور امام اہلسنت کو نظر بندی کی زندگی گزارنے پر مجبور کردیا- یہاں تک کہ واثق باللہ کا بھی انتقال ہو گیا- اس کے بعد اس کے جانشین متوکل باللہ نے امام صاحب پر عائد پابندیاں نہ صرف اٹھادیں بلکہ آپ کی خدمت میں بیش بہا تحائف بھیج کر اپنے آباؤ اجداد کے تاریک کردار پر پردہ ڈالنے کی کوشش کی-

لیکن آج پوری دنیا میں گھوم کر دیکھ لیا جائے کہ نظریہ امام مظلوم ہی کا زندہ ہے- وقت کے آمروں' جابروں اور ظالموں کے نظریات اور سرکاری مولویوں کے سرکاری نعرے گردش ایام کی دبیز تہوں میں چھپ چکے ہیں-

دوسرا واقعہ- دسویں صدی ہجری کا ہے جب ابو الفضل اور فیضی جیسے ذہین و تین سرکاری مولویوں نے اکبر بادشاہ جیسے جاہل ان پڑھ شخص کو "دین الٰہی" کا پیغمبر بنا کر خود ساختہ شریعت کو نافذ کرنے کے لئے تیار کرلیا- اکبر نے بادشاہ کے لئے سجدہ کرنے کو رعایا پر فرض کردیا اور متعہ کی عام اجازت دیدی- داڑھی منڈوانا لازم شراب نوشی کی اجازت' غسل جنابت کا خاتمہ' ختنہ کی ممانعت' آفتاب کی پرستش' گائے بھینس اونٹ کا گوشت حرام' جواء کے جواز اسلامی عقائد و عربی سیکھنے کو ناجائز' خنزیر و کتے کی طرف دیکھنا عبادت قرار دے دیا-

اکبر کے بعد اس کے بیٹے جہانگیر کے دور میں بھی اس خود ساختہ "دین الٰہی" کا چرچا رہا- لیکن اس دور کے ایک وارث علوم نبوۃ شیخ احمد سرہندی المعروف مجدد الف ثانیؒ نے فیصلہ کرلیا کہ وہ اس خود ساختہ سرکاری نظریہ و بناوٹی دین کا خاتمہ کر کے دم لے گا پھر جرم حق گوئی میں کبھی وہ گوالیار کے قلعہ میں قید ہوا تو کبھی اس کے بچوں کو گھر سے نکال کر بے کسی و بے بسی سے دوچار

کیا گیا۔ کبھی مجدد الف ثانی پر پہرے بٹھائے گئے تو کبھی ان کی جائیداد و املاک کو حق سرکار ضبط کیا گیا۔

وقت گزرتا رہا لا خر گوالیار کے قلعہ کی اسیری اور جرم حق گوئی میں برداشت کی جانے والی تکالیف اور پیش کی جانے والی قربانیاں رنگ لائیں کہ جہانگیر کا پوتا اورنگ زیب عالمگیر شریعت مصطفویؐ کا ایسا خدمت گار بن کر سامنے آیا کہ علماء فرماتے ہیں ایسے پاک طینت بادشاہ کی مثال خلفائے راشدین کے بعد ڈھونڈے نہیں ملتی اور آج پورے ہندوستان میں نظریہ و نام امام مجدد الف ثانیؒ کا زندہ ہے۔ "دین اکبری" اور اکبر بادشاہ کے سرکاری مولویوں کا نام لینے والا کوئی بھی نہیں۔

تیسرا واقعہ۔ سید احمد شہیدؒ اور شاہ اسماعیل شہیدؒ جیسے مجاہدین اسلام کا ہے کہ جنہوں نے اپنے خون کے قطروں سے برصغیر کو سکھوں اور انگریزوں سے آزاد کرانے کی تحریک کی بنیاد ڈالی۔ ایک طرف ان کے وفادار ساتھی ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی لڑتے ہوئے کالے پانی کی طرف دھکیلے جا رہے تھے تو دوسری طرف کچھ لوگ انگریز سے وفاداری کرتے اور ملکہ وکٹوریہ کی خدمت میں سپاس نامے پیش کر کے جاگیریں اور دستاریں حاصل کرنے میں مصروف تھے۔ ایک طرف ہندوستان کو دار الحرب قرار دے کر انگریز کی فوج میں بھرتی ہونا حرام ہے کے فتوؤں کے ذریعہ مسلمان قوم کو انگریز کا باغی بنانے پر علماء حق سرگرم عمل تھے تو دوسری طرف ہندوستان کو دار الاسلام قرار دے کر اپنے مریدوں اور پیروکاروں کو انگریزی فوج میں شامل ہونے کی ہدایت دینے والے علماء سوو پیران بد کردار انگریزی دولت و القابات سمیٹ رہے تھے۔

لیکن ہندوستان کی آزادی اور پاکستان کے معرض وجود میں آنے کے

آج پچاس سال بعد پاکستان کے وزیر اعظم نے ۱۱ جون ۹۸ء کو اپنے تاریخی خطاب میں تحریک آزادی کے مجاہدین کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے انگریز کے وفاداروں سے جاگیریں واپس لینے کا اعلان کر کے یہ بتادیا کہ آج قربانیاں دینے والوں کے نظریہ کی فتح کا دن ہے اور غداروں کی رسوائی اور ذلت کا لمحہ آپہنچا ہے۔ آج آزادی کی تحریک میں قربانیاں دینے والوں پر عقیدت کے پھول نچھاور کئے جارہے ہیں اور انگریز کے وفادار و ملت اسلامیہ کے غداروں پر تین حرف بھیجے جارہے ہیں۔

کچھ ایسا ہی چوتھا واقعہ تاریخ کے سینے میں مرزا قادیانی کی جھوٹی نبوت اور اس کے پیروکاروں کا ہے۔ جنہوں نے انگریز کے اقتدار کی چھتری کے سائے میں امت مسلمہ کو عقیدہ ختم نبوت سے ہٹانے اور تاجدار مدینہ ﷺ سے نسبت توڑ کر قادیان کے "گامے کانے" سے تعلق پیدا کرنے کی دعوت دی۔ انگریز کے اس خود کاشتہ پودے کی جڑیں کاٹنے کے لئے اہل حق میدان میں اترے تو انہیں فرقہ پرست' انتشاری ملاں اور مسلمان جماعت میں دراڑیں پیدا کرنے والے تخریب کار کے القابات سے نوازنے اور ختم نبوۃ کا نعرہ لگانے کے جرم میں قید وبند کی سزائیں سنانے کے لئے عدالتیں سرگرم عمل ہوگئیں۔ حتی کہ خاتم الانبیاء والمرسلین کے نام لیواؤں پر گولیوں کی بارش کر کے ہزاروں جیتے جاگتے انسانوں کو خاک وخون میں تڑپانے سے بھی گریز نہ کیا گیا۔ بالآخر نوے سال کی قربانیوں کے بعد دنیا نے دیکھا کہ قربانیاں دینے والے جیلوں کو آباد کرنے والے' سینے پہ گولیاں کھانے والے کامیاب ہوگئے اور انگریز کے حق میں پچاس پچاس الماریوں پر مبنی کتب لکھنے والے پاکستان کے معرض وجود میں آتے وقت اعلیٰ وزارتیں اور فوج میں اعلیٰ عہدے حاصل

کر کے ظلم ڈھانے والے غیر مسلم اقلیت قرار پائے۔

پیارے قارئین اور سپاہ صحابہؓ کے غیور ساتھیو!

ان چار واقعات کو نہایت اختصار سے بیان کرنے کا مقصد صرف اس دعویٰ کو ثابت کرنا ہے کہ جب کسی جماعت کا موقف و مشن حق ہوتا ہے۔اس کا نظریہ قرآن و سنت کی تعلیمات پر مبنی ہوتا ہے تو پھر ایک عرصہ تک اس جماعت کو اپنے مشن کی تبلیغ و دعوت اور اپنے موقف کے پرچار و اشاعت میں طرح طرح کی اذیتوں کا سامنا کرنا ضروری ہوتا ہے۔وقت کے آمر و جابر بادشاہوں کے ہتھکنڈوں کو مسکرا کر سہنا پڑتا ہے۔پھر ایک وقت آتا ہے کہ جب قربانی پر مبنی تحریک کامیابی کی منازل طے کر کے وہ مقام حاصل کر لیتی ہے کہ پھر باطل نظریات کا نام و نشان تک ختم ہو جاتا ہے۔

میں آج پورے وثوق و اعتماد سے یہ بات اللہ تعالیٰ کی ذات پر بھروسہ کر کے اٹک جیل کی تنگ و تاریک کوٹھڑی سے لکھ رہا ہوں کہ اگر ہم لوگ اخلاص کے ساتھ خوف خدا عشق مصطفیٰ ﷺ اور حب صحابہؓ کے جذبہ سے سرشار ہو کر سپاہ صحابہؓ کے مشن و موقف کے لئے اپنی توانائیاں اور صلاحیتیں صرف کرتے چلے جائیں گے تو دنیا کی کوئی طاقت ہمیں کامیابی کی منزل تک پہنچنے سے نہیں روک سکتی۔کیونکہ آخری فتح ہمیشہ حق کی ہوتی ہے۔

والسلام

آپ کا بھائی

محمد اعظم طارق

قاسم بلاک اٹک جیل

یہ مضمون ۱۵ جون ۱۹۹۸ء کو تحریر کیا گیا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حکمرانو! حق بات کہنا میری مجبوری ہے

ذمہ دار ساتھیوں نے آگاہ کیا ہے اور اس بات پر سخت تشویش کا بھی اظہار کیا ہے کہ حکام وقت کے دل میں آپ کے لئے نرمی کا کوئی مادہ ابھی تک پیدا نہیں ہوا ہے۔ لیکن اس میں بھلا پریشان ہونے کی کون سی بات ہے۔ اگر کیکر کے درخت پر گلاب نہ اگیں، آگ کے تنور سے ٹھنڈی ہوا نہ آئے، تموں سے تربوز کی چاشنی و مٹھاس حاصل نہ ہو تو اس پر سر پکڑ کر بیٹھ جانے اور غیر مسئلہ کو مسئلہ بنا کر اس کا حل ڈھونڈنے کی کوشش کرنے اور مغز کھپانے سے کیا حاصل؟

کبھی عادات بھی بدلی ہیں؟ کبھی آتش انتقام سے پیار و محبت کے مہکتے پھول بھی برسے ہیں؟ کبھی غیض و غضب کے تپتے صحرا سے ہمدردی و غمگساری کے چشمے بھی پھوٹے ہیں؟ اس لئے میں تو ایک ہی بات ان ظالم حکمرانوں سے کہوں گا

حوصلے چھین نہیں سکتے کبھی تعزیروں سے
خواب ٹوٹے ہیں بھلا ظلم کی تدبیروں سے
سچ تو خوشبو ہے ہواؤں میں بکھر جائیگا
کیسے باندھو گے اسے آہنی زنجیروں سے

اور

مجھ پہ ہوتا ہے عیاں اس وقت راز زندگی
جب نظام سلطنت کا حکم ٹھکراتا ہوں میں
نغمہ توحید گاتا ہوں کچھ اس انداز سے
خرمن باطل پہ گویا آگ برساتا ہوں میں

کوئی ان سے جاکر کہہ دے اور میرا پیغام انہیں سنادے!

ظلمت شب ہے پھیلی ہوئی چارسو
تم بضد ہو کہ میں اسے سویرا کہوں
میں جب اندھا نہیں ہوں، تو پھر اس کے سوا چارہ ہی کیا
تم جو جھوٹے ہو تو تم کو جھوٹا کہوں

سنو! اے اسلامی جمہوری اتحاد کے نام پر شریعت بل پاس کرانے اور قرآن وسنت کی بالادستی قائم کرنے کے نام 1990ء میں قوم سے ووٹ لے کر حکومت بنا کر اللہ اور اس کے رسولؐ سے کئے وعدوں کو فراموش کرنے والو!

وفاقی شرعی عدالت سے سودی نظام کے خاتمہ کے فیصلہ کو تسلیم نہ کر کے سپریم کورٹ میں اس کے خلاف اپیل کرنے والو!

ایک فاحشہ عورت کو پوری قوم کی سفیر بنا کر امریکہ بھیج کر کلنٹن کے ساتھ رقص کرانے والو!

قرآن مجید کو نذر آتش کرنے والے اصل ملزمان کو چھوڑ کر علماء کرام پر یہ الزام لگا کر ظلم کرنے والو!!

دوبارہ 1997ء میں نظام خلافت راشدہ کے نعرہ پر عوام سے ووٹ لینے والو!

جمعہ کی چھٹی کا خاتمہ کر کے اتوار کی چھٹی کر کے یہود و نصاریٰ کے طریق اپنانے والو!

گستاخان صحابہؓ اور علماء اہلسنت کے قاتلوں' غیر ملکی ایجنٹوں اور تخریب کاروں کو گلے لگانے والو!

جاگیرداروں' وڈیروں' صنعت کاروں کو اسمبلیوں میں پہنچا کر غریب قوم سے مذاق کرنے والو!

معصوم بے گناہ بچوں اور دین محمدی کے پاسدار علماء کرام' اصحاب رسول ﷺ کے عاشقوں کو چوہنگ کے ٹارچر سیلوں میں نوے نوے گھنٹے کھڑا رکھنے' الیکٹرک شارٹ لگانے اور ظلم و تشدد کے نئے نئے حربے آزمانے والو!

حق کہنے والے ممبران اسمبلی کو کال کوٹھڑیوں کا مہمان بنانے والو!

تمہارے اس ظلم و ستم پر مبنی اوچھے ہتھکنڈوں کا شکار ہو کر بھی کلمہ حق کہنا میری مجبوری ہے- تمام پابندیوں کا شکار ہو کر بھی زبان و قلم پر پابندی قبول نہ کرنا میری مجبوری ہے- کیونکہ مجھے اپنی قبر میں اکیلے جانا ہے- وہاں تمہاری رضامندی اور وزارت و عہدہ میرے کام نہیں آئے گا- مجھے اپنے رب کے سامنے پیش ہونا ہے- وہاں تم میرے سفارشی نہیں بن سکو گے- مجھے پل صراط سے اکیلے گزرنا ہے وہاں تم میرے کام نہیں آؤ گے- جب اگلے تمام سفر اکیلے ہی طے کرنے ہیں- اگر یہ زندگی کا سفر بھی قید تنہائی میں گزر گیا تو کوئی فکر والی بات نہیں ہے- لیکن اتنا بتا دو! جب تم قبر' حشر اور پل صراط سے گزرو گے تو کیا تم اس وقت بھی حکمران ہو گے اور کیا میں اس وقت بھی بے بس ہوں گا- نہیں خدا کی قسم ہرگز ایسا نہیں ہو گا- بلکہ ان گھاٹیوں پر معاملہ اس کے برعکس ہو گا- ہم اپنے پیاروں کے ساتھ ہوں گے- تم اگر باز نہ آئے تو پھر انہی برے

اعمال کے ساتھ ہو گے۔

آخر میں اپنے کارکنوں سے کہتا ہوں

تند موج کے تھپیڑوں سے ہراساں مت ہو

یہ تھپیڑے کبھی ساحل سے لگا بھی دیں گے

والسلام

تمہارا بھائی

محمد اعظم طارق

یہ مضمون ۲۱ جون ۱۹۹۸ء کو تحریر کر کے قومی اخبارات کو روانہ کیا گیا۔

نظریات کا اختلاف ریاستی جبر سے مٹا نہیں کرتا

یہ وہ نشہ نہیں کہ جسے ترشی اتار دے

نظریات کسی بھی تحریک اور قوم کیلئے اتنے مقدس اور قیمتی ہوتے ہیں کہ قومیں ان کے تحفظ کیلئے تن من دھن تو قربان کر دیا کرتی ہیں مگر اپنے نظریات پر سودے بازی نہیں کیا کرتیں۔ انبیاء علیھم الصلواۃ والسلام کی زندگی اور صحابہؓ کرام کا کردار۔ امام مالکؒ کی اپنے فتویٰ پر مداومت اور امام احمد بن حنبلؒ کی اپنے نظریہ پر استقامت۔ امام ابو حنیفہؒ کی اپنی بات پر پختگی مجدد الف ثانیؒ کا اپنے انداز پر اصرار اور تحریک آزادی کے علمبرداروں کی قربانی و شہادت اس حقیقت کو واضح کرنے کیلئے کافی ہے۔

آج سے صرف پچاس سال قبل ہی کی تحریک پاکستان کے بارے میں اپنے درمیان موجود بزرگوں سے پوچھ کر دیکھ لیں کہ آخر وہ کیا بات تھی کہ جس نے اپنے آبائی وطن اور پیارے گھر بار حتیٰ کہ اپنے آباؤاجداد کی قبروں اور مساجد و خانقاہوں کو چھوڑ کر بے سروسامانی کے عالم میں آگ و خون کا دریا عبور کرنے پر مجبور کر دیا تھا۔ وہ کون سا جذبہ تھا کہ جس نے ہندوؤں کے ساتھ صدیوں پرانے تعلقات پر خط تنسیخ کھینچ کر الگ اسلامی مملکت کے قیام کو ضروری قرار دینے پر آمادہ کر دیا تھا۔ "ہندو اور مسلم دو الگ قومیں ہیں یکجا نہیں رہ سکتیں" کا

دو قومی نظریہ ہندو اور مسلم اتحاد کے بلند و بانگ دعوؤں اور متحدہ ہندوستان کی آزادی کے فوائد و دور رس اثرات بیان کرنے والی منطقی زبانوں اور اخبارات کے شور و شغب کے باوجود دن بدن پروان چڑھتا چلا گیا اور بالآخر پاکستان کے قیام کے پر منتج ہوا۔

برصغیر کے مسلمانوں نے یہ ثابت کر دیا کہ ہندو کا دھرم اور ہے مسلم کا دین اور ہے۔ ہندو کی سوچ مختلف ہے اور مسلمان کی فکر الگ ہے۔ دو مختلف الخیال گروہ ایک قوم نہیں بن سکتے۔ گو کہ قیام پاکستان کے بعد یہاں کے حکمرانوں نے اس نظریہ کو بر سر بازار پامال کرنے میں کوئی کسر باقی نہیں چھوڑی اور نظریہ پاکستان سے ہر لمحہ انحراف جاری رہا لیکن پچاس سال گزرنے کے باوجود بھی وطن عزیز کی نئی نسل اس دو قومی نظریہ سے ہٹنے نہیں پائی ہے۔

ابھی قریب ہی کی مثال دیکھ لیجئے کہ نو سال تک پاکستان مسلم لیگ کے ساتھ صوبہ سرحد کے ولی خان صاحب کی نیشنل عوامی پارٹی کا مفادات اور حکومت و عہدہ کے حصول کیلئے اتحاد قائم رہا مگر چونکہ دونوں جماعتیں تاریخی طور پر مختلف بلکہ باہم متضاد نظریہ کی حامل تھیں۔ آخر نظریاتی اختلافات کی طاقت نے انگڑائی لی تو دونوں جماعتیں ایک دوسرے سے اتنی دور چلی گئیں کہ اب ایک جماعت دوسری کو غدار کا لقب دیتی ہے تو دوسری اس کو منافق اور مفاد پرست و استعمار کے القابات سے نوازتی ہے۔

تیسری مثال بھی وطن عزیز ہی کی دو بڑی سیاسی جماعتوں مسلم لیگ اور پیپلز پارٹی کے کردار کی صورت میں ہمارے سامنے ہے۔ باوجود اس کے ان ہر دو جماعتوں کے کثیر لیڈر کبھی پیپلز پارٹی کے پلیٹ فارم اور کبھی مسلم لیگ کے پلیٹ فارم سے اپنی سیاست چمکاتے رہے ہیں لیکن پھر بھی اس بات کے

دعویٰ دار ہیں کہ ہمارا باہم نظریاتی اختلاف ہے۔

آپ لاکھ ان دونوں جماعتوں کو ملک و قوم کی بہتری اور استحکام کا واسطہ دیکر باہمی اتحاد قائم کر کے قومی حکومت تشکیل دینے کی تجاویز دیں لیکن پیپلز پارٹی نے اپنے دور اقتدار میں اس تجویز کو قبول نہیں کیا۔ مسلم لیگ اپنے موجودہ دور میں اسے تسلیم کرنے کو تیار نہیں۔ سوال یہ ہے کہ مسلم لیگ اور عوامی نیشنل پارٹی مسلم لیگ اور پیپلز پارٹی میں بنیادی اختلاف کیا ہے تو جواب یہ ہے کہ یہ تینوں پارٹیاں چار مرحوم شخصیات کے فلسفہ پر عمل پیرا ہونے کی دعویدار ہیں اور ان چاروں مرحوم شخصیات پر ان کا اتفاق نہیں ہو رہا ہے مثال کے طور پر مسلم لیگ خان عبدالغفار خان کی شخصیت اور ان کے نظریات کو تسلیم کرنے کو تیار نہیں ہے۔ نیشنل عوامی پارٹی قائداعظم کی شخصیت کا احترام کرنے کو تیار نہیں اور اس طرح مسلم لیگ ذوالفقار علی بھٹو کی شخصیت و کردار سے مطمئن نہیں ہے اور پیپلز پارٹی ضیاء الحق کی شخصیت و پالیسی کو جائز تسلیم کرنے پر آمادہ نہیں ہے۔

اس واضح اختلاف کے سبب آج ملک و قوم کو کیسے کیسے صدمات برداشت کرنے پڑ رہے ہیں یہ ایک طویل داستان ہے کہیں ملک کی دولت غیر ملکی بینکوں کی نظر ہو رہی ہے تو کہیں قومی خزانہ سے ذاتی کارخانوں اور فیکٹریوں میں اضافہ کیا جا رہا ہے کہیں کالا باغ ڈیم کو بم کے ذریعہ اڑانے کی بات کی جا رہی ہے تو کہیں ایٹمی دھماکوں کی مخالفت کے اعلان کئے جاتے ہیں۔ گویا کہ چند مرحوم شخصیات کے نظریات سے تعلق و وابستگی نے ملک کو سیاسی فرقہ واریت کی بھینٹ چڑھا رکھا ہے اب اس تفصیل کے بعد میں اس حقیقت کو بیان کرنا چاہتا ہوں کہ جب انہی سیاستدانوں اور ماضی و حال کے حکمرانوں کے سامنے یہ بات

آتی ہے کہ اہلسنت والجماعت اور شیعہ کے مابین چودہ سو سالہ وسیع و عمیق اصولی وبنیادی نظریات کا اختلاف ہے اور وہ اس قدر واضح بھی ہے کہ اندھے کو نظر اور پاگل تک کو سمجھ آنے والا ہے تو یہی سیاستدان و حکمران (جو اپنا معمولی سا اختلاف ترک کرنے کو تیار نہیں ہیں) اس بات پر بضد ہو جاتے ہیں کہ نہیں ہرگز نہیں ہم شیعہ سنی اختلافات کو تسلیم نہیں کرتے۔ لہٰذا ہمارا آڈر یہ ہے کہ آپ ان اختلافات کو بھول جائیں اور ایک دوسرے کے ہاتھوں میں ہاتھ ڈال کر اخوت، بھائی چارہ اور اتحاد بین المسلمین کے نعرے بلند کریں۔

کیسی عجیب بات ہے کہ جو جماعت قائداعظم اور علامہ اقبال کے دشمنوں کو محبِّ وطن قرار دینے کو تیار نہیں ہے وہ اہلسنت سے یہ اصرار کرتی ہے کہ تم حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت عمر فاروقؓ، حضرت عثمانؓ جیسے خلفاء راشدین، امہات المؤمنینؓ اور صحابہ کرامؓ کو معاذ اللہ کافر کہنے۔ دائرہ اسلام سے خارج قرار دینے اور ان پر لعن و طعن کرنے والے گستاخ و تبرا باز گروہ کو مسلمان بھی تسلیم کر لو اور ان سے دوستی کا رشتہ بھی قائم کر لو۔

جو مسلم لیگی حکمران پاکستان کے نظریہ کے مخالفین کو غداری کے لقب سے نوازتے رہنا اپنا فرض منصبی سمجھتے ہیں وہ اہلسنت سے یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ تم نظریہ اسلام یعنی توحید باری تعالیٰ کے مقابلہ میں عقیدہ بداء، ختم نبوۃ کے مقابلے میں عصمت آئمہ عصمت قران مجید کے مقابلے میں عقیدہ تحریف قرآن کریم عقیدہ رجعت اور متعہ و تقیہ کے علم برداروں کو غیر مسلم اور کافر مت کہو بلکہ انہیں مومن و مسلمان تسلیم کرو۔ ضیاء الحق کی باقیات بھٹو کی بیٹی سے اتحاد کرنے کو گناہ کبیرہ اور ملک و قوم سے دشمنی کے مترادف قرار دیتی ہے لیکن اہلسنت سے توقع رکھتی ہے وہ ابن سباء کی اولاد سے اتحاد

کر کے اپنی امی عائشہ صدیقہؓ کو ناراض کر لے۔

سنو! اے وقت کے فرعونوں اور کردار کے چنگیز خانو! ہم توحید باری تعالیٰ کے علمبردار آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ختم نبوت کے پاسدار ازواج مطہراتؓ کے روحانی بیٹے اور اصحاب رسولؐ کے نام لیوا تمہارے انتقامی ہتھکنڈوں کا شکار ہو کر ظلم و ستم کی آگ میں ایک عرصہ سے جلتے چلے آرہے ہیں اور آئندہ بھی تیار ہیں۔ ہتھکڑی، بیڑی، مقدمات، قید و بند، تختہ دار اور تشدد کا ہر انداز تم آزما چکے ہو مزید آزما دیکھو ہم قید زندگی سے تو رہائی پالیں گے لیکن رسالتؐ مآب کی غلامی کا طوق ازواج مطہراتؓ کے ادب و احترام اور صحابہ کرامؓ کی محبت کا پٹہ اپنے گلے سے اترنے نہیں دیں گے اور کسی صورت بھی اسلام دشمن طبقہ کو اپنی صفوں میں شامل ہونے نہیں دیں گے۔

(یہ مضمون ۲۴ مئی ۱۹۹۸ء کو لکھا گیا اور اخبارات کو روانہ کیا گیا)

وہ ایسا علاقہ ہے جہاں کوئی قانون نہیں

چوہنگ کے بدنام زمانہ ٹارچر سیل کا تعارف

مغل بادشاہوں نے جب لاہور قلعہ کی تعمیر شروع کی تو ان کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا کہ سینکڑوں سال بعد جب یہ لاہور اسلام کے نام پر بننے والی مملکت کا صوبائی دارالخلافہ ہوگا تو اس قلعہ کو شاہوں اور شہزادوں کا مسکن بنانے کی بجائے جن بھوت چڑیلوں کی آماج گاہ کے ساتھ ساتھ مظلوموں، مجبوروں اور حکمران طبقہ کے مخالفین کیلئے ایک ایسا قصاب خانہ بنادیا جائے گا جہاں زندہ انسانوں کی چمڑی ادھیڑنے والے آزاد ہوں گے اور چیختے چلاتے بے کس و بے بس انسان ذبح ہوتے رہیں گے۔ جہاں سے ستم رسیدہ انسانوں اور تشدد کی سولی پر لٹکے ہوئے افراد کی آہوں اور سسکیوں کی آوازیں قلعہ کی بلند و بالا فصیل سے ٹکرا کر واپس تو آتی رہیں گی لیکن سامنے کی شاہی مسجد کے مینار خاموش تماشائی کے سوا اور کوئی کردار ادا نہ کر سکیں گے۔

شاہی قلعہ میں درندگی و بہیمیت کے جنم لینے والی داستانیں جب آہستہ آہستہ اس کے مین گیٹ سے باہر آنے لگیں تو پھر صرف پاکستان ہی کیا ان مجبور آوازوں نے دنیا بھر میں تہلکہ برپا کر دیا اور بے حس انسانی ضمیر بھی اس تشدد و بربریت کے گھناؤنے کھیل کو برداشت نہ کر سکے۔

چنانچہ یہ بدنامی کا داغ مٹانے کیلئے لاہور ہی سے اپنی سیاسی زندگی کا آغاز کر کے مارشل لاء کی چھتری کے سائے میں اقتدار کے سنگھاسن پر براجمان ہونے والے "شریف شاہوں" نے شاہی قلعہ کے متبادل کی تلاش شروع کر دی لیکن جب اس کا متبادل تلاش کرنے میں انہیں کامیابی نہ ہوئی تو لاہور سے ۱۵ کلو میٹر دور ملتان روڈ پر ایک نئے "شاہی قلعہ" یعنی ٹارچر سیل کی بنیاد رکھی گئی جسے آج دنیا چوھنگ کے بدنام زمانہ ٹارچر سیل کے نام سے جانتی ہے۔ چوھنگ کا ٹارچر سیل کیا ہے؟ جیتے جاگتے انسانوں کے گوشت پوست اور ہڈیوں کو نوچنے کیلئے وہ پنجرہ خانہ ہے جہاں کے قصاب رحم اور ضمیر جیسی دولت سے محروم ہیں۔ وہ ایک ایسا قبرستان ہے کہ جس کی ۱۶ قبروں میں زندگی دفن ہو کر رہ جاتی ہے اور چشم فلک مجبوروں کی شکلیں دیکھنے کو ترس جاتا ہے۔ ہوا بھی داخل ہونے سے روک دی جاتی ہے وہ ایک ایسی اندھیر نگری ہے جہاں حکومتی گماشتے تشدد، بربریت کا ننگا ڈانس کرتے ہیں اور انسانیت کا وجود ظلم کی آہنی کنگیوں سے چھیدا جاتا ہے۔

وہ ایک ایسی بے رحم بستی ہے جہاں کے مکین پتھروں کے وجود رکھنے والے ہیں جن پر کسی مظلوم کی التجا و آہ و زاری کا کوئی اثر نہیں ہوتا اور نہ ہی کوئی چیخ ان کے کانوں کو متاثر کر سکتی ہے۔

وہ ایسا کفرستان ہے جہاں علماء کی داڑھیاں نوچی جاتی ہیں، قرآن سے لبریز سینوں پر پاؤں رکھ کر تلاوت کرنے والی زبانوں کو کھینچا جاتا ہے اور جرم حق گوئی کی سزا اس انداز میں دیجاتی ہے کہ آئندہ وہ زبان اور ذہن سوچنے اور بولنے کے قابل ہی نہ رہے۔ وہ ایسا عجلی گھر ہے جہاں انسانی خون کو الیکٹرک شارٹ سے خشک کر کے چنگیزیت کے بلب روشن کئے جاتے ہیں اور فرعون و ہامان کے

اصولوں کی پاسداری کی جاتی ہے۔

ہاں! وہ ایسی جگہ ہے جہاں تنگ و تاریک کوٹھڑیوں میں بند انسان تو آسمان بھی نہیں دیکھ سکتے۔ لیکن چھت پر لگے ہوئے کیمرے ان کی ایک ایک ادا حتیٰ کہ غسل پیشاب کی حالت میں بھی انہیں براہ راست ٹھنڈے دفتروں میں بیٹھے ہوئے بھیڑیوں کے سامنے پیش کر کے ان کی آتشیں انتقام کو ٹھنڈا کرتے ہیں۔ وہ ایسی قیام گاہ ہے جہاں لائے گئے مہمانوں کو شروع کے نوے گھنٹے قیام کی حالت میں دن رات کھڑے ہو کر ناکردہ گناہوں کی تفصیلات بتانا ہوتی ہیں۔ وہ ایسا علاقہ غیر ہے جہاں کوئی قانون نہیں ہے اور جہاں کسی سے کسی اپنے کی ملاقات کی اجازت نہیں ہے۔

محمد اعظم طارق
اٹک جیل
۲۵-۶-۹۸

اسامہ بن لادن کا مشن ہر مسلمان کا مشن ہے

سوال: اپنی ابتدائی تعلیم کے بارے میں بتائیں؟

جواب: قریباً چھ سال کی عمر میں میں نے باضابطہ اپنے گاؤں کے عربی مدرسہ انوار الاسلام میں داخلہ لیا اور ۱۴ سال عمر میں پرائمری تعلیم کے ساتھ حفظ قران کریم کی سعادت بہرہ ور ہوا۔

سوال:۔ اپنے بچوں کا تعارف کرائیں۔

جواب: میرے دو بیٹے محمد معاویہ حسن اور محمد انس ہیں اور چار بیٹیاں ہیں۔

سوال:۔ کیا آپ بھی کسی سے بیعت ہیں؟

جواب: صادق آباد کے پیر جی محمد ادریس انصاری نقشبندی سے میرا سلسلہ بیعت ۱۹۸۹ء سے قائم ہے۔

سوال:۔ آپ کی امام مہدی کے عنوان پر پہلی تقریر کب ہوئی؟

جواب: امام مہدی کے عنوان پر میری باضابطہ پہلی تقریر جامع مسجد حق نواز شہید میں جمعہ کے موقع پر جون ۱۹۹۴ء میں ہوئی۔

سوال:۔ آپ نے روپوشی کے بعد پشاور میں گرفتاری دی اور رہا کب ہوئے؟

جواب: ۲۵ جون ۱۹۹۵ء کو میں نے آئی جی سرحد کے دفتر میں صحافیوں کے ہمراہ جا کر پشاور میں گرفتاری دی مجھے ۱۰ ستمبر ۱۹۹۵ء تک اڑھائی ماہ اسپیشل

برانچ' سرحد پولیس اور سی آئی ڈی کی ٹیموں نے ریمانڈ پر شامل تفتیش رکھا اور بے گناہ قرار دیا' ۱۰ دسمبر کو اسلام آباد لا کر مجھے رہا کیا گیا۔

سوال :۔ پشاور میں آپ کتنا عرصہ زیر تفتیش رہے اور کتنا عرصہ جیل میں رہے ؟

جواب: پشاور میں مجھے جیل نہیں بھیجا گیا بلکہ پولیس کی تحویل میں رکھا گیا۔ ۲۴ گھنٹوں میں ۱۸ گھنٹے مسلسل سوال وجواب پر مبنی تفتیش کا سلسلہ جاری رہتا۔ بعض تفتیشی افسران نے بد تمیزی کی کوشش کی لیکن عام طور پر تفتیشی ٹیموں کا رویہ درست تھا کیونکہ میں اس وقت ممبر قومی اسمبلی تھا۔

سوال :۔ بے نظیر حکومت نے پارا چنار کے جن دس دہشت گردوں کی لسٹ آپ کو دی تھی ان کے نام کیا ہیں ؟

جواب: وزارت داخلہ نے پارا چنار کے جن ۱۰ دہشت گردوں کے نام دیئے تھے وہ میں نے کہیں لکھے ہوئے ہیں اس وقت جیل میں میرے پاس نہیں ہیں اور نام میرے ذہن میں بھی نہیں ہیں۔

سوال :۔ دورہ عرب امارات کب ہوا ؟

جواب: اپریل ۹۲ء کے دوسرے عشرہ کے آخری اور تیسرے عشرہ کے ابتدائی دنوں میں آٹھ روز کا دورہ عرب امارات ہوا جس کی تفصیلات مئی جون یا جولائی ۹۲ء کے خلافت راشدہ سے مل سکتی ہیں۔

سوال :۔ آپ نے حرمین شریفین کا سفر کتنی مرتبہ کیا ہے ؟ اور کس کس ملک کا دورہ کیا ہے ؟

جواب: میں نے کل دو حج اور چار عمروں کیلئے چھ مرتبہ حرمین شریفین کا سفر کیا ہے پہلا عمرہ ۱۹۹۱ء کے رمضان المبارک کے آخری عشرہ کا تھا دوسرا سفر جون

۱۹۹۲ء کو حج کا تھا- تیسرا سفر ماہ رمضان ۱۹۹۳ء میں عمرہ کا تھا- چوتھا سفر جون ۱۹۹۴ء حج کا تھا پانچواں سفر اکتوبر ۱۹۹۴ء عمرہ کا تھا چھٹا سفر اکتوبر ۱۹۹۵ء عمرہ کا تھا-مزید جنوری ۱۹۹۴ء میں پہلا دورہ انگلینڈ ہوا اور جنوری ۱۹۹۵ء میں دوسرا دورہ انگلینڈ ہوا' اس کی تفصیلات فروری' مارچ ۱۹۹۵ء کے خلافت راشدہ سے مل جائیں گی-

سوال :- تحریک جعفریہ کے سیکریٹری جنرل سے ٹی وی پر مکالمہ کا پس منظر بیان کریں ؟

جواب: افتخار نقوی کے ساتھ ٹی وی پر مظاہرہ کی تاریخ ۲۳ اپریل طے ہوئی تھی اس کی تفصیلات جون یا جولائی ۹۷ کے خلافت راشدہ سے آپ کو بھی ملیں گی-

سوال :-راولپنڈی میں سنی چوک پر ہونے والے جلسہ پر فائرنگ کس نے کی ؟

جواب: ملتان شہر کے قاتلانہ حملے کے بعد ۲۵ نومبر ۱۹۹۴ء کو راولپنڈی میں کوہاٹی بازار سنی چوک پر کانفرنس سے خطاب کرتے وقت شیعہ غنڈوں نے فائرنگ کردی جس سے دو پولیس اہلکار شدید زخمی ہوگئے جو جلسہ گاہ کے ارد گرد پہرہ دے رہے تھے- کیونکہ شیعہ کے دہشت گرد گروپ سپاہ محمد کے اس لیڈر نے جس نے ۲۲ اگست ۹۴ء کو شاہ پور ضلع سرگودھا میں مجھ پر حملہ کیا تھا-راولپنڈی کے اخبارات میں چیلنج کردیا تھا کہ اعظم طارق کو راولپنڈی میں گھسنے نہیں دیا جائے گا اور جلسہ سے خطاب نہیں کرنے دیں گے- جب میں راولپنڈی میں پہنچ گیا تو انہوں نے کہا کہ اگر جلسہ میں امام مہدی کے عنوان پر تقریر کی تو ہم حملہ کردیں گے- یہ پیغام سرکاری افسران کے ذریعہ ہم تک پہنچا اور ادھر وہ اپنے امام باڑہ سے اس کے اعلانات بھی کر رہے ہیں- جب میں

اسٹیج پر آیا تو مجھے بہت سے علماء حضرات نے اور افسران نے کہا کہ اول تو آپ تقریر نہ کریں کیونکہ شیعہ غنڈے زبردست مسلح ہو کر گلی میں آگے بڑھ رہے ہیں ورنہ پھر آپ امام مہدی پر بات نہ کرنا۔ میں نے خطبہ کے بعد کہا کہ آج خطاب ہی امام مہدی کے عنوان پر ہوگا پھر جونہی خطاب شروع کیا ادھر سے فائرنگ کی آوازیں شروع ہوگئیں۔ تقریر میں نے مکمل کی ہمارے ساتھی بھی مسلح تیار تھے بعض نے فائرنگ کا جواب بھی دیا۔ شیعہ کی فائرنگ کی زد میں درمیان میں کھڑی پولیس کے اہلکار آکر زخمی ہوگئے۔

سوال:۔اب تک سپاہ صحابہؓ کے کتنے علماء کارکن شہید ہو چکے ہیں؟

جواب: ایک اندازے کے مطابق اب تک شیعہ دہشت گردوں کے ہاتھوں سپاہ صحابہؓ کے قائدین عہدیداران کارکنان اور مدارس کے طلبہ اہلسنت نمازی حضرات ساڑھے پانچ سو کے قریب شہید ہو چکے ہیں۔

سوال:۔پاکستان کے ایٹمی دھماکہ کی کیا اہمیت ہے؟

جواب: پاکستان نے ایٹمی دھماکہ کر کے نہ صرف انڈیا کے ناپاک عزائم خاک میں ملا دیئے ہیں بلکہ پہلی اسلامی ایٹمی قوت کا اعزاز بھی حاصل کیا ہے اور ساتویں ایٹمی قوت کے طور پر خود کو تسلیم کروایا ہے۔پاکستان کے ایٹمی دھماکہ سے عالم اسلام کے حوصلے بلند ہوئے اسرائیل اور امریکہ سمیت بڑی کافرانہ قوتوں کو یہ احساس دلایا ہے کہ اب پاکستان کا ایٹم بم ہر جگہ مسلمانوں کے تحفظ و دفاع کیلئے استعمال کیا جا سکتا ہے۔

سوال:۔طالبان کی حکومت کو آپ کس نظر سے دیکھتے ہیں؟

جواب: افغانستان میں طالبان کی خالص اسلامی حکومت کے قیام سے دینی و مذہبی قوتوں کو نیا حوصلہ ملا ہے اور خصوصاً ایران کی نام نہاد اسلامی حکومت

کے بھیانک چہرے سے نقاب اٹھ گیا ہے۔اسلام کے عملی نفاذ کی برکت سے افغانستان کی سرزمین امن کا گہوارہ اور عالم اسلام کی آنکھوں کا تارہ بن چکی ہے۔ شریعت مطہرہ کے عملی نفاذ سے آج افغانستان کے حکمران اور عوام صورتاً اور سیرتاً اسلامی سانچے میں ڈھلے نظر آتے ہیں۔ یہ اسلامی حکومت انشاء اللہ العزیز امیر المومنین عمر ثالث ملا محمد عمر مجاہد کی قیادت میں دنیا بھر میں مظلوم مسلمانوں کی معاون و مددگار ہوگی اور کافرانہ و طاغوتی قوتوں کیلئے ایک ایسی یلغار ثابت ہوگی جس کے سامنے باطل قوتیں سرنگوں ہوتی چلی جائیں گی۔پاکستان کے مسلمانوں کی خصوصاً اور دنیا بھر کے کلمہ گوؤں کو عموماً اس اسلامی حکومت کے استحکام و ترقی و خوشحالی کی لئے دامے درھمے سخنے تعاون کرنے کے لئے آگے آنا ہوگا۔

سوال:۔اسامہ بن لادن کے بارے میں آپ کیا کہتے ہیں؟

جواب: مجاہد اسلام اسامہ بن لادن نے حرمین شریفین اور جزیرہ عرب کو خصوصاً اور تمام اسلامی ممالک کے علاقوں کو عموماً امریکی یہود و نصاریٰ کی فوجوں سے پاک کرنے کیلئے جو بیڑا اٹھایا ہے اور میدان کارزار میں قدم رکھا اس پر وہ پورے عالم اسلام کی طرف سے خراج تحسین کے مستحق ہیں۔اسامہ بن لادن کا مشن ہر اس مسلمان کا مشن ہے جو پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان مبارک اخرجو الیہود والنصاریٰ من جزیرۃ العرب کو عملی جامہ پہنانا چاہتا ہے اس وقت عالم اسلام کے تمام وسائل پر امریکہ اور اس کے اتحادی قابض ہو کر مسلمانوں کے تیل، سونے اور پیسے کے بل بوتے پر اپنے آپ کو دنیا کا "ان داتا" قرار دے رہے ہیں۔اس لئے ان کافرانہ طاقتوں سے اسلامی ممالک کے وسائل کو آزاد کرانا ہر مسلمان پر فرض ہے۔

سوال:- صدر رفیق تارڑ اسلام کے نفاذ کے لئے کیا کر سکتے ہیں؟

جواب: پاکستان کے موجودہ صدر رفیق تارڑ صاحب ذاتی طور پر ایک شریف دیندار اور محب وطن انسان ہیں لیکن اس وقت وہ جس عہدہ پر ہیں اس عہدہ پر رہتے ہوئے ان کے پاس ایسا کوئی اختیار نہیں ہے جس سے وہ ملک میں اسلام کے نفاذ کیلئے بڑا اقدام اٹھانے میں کامیاب ہو سکتے ہوں وہ اپنی تقاریر اور بیانات کے ذریعہ اسلام کی بات ضرور کر سکتے ہیں لیکن نواز شریف نے صدارتی عہدہ پر متمکن شخص سے اب اختیار چھین کر وزیر اعظم کیلئے خاص کر دیئے ہیں ویسے بھی رفیق تارڑ سے سر دست اپنے محسن خاندان و جماعت مسلم لیگ کے خلاف کسی اقدام کی توقع نہیں ہے۔

سوال:- طاہر القادری صاحب کا دعویٰ ہے اگر وہ صدر بنا دیئے جائیں تو تین دن میں دہشت گردی ختم کر دیں گے۔ کیا ایسا ممکن ہے؟

جواب:- طاہر القادری صاحب کا یہ بیان کہ اگر مجھے صدر بنا دیا جائے تو میں تین دن میں دہشت گردی ختم کر دوں گا' محض ایک دیوانے کی بڑ ہے۔ اول تو صدر کے پاس کوئی اختیار ہی نہیں ہے دوسرے تین دن میں تو وہ اپنے اختیارات کو استعمال کرنے کی تفصیلات سے بھی آگاہ نہیں ہوں گے۔ تیسرے دہشت گردی کے اصل اسباب کو جان کر وہ تمام راستے بند کرنا جہاں سے دہشت گردی جنم لیتی ہے ضروری ہے اور یہ کام تین دن میں کم از کم نہیں ہو سکتا۔

سوال:- چوہنگ میں سنا ہے کہ تین شیعہ نوجوانوں کو آپ نے مسلمان کیا ہے؟

جواب: چوہنگ کے ٹارچر سیل میں تین شیعوں نے شیعت سے تائب ہونے کا اعلان کیا تھا چوھنگ میں چونکہ اس وقت دس کے قریب شیعہ بھی بند تھے اور ایک دوسرے سے ملاقات تو ممکن نہیں تھی لیکن سیل قریب قریب ہونے

کے باعث آواز ایک دوسرے تک پہنچتی رہتی تھی چنانچہ ایک تو تلاوت کلام مجید اور نعتوں اور بعض اوقات جماعتی ساتھیوں کی فرمائش پر اپنا مشن بیان کرنے کے باعث یہ لوگ متاثر ہوئے دوسرے ڈاکٹروں کی ہدایت پر میرے جمع شدہ پیسوں سے مجھے فروٹ منگوانے کی اجازت تھی چنانچہ میں آلو بخارا' آم' خوبانی' آڑو منگوا کر اپنے ساتھیوں کے علاوہ ارد گرد کے چند شیعہ نوجوانوں کو بھی تقسیم کر دیتا اور ایک شیعہ کے چوٹی کے لیڈر کو میں نے اپنا نیا سوٹ بھی دیا کیونکہ اس کے پاس کوئی اور سوٹ نہ تھا چنانچہ وہ لیڈر اور دیگر دو اہم نوجوان ان باتوں سے متاثر ہو کر مسلمان ہوئے اور باہر آکر جماعت کے مشن کیلئے کام کرنے کا وعدہ کیا سر دست ان کا نام لکھنا نقصان کا باعث ہے۔

۴ جولائی ۱۹۹۸ء کو جرنیل سپاہ صحابہؓ نے ان
سوالات کے جوابات کسی ساتھی کی فرمائش پر دیئے۔

کامیابی کے ضامن' چار اصول

میرے بہت ہی پیارے طالب علم ساتھیو اور عزیزو!

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

مجھے اس بات کی بے حد مسرت ہے کہ آپ لوگ دور دراز سے سفر کر کے اس کنونشن میں شرکت کیلئے آئے ہیں تاکہ اپنی ذہنی اور روحانی تربیت سے خود کو خدمت اسلام اور دفاع اسلام کیلئے تیار کر سکیں۔وقت چونکہ اس وقت میرے پاس نہایت مختصر ہے کیونکہ یہ پیغام فوری آپ تک بھجوانا مقصود ہے اس لئے مختصراً چند ضروری باتیں آپ کے سامنے لانا ضروری سمجھتا ہوں۔ جن پر عمل پیرا ہو کر ہم سب لوگ اپنے مشن کی تکمیل میں کامیاب ہو سکتے ہیں۔

پہلی بات:

جذبہ اخلاص ہے: جس قوم اور ملت میں اپنے مشن اور کاز کی تکمیل کیلئے جذبہ اور ولولہ نہ ہو وہ قوم خواہ کتنی ہی کثیر تعداد میں کیوں نہ ہو اور کتنی ہی مادی اور ایٹمی و مالی قوت سے مالا مال نہ ہو کبھی بھی اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہو سکتی ہے۔ ہمارا جذبہ اخلاص اس لحاظ سے انفرادی اہمیت کا حامل ہے کہ ہم نے اس جذبہ کی بدولت آگ و خون' ٹارچر سیلوں اور جیلوں' بم دھماکوں اور گولیوں کی بارش میں سے گزرنے والی راہ پر چلنا ہوتا ہے۔اب جس قدر جذبہ

صادق ہوگا اور اخلاص پر مبنی ہوگا اس قدر سفر آسان ہوگا اور ہر ہر منزل پر یعنی ہر گھبراہٹ کی گھڑی پر دل مزید مضبوط ہوگا- حوصلہ اور بلند ہوگا اور ارادے مزید مضبوط ہوں گے ورنہ پہلی ہی گھاٹی پر یعنی محض پولیس کی پکڑ کے خوف سے تمام عزائم خاک ہو جائیں گے-

نمبر ۲ مشن کی صداقت: جذبہ اخلاص اس وقت بڑھتا ہے اور اس کی روشنی میں اضافہ ہوتا ہے جب انسان کو اپنے مشن کی صداقت پر یقین آجاتا ہے- گویا کہ آج جو لوگ بے حسی' سستی یا غفلت کا شکار ہیں ان کے جذبہ کی کمی کی اصل وجہ مشن کی صداقت پر یقین کی کمی ہے- گویا کہ وہ اس مشن کی صداقت کے ساتھ ساتھ اس کی اہمیت کا اندازہ ہی نہیں کرپائے ہیں- یہ اصول ذہن میں رکھیں کہ جتنا بڑا کام ہوگا اتنی بڑی قربانی دینا پڑے گی ایک کلو وزن اٹھانے کیلئے کم طاقت استعمال ہوگی ایک من اٹھانے کیلئے زیادہ طاقت استعمال کرنا پڑے گی- اس طرح کسی نئے فتنے کی سرکوبی کیلئے تھوڑی محنت کافی ہوگی لیکن چودہ صدیوں پر مبنی فتنہ قدیم اور شجر خبیثہ کی امت مسلم کی رگ جان میں سرایت کی ہوئی جڑوں کو کاٹنے میں اول تو عقلاً وقت بھی چودہ سو سال کا درکار ہے لیکن قربانیوں اور شہادتوں' اذیتوں اور تکالیف کے اٹھانے اور مصائب برداشت کرنے سے یہ کام اب چند سالوں میں ممکن ہو چکا ہے- تو میں بات کر رہا تھا کہ مشن پر صداقت کا یقین ہی جذبوں کو بلندی اور اخلاص کو تقویت دیتا ہے میرا تجربہ ہے کہ جب کبھی قید تنہائی میں طبیعت گھبرانے لگتی ہے تو میں اپنے پاس پڑی ہوئی شیعت کی ۹۵ اردو کتابوں کی فوٹو اسٹیٹ پر مبنی دستاویز کو پڑھنے لگ جاتا ہوں اور پھر سوچتا ہوں کہ کیا ہم جو کچھ کر رہے ہیں یہ

غلط ہے ؟ کیا یہ راستہ جہاد کا راستہ نہیں ہے ؟ کیا اصحاب رسولؐ خلفاء راشدینؓ ازواج مطہراتؓ کے تقدس و شرافت کا تحفظ دین نہیں ہے ؟ کیا یہ رضا الٰہی کے حصول کا ذریعہ نہیں ہے ؟ بس پھر جسم کا ایک ایک بال کھڑا ہو جاتا ہے اور میں اٹھ کر کھڑا ہو جاتا ہوں اور آسمان کی طرف منہ کر کے پکار اٹھتا ہوں آسمانوں اور زمینوں کے مالک تو گواہ ہو جا! ہم نے تیری رضا کیلئے یہ قدم اٹھائے ہیں۔ ہم ابو بکرؓ و عمرؓ عثمانؓ و حیدرؓ۔ امی عائشہؓ و حفصہؓ کی عزت و آبرو کی بات اس لئے کرتے ہیں کہ تو نے ان پر راضی ہونے کا اعلان کیا تھا۔ تو نے انہیں اپنے رسولؐ کی رفاقت کے لئے منتخب کیا تھا۔ تو نے انہیں اپنے دین کی امانت کا محافظ بنایا تھا۔ آج تیرے چنیدہ اور منتخب کردہ ان پاک باز لوگوں کی آبرو پر جب دشمن حملہ آور ہوا ہے تو ہم تیری اس پسندیدہ جماعت جسے تو نے حزب اللہ کہا ہے جسے تو نے مومنون حقا کہا ہے جسے تو نے فائزون، مفلحون کے القابات سے نوازا ہے ہم میدان میں اترے ہوئے ہیں۔ ہم پر الزام یہی ہے کہ ہم نے باہر رہ کر اپنی تقریروں میں تیرے پیاروں کے خلاف اور تیرے نبی کے سچے یاروں کے خلاف چلنے والی زبان اور قلموں کو للکارا ہے۔ اگر یہ ادا تجھے پسند ہے تو پھر ہم سے راضی ہو جا۔

تیسری بات تنظیم : جذبہ اخلاص سے سرشار ہو کر مشن کی صداقت پر یقین رکھنے والے لوگ اس وقت تک کامیاب نہیں ہوتے جب تک وہ مربوط و منظم ہو کر کام نہ کریں، انفرادی سطح پر کئے ہوئے کام کی مثال اکیلے نماز پڑھ کر ایک نماز کا ثواب پانے والے کی سی ہے اور اجتماعی طور پر کام کرنے کی مثال باجماعت نماز میں شامل ہو کر ۲۷ گنا ثواب حاصل کرنے کی ہے اور اللہ کا ہاتھ بھی جماعت پر ہوتا ہے۔

نمبر ۴ اطاعت امیر: جماعت اس وقت تک جماعت بنتی ہی نہیں ہے جب تک اس کا ایک امیر نہ ہو- خود اندازہ لگائیں کہ کروڑ آدمی بھی مل جائیں جب تک امام نہیں ہوگا نماز کی جماعت کی شکل نہیں بنے گی- امیر کی اطاعت اسی طرح ہے جس طرح نماز میں امام کی اقتداء ہے- ہاں امیر کا بھی اپنے ساتھیوں سے مشورہ لینا ضروری ہے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قرآن کریم میں حکم دیا کہ وشاورھم فی الامر کہ آپ صحابہ کرام سے مشورہ لیا کریں اور امیر کی اطاعت کی اہمیت اس سے بڑھ کر کیا ہوگی کہ رب العالمین کا ارشاد ہے اطیعو اللہ واطیعو االرسول والوالامر منکم تو امیر کی اطاعت کو اللہ اور رسول کے فرامین اور حکموں کی اتباع کے ضمن میں بیان کیا گیا ہے مجھے امید ہے کہ آپ میری ان مختصر گزارشات کو ضرور سمجھیں گے اور اس پر عمل کریں گے-

والسلام- آپ کا بھائی- محمد اعظم طارق

۱۱ جولائی ۱۹۹۸ء کو مری میں ہونے والے سپاہ صحابہؓ اسٹوڈنٹس کے زیر اہتمام تربیتی کونشن کے موقع پر تحریری پیغام جو پڑھ کر سنایا گیا-

توہین رسالت اور قرآن وحدیث

جواب توہین رسالت اور قرآن۔

(تحریر فخر الدین صدیقی شائع شدہ روزنامہ نوائے وقت لاہور ۱۱ جولائی ۱۹۹۸ء)

وطن عزیز پاکستان حادثاتی طور پر معرض وجود میں آنے یا سیکولرازم کے نام پر بننے والی مملکت کا نام نہیں ہے بلکہ یہ دنیا کا وہ واحد ملک ہے جو مدینہ منورہ کے بعد خالصتاً اسلام کیلئے حاصل کیا گیا اور انسانی تاریخ کی ایک بے مثل ہجرت کی صورت میں آگ و خون کے دریا عبور کر کے دور دراز کے علاقوں سے مہاجر مسلمان اس کی طرف بے سروسامانی کے عالم میں اس طرح بڑھتے رہے جیسے شمع کے گرد پروانے چلے آتے ہیں۔ بد قسمتی سے اس ملک کے حصول کے بعد اس کے نظام کو اسلام کے سانچے میں ڈھالنے اور اس عطیہ خداوندی کو اسلام کا گہوارہ بنانے کی بجائے مفاد پرست حکمرانوں نے اسے قومیت 'لسانیت' صوبائیت کے تعصبات اور لادینیت کے عمیق گڑھوں میں گرا کر اس کے حصے بخرے کرنے کے ساتھ ساتھ نظریہ پاکستان کی بنیادوں تک کو ہلا کر رکھ دیا۔

یہی وجہ ہے کہ آج ملک میں وہ وقت بھی ہمیں دیکھنا پڑ رہا ہے کہ اس کے ایوانوں میں آئے دن انگریز کے کالے قوانین میں تخفیف و ترمیم اور

برطانیہ' امریکہ حتیٰ کہ ہندوستان کے قوانین کی طرز پر قانون سازی تو کی جاتی ہے لیکن اسلامی قانون سازی اول تو ہوتی ہی نہیں ہے اگر کسی اہم مسئلہ پر ایسا قانون بھی بن جائے تو پھر اسے ختم کرانے کیلئے بیرونی دباؤ کے ساتھ ساتھ اندرونی طور پر باضابطہ انسانی حقوق کے نام پر غیر ملکی سرمایہ کے بل بوتے پر چلنے والی تنظیمیں برسرپیکار ہو جاتی ہیں۔

مجھے ان تنظیموں اور ان کے سرپرستوں سے کوئی گلہ نہیں ہے کیونکہ "جس کا کھاؤ اس کا گاؤ" کے اصول کے مطابق یہ ان کی مجبوری ہے۔ لیکن ایسے حضرات سے مجھے شکایت ہے کہ جو محض مطالعہ کی کمی یا پھر دشمنوں کے پروپیگنڈہ سے مرعوب ہو کر اسلامی قوانین کی مخالفت قرآن وسنت کے ذریعہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں یہ بھی ممکن ہے کہ یہ حضرات ایسا قدم اخلاص سے اٹھاتے ہوں مگر انہیں اس بات کا احساس نہیں رہتا کہ اس کا نقصان کہاں کہاں ہوگا۔ ۱۱ جولائی ۱۹۹۸ء کو روزنامہ نوائے وقت لاہور میں جناب فخر الدین صدیقی صاحب کے مضمون کی آخری قسط شائع ہوئی جس کا عنوان ہے توہین رسالت اور قران مجید۔ موصوف نے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ گستاخ رسولؐ اللہ کیلئے قرآن مجید میں توسزا کا ذکر ہی نہیں۔ جہاں تک فتح مکہ والی روایات کی بات ہے وہ درایۃً درست نہیں ہیں اور باقی روایات کا ماخذ ابن اسحاق ہے جو لائق اعتبار نہیں ہے لہذا مدعی ثابت ہو گیا۔ سب سے پہلے تو صاحب موصوف سے التماس ہے کہ وہ سورۃ احزاب کی اس آیت جس میں اللہ اور رسول کو ایذاء دینے والوں کیلئے دنیا و آخرت میں لعنت تجویز کی گئی ہے کا مطالعہ از سر نو کرتے ہوئے دنیاوی لعنت کی صورت تجویز فرمانے کی زحمت گوارہ کریں کہ کیا یہ "لعنت دنیا" محض لفظی اور معنوی لعنت کا نام ہے یا اس کی

کوئی عملی شکل بھی قرآن کریم نے بتلائی ہے اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس پر عمل بھی کر کے دکھایا ہے۔

اس آیت مبارکہ کے بعد والی چار پانچ آیات میں بھی ذکر انہیں لوگوں کا ہے کہ جو اللہ ورسول ازواج مطہرات اور مومنین کو ایذائیں پہنچانے کیلئے ہر وقت مصروف رہتے تھے تو خدا تعالیٰ نے ایسے لوگوں کو وارننگ دیتے ہوئے فرمایا "ایسے منافق اور دل کے روگ والے لوگ اگر اپنی خبیث حرکات سے باز نہ آئے تو ہم انہیں آپؐ کے ذریعہ غرق کر دیں گے پھر آپ کے مقابلہ میں انھیں کہیں بھی جائے پناہ نہ مل سکے گی۔"

اور یہ لعنتی لوگ جہاں پائے جائیں انھیں پکڑا جائے اور عبرتناک انداز میں قتل کیا جائے ان آیات مبارک کے اس بیان کردہ خلاصہ سے کیا یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہو کر سامنے نہیں آجاتی ہے کہ اللہ ورسول کو ایذاء دینے والے لعنتی لوگوں کی دنیا میں کونسی سزا ہے؟

پھر یہ بات بھی سامنے رہنی چاہئے کہ صاحب قرآن یعنی ذات پیغمبر اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہر عمل اور ہر فیصلہ قرآن کریم ہی کی تفسیر ہے۔ آپؐ شریعت کے احکام میں کوئی بات بھی اپنی مرضی سے ارشاد نہیں فرماتے تھے تاوقتیکہ وحی الٰہی کی صورت میں حکم الٰہی نہ آپہنچے اور وحی قرآنی شکل میں بھی آپ پر نازل ہوتی تھی جسے "وحی متلو" کہتے ہیں اور خواب والہامی صورت میں بھی یا جبرائیل علیہ السلام کے براہ راست کسی بات کو بیان کرنے کی شکل میں بھی آتی تھی جسے "وحی غیر متلو" کہتے ہیں اور اس کی مثالیں بے شمار ہیں۔

آٹھ واقعات:

گستاخ رسول کو بارگاہ رسالت سے کون سی سزا ملی ہے

قرآن کریم کے تمام احکامات و فرامین کی عملی شکل ہی کا نام سنت رسولؐ ہے اب ذرا مندرجہ ذیل آٹھ واقعات پر نظر ڈالئے تو خود بخود یہ بات سمجھ میں آجائے گی کہ گستاخ رسول کو بارگاہ رسالت سے کون سی سزاء ملی ہے تاکہ امت بھی اس پر عمل پیرا ہو سکے۔

۱۔ حضرت عمیر بن امیہؓ سے روایت ہے کہ میری ایک مشرکہ بہن تھی جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باہر نکلتے تو وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گالیاں دیتی، میں نے اسے قتل کر دیا۔ میرے بھانجوں نے چلا چلا کر کہنا شروع کر دیا کہ ہم قاتل کو پہچانتے ہیں "تم لوگوں نے ہماری ماں کو قتل کر دیا ہے۔ حالانکہ خود تمہارے بھی تو بعض کے ماں باپ مشرک ہیں۔ حضرت عمیرؓ فرماتے ہیں کہ مجھے خدشہ ہوا کہ میرے بھانجے میری بجائے کسی اور کا نام لیکر اسے ناحق قاتل قرار دیں گے تو میں نے خود سارے واقعہ سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آگاہ کر دیا جبکہ مقتولہ کے بیٹوں نے میرے خدشہ کے عین مطابق حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے کسی اور شخص کا نام لیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے بھانجوں کو حقیقت سے آگاہ کیا اور انھیں بتایا کہ تمہاری ماں کا خون معاف ہے۔

حوالہ: طبرانی والصارم المسلول صفحہ ۳۹

۲۔ حضرت عکرمہؓ کی ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے حضور اکرمؐ کو گالی دی آپ ﷺ نے فرمایا "کون ہے جو مجھے میرے دشمن سے بچائے؟

حضرت زبیرؓ نے جواب دیا "میں" چنانچہ حضرت زبیرؓ نے اسے للکارا اور قتل کر دیا۔ حضور ﷺ نے مقتول کا سامان حضرت زبیرؓ کو دلوا دیا۔

حوالہ: مصنف عبدالرزاق (۵-۳۰۷)

۳۔ حضرت خالد بن ولیدؓ نے اس آدمی کو قتل کر دیا تھا جو رسول اللہ ﷺ کو گالیاں دیا کرتا تھا۔

حوالہ: سنن بیہقی (۸-۲۰۳)

۴۔ شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہؒ نے خطمہ قبیلے کی ایک عورت کا واقعہ بیان کیا ہے جو رسول اللہ ﷺ کو ایذاء دیتی تھی اور آپ کے خلاف لوگوں کو بھڑکاتی تھی۔ ایک دن حضور ﷺ نے فرمایا "کون ہے جو اس عورت کا کام تمام کر دے" عمیر بن عدی نے رات کے وقت اس عورت کا کام تمام کر کے فجر کی نماز حضور ﷺ کی اقتداء میں ادا کی۔ حضور ﷺ نے نماز سے فارغ ہو کر عمیرؓ کی طرف دیکھ کر فرمایا کیا تو نے بنت مروان کو قتل کر دیا؟ عمیرؓ نے جواب دیا جی ہاں میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہوں۔ رسول اکرم ﷺ نے حاضرین سے مخاطب ہو کر فرمایا "جو شخص ایسے آدمی کو دیکھنا چاہے جس نے اللہ اور اس کے رسول کی غیبی مدد کی ہے وہ عمیر بن عدی کو دیکھ لے۔"

حوالہ: الصارم المسلول صفحہ ۹۵

۵۔ حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کے دور مبارک میں ایک نابینا آدمی کے پاس ایک لونڈی تھی جس سے اس کے دو بیٹے بھی تھے۔ وہ لونڈی نبی اکرم ﷺ کی شان میں گستاخی کیا کرتی تھی۔ وہ شخص اسے بد زبانی اور گالیوں سے باز رہنے کی تلقین کرتا رہتا۔ جب وہ بد زبان لونڈی باز نہ آئی تو اس نابینا آدمی نے ایک "کدال" اس کے پیٹ سے آر پار کر کے اسے قتل کر دیا۔

جب حضور ﷺ کو اس واقعہ کا علم ہوا تو آپ ﷺ نے لوگوں کو جمع کیا اور فرمایا "کہ ایک آدمی پر میرا حق ہے اور اس نے میرا حق ادا کر دیا ہے میں اس آدمی کو اللہ کی قسم دے کر کہتا ہوں کہ وہ اٹھ کر سامنے آئے- اس پر وہ نابینا صحابی سامنے آئے اور عرض کی کہ یہ واقعہ میرے ساتھ پیش آیا ہے- میں ایک لونڈی کا مالک تھا جو میرے بچوں کی ماں بھی تھی اور اس کا رویہ میرے ساتھ نہایت شائستہ اور نرم تھا لیکن وہ آپ ﷺ کے بارے میں بدزبانی کرتی تھی جو کہ مجھ سے برداشت نہ ہو سکی اور میں نے اسے قتل کر دیا- حضور اکرم ﷺ نے یہ بات سن کر فرمایا الا اشھدوان دمھاھدر (گواہ رہو کہ اس کا خون ساقط ہے)-

حوالہ: ابوداؤد شریف (۴-۱۲۹) کتاب الحدود- ونسائی شریف (۷-۱۰۷)

کتاب تحریم السلام

۶-امام شعبی حضرت علیؓ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک یہودی عورت نبی اکرم ﷺ کو گالیاں دیا کرتی تھی تو ایک آدمی نے اس کا گلہ گھونٹ کر اسے ہلاک کر دیا- نبی اکرم ﷺ نے اس کے خون کو ساقط فرمادیا-

حوالہ: ابوداؤد شریف کتاب الحدود

۷- حضرت خالد بن ولید نے ایک ایسی عورت کو قتل کر دیا جس نے نبی کریم ﷺ کو گالیاں دی تھیں- حوالہ کتاب الاموال-۲۶۰

۸- صحیح بخاری شریف میں حضرت جابر بن عبداللہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "اور کون ہے جو کعب بن اشرف کو ٹھکانے لگائے؟ کیونکہ اس نے اللہ اور اس کے رسول کو اذیت پہنچائی ہے- اس پر محمد بن مسلمہ نے آگے بڑھ کر عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ چاہتے ہیں کہ اسے قتل

کر دیا جائے ؟ حضور ﷺ نے فرمایا "ہاں"

اس پر محمد بن مسلم اپنے ہمراہ ابو عبس بن جبیر ' حارث بن اوس اور عباد بن بشر کو لے کر کعب بن اشرف یہودی کے پاس گئے اور اس کو قتل کر دیا- یہ روایت صحیح بخاری کے علاوہ مسلم شریف میں بھی موجود ہے- ان روایات کو جرح و تعدیل کی کسوٹی پر پرکھ کر بھی دیکھا جائے گا تو یہ روایات روایت حدیث اور درایۃ حدیث کی شرائط پر پوری اتریں گی-

عجیب بات ہے کہ امریکہ کی اسٹیٹوں برطانیہ اور اٹلی جیسے ملکوں میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین کے مرتکب کیلئے یہی سزائیں موجود ہیں لیکن پاکستان کے قانون پر جو کہ تمام انبیاء علیھم السلام کی حرمت و تقدس کیلئے یکساں ہے وہی ممالک اور ان کے وظیفہ خور آسمان سر پر اٹھائے ہوئے ہیں- ہمیں کم از کم بحیثیت مسلمان اور رسول عربیؐ کا امتی ہونے کے ناطے اس قدر بے حسی اور رواداری کے نام پر بے غیرتی کی زندگی کو برداشت کرنے کی باتیں زیب نہیں دیتی ہیں- یہ ہماری ہی غلطی ہے کہ اس ملک میں رسول عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گستاخوں کو جیلوں سے نکال کر پروٹوکول دیکر غیر ممالک میں روانہ کیا جارہا ہے اور آج یہ بات فیشن بلکہ کاروبار کی شکل اختیار کرنے لگی کہ معاذ اللہ رسول رحمت ﷺ کی شان اقدس میں گستاخی کا ارتکاب کر کے غیر اسلامی ممالک کے ویزے حاصل کرنے اور سیاسی پناہ لینے میں کامیابی حاصل کی جائے-

صدا دبے گی تو حشر ہو گا

ہر دور کے جابر و آمر اور ہر زمانہ کے فرعون وہامان نے اپنا تمام تر زور اور حکومتی قوت و طاقت اس بات پر صرف کر دی کہ کوئی شخص بھی اس کی مرضی اور منشا کے خلاف کلمۂ حق بلند نہ کر سکے- تاکہ ان کے خود ساختہ نظریات پر آنچ نہ آئے- ان حکمرانوں کو اگر کہیں سے یہ بھنک بھی پڑ گئی کہ موسیٰ وقت پیدا ہونے والا ہے تو انہوں نے لاکھوں معصوم بچوں کو اس عالم رنگ و بو میں پہلا سانس لیتے ہی قتل کرا دیا- اگر ان تک خبر پہنچی کہ فلاں شہر میں بغاوت کی چنگاری بھڑکنے لگی ہے تو انہوں نے تمام شہر کو جلا کر راکھ کر دیا- کسی نے اگر ان کی کھوپڑی میں یہ بات ڈال دی کہ یہ علم و عرفان کی درسگاہیں اور ہنر و آگہی کے دانش کدے ایسی نسل تیار کر رہے ہیں جو اندھیروں میں ٹکریں مارنے والے جانوروں کی طرح بادشاہ وقت کی "بے گار" میں مصروف رہنے والی قوم کو برابری کی بنیاد پر جینے کے اصول سکھا دیں گے اور پھر ڈیرے داروں کے "حقے" کی آگ بھرنے والا کوئی نہ ہو گا تو ان خدا کہلانے والے شاہوں اور جاگیرداروں نے علمی ادارے پیوند خاک کرانے سے بھی گریز نہ کیا- لیکن دوسری طرف ایک نظام قدرت بھی قدم قدم پر انسانوں کو اپنی بے پناہ طاقت و حکمت کے فیصلوں سے روشناس کراتا چلا آرہا ہے- وہ طاقت و قوت کا سرچشمہ اصلی موسیٰ کو فرعون ہی کے گھر میں ابراہیمؑ کو آذر ہی کی آغوش میں پروان

چڑھا کر بتلاتا ہے کہ !

"اپنی جفاؤں پر ناز کرنے والو!"

ذرا میرے خدائی کے انوکھے انداز دیکھو! تم نہیں جانتے ہو تو جان لو! میں وہ ہوں جو مچھروں سے نمرود کو مروا دیتا ہوں اور لاہیلوں سے ہاتھیوں کو ریزہ ریزہ کرا دیتا ہوں اور مینڈکوں خون اور جوؤں کے عذاب سے فرعون اور اس کی قوم کی عقل ٹھکانے لے آتا ہوں۔

ہاں ہاں! میں وہی ہوں جو یوسف کو کنعان کے کنویں سے نکال کر مصر کے تخت پر لاتا ہوں اور مکہ کے دریتم کو شعب ابی طالب سے نکال کر فاتح مکہ بنا کر دکھاتا ہوں۔

وقت کے حاکمو! فرعون کی صفات اور چنگیز کے کردار اپنانے والے ظالمو!

حق کے قافلے رکھنے کیلئے نہیں چلا کرتے۔ صداقت کے پرچم سرنگوں ہونے کیلئے نہیں لہرایا کرتے سچائی کے علمبردار تشدد و بربریت سے خوف زدہ ہو کر کذب و دجل کی دلدل میں نہیں اترا کرتے دین حق کے پاسدار کفر و ضلالت کی تاریکیوں میں نہیں گرا کرتے توحید رب کے پرستار شرک کی نجاست سے آلودہ نہیں ہوا کرتے اور باطل کے آستانوں پر سجدہ ریز نہیں ہوا کرتے عشاق رسول ابو جہل و ابو لہب کی ذریت کی ستمکاریوں کا شکار ہو کر بھی دامن رسول نہیں چھوڑا کرتے امہات المؤمنینؓ کے حلالی بیٹے اپنی ماؤں کے تقدس کی حفاظت کرتے ہوئے گھبرایا نہیں کرتے۔

اصحاب رسولؐ کے رضاء کار و سپاہی اپنے نصب العین اور مشن سے انحراف نہیں کیا کرتے۔

تم بہت تجربہ کر چکے ہو مزید کر دیکھو تم بہت ظلم ڈھا چکے کوئی اور حربہ باقی ہے تو آزما دیکھو تم نے سپاہ صحابہؓ کے قائدین و کارکنوں کے لاشے اٹھتے دیکھے ہیں، تم نے ٹارچر سیلوں میں زندہ انسانوں کے چمڑے ادھڑتے دیکھے ہیں، تم نے گولیوں سے سینے چھلنی ہوتے دیکھے ہیں، تم نے بموں سے معصوم لوگ زخمی ہوتے دیکھے ہیں، تم نے قید تنہائی میں بے گناہ تڑپا لئے ہیں، تم نے ظلم کے تمام حربے آزما لئے ہیں۔

پھر تم ہی کہو.....! ہاں ہاں میں تم سے پوچھتا ہوں تم جواب دو!

کیا تمہارے ان تمام ناپاک منصوبوں کے بعد تمہارے ان تمام انتقامی ہتھکنڈوں کے بعد تمہارے ستم کے تمام شکنجوں کے کسے جانے کے بعد تمہارے زہریلے دانتوں سے بے گناہوں کے ڈسے جانے کے بعد کوئی ایک ایسا نوجوان ہے؟ ہاں ہاں! تمہیں چیلنج کر کے کہتا ہوں، کوئی ایک ایسا بچہ ہے۔ جو یہ کہنے پر تیار ہو گیا ہو کہ "میں مشن جھنگوی" چھوڑتا ہوں، میں سپاہ صحابہؓ سے ناطہ توڑتا ہوں میں صحابہؓ کے دشمن کو مسلمان کہتا ہوں۔ میں کفر کو ایمان کہتا ہوں۔

میں ظلمت کو ضیاء کہتا ہوں، میں غلاظت کو صفا کہتا ہوں

نہیں نہیں، ہرگز نہیں تم ایسا ایک بچہ بھی نہیں لا سکتے ہو۔ تو پھر اپنی ناکامی کا اعتراف تمہیں آج نہیں تو کل کرنا ہوگا۔ بالآخر تمہیں اس راہ ظلم سے مڑنا ہوگا۔

تم جب اپنے کئے پر پچھتاؤ گے ستمگری کے اس انداز پر شرماؤ گے۔

اس وقت پانی سر سے گزر چکا ہوگا

پھر تم تماشہ روزگار ہوگے

وقت تمہارے ہاتھوں سے نکل چکا ہوگا

خدا بہت ہی خوار ہوگے

شاید تم اس حقیقت سے آگاہ نہیں ہو اور تاریخ کے سبق سے آشنا نہیں ہو کہ تم ہی جیسوں سے کسی شاعر نے کہا تھا۔

دبا سکو تو صدا دبا دو' بجھا سکو تو دیا بجھادو

صدا دبے گی تو حشر ہوگا' دیا بجھے گا تو سحر ہوگی

والسلام

تمہارا نافرمان

مولانا اعظم طارق

15\7\98 رات پونے بارہ بجے اٹک جیل

”طالبان“ حکومت کا کردار
ہمارے لئے مشعل راہ ہے

کارکنوں کے نام خصوصی پیغام

سپاہ صحابہؓ کے عزیز ساتھیو!

عرصہ دراز سے قید وبند کی راہوں پر سفر کرنے کے باعث آپ سے ملاقات کا سلسلہ رکا ہوا ہے- جماعت اس وقت جن مشکلات ومصائب کی وادیوں سے گزر رہی ہے اور امتحان وآزمائش کی طلاتم خیز موجوں سے نبرآزماء ہے- شاید آپ کو اس کا پوری طرح احساس نہ ہو اس وقت پاکستان کے حکمران غیر اسلامی قوتوں اور پڑوسی ملک کے رافضی حکمرانوں کی خوشنودی کیلئے ایک طرف محض قرآن وسنت کی آواز بلند کرنے کے جرم میں قافلہ حق کے راہنماؤں کو سزائیں سنا رہے ہیں-بغیر کسی عدالت میں پیش کئے قید تنہائی کا شکار بنا رہے ہیں-دوسری طرف باہر کام کرنے والے کارکنوں عہدیداروں کو ہراساں کرنے جماعت سے توڑنے اور اپنے خفیہ ایجنٹوں کے ذریعہ جماعت میں تفریق پیدا کرنے کے گھناؤنے منصوبوں کو عملی جامہ پہنانے میں مصروف ہیں- ایسی حالت میں جبکہ ہمارے علماء وقائدین کے قاتل حکمرانوں کی گود میں بیٹھے ہوں- اصحاب رسولؐ وامہات المؤمنینؓ کی شان میں گستاخیاں کرنے

والے مصنفین سرکاری تقریبات کے مہمان خصوصی بن رہے ہوں- تخریب کار و غیر ملکی ایجنٹ دندناتے پھر رہے ہوں ہمیں سب سے زیادہ جس چیز کی ضرورت ہے وہ اللہ تعالیٰ کی نصرت ہے-

اگر اللہ تعالیٰ کی نصرت و تائید ہمارے ساتھ ہوئی تو پھر وقت کے فرعون اپنی سازشوں کے دریامیں حواریوں سمیت ڈوب کر رہیں گے-ابو جہل وابو لہب کی معنوی ذریت ضرب حق سے تباہ وبرباد ہو کر رہے گی اور مخالفین کی تمام تر چالیں اور منصوبے خاک میں مل جائیں گے-

کیا آپ اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھ رہے ہیں کہ امارت اسلامیہ افغانستان میں "طالبان" آج دنیائے کفر کی تمام تر مخالفتوں اور سازشوں کے باوجود دن بدن آگے ہی بڑھ رہے ہیں-اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نصرت و تائید ان کے ساتھ ہے-

آپ اس بات کو اپنے قلب وذہن میں راسخ کرلیں کہ اللہ تعالیٰ کی نصرت و تائید نافرمانوں اور فاسقوں کو حاصل نہیں ہوا کرتی- حرام کھانے حرام پہننے اور استعمال کرنے والوں کی دعائیں قبول نہیں ہوا کرتیں-

مجھے آپ کے بے شمار خطوط ملتے ہیں جس میں آپ نہایت حسرت ویاس کے ساتھ کہتے ہیں کہ ہماری دعائیں کیوں رنگ نہیں لارہی ہیں؟ ہمارے وظائف کیونکر اثر نہیں دکھارہے ہیں؟ ہماری کوششیں کیوں رائیگاں جاری ہیں؟

میرے عزیز ساتھیو! کبھی آپ نے غور کیا کہ ہمارے ساتھ نصرت خداوندی کیونکر نہیں ہے؟؟

شاید آپ نے بالکل غور نہیں کیا ہوگا۔ ورنہ آپ ضرور کسی نتیجہ پر پہنچ گئے ہوتے۔

میں آپ کو بتاتا ہوں، جو قوم دین حق کے غلبہ کی آواز بلند کرے نظام خلافت راشدہ کے احیاء کے نعرے لگائے لیکن خود اپنے عمل سے اپنے نعروں کا انکار کرے خود اپنی سیرت و صورت سے اسلامی تہذیب و ثقافت سے راہ فرار اختیار کرے زبان سے جن صحابہؓ کرام سے عشق و محبت کا دعویٰ کرے عمل سے اس دعویٰ کو باطل قرار دے۔ جس نوجوان کو پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت مبارکہ سے اتنی نفرت ہو کہ اسے چہرے پر سجانے سے شرماتا ہو۔ جس نوجوان کو تمام صحابہؓ کرام کی سیرت و کردار اپنانے میں ہچکچاہٹ محسوس ہوتی ہو۔ جس نوجوان کو حرام سے پرہیز کرنے پر حیا آتی ہو جس نوجوان کو فرائض و واجبات کی ادائیگی دشوار محسوس ہوتی ہو۔ مجھے بتلاؤ! خود سوچو! اپنے دل سے فیصلہ طلب کرو! کیا اسے پیغمبر اسلام کا عاشق اور اصحاب رسولؐ کا سپاہی کہلانے کا حق حاصل ہے؟

کیا ایسے دوغلہ پن کا شکار نوجوان کامیابی و سعادت کی منزلیں عبور کر سکتا ہے؟ کیا ایسے گم کردہ راہ شخص کو ہدایت کا نور مل سکتا ہے؟ کیا ایسے نوجوان کی دعاؤں اور آہوں و سسکیوں سے عرش عظیم لرزہ براندام ہو سکتا ہے۔ نہیں ہرگز نہیں۔

میرے ساتھیو! ہمیں شیطان کے فریب اور دھوکا کی دنیا سے باہر آنا ہوگا۔

"طالبان" حکومت کا کردار ہمارے لئے مشعل راہ ہے۔

اس لئے اگر آپ اللہ کی مدد و نصرت حاصل کر کے اس موجودہ بحران سے کامیاب و سرخرو ہو کر باہر آنا چاہتے ہیں تو پھر مندرجہ ذیل میری ہدایات یا معروضات پر آج ہی سے عمل شروع کر دیں۔

(1) اپنی سیرت و صورت کو سنت رسولؐ کے سانچے میں ڈھالیں۔

(2) فرائض وواجبات کی پابندی کے ساتھ سنن و مستحبات پر عمل پیرا ہونے کی کوشش کریں۔

(3) حرام کے کاروبار سے منہ موڑ لیں۔

(4) تصویر کشی صریح حرام ہے۔ تصاویر جب انبیاء علیہم السلام کی بنانا جائز نہیں تھا تو ہماری کیا حیثیت ہے اگر تصویر کی اسلام میں اجازت ہوتی تو آج ہمارے گھروں میں انبیاء علیہم السلام اور صحابہؓ کرام کی تصاویر لگانے کی جگہ باقی نہ ہوتی۔ اس لئے تصویر بیچنا، خریدنا، گھر میں لگانا، ہٹوہ میں رکھنا، اشتہار میں چھاپنا، اخبارات میں چھپوانا بالکل قطعی حرام ہے۔ خدارا اس حرام کام سے باز آئیں تاکہ اللہ تعالیٰ کی مدد و نصرت ہمارے ساتھ ہو۔

(5) اپنے گھروں سے ٹیلی ویژن، وی سی آر اور ویڈیو کیسٹوں کا جناہ نکال دیں، یہ سب چیزیں شیطان کے آلات اور بے حیائی کے کارتوس ہیں جو نور ایمانی کو ختم کر دیتے ہیں۔

(6) اسلامی لباس، اختیار کریں، انگریزی لباس اور ہندوانہ طور طریقوں پر لعنت بھیجیں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو دین پر سو فیصد عمل پیرا ہونے کی توفیق بخشے۔

والسلام

تمہارا خیر خواہ بھائی

محمد اعظم طارق

۲۱ ربیع الاول ۱۴۱۹ ابروز جمعرات قاسم بلاک اٹک جیل صبح سات بجے سیل

نمبر 14..... 16-7-1998

محترمی و مکرمی جناب راشد عزیز صاحب

چیف جسٹس ہائی کورٹ پنجاب

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

مزاج بخیر۔

جناب عالی!

گزارش ہے کہ بندہ پانچ سال تک پاکستان کی قومی اسمبلی کا رکن رہا ہے اور دو مرتبہ منتخب ہو کر قومی اسمبلی پہنچا تھا۔ اب اس وقت پنجاب اسمبلی کا رکن ہے اور یہ سیٹ جیل میں بیٹھ کر جیت گیا تھا۔ سابقہ پیپلز پارٹی کے دور حکومت میں صرف اس وجہ سے حکمرانوں کے انتقام کا نشانہ بن کر پندرہ ماہ جیل میں رہا کہ اس حکومت سے دو کروڑ روپے لے کر اعتماد کا ووٹ حکومت کے حق میں دینے کا سر عام انکار کر چکا تھا اور اسمبلی میں حکمرانوں کی کرپشن پر آواز بلند کرتا تھا۔ موجودہ حکمرانوں کے سامنے بھی کلمہ حق کہنا جرم قرار پایا تو جیل بھیج دیا گیا اور آج اس گرفتاری کو پورے پندرہ ماہ ہو چکے ہیں۔

جناب عالی!

۱۔ میرے بچے اس وقت بھی جھنگ میں صرف دو مرلہ کے کرائے کے مکان میں رہائش پذیر ہیں۔

۲۔ حکومت کسی بھی پارٹی کی ہو مجھ پر ایک ٹکے کی کرپشن کا الزام نہیں لگا سکتی

ہے۔

۳۔ میں نے اپنی ذات کو اپنے عہدہ سے ایک روپیہ کا بھی فائدہ نہیں پہنچایا۔

۴۔ سابقہ حکومت اور موجودہ حکومت نے مجھے مہینوں عقوبت خانوں میں رکھ کر تشدد کا نشانہ بنایا لیکن مجھ پر کوئی الزام تک نہ لگا سکی۔

۵۔ مسلم لیگ کی موجودہ حکومت نے مئی 1997ء کو مجھے اور میری جماعت کے مرکزی صدر شیخ حاکم علی، مرکزی جنرل سیکرٹری یوسف مجاہد، مرکزی سیکرٹری مالیات شیخ اشفاق کو ساڑھے تین ماہ تک، مرکزی ڈپٹی سیکریٹری علامہ شعیب ندیم کو پندرہ روز تک چوہنگ کے عقوبت خانہ میں رکھا پھر میرے سوا باقی سب رہا ہو گئے لیکن کوئی تخریب کاری کا الزام نہ لگایا جا سکا۔

۶۔ حکومت پنجاب نے جنوری 1998ء میں سپاہ صحابہؓ کے موجودہ قائد مولانا علی شیر حیدری اور میرے سیکرٹری راشد محمود کو دو مہینوں تک چوھنگ میں تفتیش کے مراحل سے گزارا لیکن کوئی تخریب کاری کا الزام نہیں لگا سکی۔

جناب عالیٰ!

ہم پر صرف یہ الزام ہے کہ ہم نے فرقہ وارانہ تقاریر کی ہیں۔ لیکن یہ تقاریر کیا ہیں؟ اس میں ہم نے کیا کہا ہے؟ ہماری ان تقاریر میں احتجاج ہے ان "رشدیوں" کے خلاف جنہوں نے خلفاء راشدین، ازواج مطہرات اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو معاذ اللہ کافر، منافق، مرتد، غاصب تک تحریر کیا ہے اور پاکستان میں اردو زبان میں ایسی سینکڑوں کتب شائع ہو چکی ہیں اور ہو رہی ہیں کیا اس کفر کے خلاف صدائے احتجاج بلند کرنا جرم ہے؟ کیا راجپال اور رشدی کا کردار ادا کرنے والوں کی مذمت کرنا جرم ہے؟

جناب عالیٰ!

ہم نے صرف تقاریر نہیں کیں بلکہ قومی اسمبلی میں قانون سازی کے لئے باضابطہ "ناموس صحابہؓ واہلبیت بل" پیش کیا جسے پیپلز پارٹی کے سابقہ دور میں مسلم لیگ کے دو تہائی ممبران کی بھی حمایت حاصل تھی۔ جس بل کو ڈرافٹ کرانے میں موجودہ وفاقی وزیر مذہبی امور راجہ ظفر الحق کا خصوصی کردار تھا۔ اس وقت جبکہ میں تین سال کے قریب جیل کاٹ چکا ہوں مجھ پر کوئی قتل، تخریب کاری، یا دہشت گردی کا الزام نہیں ہے۔ ایک طرف ہمیں محض تقاریر کے جرم میں جو کہ رد عمل ہیں ان کتب کا جن کتب کے فوٹو اسٹیٹ پر مبنی ایک کتاب آج سے دو سال قبل "تاریخی دستاویز" کے نام سے جناب کو بھی بھیجی گئی تھی۔ لیکن کس قدر ظلم ہے کہ لاہور کے ماڈل ٹاؤن کا شخص غلام حسین نجفی تین درجن کتب خلفاء راشدینؓ اور ازواج مطہراتؓ کی گستاخی پر مبنی تحریر کر کے بھی جیل سے آزاد ہو چکا ہے اور ہم اس پر احتجاج کرنیوالے جیلوں میں بند ہیں۔

دوسری طرف ہمارے بیسیوں مقدمات قتل میں نامزد ملزم تحریک جعفریہ کے مرکزی وصوبائی حتیٰ کہ ضلعی سطح کے لیڈر حکومت کی گود میں مزے کر رہے ہیں انہیں گرفتار کرنے والا کوئی نہیں ہے اور وہ ایرانی حکومت کی کھلی حمایت کے باعث قانونی گرفت سے بالاتر ہو چکے ہیں۔

جناب عالیٰ!

اس ملک میں محبِ وطن افراد کے لئے کوئی تحفظ نہیں ہے جبکہ بیرونی ممالک کے آلہ کار افراد کے لئے حکمران طبقہ کی تمام تر حمایت موجود ہے آج اگر ایران کی طرح کوئی ملک سپاہ صحابہؓ کی پشت پناہی کرتا ہوتا تو تحریک

جعفریہ کے لیڈروں کی طرح ہم بھی باہر ہوتے- کیونکہ ایرانی حکومت کے دباؤ کے باعث تحریک جعفریہ کی لیڈر شپ قانون پاکستان کی گرفت سے باہر ہو چکی ہے-

عدالتوں کا رویہ!

ان حالات کے بعد ہمیں اللہ کی ذات کے بعد صرف اعلیٰ عدالتوں سے انصاف کی توقع تھی مگر مجھے افسوس سے کہنا پڑ رہا ہے کہ اعلیٰ عدالتوں سے بھی ہم کو انصاف نہیں مل رہا ہے- بلکہ قصداً ہمارے ساتھ تاخیری حربے استعمال کر کے ہمیں ناکردہ جرم کی سزا دی جا رہی ہے حکمرانوں کی ناانصافیوں کا ازالہ عدالتیں نہیں کریں گی تو پھر ظلم بڑھے گا اور ظلم حد سے بڑھتا ہے تو قومیں تباہی کا شکار ہو جاتی ہیں- میں رکن اسمبلی ہوں، کرپٹ بھی نہیں ہوں- تخریب کاری کے الزام سے بھی ابھی تک پاک ہوں تو پھر میری ملاقاتیں آٹھ ماہ سے بند کیوں ہیں؟ میرے لئے پروڈکشن آرڈر کیوں نہیں ہیں؟ میں قید تنہائی کا شکار کیوں ہوں؟ میرے مقدمات کی سماعت کیوں نہیں ہو رہی ہے؟ مجھے بغیر کسی عدالت میں پیش کئے کس قانون کے تحت جیل میں رکھا ہوا ہے؟ یہ وہ سوالات ہیں جن کا جواب حکمرانوں سے میں نہیں مانگتا- کیونکہ وہ تو انتقام پر قائم ہیں- ہاں آپ سے ضرور بیان کرتا ہوں کیونکہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے ایسا منصب عطا کیا ہے کہ اس کا نوٹس لے سکتے ہیں-

جناب عالیٰ!

یہ خط میں اس لئے آپ کی خدمت میں بھیج رہا ہوں کہ تاریخ کا ایک حصہ بن جائے- جب آپ اس منصب پر نہیں ہوں گے میں شاید اس دنیا میں

بھی نہیں ہوں گا تب بھی یہ تحریر باقی ہو گی اور اسے پڑھنے والے آپ کے اعلیٰ کردار کا ضرور مطالعہ کریں گے کہ آپ کا اس پر کیا ردعمل سامنے آیا تھا۔

والسلام

آپ کا مخلص

محمد اعظم طارق

۵-۸-۹۸

مسٹر خامنائی کے نام شکریہ کا خط
جناب امام المنافقین عدو الاسلام والمسلمین

مسٹر خامنائی صاحب!

امید کرتا ہوں کہ جناب کا مزاج آج کل کافی گڑبڑ ہوگا۔

جناب والا! یہ خط لکھنے کا مقصد آپ کے ان احسانات عظیمہ کا شکریہ ادا کرنا ہے جن کے باعث امت مسلمہ کو آج آپ کا نہایت ہی مکروہ اور بھیانک چہرہ پہچاننے میں بڑی آسانی ہو رہی ہے اور اب اس کی جہالت و لاعلمی تیزی سے ختم ہو رہی ہے۔

جناب والا! جب سے آپ مسٹر خمینی علیہ ماعلیہ کی قیادت میں ایران پر مسلط ہوئے ہیں۔ ہم نے تو اسی وقت سے مسلمانوں کو آپ کے عزائم و افکار سے آگاہ کرنا شروع کر دیا تھا اور ہماری خواہش تھی کہ عالم اسلام آپ کے عظیم الشان خونی اور ظلمی انقلاب سے روشناس ہو جائے اور آپ کے مخصوص "شیعی انقلاب" کو پہچان جائے۔ لیکن جناب والا! آپ کے ڈالروں سے پلنے والے دوست نما دشمنوں نے دنیا کو آپ کا حقیقی تعارف کرانے میں نہ صرف کمزوری دکھائی بلکہ وہ بالکل آپ کی الٹ تصویر کی نمائش کر کے انسانیت کو دھوکہ دیتے رہے جبکہ ہمارے جیسے آپ کے بہی خواہوں نے خون رگ جان دے کر زندانوں اور ہتھکڑیوں کا راستہ اختیار کر کے بھی آپ کا صحیح صحیح نقشہ دنیا کے

سامنے پیش کیا۔

جناب والا! آپ کے بعض مشیروں نے اتنی بڑی حکومت و اقتدار کے مل جانے کے بعد بھی آپ کو "تقیہ کی قباء مقدس" اوڑھے رکھنے کا مشورہ دے کر خود آپ سے اور آپ کے پیروکاروں سے بڑی زیادتی کی ہے ورنہ جو کام آج آپ کے ناپاک ہاتھوں سے سر انجام پا رہا ہے یہ کبھی کا مکمل ہو گیا ہوتا۔ اور مسلمانوں کے سرخ خون سے آپ کے دربار عالی کو بار بار غسل دے کر رشک شیاطین بنا دیا گیا ہوتا اور کلمہ پڑھنے والوں کی کھوپڑیوں سے آپ کے اقتدار کے محلات کے میناروں کو کبھی کا بلند کر دیا گیا ہوتا۔ خیر اتنی دیر بھی نہیں ہوئی۔ اب تک عراق و فلسطین کے عوام اور پاکستان کے علماء و خطباء آئمہ و طلبہ کا کافی حد تک مقدس لہو آپ کی عباد قبا کو رنگین کر چکا ہے۔

جناب والا! آپ کے مشن کی تکمیل میں سب سے بڑی رکاوٹ وہ لوگ بن رہے ہیں جو خواہ مخواہ آپ کو گھسیٹ کر اتحاد بین المسلمین کے نعروں کی دلدل میں پھنسا رہے ہیں اور آپ کو مسلمانوں کو ہیرو بنانے کی ناکام کوششوں میں مصروف ہیں۔ بھلا ان عقل کے اندھوں سے کوئی پوچھے کہ اگر آپ کا اور مسٹر خمینی کا نظریہ یہی ہوتا تو پھر حرمین شریفین میں حجاج کرام کے سفید احرام ایرانی سورماؤں کے ہاتھوں تار تار کیوں ہوتے؟ اور حرمت والی زمین کو مسلمان کے خون سے کیوں رنگین کیا جاتا؟

اگر آپ کے اور مسٹر خمینی کے پتھر جیسے سخت اور خوبصورت سیاہ دل میں ذرہ برابر کلمہ گو مسلمانوں کے لئے "رحم" جیسے بے معنی لفظ کا کوئی مادہ ہوتا تو پھر خود ایران ہی میں تختہ دار پر ہزاروں جیتے جاگتے انسانوں کو کیوں لٹکایا جاتا؟ مجھے اس بات پر سخت افسوس ہے کہ آپ کے عظیم کارناموں سے ابھی

تک پاکستان کے بڑے بڑے سیاستدان' علماء' دانشور' وکلاء اور طلبہ نا آشنا ہیں۔ گو کہ ہم جیسے آپ کے بہی خواہوں نے آپ کی تصنیفات آپ کے مرتب کردہ ایران کے آئین' اصحابؓ رسول ﷺ وازواج مطہراتؓ کے بارے میں آپ کی ناپاک "بکواسات" پر مبنی کتب اور آپ کے مسلمانوں کے رہنماؤں لیڈروں اور علماء کو قتل کرانے جیسے عظیم کارناموں کو کافی حد تک کامیاب طریقہ سے تحریر و تقریر کے ذریعہ لوگوں کے سامنے بے لوث انداز میں پیش کیا تھا اور کر رہے ہیں لیکن کسی جگہ کوئی ایسی خامی تھی کہ جس کے باعث ہماری جدوجہد پوری طرح کامیابی سے ہمکنار نہیں ہو رہی تھی۔ لیکن جناب والا کی دوررس نگاہوں نے اس غلطی کا پتہ لگالیا اور اس کی اصلاح شروع کر دی ہے تو اب معاملہ کافی آسان ہو گیا۔

جناب والا! میں آپ کا دل سے شکر گزار ہوں کہ آپ نے افغانستان میں خلفائے راشدینؓ کی طرز پر حقیقی اسلامی انقلاب برپا کرنے والے قرآن و سنت کے علمبردار طالبان کے خلاف کھل کر روس' امریکہ' اسرائیل اور بھارت کے ساتھ "پنجتن ناپاک" کا متحدہ پلیٹ فارم تشکیل دے دیا ہے اور خود پہل کرتے ہوئے مشہد و تہران سے جدید اسلحہ کمیونسٹ گروہ کو پہنچانا شروع کر دیا ہے۔ آپ کے اس اقدام سے عالم اسلام کو اب پتہ چلنے لگا ہے کہ آپ کس قدر مسلمانوں کے "بد خواہ" ہیں اور لبا ایران کے ریالوں اور تومانوں سے پیٹ بھرنے والے "مولویوں" اور "سیاستدانوں" کی بھی آنکھوں سے پردے ہٹنے لگے ہیں۔

جناب والا! میری آپ سے استدعا ہے کہ آپ افغانستان کے کمیونسٹوں اور اسلام دشمنوں کو دن میں ہزار ہزار جہاز بھر کر اسلحہ بھیجیں اور

ساتھ ساتھ "ہومتعہ" پر مشتمل وہ سورماؤں کا لشکر بھی بھیجیں جو ایران کی گلی کوچوں میں نہتے لوگوں پر بہادری کے جوہر آزمارہا ہے۔

ویسے مجھے یقین ہے کہ خالق ارض و سماء ایرانی اسلحہ اور لشکر کو "طالبان" کے قبضے میں اس طرح دے دے گا جس طرح جنگ بدر میں آپ کے آباؤاجداد کو مدینہ والوں کے قبضے میں دے دیا تھا۔ لیکن جناب والا آپ اس بات کی ہرگز فکر نہ کریں۔ کیونکہ اسی طرح تو آپ اپنی پرانی روایت کو زندہ رکھ سکیں گے۔

آپ کا خیر خواہ
محمد اعظم طارق
اٹک جیل
۸-۸-۹۸

ایران نے عالم اسلام کو کیا دیا؟

۱- خمینی کے خونی انقلاب کے نتیجے میں ہزاروں بے گناہ علماء اسلام اور مسلمان فوجی جرنیلوں کی نعشوں کے تحائف۔

۲- اسلام کے نام پر خالص کفر وزندقہ پر مبنی نظریات کا فروغ۔

۳- عراق کے بے گناہ مسلمانوں پر اسرائیلی اسلحہ کا استعمال۔

۴- حرمین شریفین پر قبضہ کی ناکام کوششیں اور حجاج کرام کے خون ناحق سے سرزمین حرم کو لالہ زار بنانے کی ناپاک جسارت

۵- فلسطین کے مسلمانوں پر صابرہ وشتیلہ کے کیمپوں میں انسانیت سوز مظالم ڈھا کر محبوس وفاقہ کش مسلمانوں کو کتے اور بلیوں اور مردار انسانی اجسام کو کھانے پر مجبور کرنا۔

۶- پاکستان میں علماء حق کو قتل کرا کر تخریب کاروں کا تحفظ کرنا اور مخالفین کو جیلوں میں بھجوانے کے لئے سفارتی دباؤ بڑھانا۔

۷- آزربائیجان کے مسلمانوں کے مقابل آرمینیا کے عیسائیوں کو اسلحہ فراہم کرنا۔

۸- تاجکستان کے اندرونی معاملات میں مداخلت کرنے پر حکومت تاجکستان کی طرف سے ایران سے سفارتی تعلقات ختم کرنے کا اعلان کیا جانا۔

۹- متحدہ عرب امارات کے جزیرہ ابو موسیٰ پر دھونس دھاندلی سے قبضہ

جمانا-

۱۰- بحرین کی مسلم حکومت کے خلاف سازشیوں کی سرپرستی سے شیعہ حکومت کا راستہ ہموار کرنا-

۱۱- روس' امریکہ' بھارت اور اسرائیل جیسے ملکوں سے "پنجتنی اتحاد" قائم کر کے طالبان کی اسلامی حکومت کے خلاف سازشیں کرنا اور ۱۹۹۷ء میں مزار شریف میں دھوکہ سے دس ہزار طالبان کو بلوا کر "دشت لیلیٰ" میں نہتا کر کے شہید کرنا-

۱۲- بھارت سے دوستی کر کے کشمیر کی جدوجہد آزادی کو ناکام بنانے کی کوشش کرنا-

بارہ امامیوں کے یہ وہ بارہ کارنامے ہیں جن کا سرسری سا جائزہ لینے والا ہر شخص بخوبی جان سکتا ہے کہ ایران کس راہ پر چل رہا ہے- جو لوگ اب بھی ایران کے بھیانک چہرے اور خوفناک عزائم سے بے خبر ہیں- اور ایران کو اتحاد بین المسلمین کا علمبردار قرار دینے پر مصر ہیں- ان کی عقلوں پر ایرانی ریالوں اور متعہ کے پڑے ہوئے پردوں کو ہٹانا کسی انسان کے بس کی بات نہیں ہے- اب یہ پردے' جہاد کی برکت سے ہی تار تار ہوں گے-

اللہ تعالیٰ امت مسلمہ کو جذبہ جہاد سے سرشار فرمائے- آمین

محمد اعظم طارق

۱۵-۸-۹۸

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اب اسلام کے غلبہ کا خواب شرمندہ تعبیر ہونے کو ہے

ختم نبوت کانفرنس کے شرکاء کے نام

قابل صد تکریم حضرات علماء کرام و مشائخ عظام و معزز سامعین!

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ!

مجھے اس بات پر بے حد مسرت ہے کہ سخت ترین پابندیوں اور کال کوٹھڑی میں قید تنہائی کا شکار ہونے کے باوجود آپ حضرات سے مخاطب ہونے کا شرف حاصل کر رہا ہوں۔ اور اس عظیم الشان کانفرنس کی برکات و ثمرات سے مستفیض ہو رہا ہوں۔ میں سب سے پہلے خراج تحسین پیش کرتا ہوں ان ہزاروں شہداء کرام اور اسیران ختم نبوۃ کو ان قائدین و کارکنان کو جنہوں نے قادیانیت کے فتنہ کا تعاقب کرتے ہوئے عقیدہ ختم نبوۃ کی پاسداری کا حق ادا کر کے اپنی جانوں کے نذرانے پیش کئے اور جیلوں کو آباد کیا۔ جن کی عظیم قربانیوں کے سبب آج ہی کے دن چوبیس سال قبل ۱۹۷۴ء میں بالآخر وقت کے حکمرانوں نے قومی اسمبلی سے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے تاریخی فیصلہ کا اعلان کیا۔

محترم سامعین! سات ستمبر ۱۹۷۴ء کا تاریخی فیصلہ کوئی حادثاتی فیصلہ

نہیں تھا- اور نہ ہی حکمرانوں کا کوئی سیاسی حربہ تھا بلکہ اس فیصلے کے پس پشت نوے سال پر مبنی قربانیوں کی ایک لازوال تاریخ تھی اور مسلسل جدوجہد کے صبر آزما مراحل کا ایک سلسلہ تھا- کبھی اس تحریک کے روح رواں محدث کبیر سید انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ اپنی پیرانہ سالی اور بیماری کی حالت میں دیوبند سے بہاولپور تشریف لا کر انگریز کی عدالت میں قادیانیوں کے کفر پر دلائل دیتے ہیں تو کبھی تحریک ختم نبوۃ کے سالار امیر شریعت لاکھوں کے اجتماعات میں عشاق رسول کے دلوں کو گرماتے ہوئے

"لانبی بعد محمد - لا رسول بعد محمد- لاامت بعد امت محمد" کے مستانہ وار نعرے لگاتے ہوئے خود تڑپتے اور مسلمانوں کو تڑپاتے نظر آتے ہیں- اور کبھی کبھی یہ مرد خدا کال کوٹھڑیوں میں چکی پیستے ہوئے قرآن کی تلاوت کرتے ہوئے دکھائی دیتا ہے-

محترم سامعین! میں آج جس کال کوٹھڑی کا مہمان ہوں- اٹک جیل کی اس کوٹھڑی کے در و دیوار کبھی امیر شریعت کی وجد آفرین تلاوت سے محظوظ ہوتے تھے اور یہ بات مشہور ہے کہ ایک مرتبہ امیر شریعت نے اس کوٹھڑی میں (جس میں نہ استنجاء کی جگہ ہے' نہ پانی کا انتظام اب تک ہے) صبح صادق کے وقت دروازے کی آہنی سلاخوں کو پکڑ کر کہا تھا-

زندگی کی اداس راتوں میں اک دیا سا ٹمٹماتا ہے
ہوا اسے بھی گل کر دے ڈھل چکی ہے رات اب کون آتا ہے

اور ایک مرتبہ یہ بھی فرمایا تھا-

جو چمن سے گزرے تو اسے صبا تو کہنا بلبل زار سے
خزاں کے دن بھی قریب ہیں نہ لگانا دل کو بہار سے

بہر حال تحریک ختم نبوت میں پھر ایسے مرحلے بھی آئے کہ جب لاہور کی سڑکوں پر ختم نبوت کے پروانے گولیوں کا نشانہ بن کر تڑپتے ہوئے پکار رہے تھے۔ ختم نبوت زندہ باد، ختم نبوت زندہ باد اور وہ وقت بھی اس شہر ربوہ کے ریلوے اسٹیشن کی در و دیواروں نے دیکھا جب ملتان کالج کے مسلمان اسٹوڈنٹس اپنے پیارے آقاء نامدار کی ختم نبوت کے نعرے لگاتے ہوئے قادیانیوں کے ظلم و تشدد کا شکار ہو کر جذبہ بلالی کی مثال پیش کر رہے تھے۔

غرض یہ کہ نوے سال کی مسلسل قربانیوں، شہادتوں، قید و بند کی صعوبتوں کے بعد آخر اس محنت کا ثمر اس صورت میں ملا کہ پاکستان کے قانون میں قادیانیت و مرزائیت کو غیر مسلم اقلیت تسلیم کر لیا گیا۔ جب قومی اسمبلی کے اس تاریخی فیصلہ کا اعلان ہو رہا تھا عالم اسلام میں خوشی کی لہر دوڑ رہی تھی۔ اور قادیانیت کے ایوانوں میں صف ماتم بر پا تھی۔

پیارے سامعین! میں آج اس تاریخ ساز دن پر اس عظیم کانفرنس میں اپنے پیغام میں تحریک تحفظ ختم نبوت کے قائدین و کارکنان کو سلام عقیدت پیش کرتے ہوئے آپ حضرات سے اس بات کا عہد لینا چاہتا ہوں کہ اب ہم سب مسلمانوں کو ایک قدم اور آگے بڑھ کر اپنے آقا و مولا حضرت محمد ﷺ کے جانثار صحابہؓ اور ازواج مطہراتؓ کے تقدس و ناموس کے تحفظ کے لئے اٹھ کھڑے ہونا چاہئے اور اس وقت تک اپنا سفر جاری رکھنا چاہئے جب تک قادیانیوں کی طرح دشمنان صحابہؓ بھی اپنے انجام تک نہیں پہنچ جاتے۔

آپ حضرات کو معلوم ہوگا کہ اس عظیم مقصد کے لئے عرصہ تیرہ سال سے سپاہ صحابہؓ کی شکل میں ایک عالم گیر تحریک اپنا کام شروع کر چکی ہے

اور اس مختصر سے عرصہ میں اس تحریک نے اتنی بڑی بڑی قربانیاں پیش کر دی ہیں کہ جس کا اپنے تو اپنے بے گانے بھی اعتراف کرتے ہیں اس راہ میں امیر عزیمت مولانا حق نواز جھنگوی، مورخ اسلام مولانا ضیاء الرحمٰن فاروقی، مولانا ایثار القاسمی جیسے عظیم لوگ جانوں کا نذرانہ پیش کر چکے ہیں۔ سینکڑوں علماء کرام اور ہزاروں نمازی، حفاظ، طلباء اور کارکن شہادت کا جام نوش کر چکے ہیں اور اس طرح اس وقت ایک ہزار کے لگ بھگ جانثاران اصحاب رسولؐ جیلوں، ٹارچر سیلوں اور کال کوٹھڑیوں میں تشدد و بربریت کا نشانہ بن کر بھی عظمت صحابہؓ کے نعرے بلند کرنے میں مصروف ہیں۔

آج آٹھ ماہ کا عرصہ بیت چکا ہے کہ ان اسیروں کی ملاقاتیں بند ہیں۔ بہن بھائی والدین بیوی بچوں کی شکل دیکھنے کو آنکھیں ترس گئی ہیں اور جیلوں میں الگ الگ کال کوٹھڑیوں میں ۲۴-۲۴ گھنٹے بند رکھ کر ان اسیروں کو نماز باجماعت جمعہ کی ادائیگی سے محروم کر دیا گیا ہے۔ انہیں آپس میں بھی ایک دوسرے کی شکل دیکھنے کی اجازت نہیں ہے۔

ان اسیروں کو پاؤں میں بیڑیاں ہاتھوں میں ہتھکڑیاں لگا کر گھنٹوں گھنٹوں کھڑا رکھنا اور بدترین ظلم کا نشانہ بنانا حکمرانوں کا آئے دن کا مشغلہ بن چکا ہے۔ بند اجیلوں میں ہم لوگ جس ظلم و ستم کا شکار ہو کر وقت گزار رہے ہیں۔ اس کا تصور بھی باہر کی دنیا میں نہیں ہو سکتا۔ خود میں اپنے ساتھ حکمرانوں کی زیادتیوں کو اگر بیان کر دوں تو آپ لوگوں کے جگر پھٹ جائیں گے۔ لیکن ان تمام مظالم کے باوجود ہمارے حوصلے بلند ہیں اور ہمارے عزائم جوان ہیں۔ ہم قید تنہائی میں بھی رات کے لمحات میں جب حکمران سخت گرمی میں بجلی بند

کر دیتے ہیں تو اصحاب رسولؐ کے ناموس و تقدس کے نعرے بلند کرتے ہیں۔

محترم سامعین! اپنے اکابر و اسلاف کی قربانیوں و اعلیٰ کردار کی بدولت آج الحمد للہ ہمارے جذبات بھی یہ ہیں کہ ہم ناموس صحابہؓ و تقدس امہات المومنینؓ کے لئے اپنی جانیں قربان کر دیں گے۔ تختہ دار چوم لیں گے۔ سموں گولیوں کا نشانہ بننا قبول کر لیں گے مگر دشمنان صحابہؓ سے مفاہمت نہیں کریں گے۔ طالبان کی فتوحات، شیخ حرم شیخ حذیفی کا مسجد نبوی میں خطبہ، اسامہ بن لادن کی للکار ہمارے حوصلوں میں اک نیا ولولہ اور تازگی پیدا کر رہی ہے۔ انشاء اللہ العزیز طالبان کا لشکر کفار و منافقین، امریکہ، روس اور ایران کے ایوانوں میں زلزلہ پیدا کر کے رہے گا اور اب اسلام کے غلبہ کا خواب شرمندہ تعبیر ہونے کو ہے۔

اس طرح پاکستان کے حکمرانوں نے بھی قومی اسمبلی میں شریعت بل پیش کر دیا ہے۔ ہم اس کا خیر مقدم کرتے ہیں اور مطالبہ کرتے ہیں کہ حکمران تمام دینی جماعتوں اور مذہبی جماعتوں کی آراء کے مطابق اس بل میں موجود کمزوریوں کو دور کریں اور اس بل کو ہر حال میں منظور کرائیں ورنہ اگر حکمرانوں نے اس بل کو سرد خانہ میں ڈالنے کی کوشش کی تو پھر حکمرانوں سے ہماری کھلی جنگ ہو گی۔ اس طرح ہمارا مطالبہ ہے کہ حکمران وفاقی شرعی عدالت کے سودی نظام کے خلاف فیصلہ کو بحال کرانے کے لئے اس فیصلے کے خلاف سپریم کورٹ میں پیش کردہ اپیل واپس لے۔

آخر میں میری آپ تمام شرکاء کانفرنس اور علماء کرام و مشائخ عظام سے درخواست ہے کہ ہماری استقامت و استقلال کی خاطر خصوصی دعائیں

کریں۔ اللہ تعالیٰ سپاہ صحابہ کی اس تحریک کو کامیابی عطا فرمائے۔

والسلام
آپ کا بھائی
محمد اعظم طارق
اٹک جیل
۵-۹-۹۸

انٹرنیشنل اسلامک ختم نبوت کے زیر اہتمام
ربوہ میں منعقدہ "ختم نبوت کانفرنس" کے موقع پر یہ پیغام روانہ کیا گیا۔

میں کس کے ساتھ اپنے دکھ کا اظہار کروں اور کسے اپنا غم سناؤں

علامہ شعیب ندیم وقاری حبیب الرحمٰن صدیقی کی
شہادت کی خبر پر تاثرات وکارکنوں کے نام پیغام

برادرم حافظ حبیب الرحمٰن انجم صاحب ومحمد ساجد صاحب

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

ابھی رات ساڑھے دس بجے BBC کی خبریں سنیں تو مولانا شعیب ندیم، مولانا حبیب الرحمٰن اور ان کے دو ساتھیوں کی شہادت کی خبر نے دل دھلا کر رکھ دیا ہے۔ اوسان خطا ہو رہے ہیں۔ سخت اضطراب و صدمہ کی کیفیت ہے۔ میرا دل خون کے آنسو رو رہا ہے۔ یہ خبر میرے لئے کس قدر دکھ اور پریشانی کا باعث ہے۔ میرے پاس اسے بیان کرنے کے الفاظ نہیں ہیں۔ بس میری زبان سے ایک ہی بات نکل رہی ہے "انا للہ و انا الیہ راجعون"

میں کس کے ساتھ اپنے دکھ کا اظہار کروں اور کسے اپنا غم سناؤں۔

اے کاش میں یہ اندوہناک خبر اس حالت میں نہ سنتا۔ اگر ممکن ہو تو جنازہ پر کارکنوں کو میرا یہ پیغام سنا دینا۔

میرے عزیز ساتھیو! اس وقت تم جن عظیم شہیدوں کے چہروں کا دیدار کر رہے ہو- مجھے دکھ ہوا ہے کہ میں ان جنتی دلہوں کی برات میں شریک نہیں ہو سکتا ہوں- وقت کے ظالم حکمرانوں نے دہشت گردوں' تخریب کاروں کو کھلا چھوڑ رکھا ہے اور اس ملک کے خیر خواہوں' اسلام کے نام لیواؤں کو کہیں گولیوں سے چھلنی کیا جا رہا ہے' اور کہیں جیلوں میں بند کر دیا گیا ہے- میں آج ان شہیدوں کے خون کو گواہ بنا کر اعلان کرتا ہوں اور حکمرانوں و دشمنوں کو بتا دینا چاہتا ہوں کہ گولیوں کی بارش' بموں کے دھماکے' جھوٹے مقدمات' ریاستی جبر و تشدد اور قید و بند کی صعوبتیں ہمیں اسلام' ختم نبوتؐ اور ازواج مطہراتؓ و صحابہ کرامؓ کے دشمنوں کی سازشوں کا پردہ چاک کرنے اور منافقوں کے چہروں سے نقاب اتارنے سے نہیں روک سکتی ہیں-

ہم اس راہ میں علامہ حق نواز شہیدؒ سے لے کر علامہ فاروقی شہیدؒ تک قربانیوں کی ایک داستان تحریر کر چکے ہیں اور اب اس راستہ میں میرے نوجوان بھائی اور میرے دست راست علامہ شعیب ندیم اور مولانا حبیب الرحمٰن صدیقی اور ان کے ساتھی شہادت کا جام نوش کر چکے ہیں- سپاہ صحابہؓ کا ایک ایک بچہ اس راستہ میں اپنے خون کا آخری قطرہ تک بہا دے گا لیکن اس مشن اور موقف سے دست بردار نہیں ہوگا- شہادت ہمارا ورثہ ہے اور موت شہادت ہماری آرزو ہے- دشمن اور حکمران کان کھول کر سن لیں کہ ہم موت سے ڈرنے والے نہیں- اور ہم اپنے شہیدوں کے لہو کا بدلہ اپنے مشن کی تکمیل اور اپنے نعرے کو گلی گلی میں بلند کر کے لیں گے- ہم اس وقت تک چین سے نہیں بیٹھیں گے جب تک صحابہؓ کے دشمنوں' علماء کے قاتلوں' عصمت قرآن کے منکروں کو پوری دنیا میں کافر قرار دلوا نہیں لیتے-

میں حکمرانوں کو وارننگ دیتا ہوں کہ وہ اس سانحہ کے حقیقی مجرم ایران کے سفیر اور ساجد نقوی کو فوری گرفتار کر کے قانون کے تقاضے پورے کرے ورنہ ہم جس طرح تحریک جعفریہ اور اس کے سرپرست ایران کو اپنا قاتل سمجھتے ہیں' اسی طرح حکمرانوں کو بھی برابر کا اس قتل میں شریک سمجھیں گے- یہ کیسا انصاف ہے کہ ایک طرف ہمیں سولہ ایم پی او کے مقدمات میں سالہا سال سے جیلوں میں رکھا جارہا ہے- دوسری طرف ہمارے نامزد قاتل حکمرانوں کی گود میں بیٹھے ہوئے ہیں- اب یکطرفہ ٹریفک نہیں چلے گی- اگر ہمیں انصاف نہ ملا تو پھر ہم خود انصاف حاصل کرنے پر مجبور ہو جائیں گے- میں کارکنوں کو صبر و تحمل سے کام لینے کی تلقین کرتا ہوں اور انہیں ہدایت دیتا ہوں کہ وہ حکمرانوں کے اقدام کا انتظار کریں ورنہ پھر اگلے اقدام کے لئے تیار رہیں-

والسلام
آپ کا بھائی
محمد اعظم طارق

اٹک جیل- ۱۴-۹-۱۹۹۸ بوقت ساڑھے گیارہ بجے شب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شہید کی جو موت ہے وہ قوم کی حیات ہے

یہ بات ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ جتنا بڑا کوئی کام ہوتا ہے' اسے کرنے کے لئے اتنی بڑی محنت اور قربانی کی ضرورت ہوتی ہے۔ایک پہلوان اگر بچہ سے کشتی لڑے تو اس کا معمولی سا اشارہ کافی ہوگا لیکن اگر اسی پہلوان کو کسی طاقتور انسان کو پچھاڑنے کے لئے کہا جائے تو وہ سخت جدوجہد اور محنت کے بعد اس میں کامیاب ہوگا۔

بعین ہی اگر جہاد کے میدان میں دشمن کے چھوٹے سے گروہ سے آمنا سامنا ہو تو اتنی مشکل پیش نہیں آئے گی جتنی ایک طاقتور بڑے لشکر سے مقابلہ کرتے ہوئے ہوگی۔

سپاہ صحابہؓ اس وقت جس دشمن اسلام سے نبرد آزما ہے وہ دشمن کوئی معمولی نہیں ہے۔بلکہ یہ وہ دشمن ہے جو چودہ سو سال سے اسلامی شعار کو مسخ کرنے' اسلامی تعلیمات کو تبدیل کرنے' عمارت اسلام کو تخریب کا نشانہ بنانے اور مشاہیر اسلام کو چن چن کر شہید کرنے میں مصروف رہا ہے۔ حضرت عمر فاروق' حضرت عثمان غنی' حضرت علی المرتضٰی حضرت حسن' حضرت حسین رضی اللہ عنھم اجمعین جیسے جلیل القدر حضرات اس منافق گروہ کے ہاتھوں شہادت کا جام نوش کر چکے ہیں۔

تاریخ اس بات پر گواہ ہے کہ جسد اسلام پر جس قدر زخم رافضیت کے ہاتھوں لگے۔ ایسے کاری زخم تو یہود و ہندو' عیسائی و مجوس اور مشرک و دھریہ لوگ بھی نہیں لگا سکے ہیں۔ اس گروہ کی اپنے ناپاک عزائم میں کامیابی کی وجہ یہ تھی کہ اس نے تقیہ کی چادر اوڑھ کر اسلام کا نعرہ لگا کر خود کو مسلمانوں کی صفوں میں شریک کر رکھا تھا۔ اور جب بھی اسے موقع ملتا تو یہ اپنی خباثت کا مظاہرہ کرنے سے نہ چوکتا۔ اس گروہ کی حقیقت سے ہر ہر دور میں کچھ لوگ آگاہ ہو کر مسلمانوں کو اس سے بچنے کی تلقین کرتے رہے۔ لیکن قبل اس کے کہ عام مسلمانوں میں شعور و آگہی پیدا ہو اور اجتماعی طور پر مسلمان اس گروہ کی سیاہ کاریوں' ناپاک سازشوں اور مکاریوں کا قلع قمع کرتے' اس گروہ نے بروقت مسلمانوں کا رخ اس خوبصورتی کے ساتھ دوسری جانب پھیر دیا کہ پھر انہیں نہ صرف اس کی خبر لینے کا خیال نہ آیا بلکہ وہ پھر اسے گلے لگانے پر مجبور ہو گئے۔

جس طرح چودہ سو سال میں پہلی مرتبہ ایسا ہوا کہ اس گروہ کے لیڈر خمینی نے خالصتاً شیعہ انقلاب برپا کر کے ایران کی حکومت کو قبضہ میں لے کر اسلام کے نام پر دنیا بھر میں سرکاری وسائل استعمال کرنا شروع کر دیئے۔ بالکل اسی طرح چودہ سو سال میں یہ انداز بھی پہلی مرتبہ اپنایا گیا کہ عالمی سطح پر ایک جماعت کھل کر اس طبقہ کے مکروہ عزائم اور سیاہ چہرے سے پردے ہٹانے اور اس کے کفر کو ننگا کرنے کے لئے میدان میں آگئی۔ یہ جماعت یعنی سپاہ صحابہؓ کس حد تک اپنے مشن میں کامیاب رہی ہے۔ اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ ایک طرف سپاہ صحابہؓ کے موقف کی تائید مسجد نبویؐ کے محراب و منبر سے ہونے لگی ہے تو دوسری طرف افغانستان میں اسی نظریہ کے تحت کبھی مزار شریف فتح کیا جا رہا ہے تو کہیں فاریاب سے رافضیت کا جنازہ نکالا جا رہا

ہے- کہیں درہ کیان سے اسماعیلی شیعہ کی صدیوں پرانی خود مختار ریاست کا محل پیوند خاک ہوتا ہے تو کہیں بامیان کی سرزمین سے ماتم کرتے ہوئے شیعت بھاگ رہی ہوتی ہے- کہیں اسلام اسلام اور اتحاد بین المسلمین کے نعرے لگانے والا ایران روس سے "طالبان" کے خلاف مدد مانگتا ہے تو کہیں سلمان رشدی کے بارے میں اپنے نام نہاد فتوے واپس لے کر امریکہ اور برطانیہ کو خوش کرنے کی کوشش کرتا ہے- کہیں طالبان کے مقابل شمالی اتحاد کو اسلحہ کے ہزاروں ٹرک بھیجتا ہے تو کہیں افغانستان کی سرحد پر اپنی اڑھائی لاکھ فوج کو جنگی مشقوں کے لئے کھڑا کر دیتا ہے-

ایران کی یہ بوکھلاہٹ وبدحواسی آخر کس وجہ سے ہے ؟ ایران المدد یا امریکہ المدد یا روس المدد یا بھارت المدد یا اسرائیل کے نعرے کیونکر بلند کر رہا ہے ؟ ایران کے سرکاری ذرائع ابلاغ چیخ چیخ کر "طالبان" کے خلاف طوفان بدتمیزی کیوں برپا کئے ہوئے ہیں- اس کی صرف ایک وجہ ہے کہ وہ طالبان کو سپاہ صحابہؓ کا دوسرا روپ یقین کرتے ہیں اور ادھر کابل میں امیر المومنین ملا عمر مجاہد نے تین ہزار علماء کرام کے اجلاس میں جو فیصلہ کیا ہے کہ شیعہ کو افغانستان میں کھلے عام رسوم ورواجات' ماتمی مجلسوں اور جلوسوں کی اجازت نہیں ہوگی- اس سے کس کے موقف کی تائید ہو رہی ہے-

تو میری اس تحریر کا مقصد صرف اور صرف یہ ہے کہ الحمد للہ ثم الحمد للہ سپاہ صحابہؓ کی فکر و نظریہ کو پوری دنیا میں پذیرائی نصیب ہو رہی ہے اور جھنگوی و فاروقی' قاسمی و شعیب ندیم کے خوابوں کو اب تعبیر ملنے والی ہے-

یہ عظیم کامیابی اور عالم اسلام میں رافضیت کے بارے میں پیدا ہونے والی بیداری دراصل ان قربانیوں کا صلہ ہے جو شہادت کی صورت میں

سپاہ صحابہؓ کے قائدین اور کارکنوں نے دی ہیں- طالبان کی عظیم الشان فتوحات اور خالص اسلامی ریاست کا قیام صلہ ہے اس خون کا جو سولہ لاکھ افراد نے اس مقصد کے لئے بہایا تھا-

آج ہمیں اپنے شہیدوں کی قربانیوں پر فخر ہے ہم ان کی قربانیوں کو خراج تحسین پیش کرتے ہیں- کیونکہ!

خون شہیداں ہی سے حق و صداقت کے چراغ فروزاں ہوتے ہیں اور شہیدوں کے لہو سے چمن اسلام میں رنگارنگ پھول کھلتے ہیں- شہادت ہمارا مطلوب و مقصود ہے- شہادت ہماری تمناو آرزو ہے- شہادت باعث کامرانی ہے- شہادت کوثر کا پانی ہے-

ہمیں اپنے شہیدوں پر ناز ہے اور شہادت ہمارے دل کی آواز ہے- شہادت ہمارا شعار ہے- شہادت سے ہمیں پیار ہے

محمد اعظم طارق

اٹک جیل-۹۸-۹-۲۷

دعوت و تبلیغ کا کام لالچ و طمع سے بالاتر ہو کر کرنا

طلباء کے نام پیغام

میرے عزیز طالب علم ساتھیو!!

سب سے پہلے میں بزم تھانویؒ و مدنیؒ کے منتظمین کو شاباش دیتا ہوں کہ انہوں نے آج کی اس تقریب کا اہتمام کر کے آپ سب ساتھیوں کو یہاں جمع ہونے کا موقع دیا۔ اور مجھے آپ سے مخاطب ہونے کا شرف حاصل ہوا۔

آج کی اس تقریب کا مقصد اصلی دینی مدارس کے طلبہ کو فاتح عرب و عجم خال المومنین سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی حکومت و کارناموں پر اظہار خیال کے لئے موقع دینا ہے۔ تاکہ وہ اپنے حاصل مطالعہ، اپنی محنت و کاوش اور اپنی صلاحیتوں کا اظہار کرتے ہوئے ایک طرف کاتب وحی رضی اللہ عنہ جیسی عظیم شخصیت کو خراج تحسین پیش کریں تو دوسری طرف اپنے مافی الضمیر کا نہایت احسن انداز میں اظہار کرنے پر حوصلہ افزائی کے مستحق قرار پائیں۔

مجھے امید ہے کہ آج کے مقابلہ میں شریک ہونے والے تمام ساتھی بڑی محنت اور لگن کے ساتھ تیاری کر کے آئے ہوں گے۔ اور خوب سے خوب تر انداز میں خطاب کریں گے۔ میں سب ساتھیوں سے التماس کروں گا کہ ہر ہر مقرر کو والہانہ انداز میں داد دیں اور اس کی غلطیوں سے صرف نظر

کریں کیونکہ ہمارا تجربہ ہے کہ بعض دفعہ احباب کی داد و تحسین سے ہونہار ساتھیوں کے حوصلے ایسے بلند ہو جاتے ہیں کہ پھر وہ اس میدان کے شہ سوار بن جاتے ہیں اور بعض اوقات چند ساتھیوں کی طرف سے مذاق اڑائے جانے کے باعث اچھے اچھے نوجوانوں کے ایسے دل ٹوٹتے ہیں کہ پھر زندگی بھر وہ مایوسی کا شکار رہتے ہیں-اس کے ساتھ ساتھ میری آپ سے گزارش ہوگی کہ آپ اس بات کا آج عہد کریں کہ آپ ہمیشہ کلمہ حق کہتے رہیں گے اور دین حق کی سربلندی کے لئے سر بکف رہیں گے-دعوت و تبلیغ کے کام بے لوث اور لالچ سے بالاتر کرتے رہیں گے-اگر آپ عزم مصمم کرتے ہیں تو میں آپکو یقین دلاتا ہوں کہ آپ ہر میدان میں کامران و کامیاب ہوں گے-اللہ تعالیٰ آپ کو خدمت اسلام کی توفیق مرحمت فرمائے-

والسلام
آپ کا بھائی
محمد اعظم طارق

بزم تھانویؒ ومدنیؒ کے زیر اہتمام
جامعہ قاسمیہ فیصل آباد کے طلباء کے نام پیغام
۱۸-۹-۱۹۹۸

ہتھکڑیاں اور بیڑیاں ہمارا راستہ نہیں روک سکتی ہیں

ملتان کے جلسہ عام کے لئے پیغام

سپاہ صحابہؓ کے غیور ساتھیو!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آج کا یہ عظیم الشان جلسہ اس بات کی دلیل ہے کہ سپاہ صحابہؓ کا مشن اور پیغام تیزی کے ساتھ پاکستان کے مسلمانوں میں خصوصاً اور پوری دنیا میں عموماً پذیرائی حاصل کر رہا ہے اسی وجہ سے اسلام کے ظاہری دشمن امریکہ اور اس کے حواریوں کے علاوہ امام المنافقین ایران کے سخت دباؤ پر پاکستان کے حکمرانوں نے سپاہ صحابہؓ کا راستہ روکنے کیلئے ایک طرف غیر ملکی تخریب کاروں اور دہشت کو کھلی چھٹی دے رکھی ہے کہ وہ سپاہ صحابہؓ کی قیادت و عہدیداران کو گولیوں، بموں اور راکٹ لانچروں کا نشانہ بنا کر اپنے ناپاک عزائم کی تکمیل کریں اور ہر طرح کی ناپاک سازشوں کے تانے بانے بننے اور سنگین مقدمات میں نامزد ہونے کے باوجود حکمرانوں کی آغوش میں بیٹھ کر قانون وانصاف کا منہ چڑھاتے رہیں۔

دوسری طرف سپاہ صحابہؓ کی قیادت و مرکزی و صوبائی عہدیداران کو جھوٹے مقدمات میں ملوث کر کے سالہا سال تک زندانوں میں دھکیل کر ان کی ملاقاتوں پر پابندی عائد کرتے ہوئے قانون و انصاف کے دروازے بند

کر کے طرح طرح کی اذیتوں' تشدد و بربریت اور ظلم و ستم کا نشانہ بنا کر کوشش کی جارہی ہے کہ یا جماعت کی قیادت اپنے موقف سے منحرف ہو جائے یا پھر سنگین مقدمات میں طویل مدت کی سزائیں پاکر عرصہ تک جیلوں کی دیواروں سے باہر نہ آسکے۔

میرے بہادر اور جرأت مند ساتھیو!

حکمرانوں کی طرف سے عرصہ چار سال سے ہم پر جو ظلم و ستم کے پہاڑ گرائے جارہے ہیں۔ درجنوں مقدمات ہم پر ڈال کر ہمیں خوف زدہ کرنے کی جو ناپاک کوششیں کی جارہی ہیں۔ قید تنہائی کا شکار بنا کر ہمارے حوصلوں کو پست کرنے کے جو شرمناک پروگرام بنائے جارہے ہیں ان سے پوری دنیا آگاہ ہے لیکن میں آج آپ کو یہ حقیقت بتاتے ہوئے خوشی محسوس کرتا ہوں کہ الحمد اللہ ثم الحمد اللہ۔ حکمرانوں کے تمام تر اوچھے ہتھکنڈوں کے باوجود ہمارے حوصلے لمحہ بہ لمحہ بلند ہوتے چلے جارہے ہیں اور ہمارے عزائم و ارادوں میں مضبوطی پیدا ہو رہی ہے اور ہم اپنے مشن کی صداقت پر اور زیادہ پختہ ہو رہے ہیں اب ہمارے خون کے ایک ایک قطرہ اور جسم کے ایک ایک بال سے اصحابؓ رسولؐ و ازواج مطہراتؓ کی عظمت و شرافت' صداقت و دیانت' تقدس و طہارت کیلئے ہزار بار جان قربان کرنے کا نعرہ بلند ہو رہا ہے۔ ہم تختہ دار پر چڑھ سکتے ہیں۔ تیغ ظلم سے کٹ سکتے ہیں ہم دھماکوں سے اڑ سکتے ہیں' وقت کے فرعونوں کے ہاتھوں خاک و خون میں تڑپ سکتے ہیں لیکن توحید کے منکر' ختم نبوت کے باغی' عصمت قران کے منکر اور اصحاب رسولؐ کے دشمن و گستاخ کو کافر کافر کہنے سے باز نہیں رہ سکتے۔ جو نعرہ حق نواز شہید اور فاروقی و قاسمی جیسے قائدین ہمیں دے گئے ہیں ہم ایک منٹ اور ایک لمحہ کیلئے بھی نہ وہ نعرہ چھوڑ سکتے ہیں اور نہ

اس مشن سے پیچھے ہٹ سکتے ہیں۔

میرے شیر جوان ساتھیو!

اس بات کی فکر اپنے دل سے نکال دو کہ مقدمات، ہتھکڑی، بیڑی، جیل، تشدد و بربریت کے ذریعہ کوئی چنگیز اور ہلاکو کا جانشین ہمیں دبالے گا یا سپاہ صحابہؓ کے کاروان کا راستہ روک لے گا بلکہ حالات وواقعات نے اس بات کو ثابت کر دیا ہے کہ حق و صداقت کا پرچم بلند کرنے اور قرآن و سنت کی دعوت لیکر اٹھنے والوں کے راستہ میں جتنی زیادہ رکاوٹیں پیدا کی جاتی ہیں وہ اتنے ہی زیادہ کامیاب ہوتے چلے جاتے ہیں۔ وہ سر کٹوا کر سربلند ہوتے ہیں وہ گولیاں کھا کر سرفراز ہوتے ہیں، ان کے دم سے ویرانے آباد ہوتے ہیں وہ غم واندوہ کی گھاٹیوں میں دل شاد ہوتے ہیں بالآخر وہی بامراد ہوتے ہیں اور ان کے دشمن ذلیل ونامراد ہوتے ہیں۔

آخر میں، میں آپ تمام کارکنوں عہدیداروں سے ایک وعدہ لینا چاہتا ہوں۔ آپ لوگ ہاتھ اٹھا کر بلکہ کھڑے ہو کر مجھ سے یہ وعدہ کریں کہ آپ آج کے بعد سپاہ صحابہؓ کے مشن وکاز کو صرف اپنی زبان ہی سے بیان نہیں کریں گے بلکہ اپنے عمل سے بھی اپنے مشن کی دعوت دیں گے۔ یعنی آپ اپنی صورت اور سیرت کو سنت رسولؐ کے سانچے میں ڈھالیں گے۔ ہمیشہ سچ بولیں گے، کفر و منافقت کے ساتھ جہاد جاری رکھیں گے، حرام کاروبار اور حرام و ناجائز کاموں سے اجتناب کریں گے۔ اپنے گھروں سے بے حیائی فحاشی، وعریانی کا خاتمہ کریں گے۔ خود کو اسلام کا حقیقی مجاہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سچا عاشق اور صحابہؓ کرام کا واقعی سپاہی بنائیں گے۔ اگر آپ یہ وعدہ کرتے ہیں

تو میں آپ کو خوشخبری سناتا ہوں کہ پھر اب بہت جلد بلکہ آپ کی توقع سے بھی جلد ہم لوگ اپنی منزل پر پہنچ کر رہیں گے۔

والسلام آپ کا
بھائی
محمد اعظم طارق
اٹک جیل

عقیدہ ختم نبوۃ عمارت اسلام کی بنیاد ہے

الحمد للہ وحدہ والصلوۃ والسلام علی من لانبی بعدہ لا امۃ بعد امتہ ولا رسالتہ بعد رسالتہ

اما بعد

صدر ذی وقار معزز علماء کرام و مشائخ ملت اور میرے محترم سامعین!

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کے زیر اہتمام سترھویں سالانہ ختم نبوت کانفرنس کے اس روح پرور مبارک اجتماع میں شرکت ہمیشہ سعادت کے حصول کی نیت کے ساتھ کرتا ہوں لیکن گزشتہ تین سالوں سے مصنوعی مقدمات و جھوٹے الزامات کے تحت ہتھکڑی و بیڑی' تشدد و بربریت عقوبت خانوں اور کال کوٹھڑیوں کے پرخار راستہ پر گامزن ہونے کے باعث بنفس نفیس تو حاضری نہیں دے پارہا ہوں لیکن اپنے تحریری پیغام کے ذریعہ شمع نبوۃ کے پروانوں کی محفل میں حاضری لگوانے کو سعادت سمجھتا ہوں۔

میرے محترم سامعین!

آقا نامدار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ختم نبوت کا مسئلہ اسلامی عقائد و نظریات کا وہ بنیادی پتھر ہے کہ اس کے بغیر عمارت اسلام کا قائم رہنا ممکن ہی

نہیں ہے اگر ایک لمحہ کے لئے بھی عقیدہ ختم نبوت سے چشم پوشی کرلی جائے تو پھر پورا کا پورا دین ایک افسانہ کا روپ دھار کر رہ جائے گا- یہ وہ عنوان ہے کہ جس پر خود پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی کسی قسم کی نرمی یا چشم پوشی کا انداز اختیار نہیں فرمایا- بلکہ آپ نے اپنی حیات مبارکہ کے آخری ایام میں مسیلمہ کذاب کی سرکوبی کے لئے لشکر اسلام کو روانہ کیا- جب یہ لشکر آپ کے وصال کے باعث چند منزلوں ہی پر رک گیا اور جلیل القدر صحابہؓ کرام نے جانشین رسولؐ خلیفہ بلا فصل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ سے اس لشکر کو واپس مدینہ بلوا لینے کی تجویز دی تو جناب صدیق اکبرؓ نے وہ تاریخی الفاظ ارشاد فرمائے کہ جن سے ان کی جلالت و عظمت اور اعلیٰ ایمانی کیفیت کا اندازہ ہوتا ہے- آپ نے فرمایا" واللہ میں ہرگز اس لشکر کو واپس نہیں بلاؤں گا جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روانہ فرمایا چاہے مدینہ میں جنگلی درندے ہی کیوں نہ آکر مجھے نوچنے لگ جائیں-"

نوے سال کی عظیم جدوجہد قربانیاں اور شہداء کا خون رنگ لایا

سامعین گرامی قدر پھر تاریخ اسلام اس بات پر گواہ ہے کہ مسیلمہ کذاب کے مقابلہ میں برپا ہونے والی اس جنگ میں ہزاروں صحابہؓ کرام شہادت کا جام نوش کر گئے اور ان میں ساڑھے سات سو کی تعداد ان صحابہؓ کرام کی تھی جو قاری القرآن کہلاتے تھے- میری اس تمہید کا مقصد یہ ہے کہ مسئلہ ختم نبوت پر اگر جان تک قربان کرنے کی ضرورت پیش آئی تو اس سے ہرگز نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دریغ فرمایا نہ صحابہؓ کرام نے پہلو تہی کی-

یہی وجہ ہے کہ جب مسیلمہ پنجاب مرزا غلام احمد قادیانی نے انگریزی حکومت کی ایماء پر جھوٹی نبوت کی ڈفلی بجائی اور گورے انگریز کے تعاون سے مسلمانوں کو گمراہ کرنے کی کوشش کی تو اہل حق کا قافلہ اس کے مقابل سینہ سپر ہو گیا- گو کہ اہل حق کو اس راستہ میں کٹھن مراحل اور مشکل ترین حالات سے گزرنا پڑا لیکن اس قافلہ کو چونکہ قیادت سید انور شاہ کشمیری' امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری' قاضی احسان احمد شجاع آبادی' مولانا محمد علی جالندھری' مولانا لال حسین اختر' مولانا محمد یوسف بنوری رحمہم اللہ' جیسے علم و عمل' تہور و شجاعت فصاحت و بلاغت' وعظ و خطابت کے میدان کے شہ سواروں کو نصیب ہوتی رہی اس لئے تمام مشکلات و مصائب کے سفر طے ہوتے گئے حتیٰ کہ لاہور کی سڑکیں شمع رسالت کے پروانوں کے خون سے رنگین ہوتی رہیں مگر قافلہ حق کی رفتار میں کمی نہ آئی اور مفکر اسلام مولانا مفتی محمود و مجاہد اسلام مولانا غلام غوث ہزاروی کی معیت میں یہ کاروان پاکستان کی قومی اسمبلی پہنچ گیا- سات اکتوبر 1974ء کو نوے سال کی عظیم جدوجہد قربانیاں اور شہداء کا خون رنگ لایا اور مسیلمہ پنجاب اور اس کی ذریت کے ناپاک وجود کو امت مسلمہ سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جدا کر دیا گیا-

میرے محترم سامعین!

یہ بات ایک حقیقت ہے کہ اسلام کے خلاف جو فتنہ بھی سر اٹھاتا ہے اسے کچلنے کے لئے جب کوئی اہل حق کا گروہ میدان میں آتا ہے تو اس پر طرح طرح کے الزامات لگائے جاتے ہیں- اسے بدنام کرنے کے لئے بعض لوگ امن امن کی رٹ لگانے اور اتحاد اتحاد کا راگ الاپنا شروع کر دیتے ہیں اور باطل

کا تعاقب کرنے والوں کو جھگڑالو' تشدد پسند' فرقہ واریت کے علمبردار' اور تنگ نظر گروہ کے القابات دے کر اپنا مشن و موقف ترک کرنے پر مجبور کیا جاتا ہے- اس طرح کے الزامات آج ہی نہیں بلکہ مکہ کی سرزمین پر کفار مکہ نے خود سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے جانثاروں پر بھی لگائے- مکہ کی سرزمین پر مسلمانوں کو صابی' بد عقیدہ' باپ دادوں کے مذہب کے باغی امن کی فضاء کو تباہ کرنے والے کہا گیا- لیکن یہ الزامات کسی دور میں بھی حق پرستوں کی راہ میں رکاوٹ نہ بن سکے بلکہ اخلاص اور قربانیوں جذبوں اور ولولوں سے آگے بڑھنے والے قافلوں نے منزل پر پہنچ کر ہی دم لیا-

مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کی ذریت کے خلاف ختم نبوت زندہ باد' مرزائیت مردہ باد کے نعرے لگانے والے بھی نوے سال تک الزامات کا نشانہ بنتے رہے- وقت کے حکمرانوں کی طرف سے طرح طرح کی اذیتوں کا شکار ہو کر دار و رسن پر نعرہ مستانہ لگاتے رہے اپنے خون سے تحریک ختم نبوۃ کی آبیاری کرتے رہے بالآخر وہ وقت آپہنچا کہ جب یہ قربانیاں بارگاہ ایزدی میں قبول ہو کر کامیابی کی شکل اختیار کر گئیں-

محترم سامعین!

گو کہ آج قادیانیت کے پیشوا اس بات کے دعویدار ہیں کہ ہماری دعوت پھیل رہی ہے اور ہمارا پیغام دنیا قبول کر رہی ہے- لیکن وہ اس حقیقت سے انکار نہیں کر سکتے ہیں کہ پہلے کافر لوگ انہیں مسلمان جان کر ان کی ساتھ ملتے تھے اب وہ انہیں اپنے جیسا کافر جان کر ان کی ہاں میں ہاں ملاتے ہیں جس طرح دنیا میں ہندومت' یہودیت' عیسائیت حتیٰ کہ کمیونسٹ لوگوں کا بڑا طبقہ

موجود ہے اسی طرح اگر کفر کی شکل میں قادیانیت بھی موجود ہو تو اسے اس کی کامیابی قرار نہیں دیا جاسکتا ہے۔

سامعین گرامی قدر!

اس وقت قادیانیت عالمی سطح پر ذرائع ابلاغ کی وساطت سے جس پروپیگنڈہ کے ذریعے خود کو مسلمان ثابت کرنے کی کوشش کررہی ہے اس کے توڑ کے لئے الحمد اللہ اہل حق کی نمائندہ جماعت مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا کاروان مخدوم المشائخ حضرت خواجہ خان محمد صاحب مدظلہ کی قیادت میں سرگرم عمل ہے۔ ہم سب مسلمانوں کا فرض ہے کہ ہم اس اسٹیج سے اپنی تمام توانائیاں ختم نبوۃ کے عقیدہ کے تحفظ کے لئے وقف کردیں۔

میں اس موقع پر ربوہ کے ان نوجوان قادیانیوں کو بھی دعوت فکر دینا ضروری سمجھتا ہوں جو محض اس لئے قادیانیت کے دام فریب میں مبتلا ہیں کہ ان کے والدین قادیانی تھے۔

یہ کیسا دھرم ہے جو اسلام کا نام لیتا ہے

ان نوجوانوں کو میرا مشورہ ہے کہ وہ مرزا غلام احمد کی زندگی اور عادات کا مطالعہ کرنے کے لئے اس کے بیٹے بشیر احمد کی تصنیف سیرت المہدی کا مطالعہ کریں اور اسی طرح مرزا غلام احمد قادیانی کی محمدی بیگم سے نکاح، عیسائی راہنما عبداللہ آتھم کی موت کی پیشن گوئی، مولانا ثناء اللہ امرتسری کے ساتھ مرزا غلام احمد قادیانی کے مباہلہ کے واقعات کا مطالعہ کریں۔ انہیں خود معلوم ہوگا کہ مرزا قادیانی کس کردار کا شخص تھا اور قدرت کی طرف سے اس کے تمام دعوؤں کی کس طرح تردید ہوتی رہی۔

قادیانی نوجوانوں کو اگر مرزا غلام احمد قادیانی کی پیشن گوئیوں کو جانچنے اور اس کے کردار کو پڑھنے کی فرصت نہ ہو تو وہ اپنے موجودہ پیشواء مرزا طاہر ہی کی ان پیشن گوئیوں کا ٹھنڈے دل سے مطالعہ کر لیں جو وہ پاکستان سے فرار ہونے کے بعد پاکستان کے بارے میں اور علماء حق کے بارے میں کر رہا ہے۔ کیا پاکستان مرزا طاہر کے کہنے کے مطابق تباہ ہوا ہے یا ایٹمی طاقت بن کر ابھرا ہے؟ پاکستان میں اسلام کے نفاذ کی طرف پیش رفت ہوئی ہے یا قادیانی دھرم کے لئے کوئی نرمی پیدا ہوئی ہے۔ دنیا بھر کے مذاہب کا مطالعہ رکھنے والا شخص قادیانیوں کی تاریخ پڑھ کر حیران رہ جاتا ہے کہ یہ دھرم جس سرزمین سے اٹھا تھا اس سرزمین پر اسے ایک سو سال کے اندر اندر دفن ہونا پڑ گیا ہے۔ یہ کیسا دھرم ہے جو اسلام کا نام لیتا ہے مگر مسلمان اسے کافر قرار دیتے ہیں۔ یہ کیسا دھرم ہے جو خود کو عیسائیوں اور یہودیوں کا دشمن کہتا ہے اور عیسائیوں کے ملک میں اسے پناہ ملتی ہے اور یہودی سرمایہ اسے نصیب ہوتا ہے۔

محترم سامعین!

میں آخر میں یہ بات کہنا بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ جس طرح ہمارے اکابر نے ختم نبوت کے تحفظ کے لئے بے بہا قربانیاں دے کر اپنی منصبی ذمہ داری کو پورا کیا ہے آج وقت ہم سے بھی تقاضہ کر رہا ہے کہ ہم ازواج رسولؐ، اصحاب رسول اور اہلبیت رسول کی عزت و آبرو کے تحفظ کے لئے بھی میدان میں نکل آئیں۔ کیونکہ ازواج مطہراتؓ اور صحابہؓ کرام کی عظمت کا تحفظ دراصل خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے ناموس ہی کا تحفظ ہے۔ آج اس عظیم مقصد کے لئے بھی سینکڑوں علماء کرام اور مسلمان اپنا خون پیش کر چکے

ہیں ہزاروں بچے اور جوان ہتھکڑیوں' بیڑیوں کے زیور پہن کر کالی کوٹھڑیوں میں صحابہؓ کرام کی عظمت کے نعرے لگا رہے ہیں۔

جب ہزار سال زندہ رہ کر بھی مرنا ہے جب محلات میں وقت گزار کر بھی قبر میں تنہا جانا ہے تو پھر اس زندگی کو کیوں نہ نام محمد اور شان صحابہؓ پر قربان کر کے بارگاہ ایزدی میں سرخرو ہو کر حاضر ہوں اس وقت سپاہ صحابہؓ کا قافلہ جن آزمائش وامتحان کے مراحل سے گزر رہا ہے حتیٰ کہ معصوم بچے اپنے قد سے بڑی بیڑیاں پہن کر جس طرح زندانوں میں تڑپ رہے ہیں عقوبت خانوں میں جس طرح اصحاب رسولؐ کے نام لیواؤں کی چمڑیاں ادھیڑی جا رہی ہیں۔اس کا آپ اندازہ نہیں کر سکتے ہیں۔رب محمدؐ کی قسم! ہم نہ دہشت گرد ہیں' نہ ملک دشمن' نہ مجرم ہیں' نہ غدار ہیں۔ ہم پر یہ ظلم صرف اصحاب رسولؐ کے دشمنوں کو خوش کرنے کے لئے ڈھایا جا رہا ہے۔ آپ ہماری استقامت کے لئے دعا کریں اور ہماری اس جدوجہد میں شریک ہو کر روز محشر آمنہ کے لعل کی شفاعت کے حقدار بن جائیں۔

والسلام علیکم ورحمتہ اللہ
وبرکاتہ
آپ کا بھائی
محمد اعظم طارق

یہ پیغام "ختم نبوت کانفرنس" ربوہ کے لئے تحریر کیا گیا۔

شہیدوں کے لہو سے مشن کی آبیاری ہوتی ہے

شہداء ناموس صحابہؓ کانفرنس براھمہ واہ کینٹ کیلئے پیغام

الحمدللہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین الصطفی
خصوصاً علی سید الرسل و خاتم الانبیاء وعلیٰ آلہ
وصحبہ المجتبی

امابعد

میرے واجب الاحترام سامعین! حضرات علماء کرام وسپاہ صحابہ کے غیور ساتھیو! کاش کہ میں آج کی اس عظیم الشان شہداء ناموس صحابہؓ کانفرنس میں بنفس نفیس آپ حضرات کے سامنے کھڑے ہوکر راہ حق میں جان کا نذرانہ پیش کرنے والے ان عظیم لوگوں کو خراج عقیدت پیش کرتا جنھوں نے اس پندرھویں صدی میں اپنا خون بہا کر امت مسلمہ کو نہ صرف بیدار کر کے رکھ دیا ہے بلکہ دشمنان اصحاب رسولؐ کے بھیانک چہرے سے تقیہ کا نقاب کھینچ کر چوکوں، چوراہوں پر اسے اس طرح ننگا کر دیا ہے کہ اب ایک سال کے بچے سے لیکر سو سال کے بوڑھے تک کی زبان پر ایک ہی نعرہ جاری ہو چکا ہے۔ کافر کافر شیعہ کافر۔

میرے محترم سامعین! دنیا کی یہ چند روزہ زندگی اس قدر ناپائیدار اور

بے وفا ہے کہ ایک پل کی بھی خبر نہیں ہوتی اور انسان کو اپنی معمولی سی آرزوؤں کی تکمیل تک کی مہلت نہیں دیتی- انسان بہت لمبے لمبے منصوبے بناتا ہے مگر زندگی دم توڑ دیتی ہے- بادشاہ محلات تعمیر کرتے ہیں مگر موت ایک لمحہ انھیں بیٹھنے کی اجازت نہیں دیتی ہے- ہزاروں ارمانوں کے بعد اولاد نصیب ہوتی ہے مگر والدین چہرہ تک نہیں دیکھ پاتے- گھروں سے خوشیوں اور شادیانوں کے ہمراہ بارات چلتی ہے مگر اگلے ہی لمحے جنازے واپس لوٹتے ہیں جو پھول دلہا دلہن کے گلے میں ہار ڈالنے کیلئے لائے گئے ہوتے ہیں وہ ان کے جنازہ پر بکھیرنے پڑتے ہیں میرے عرض کرنے کا مقصد یہ ہے کہ جب ہزار سال جی کر بھی آخر مرنا ہے- عشرت کدوں اور پر عیش محلات میں آرام کرنے کے بعد بھی آخر قبر کی آغوش جانا ہے تو پھر ایک مسلمان مرد مجاہد اس طرح کیوں نہ جان دے دے کہ اس کی موت کو حیات کا نام مل جائے اس کی فنا کو ثبات کا نام مل جائے- اس کا جینا شرافت کا جینا ہو اور اس کا مرنا شہادت کا مرنا ہو- لوگ جانے والے کی جدائی میں رو رہے ہوں اور شہادت کا تمغہ سجانے والا جنت میں مسکراتا ہوا داخل ہو رہا ہو-

لوگ بڑھاپے تک بھی ایسا مقام حاصل نہیں کر پاتے

میرے واجب الاحترام سامعین! علامہ شعیب ندیم جیسا جوان رعنا اور بے باک خطیب اپنی کم عمری ہی میں جو مقام خطابت و بلاغت جرات و شجاعت میں حاصل کر چکا تھا لوگ بڑھاپے تک بھی ایسا مقام حاصل نہیں کر پاتے ہیں- واہ کینٹ کی سرزمین سے اٹھنے والا یہ شخص صرف پاکستان ہی نہیں بلکہ سرزمین حجاز پر بھی اپنی خطابت کا لوہا منوا چکا تھا اور آج اس کی شہادت پر

صرف پنجاب ہی نہیں بلکہ پورا ملک اور سارا عالم اسلام آپ کو خراج تحسین پیش کرتا نظر آرہا ہوگا- علامہ شعیب ندیم کی معیت میں جس دوسری شخصیت نے شہادت کا جام نوش کیا ہے- اسے لوگ مجاہد ملت کے نام سے پہچانتے ہیں- مولانا قاری حبیب الرحمن صدیقی جیسے مخلص' نڈر' فہمیدہ اور صاحب تدبر لوگ بھی کم ہی پیدا ہوتے ہیں میں تو بارہا ساتھیوں سے کہتا رہتا تھا کہ علامہ شعیب ندیم جیسے ہونہار نوجوان کو جو مقام ملا ہے اس کے پس پشت دو شخصیات کا کردار بڑی اہمیت رکھتا ہے- ایک مولانا حبیب الرحمن صدیقی دوسرے مولانا محمد اسحاق صاحب مدظلہ مجھے علامہ شعیب ندیم شہید اور مولانا حبیب الرحمن صدیقی شہید کے ساتھ بارہا سفر کرنے کا موقع تو ملا ہی تھا مگر ان دونوں شخصیات سے جیل میں بھی اکٹھے رہنے کا موقع ملا- جیل ایک ایسی جگہ ہے جہاں کھوٹے اور کھرے' مخلص اور مفاد پرست کی پہچان بہت جلد ہو جاتی ہے- میں نے ان ہر دو حضرات کو جیل میں بھی اتنا ہی بہادر' بے خوف' جری اور نڈر پایا جس قدر وہ اسٹیج پر اپنی جرات و بہادری کا مظاہرہ کرتے تھے- ان حضرات نے کبھی اس بات کو محسوس تک نہ کیا کہ وہ سنگین الزامات کے تحت جیل میں آئے ہیں بلکہ وہ جیل کے ایام کو بھی زندگی کی عام روٹین سمجھ کر گزارتے رہے- ناموافق حالات اور کٹھن مراحل میں بھی یہ لوگ مسکراتے رہتے تھے علامہ شعیب ندیم کی خوشطبعی اور مولانا حبیب الرحمن صدیقی کی پر لطف گفتگو افسردہ طبیعت اسیروں کے غم غلط کر دیا کرتی تھی-

سامعین محترم! مجھے اپنے ان ساتھیوں کی جدائی پر کس قدر صدمہ ہے میرے پاس اسے بیان کرنے کیلئے الفاظ تک نہیں ہیں لیکن مجھے ان شہداء ناموس صحابہؓ کی قربانیوں پر فخر ہے اور میں ان کی شہادت پر صمیم قلب سے آپ تمام

حضرات کو بھی مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ آپ کا تعلق ایسے علماء حق سے ہے جو جان تو قربان کر دیتے ہیں مگر اپنے موقف پر آنچ نہیں دیتے جو زندہ رہ کر اپنے کردار سے اور شہادت پا کر اپنے خون سے مشن کی آبیاری کرتے ہیں وہ وقت اب دور نہیں ہے کہ جب ان شہداء ناموس صحابہؓ کا مقدس خون ایک سیلاب و طوفان کی شکل اختیار کر کے اٹھے گا اور کفر کے ایوانوں کو خس و خاشاک کی طرح بہالے جائے گا۔

پیارے سامعین آیئے! آج ہم سب شہداء ناموس صحابہؓ کی روحوں سے عہد کریں کہ ہم بھی اپنی جانیں اپنا مال، عزت و آبرو اور گھر بار مشن حق کیلئے قربان کر دیں گے اور جب تک ہم اپنی منزل پر نہیں پہنچ جاتے چین سے نہیں بیٹھیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمارا حامی و ناصر رہے۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ و
برکاتہ
آپ کا بھائی
محمد اعظم طارق
اٹک جیل

بسم اللہ الرحمن الرحیم

زندگی اک جبر مسلسل کی طرح کاٹی ہے
جانے کس جرم کی پائی ہے سزا یاد نہیں

میں اپنے بارے میں کسی خوش فہمی کا شکار ہوں اور نہ ہی مجھے اپنی نسبت کوئی بلند وبانگ دعویٰ ہے۔ بلکہ میں اپنی علمی و عملی کمزوریوں اور خامیوں کا بر ملا معترف ہوں۔ لیکن بایں ہمہ تحدیث بالنعمۃ کے طور پر میں یہ کہنے میں بھی باک محسوس نہیں کرتا ہوں کہ جس طرح مجھے کم عمری ہی میں اپنے مشن و موقف کی صدا محراب و منبر سے ایوان بالا تک بلند کرنے اور جرم حق گوئی میں مسلسل اذیتوں، قاتلانہ حملوں، روپوشیوں، عقوبت خانوں، قید تنہائیوں اور ظلم و ستم، تشدد و بربریت کی خار دار وادیوں سے ایک منتخب رکن اسمبلی ہونے کی حیثیت میں گزرنا اور بڑے بڑے مالی مفادات کی پیشکشوں کو لات مار کر عہدوں اور اہم مناصب کے حصول سے انکار کر کے گزشتہ پونے چار سال سے وقت کے حکمرانوں کی انتقامی کارروائیوں کا سامنا کرنا پڑا ہے کم از کم پاکستان کی پچاس سالہ تاریخ میں کسی سیاسی یا مذہبی لیڈر کو ایسی صورت حال سے دوچار نہیں ہونا پڑا ہے۔ مجھے اللہ تعالیٰ کی خصوصی توفیق و عنایت کے

باعث آج اپنے کردار پر فخر ہے کہ میں نے اپنے شہید قائدین اور کارکنوں کے خون سے وفا کی ہے اور اپنے مشن سے ایک انچ بھی ہٹنے کو تیار نہیں ہوا ہوں۔ میری اس بات سے یقیناً بعض حاسدین کو تکلیف ہو گی لیکن میں ان سے صرف اتنا کہوں گا کہ کبھی تم بھی اپنے مشن کے لئے ان راہوں پر چل کر دکھاؤ! تاکہ تمہاری ثابت قدمی کا بھی کوئی اعتراف کرنے والا ہو۔

گھر میں بیٹھ کر بلند وبانگ دعوے کرنا' یا بڑے بڑے جلسے جلوسوں میں اپنے انقلابی فلسفے کی تفصیلات بیان کرنا آسان ہے مگر اپنے مشن وکاز پر جان کی بازی لگا دینا' قید وبند اور عقوبت خانوں کی راہوں سے گزرنا مشکل ہے۔

قائدین سپاہ صحابہؓ کے بارے میں لب کشائی کرتے ہوئے طعن و تشنیع کے تیر چلانے اور اٹھتے بیٹھتے فرقہ پرست' تخریب کار' دہشت گرد اور تشدد پسندی کے القابات سے قیادت وکارکنوں کو نوازنے سے اگر کسی کا دل سکون پاتا ہے تو ہم خوش ہیں مگر یہ بات بتا دینا ضروری سمجھتے ہیں کہ ہم ان الزامات و اتہام سے خوفزدہ ہو کر اپنی پرامن جدوجہد کو ترک نہیں کر سکتے ہیں۔

یہ کیسے ممکن ہے کہ ایک طبقہ حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بارہ شخصیات کو معصوم قرار دے کر انہیں دیگر تمام انبیاء علیہم السلام سے برملا افضل قرار دے۔ قرآن مجید کو تحریف شدہ کتاب مانے اور یاران مصطفیٰ کو تقریراً و تحریراً معاذ اللہ کافر وزندیق قرار دے کر ان پر لعنت وملامت کو عبادت کا حصہ جانے۔ امہات المومنینؓ پر سنگین بہتان لگائے اور ہم لوگ اس گروہ اور طبقہ کے ہاتھوں میں ہاتھ ڈال کر اتحاد بین المسلمین کے نعرے بلند کر کے امت اسلامیہ کو دھوکہ دینے کا شرمناک فعل سرانجام دیتے رہیں۔

مجھے حیرت ہے ان دینی جماعتوں اور لیڈران کی سوچ پر جو اپنی ذات و جماعت اور اپنے اکابر و مشائخ کے بارے میں ادنیٰ سی بھی بے ادبی برداشت نہیں کرتے ہیں حتیٰ کہ اپنی تقریر کے دوران اپنی پسند کے نعرے سے ہٹ کر کسی دوسرے جائز نعرہ تک کو برداشت کرنے سے قاصر ہو جاتے ہیں- مگر جب بات اس طبقہ اور گروہ کی آتی ہے جو اٹھتے بیٹھتے اصحاب رسولؐ پر تبرا کرنا اپنا مذہبی فریضہ سمجھتا ہے- تو یہ حضرات نہ صرف ہمیں صبر و برداشت کا درس دیتے ہیں بلکہ اس طبقہ کو مسلمان بھائی تسلیم کرنے اور اتحاد و اتفاق کا نعرہ بلند کرنے کی تلقین کرتے ہیں-

آخر تمہیں اس مشن و نعرہ سے کیا ملا ہے ؟

میں ان حضرات سے مودبانہ طور پر صرف اتنا ہی کہتا ہوں کہ اب آپ کی ایسی پند و نصیحت سے ہم لوگ متاثر ہونے سے قاصر ہیں خدارا ہمیں ان باتوں سے معاف رکھیں اگر ہمارے اس جواب پر آپ کے قلب و جگر میں غیض و غضب کی آتش بھڑک اٹھتی ہے تو پھر ہاتھ اٹھا کر ایک دعا کریں کہ اے رب العالمین! تو روز محشر ہمارا حشر گستاخان صحابہؓ کے ساتھ کرنا تاکہ ہم وہاں بھی اتحاد و اتفاق کے نعرے بلند کر سکیں اور سپاہ صحابہؓ والوں کا حشر انہی کے ساتھ کرنا جن کی عزت و آبرو کے تحفظ کے لئے ساری دنیا سے ناطہ توڑ کر یہ لوگ اپنی جانیں قربان کر رہے ہیں-

پیارے قارئین!

اب جبکہ مسجد نبویؐ کے بڑے امام الشیخ علی عبدالرحمان الحذیفی مدظلہ اپنے جمعہ کے خطبہ میں سپاہ صحابہؓ کے موقف کی حرف بہ حرف تائید

فرما چکے ہیں اور ادھر طالبان افغانستان کی مکمل اسلامی و شرعی حکومت کے خلاف ایران اور اس کے ہمنواؤں کا کردار کھل کر سامنے آگیا ہے۔ تو سپاہ صحابہؓ کے چہ چہ کو اپنے موقف و مشن کی صداقت پر پہلے سے ہزار گنا زیادہ پختہ یقین ہو چکا ہے۔ اب وہ اس صداقت و حقیقت پر مبنی مشن کی تکمیل کے لئے جان تک تو قربان کر سکتا ہے مگر پیچھے ہٹ نہیں سکتا۔ شہادتوں کا یہ سلسلہ مولانا حق نواز سے لے کر اب تک جاری ہے اب جبکہ میں یہ سطور تحریر کر رہا ہوں ٹھیک ایک گھنٹہ قبل ریڈیو پاکستان کی خبروں سے معلوم ہوا ہے کہ ممتاز عالم دین فقیہ السلف حضرت مولانا عبداللہ صاحب خطیب مرکزی لال مسجد اسلام آباد کو شہید کر دیا گیا ہے۔ مولانا محمد عبداللہ صاحب کا جرم و قصور بھی یہ تھا کہ وہ سپاہ صحابہؓ کے موقف کی علی الاعلان تائید کرتے تھے آج سے بارہ روز قبل ۵ اکتوبر کو جب وہ حکومت پنجاب کی طرف سے بھیجے گئے علماء کرام کے ایک مصالحتی وفد کے ہمراہ ملاقات پر آئے تھے تو جہاں میرے ساتھ ان کی شفقت و محبت کا اظہار انتہائی والہانہ تھا وہاں وہ بار بار اس بات کا بھی اظہار کر رہے تھے کہ جب گستاخان صحابہؓ بر ملا خلفاء راشدینؓ کی خلافت حقہ کا انکار کریں گے اور ان پر معاذ اللہ سب و شتم کریں گے تو پھر انہیں مسلمان قرار دے کر گلے کیسے لگایا جا سکتا ہے۔ آج مولانا محمد عبداللہ صاحب بھی اسی موقف و مشن کی حمایت کے نتیجے میں جام شہادت نوش کر گئے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

ابھی صرف ایک ماہ قبل سپاہ صحابہؓ کے مرکزی ڈپٹی سیکرٹری مولانا شعیب ندیم اور راولپنڈی ڈویژن کے صدر مولانا قاری حبیب الرحمان صدیقی کو بھی اسلام آباد کی شاہراہ پر دن دہاڑے گولیوں کا نشانہ بنا دیا گیا ہے۔ شہادتوں کے اس لامتناہی سلسلہ اور قید و بند کی صعوبتوں کو دیکھ کر مخالفین کبھی کبھی بڑے

زور و شور سے یہ اعتراض بھی کرتے ہیں کہ آخر تمہیں اس مشن و نعرہ سے کیا ملا ہے؟ تم نے اس قدر کثیر تعداد میں علماء کرام و کارکنوں کو شہید کرالیا ہے کہ جن کا نقصان پورا نہیں ہو سکتا ہے۔ میرا ان معترضین سے صرف اتنا سوال ہے کہ یہ تمام علماء کرام مل کر بھی کسی نبیؑ و پیغمبرؑ کی خاک پائے کا مقابلہ کر سکتے ہیں؟ اگر جواب نفی میں ہے اور یقیناً نفی میں ہوگا تو پھر آخر انبیاء علیہم السلام نے جس مشن و موقف پر جانیں دی ہیں اور خود پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے طائف میں جسم اطہر کو لہولہان کرایا اور احد کے میدان میں آپؐ کے دانت مبارک شہید ہوئے اور پیشانی پر زخم آئے تو کیا اس نقصان کا ازالہ ہو سکتا ہے؟ یہ کیسی پر فریب اور حماقت پر مبنی بات ہے کہ ایک عظیم مشن پر جانیں قربان کرنے والوں کے بارے میں یہ کہا جائے کہ اس قربانی سے کیا ملا؟ ہاں جب اس جہان سے رخصتی ہوگی اور اگلے جہان میں آنکھیں کھلیں گی تو خوب معلوم ہو جائے گا کہ کس کو کیا ملا اور کس کو کیا نہیں ملا۔ اللہ ہمارا خاتمہ ہی بصورت شہادت اس مشن پر فرمائے (آمین)

پیارے قارئین!

گو اس کتاب کے لکھنے کی غرض و غایت بیان کرنے کی بجائے میں دوسری طرف چلا گیا لیکن جو کچھ لکھا گیا ہے اس کی ضرورت تھی۔ تو اب اس کتاب کی طرف آتا ہوں۔ میں نے اس کتاب کا آغاز آج سے ٹھیک ساڑھے تین سال قبل جولائی 1995ء میں اس وقت کیا تھا جب میں چار ماہ کی روپوشی ختم کرنے کے بعد گرفتاری دے کر پشاور میں پولیس اور دیگر ایجنسیوں کے زیر تفتیش تھا اور قید تنہائی کے دور سے گزر رہا تھا۔ لیکن اس وقت بمشکل ستر اسی

صفحات لکھ پایا تھا کہ رہائی ہو گئی- میں جب شہید ملت اسلامیہ حضرت علامہ ضیاء الرحمان فاروقی کے ہمراہ نومبر 1995ء میں گرفتار ہو کر جیل کا مہمان بنا تو خود قائد محترم نے بار بار مجھے اس طرف متوجہ کیا کہ اپنے حالات قلم بند کرو مگر میں ان کی موجودگی میں کچھ تحریر کرنے پر ہزار کوشش کے باوجود کامیاب نہ ہو سکا-اب جبکہ قائد ملت اسلامیہ کی شہادت کے المناک واقعہ اور میرے زخمی ہونے کا سانحہ پیش آیا پھر والدہ ماجدہ کا انتقال' الیکشنوں میں شکست کے لمحات' تیسری بار گرفتاری' عقوبت خانے کے مظالم مسلسل قید تنہائی اور ملاقاتوں پر پابندی کا ایک نہایت ہی کٹھن اور تکلیف دہ دور شروع ہوا تو بہت سے احباب اور کارکنوں کا مسلسل تقاضہ بڑھا کہ ظلم و ستم' تشدد و بربریت کے اس دور کی تفصیلی داستان رقم کی جائے- چنانچہ پھر اچانک ایسا ہوا کہ میں نے قلم ہاتھ میں لے لیا اور صرف چالیس ایام میں ایک ہزار سے زائد صفحات پر صرف گزشتہ ساڑھے سات پونے آٹھ سال کے چیدہ چیدہ واقعات کو نقل کرنے میں کامیاب ہو گیا-

ذالک افضل اللہ وبتو فیقہ

میں نے تمام واقعات کو پوری دیانت کے ساتھ صحیح صحیح رقم کرنے کی حتی المقدور کوشش کی ہے اور کسی جگہ بھی غلط بیانی یا مبالغہ آرائی سے کام نہیں لیا ہے- ہاں چند مقامات پر بعض قانونی مصالح کے پیش نظر چند حضرات کے نام نقل نہیں کئے ہیں یا واقعہ کو تو بالکل صحیح تحریر کیا ہے تاہم اس میں ایک دو افراد کے نام کی بجائے غیر معروف القاب پر اکتفا کیا ہے اور ایسا محض دو یا تین مقامات پر ہوا ہے کیونکہ سر دست اس بات کی اشد ضرورت تھی-

آخر میں ان محسنین کا تذکرہ کرنا بھی ضروری سمجھتا ہوں جنہوں نے

اس کتاب کی تیاری اور خصوصاً ترتیب کتاب و اشاعت کی گرانقدر خدمات سرانجام دے کر اسے آپ کے ہاتھوں تک پہنچایا- اس میں ابھرتے ہوئے نوجوان ادیب و صاحب قلم اور گوناگوں خوبیوں کا مجسم پیکر مولانا ثناء اللہ ساجد صاحب' ناظم فاروقی شہید اکیڈمی کا بہت بڑا کردار ہے کتاب کی اشاعت کا مکمل کام اور اس کی ادبی انداز میں ترتیب انہی کی محنت شاقہ کا نتیجہ ہے- اسی طرح ادارہ اشاعت المعارف کے ناظم قاری عبدالغفار سلیم صاحب اٹک کے ہر دلعزیز نوجوان حافظ حبیب الرحمان صاحب و مخلص ترین ساتھی محمد ساجد صاحب' چینیوٹ جامعہ عربیہ کے متعلم برادرم محمد بلال اور ان کے چھوٹے بھائی محبوب احمد کا دل سے مشکور و ممنون ہوں کہ انہوں نے اس کتاب کی ترتیب و تالیف میں اپنے اپنے مقام پر بہت محنت کی ہے- اللہ ان تمام احباب کو بہت بہت جزائے خیر نصیب فرمائے- یہ کتاب اگرچہ ایک شخص کی داستان حیات کا کچھ حصہ ہے- مگر اس میں پاکستان کے حکمرانوں سیاستدانوں' علماء کرام اور عوام کے لئے غور و فکر کا بڑا سامان ہے اور کارکنان سپاہ صحابہؓ کے لئے یہ کتاب ایک راہ عمل کا کام دیگی- انشاء اللہ العزیز-

وماتوفیقی الا باللہ العلی العظیم

کتاب "میرا جرم کیا ہے؟" کے مقدمہ پر مبنی تحریر

جان بچائیں یا ایمان ؟

ایک عرصہ سے قید و بند ' تشدد و بربریت ' عقوبت خانوں اور قید تنہائی کی خاردار وادیوں سے گزرنے کا سلسلہ جاری ہے چونکہ ان راہوں میں قدم قدم پر پیش آمدہ حوادث صرف میری ذات تک ہی محدود رہے - اس لئے اللہ تعالیٰ کی توفیق و عنایت سے تمام مصائب خندہ پیشانی سے برداشت کرنے کا سلسلہ جاری ہے - مگر جب باہر کی دنیا کے حالات پڑھنے کو ملتے ہیں تو دل لرز اٹھتا ہے اور سر پکڑ کر بیٹھ جاتا ہوں - سکتہ کی کیفیت طاری ہو جاتی ہے ایسا کیونکر نہ ہو ؟ جب علامہ شعیب ندیم ' مولانا محمد عبداللہ ڈاکٹر حبیب اللہ مختار ' مولانا مفتی عبدالسمیع ' قاری حبیب الرحمٰن صدیقی ' اقبال صدیقی ' حاجی محمد یوسف جیسے لوگ گولیوں کا نشانہ بنیں گے تو پھر آنکھیں تو برسیں گی - دل خون کے آنسو تو روئے گا - کیونکہ یہ تو وہ لوگ ہیں کہ جن کی جدائی پر زمین و آسمان بھی گریہ کناں ہوئے ہیں - پھر جب یہ سوچتا ہوں کہ یہ سلسلہ اب رکنے والا بھی نہیں ہے بلکہ جو شخص بھی صدائے حق بلند کر رہا ہے کفر و زندقہ کے بھیانک چہروں سے نقاب اٹھا کر مسلمانوں کے عقائد و نظریات کا تحفظ کرنے میں مصروف ہے - منافقین کی سازشوں اور چالبازیوں سے امت اسلامیہ کو آگاہ کرنے کیلئے آوازیں دے رہا ہے - وہ دشمنوں کی ہٹ لسٹ پر آچکا ہے اور اس پر

کسی وقت بھی دشمن خفیہ طریقہ سے بزدلانہ حملہ کر سکتا ہے۔ صداء حق کو دبانے کیلئے کوئی بھی تخریب کاری اور دہشت گردی کا راستہ اختیار کر سکتا ہے۔ تو میری فکر مندی میں اور اضافہ ہو جاتا ہے۔

یہی بات عرصہ سے بعض دینی و مذہبی جماعتوں کے راہنما اور سیاسی جماعتوں کے لیڈران کرام فرماتے چلے آرہے ہیں کہ سپاہ صحابہؓ نے جو انداز اختیار کر رکھا ہے اس سے تو پھر گولیوں اور قاتلانہ حملوں ہی کے تحفے ملیں گے۔ آئے دن نعشیں اٹھانا ہونگی اور قیمتی افراد سے ہاتھ دھونا ہونگے۔

چونکہ یہ بات خالصتاً اخلاص سے کہی جاتی ہے اور اس بات پر حالات و واقعات بطور شہادت و گواہی کے سب کے سامنے ہیں لہٰذا اس بات کا ہر سننے اور پڑھنے والے پر گہرا اثر ہوتا ہے اور وہ اس بات سے اتفاق کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ ہاں! واقعی سپاہ صحابہؓ کی جدوجہد سے ملت اسلامیہ کو بہت نقصان ہو رہا ہے۔

محترم قارئین! اس اہم مسئلہ کا ایک حل تو یہ ہے کہ سپاہ صحابہؓ اپنی جدوجہد اور مشن و کاز کو خیر آباد کہہ کر اپنے نعرے کو ترک کرتے ہوئے اتحاد بین المسلمین کا نعرہ بلند کر کے دشمنان اسلام کے ہاتھوں میں ہاتھ ڈال کر اپنی جان کی حفاظت کا بندوبست بھی کر لے اور اپنے مشکلات و مصائب کی زنجیروں میں جکڑے ہوئے کارکنوں کو بھی رہائی دلوالے۔

دوسرا اس کا حل یہ ہے کہ بے شک دشمنان اسلام کے ساتھ اتحاد و اتفاق کا معاہدہ نہ کرے اور نہ ہی ان کے ہاتھوں میں ہاتھ ڈالے لیکن اپنا مخصوص نعرہ ترک کر کے خاموشی کی راہ اختیار کر لے۔

ان دو صورتوں کے بیان کے بعد اب میرا سوال ان تمام مخلصین،

محبین اور ناصحین سے صرف اتنا ہے کہ کیا قرآن کریم اور سنت رسول ﷺ سے ہمیں کہیں یہ راہنمائی ملتی ہے ؟ کہ جب تمہارے سامنے کسی گروہ کا کفر وار تداد نمایاں ہو کر سامنے آجائے یا کوئی طبقہ علی الاعلان اسلامی تعلیمات سے روگردانی اختیار کر کے ارتداد کا راستہ اختیار کر لے تو پھر تم لوگ اکثریتی تعداد میں ہونے کے باوجود اس طبقہ کے کفر و زندقہ الحاد وارتداد پر محض اپنی جانوں کی سلامتی اور عزت و آبرو کے تحفظ کیلئے خاموش ہو جاؤ یا ایک قدم آگے بڑھ کر مرتدین اور کفار کی جماعت کو گلے لگا کر اتحاد و اتفاق کے نعرے بلند کرنے شروع کر دو۔

ہم یہ جرم بار بار کریں گے ہزار بار کریں گے

بعض حضرات یہود مدینہ کے ساتھ میثاق اور صلح حدیبیہ کے واقعات کو بطور حوالہ پیش کر سکتے ہیں مگر میں بصد احترام ایسے حضرات سے عرض کرتا ہوں کہ یہود سے معاہدہ کے وقت انہیں مسلمان تسلیم نہیں کیا گیا تھا اور نہ ہی معاہدہ میں کہیں کوئی یہ شق تھی کہ یہود کے عقائد باطلہ کا رد نہیں ہوا کریگا۔ صلح حدیبیہ میں بھی مشرکین مکہ کے شرک و کفر کو برداشت کرنے پر سمجھوتہ نہیں ہوا ہے۔ بلکہ یہ معاہدہ باہم جنگ نہ کرنے کا معاہدہ تھا جبکہ اس معاہدہ کے باوجود شرک و کفر کا علی الاعلان رد اور معبودان باطلہ کی تردید وحی الٰہی کے ذریعہ جاری رہی اور زبان رسالت ﷺ سے بھی ہوتی رہی۔

اب صرف ایک ہی بات باقی رہ جاتی ہے کہ آیا سپاہ صحابہؓ جس گروہ اور طبقہ کو کافر و مرتد بتاتی ہے کیا وہ واقعی کافر و مرتد ہے ؟ یا سپاہ صحابہؓ کا یہ نعرہ محض جذباتی ہے اور جہالت پر مبنی ہے تو اس سلسلہ میں میری صرف اتنی سی گزارش

ہے کہ معترضین حضرات کراچی سے شائع ہونے والے اقراء ڈائجسٹ کے خصوصی نمبر اور امام اہلسنت حضرت مولانا منظور احمد نعمانی ؒ کے استفتاء کے جواب میں ہندوپاک کے سینکڑوں علماء کرام ومفتیان عظام کے متفقہ فتویٰ کا مطالعہ کرلیں- انشاء اللہ یہ حقیقت روز روشن کی طرح عیاں ہو جائے گی کہ سپاہ صحابہؓ کا نعرہ کسی ایک شخص کی سوچ یا چند نوجوانوں کے جذبات کا آئینہ دار نہیں ہے بلکہ یہ نعرہ سینکڑوں مفتیان کرام کے علمی و تحقیقی فتوؤں کا عکس ہے اور ان ہزاروں صفحات کا ترجمان ہے جو اہل علم کے قلم سے تحریر ہو کر ضخیم کتب کا حصہ بن چکے ہیں-

فرق صرف اتنا ہے کہ جو بات علماء حق و مفتیان شرع متین نے دارالافتاء میں بیٹھ کر لکھی تھی- بڑے بڑے اکابرین اور شیوخ الحدیث و ماہر اساتذہ کرام نے درسگاہوں میں فرمائی تھی سپاہ صحابہؓ نے اس کا اعلان اسٹیج پر کردیا ہے اگر علماء کے فتاویٰ جات کا اسٹیج محراب و منبر اور اقتدار کے ایوانوں میں ذکر کرنا جرم ہے تو میں اس بات کا اعتراف کرتا ہوں کہ ہم سے یہ جرم صادر ہوا ہے اور ہم یہ جرم بار بار کریں گے ہزار بار کریں گے کیونکہ ہم دیانتہً یہ سمجھتے ہیں کہ امت مسلمہ جہالت و غفلت کی بناء پر کفر کو اسلام یقین کر کے اپنے رشتے ناطے کافروں سے استوار کر رہی ہے اور اپنے ایمان واسلام کی دولت سے ہاتھ دھو رہی ہے اس لئے گلی گلی چوک چوک' بستی بستی 'شہر شہر میں حقائق کو بیان کیا جانا چاہئے تاکہ مسلمانوں کے ایمان وعقائد کا تحفظ ہو- اگر ایسا نہ کیا گیا تو ہر وہ شخص جو حقیقت سے واقف ہے مگر مصلحت کے باعث خاموش رہا اس جرم میں روز محشر ضرور ماخوذ ہوگا کہ مسلمانوں کے ایمان پر کفار ڈاکہ ڈالتے رہے مگر تم نے آگے بڑھ کر اس کا راستہ نہیں روکا تھا-

محترم قارئین!

اب بات لوٹ کر پھر اسی جگہ آپہنچتی ہے کہ اگر علماء کے فتویٰ کو یوں کھل کر بیان کریں گے تو پھر دشمن کی طرف سے قاتلانہ حملے تو ہونگے- آئے روز علماء کی نعشیں تو اٹھیں گی- پھر آپ کو تخریب کاری کا نشانہ تو بننا پڑیگا- لیکن میرا سوال اہل حق سے صرف یہ ہے کہ مجھے تاریخ انبیاء علیہم السلام اور واقعات اکابر سے کوئی ایک واقعہ ایسا لا کر دکھائیں کہ جب ان مقدس شخصیات میں سے کسی نے یاقوم اعبدوا اللہ مالکم من الہ غیرہ کا نعرہ بلند کر کے اپنے مخاطبین کو جھوٹے خداؤں اور معبودوں کو چھوڑ کر ایک خدائے واحد سے لو لگانے کی دعوت دی ہو اور پوری قوم نے آناً فاناً اس داعی حق کے ہاتھ پر بیعت کرلی ہو اور اس کے گلے میں پھولوں کے ہار ڈال کر یہ کہا ہو کہ ہم آپ کی دعوت کو قبول کرتے ہیں- بلکہ اس کے برعکس قرآن مجید کی سینکڑوں آیات اور درجنوں واقعات اس پر گواہ ہیں کہ انبیاء علیہم السلام کی اس آواز حق کے بلند ہوتے ہی کفر کے ایوانوں میں ایسا زلزلہ طاری ہوا کہ لوگوں نے ان معصوم شخصیات کو اس قدر ظلم و ستم کا نشانہ بنایا کہ وہ یا تو جام شہادت نوش کر گئیں یا اپنے وطن سے ہجرت کرنے پر مجبور ہوگئیں یا وہ آگ میں جلادی گئیں یا کنوؤں میں ڈال دی گئیں- یا آرے سے چیر دی گئیں یا سولی پر چڑھادی گئیں-

اے وارثان انبیاء!

اے حق و صداقت کے علمبردارو! آخر کیا وجہ ہے کہ آج تم لوگ محض اس لئے حق بات کا اعلان کرنے سے جھجکتے ہو کہ اس سے جان چلی جائے گی کیا ہماری اور آپ کی جانیں معصوم انبیاء علیہم السلام اور ان کے مقدس ساتھیوں سے

زیادہ قیمتی ہو چکی ہیں۔اے خاتم الانبیاء کے نام لیواؤ! کیا تم مکہ اور طائف کی اس تاریخ کو بھول چکے ہو جس کے تیرہ سالہ دور میں ایک دن بھی میرے اور آپ کے رسول ﷺ کو سکھ آرام اور چین سے گزارنا نصیب نہیں ہوا۔اے اہلسنت والجماعت کے راہنماؤ! کیا تم نے بھی تقیہ کو جائز سمجھ لیا ہے کہ کفر دیکھ کر آنکھیں بند کرلی جائیں اور جان کے خوف سے زبان پر مہر خاموشی ثبت کرلی جائے۔کیا تمہیں سیدنا صدیق اکبرؓ کا وہ فرمان بھول گیا ہے کہ "واللہ میں ان لوگوں سے (جو نماز بھی پڑھتے ہیں' روزے بھی رکھتے ہیں اور کلمہ کا ورد بھی کرتے ہیں) مگر زکواۃ نہیں دیتے اس وقت تک لڑونگا جب تک وہ زکواۃ میں دیجانے والی جانوروں کی رسی تک کو ادا نہیں کرتے ہیں۔"

کیا موت صرف گولیوں' بموں' راکٹ لانچروں ہی سے آتی ہے؟

مجھے بتلایئے! جانشین رسول ﷺ کی تلوار ان کلمہ گوؤں' نمازیوں اور روزہ داروں کے خلاف نہیں اٹھی تھی جنہوں نے ادائیگی زکواۃ سے انکار کیا تھا؟ دور مت جائیں۔کیا قادیان سے اٹھنے والا گروہ نماز' کلمہ' زکواۃ' روزہ وغیرہ پر عمل پیرا نہ تھا۔وہ چیخ چیخ کر اپنے مسلمان ہونے کا دعویٰ نہ کرتا تھا؟ آخر پھر اس گروہ کے خلاف آواز بلند کر کے قید وبند کی صعوبتوں کے ساتھ ساتھ لاہور کی سڑکوں پر جن ہزاروں مسلمانوں نے جان کا نذرانہ پیش کیا تھا تمہاری نظر میں وہ انداز تشدد پسندی کے نتیجے میں خودکشی کہلائے گا یا خدمت اسلام قرار پائیگا۔ میں اپنے شہیدوں کے اٹھتے ہوئے جنازوں پر حیران نہیں ہوں میں اپنے نوجوانوں کے چھلنی نعشوں پر گریہ کناں نہیں ہوں میں تو خون کے آنسو

تمہاری اس سوچ و فکر پر روتا ہوں کہ ایک مرزا غلام احمد قادیانی اگر دعویٰ کرے کہ میں ظلی، بروزی یا مجازی نبی ہوں تو ہم بیک زبان اسے کافر کہتے ہیں اور اسے کافر کہہ کر گولیاں کھانے کو شہادت جانتے ہیں۔ لیکن جو طبقہ حضور ختمی مرتب ﷺ کے بعد بارہ اماموں کو معصوم مانے اور انہیں حضور ﷺ کے علاوہ باقی تمام انبیاء علیہم السلام سے افضل قرار دے اور ان پر وحی کا اترنا تسلیم کرے اور انہیں شریعت مطہرہ میں حرام کی گئی چیزوں کو حلال قرار دینے اور حلال کردہ چیزوں کو حرام قرار دینے کا اختیار سونپے آخر ختم نبوۃ کے اتنے بڑے منکر طبقہ عصمت قرآن کا انکار کرنے والے گروہ اور چوکوں چوراہوں پر خلفائے راشدینؓ و امہات المومنینؓ پر کفر کے فتویٰ صادر کر کے معاذ اللہ ثم معاذ اللہ ان پر لعنت کرنے والے زندیق و بے ایمان طبقہ کے خلاف آواز بلند کرنے کو شر پسندی، شدت پسندی سے تعبیر کرنا شریعت مطہرہ کے کس حکم کے مطابق ہے؟؟؟

اور پھر کیا اگر مصلحت و خاموشی کے باعث دشمن کی گولیوں کا نشانہ بننے سے اگر کوئی شخص بچ بھی گیا تو آخر وہ کب تک زندہ رہے گا؟ کیا موت صرف گولیوں، بموں، راکٹ لانچروں ہی سے آتی ہے؟ گھر میں یا دوران سفر ایکسیڈنٹ میں موت نہیں آتی۔ موت سے ڈر کر حق بات نہ کہنے والا کب تک موت کے پنجوں سے بچا رہے گا۔ میرے نزدیک اس وقت دشمن کی تخریب کاری کے سدباب کا ایک ہی حل ہے اور وہ یہ ہے کہ تمام علماء کرام اور لیڈران قوم رافضیت کے کفر کا متفقہ نعرہ بلند کریں۔ اور دشمنوں کو بتادیں کہ اب یہ نعرہ اس وقت تک لگتا رہے گا جب تک تم یا تو اپنے باطل عقائد و نظریات کو ترک نہیں کر دیتے یا پھر قادیانیوں کی طرح خود کو ملت اسلامیہ سے جدا ایک گروہ

تسلیم نہیں کر لیتے۔ مجھے یقین ہے کہ پھر اس کے بعد دشمن میں نہ کسی پر ہاتھ اٹھانے کی جرأت ہو گی اور نہ ہی جاہل و غافل مسلمانوں کے ایمان پر شب خون مارنے کی ہمت ہو گی۔

لہٰذا اب آخری فیصلہ ہم نے کرنا ہے کہ ہمیں جان بچانا ہے یا ایمان بچانا ہے۔

اٹھو ورنہ حشر نہ ہو گا پھر کبھی
زمانہ چال قیامت کی چل گیا

والسلام آپ کا
مخلص
محمد اعظم طارق
(اٹک جیل)
۱۹-۱۰-۹۸

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کیا ہم جھوٹ، دجل، فریب اور شیطنت کو للکارنا چھوڑ دیں؟

نور پور نور رنگا کے جلسہ کے لئے تحریری خطاب

میرے واجب الاحترام حضرات علماء کرام! معزز سامعین! بزرگو! نوجوان ساتھیو! اور سپاہ صحابہؓ کے غیور کارکنو! مجھے اس بات پر دلی مسرت ہو رہی ہے کہ میں جیل کی تنگ و تاریک کوٹھڑی کا مہمان ہو کر بھی آج کے اس عظیم الشان جلسہ میں شرکت کر رہا ہوں اور آپ تک اپنے خیالات پہنچا رہا ہوں۔ تاکہ آپ حضرات میرے ان الفاظ کو غور سے سن کر ان پر عمل پیرا ہونے کا عزم مصمم کر کے یہاں سے واپس لوٹیں۔

محترم سامعین! آپ بار بار سوچتے ہوں گے کہ آخر سپاہ صحابہؓ کی قیادت اور کارکن و عہدیدار ہی کیوں آئے دن دشمنوں کی گولیوں، بم دھماکوں اور راکٹ لانچروں کا نشانہ بنتے ہیں۔ صرف انہی لوگوں کو کیوں حکومت ظلم و تشدد، جبر و بربریت اور طرح طرح کے اوچھے ہتھکنڈوں کا نشانہ بنا کر عقوبت خانوں اور جیلوں کا نشانہ بناتی ہے؟

سپاہ صحابہؓ کے نوجوان آخر کس جرم میں سالہا سال سے قید و

بند ہتھکڑی ویڑی مقدمات والزامات کی گرفت میں ہیں ؟

میرے ساتھیو! بات صرف اتنی سی ہے کہ ہم نے یہ فیصلہ کر لیا ہے کہ جب تک ہمارے جسم میں جان اور ہمارے منہ میں زبان ہے جب تک ہماری رگوں میں خون دوڑتا ہے اور ہمارا دل دھڑکتا ہے۔ ہم اس وقت تک پاکستان کی دھرتی پر اللہ کی توحید کا مذاق اڑانے والے' حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی ختم نبوت کا انکار کرنے والے' امہات المومنین کی عفت و آبرو پر کیچڑ اچھالنے والے' اصحاب رسول ﷺ کے ناموس پر تبرا کرنے والے بے دین' بے غیرت' بے حیا اور بے ایمان گروہوں کا مقابلہ کرتے رہیں گے۔ ہم ان کے کفر کا علان کرتے رہیں گے۔ ہم ان کے دجل و فریب کا پردہ چاک کرتے رہیں گے۔ ہم ان کی مکاری وعیاری سے بھولے بھالے مسلمانوں کو آگاہ کرتے رہیں گے۔ ہم ان کے کافرانہ عقائد و نظریات سے مسلمانوں کے ایمان و عقیدہ کا تحفظ کرتے رہیں گے۔

میرے محترم سامعین! ہمارا بس یہی جرم ہے کہ ہم نے گزشتہ ۱۳ سال سے جس بات کو حق جانا ہے' اسے برسر عام کہا ہے۔ جسے باطل سمجھا ہے اسے ببانگ دھل للکارا ہے۔ جسے کفر کا ارتکاب کرتے دیکھا ہے اسے ڈنکے کی چوٹ پر کافر کہا ہے۔ دشمنوں اور حکمرانوں کو ہماری اسی بات پر اعتراض ہے۔ پولیس اور افسران ہمارے اسی انداز کو جرم قرار دیتے ہیں اور ملک کو لوٹنے والے سیاستدان ہماری اسی ادا کو فرقہ واریت کا نام دیتے ہیں۔ لیکن سنیو! مسلمانو! اس بات کا فیصلہ تو اصل میں روز محشر ہونا ہے کہ آیا ہم نے جو کچھ کیا ہے اور جو کر رہے ہیں یہ صحیح ہے یا غلط ؟ مگر میں تم لوگوں سے پوچھتا ہوں کہ تم بتلاؤ! کیا ہم کفر کو کفر کہنا بند کر دیں ؟ کیا ہم جھوٹ' دجل' فریب اور شیطنت کو

للکارنا چھوڑ دیں ؟ کیا ہم اللہ کے دین کے دشمنوں پیغمبر اسلام کے گستاخوں اور صحابہؓ کے دشمنوں کا نوٹس لینا ترک کر دیں ؟ اگر آپ بھی کہتے ہیں کہ ہمیں حق بات کہنے کو ترک نہیں کرنا چاہئے۔ ہمیں کفر سے مفاہمت نہیں کرنی چاہئے' ہمیں جھوٹ کو سچا تسلیم نہیں کرنا چاہئے تو پھر تم گواہ بن جاؤ کہ ہم انشاء اللہ العزیز اپنی زندگی کے آخری لمحوں تک اس مشن کو جاری وساری رکھیں گے۔ اور میرے ساتھ آج یہ وعدہ کرو کہ آج کے بعد تم بھی ہمارے ساتھ اس مشن کا پرچم اٹھاؤ گے۔ اپنے عمل سے یہ ثابت کردو گے کہ ہم حق والوں کے ساتھ ہیں۔ ہم بہادروں کے ساتھ ہیں۔ کافروں کے ساتھ نہیں۔

میرے محترم سامعین! سپاہ صحابہؓ پر قتل وغارت گری کا الزام لگانے والے لوگ جھوٹے ہیں اور ہمیں دہشت گرد قرار دینے والے حکمران و پولیس افسران غلط بیانی سے کام لیتے ہیں۔ کیونکہ ہم نے کبھی بھی اپنی تقریروں میں کسی شخص یا کسی گروہ کو قتل کرنے کا حکم نہیں دیا ہے۔ میں حیران ہوں کہ حکمران ہم پر قتل وغارت گری کا الزام لگاتے ہیں اور یہ نہیں سوچتے کہ اگر ہم لوگ ایسا نظریہ رکھتے ہوتے تو اس ملک میں ہماری صرف چار تقریروں سے ایسی جنگ شروع ہو جاتی کہ جسے کوئی ختم نہ کرا سکتا اور ایک ایک دن میں ہمارے ہزاروں مخالفین موت کے گھاٹ اتر جاتے۔ مگر ہم نے ہمیشہ دشمنان اسلام کے کفریہ عقائد اور ان کی گستاخیوں پر احتجاج کیا ہے۔ کیونکہ حیثیت مسلمان احتجاج کرنا ہمارا حق تھا اور حق ہے۔

اگر راجپال اور سلمان رشدی کی غلیظ کتب پر احتجاج کرنا درست ہے تو ملاں باقر مجلسی' خمینی اور غلام حسین نجفی کی غلیظ ترین ایسی کتب پر احتجاج کرنا کیونکر صحیح نہیں ہے جن کتابوں کے صفحات اصحاب رسولؐ پر تبرا بازی گالی

گلوچ اور توہین آمیز عبارات سے بھرے پڑے ہیں- چاہئے تو یہ تھا کہ حکمران طبقہ ایسی غلیظ کتب کو لکھنے والوں کے لئے سزائے موت کا قانون بناتا اور ایسی کتابوں کے بیچنے والوں کو کال کوٹھڑیوں میں بند کرتا- لیکن الٹا ایران کی خوشنودی کے لئے احتجاج کرنے والوں پر ہی عرصہ حیات تنگ کیا جارہا ہے اور سنگین مقدمات قائم کر کے انہیں تشدد کا نشانہ بنایا جارہا ہے اور طرح طرح کے حربوں سے ان کی زبانوں کو خاموش کرانے کی ناپاک اور شرمناک کوششیں کی جارہی ہیں- مگر میں آج اس جلسہ عام میں یہ بات بتادینا چاہتا ہوں کہ سپاہ صحابہ کا بچہ بچہ تختہ دار پر جھول سکتا ہے' گولیوں کا نشانہ بن سکتا ہے- عقوبت خانوں میں ظلم برداشت کر سکتا ہے لیکن حق بات کہنے سے باز نہیں آسکتا-

میرے محترم سامعین! حکمران طبقہ کے جھوٹے الزامات کا اندازہ آپ اس سے بھی لگا سکتے ہیں کہ ہمارے دشمنوں نے ہم پر درجنوں جو قتل کے مقدمات قائم کئے تھے' آج ہم ان سب مقدمات میں بے گناہ ثابت ہو چکے ہیں- ہم پر ایک بھی الزام ثابت نہیں ہو سکا ہے- اب مجھے صرف تقریر کے مقدمات میں جیل میں بغیر کسی عدالت میں پیش کئے غیر قانونی طور پر رکھا ہوا ہے- اور یہی صورت حال قائد سپاہ صحابہؓ علامہ علی شیر حیدری کی بھی ہے-

ہم سے کہا جارہا ہے بلکہ حکومت کے وفد ہمارے پاس آکر بار بار ہمیں یہ پیشکش کر رہے ہیں کہ اگر تم باہر جاکر اسلام کے دشمنوں اور حکمرانوں کے خلاف تقریریں نہ کرنے اور نعرے نہ لگانے کا وعدہ کرو تو تمہیں رہا کر دیا جائے گا اور حکومت تمہیں اپنے علاقہ کے لئے ترقیاتی فنڈز دے گی- تمہیں اور بھی بہت سی مراعات و مفادات حاصل ہو جائیں گے- لیکن ہم نے انہیں صاف صاف کہہ دیا ہے کہ ہم کفر و دجل' منافقت اور فریب باز گروہ کو مسلمان نہیں

کہہ سکتے اور نعرہ نہیں چھوڑ سکتے- میں اس موقع پر تمام حاضرین اور کارکنوں سے ایک وعدہ بھی لینا چاہتا ہوں کہ تم لوگ آج کے بعد سنت رسول اور اسوہ صحابہؓ پر عمل پیرا ہو گے- نمازوں کی پابندی کرو گے' بے حیائی اور فحاشی کے کاموں سے منہ موڑو گے- اگر تم لوگ مجھ سے یہ وعدہ کرتے ہو تو خدا کی قسم ایک طرف اللہ اور اس کا رسولؐ راضی ہو گا تو دوسری طرف ہمارے شہیدوں کی روحیں خوش ہوں گی- تیسری طرف میرے تمام اسیروں کے حوصلے بلند ہوں گے- اللہ تعالیٰ آپ کو اس عہد پر پورا اترنے کی توفیق بخشے-

والسلام

آپ کا بھائی

محمد اعظم طارق

۲۶-۱۰-۹۸

اٹک جیل

تمام دینی و مذہبی جماعتوں کے قائدین و بزرگوں کا احترام کیا جائے

میرے عزیز ساتھیو! اور سپاہ صحابہؓ کے غیور کارکنو!

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ!

سپاہ صحابہؓ اس وقت جن آگ و خون، قید و بند، ہتھکڑی و بیڑی کی خاردار راہوں سے گزر رہی ہے۔ آپ اس سے پوری طرح آگاہ ہیں۔ آئے دن ہمارے قیمتی علماء و قائدین کے خون سے ہولی کھیلی جارہی ہے اور اس ظلم عظیم پر صدائے احتجاج بلند کرنے کے جرم میں الٹا حکمران طبقہ ہمارے ہی رہنماؤں اور کارکنوں کو ظلم و تشدد کا نشانہ بنانے میں مصروف ہے۔

حالات نے یہ ثابت کردیا ہے کہ پاکستان کا دہشت گرد گروہ ایرانی ایجنٹ شیعہ طبقہ اور حکمران باہم مل کر سپاہ صحابہؓ کو ختم کرنے کے ناپاک منصوبہ پر عمل پیرا ہیں۔ ایک طرف ہمارے قائدین و کارکنوں کو نہتا کر کے گولیوں کے سامنے لا کھڑا کر دیا گیا ہے۔ دوسری طرف ہمارے قاتل گرفتار نہیں کئے جارہے۔ الٹا بوگس و سطحی قسم کے مقدمات کے تحت جیلوں کو سپاہ صحابہؓ کے نوجوانوں سے ہی بھرا جارہا ہے۔

پیارے ساتھیو! اب اس حالت میں ہمیں جوش کے ساتھ ساتھ کچھ

ہوش اور دانشمندی سے کام لیتے ہوئے اس بات کو دیکھنا ہے کہ ہم کس طرح "شیعہ و شریف برادران اتحاد" کے ناپاک عزائم کا مقابلہ کر سکتے ہیں- میری اس بارے میں دو تجاویز ہیں جن پر آپ نے آج ہی سے عمل کرنے کا آغاز کر دینا ہے- پھر آپ دیکھیں گے کہ کس طرح ہم دشمنوں کے ناپاک عزائم کو خاک میں ملانے میں کامیاب ہو جاتے ہیں اور اپنے مشن و موقف کو کامیابی کی منزل تک لے جاتے ہیں-

پہلی تجویز- یا ہدایت یہ ہے کہ ہر رہنما اور کارکن اپنی اصلاح پر توجہ دے اور فرائض و واجبات کی پابندی کرتے ہوئے سنت رسول عربی ﷺ پر عمل پیرا ہو- حرام چیزیں ترک کرنے کا عہد کریں اور مکروہات سے بھی دور بھاگیں- اس کے بعد نہایت خشوع و خضوع سے بارگاہ ایزدی میں گڑگڑا کر اپنی جماعت کی کامیابی کے لئے دعا مانگیں- انشاء اللہ العزیز اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے ضرور ہماری نصرت کا فیصلہ ہوگا اور ہم سرخرو ہو کر اس بحران سے باہر نکلیں گے-

دوسری تجویز یہ ہے کہ تمام اہل حق کے طبقہ سے وابستہ علماء کرام و رہنمایان ملت کو اپنے ساتھ لے کر چلیں تاکہ دشمن کو معلوم ہو جائے کہ سپاہ صحابہؓ تنہا نہیں ہے- اس عظیم مقصد کا حصول اس وقت ممکن ہے جب آپ لوگ دیگر جماعتوں کے قائدین و لیڈران کا احترام کریں گے اور بزرگان دین کا ادب و احترام اس طرح بجا لائیں گے جیسے مریدان باصفا اپنے شیخ کا ادب کرتے ہیں-

مجھے یقین ہے کہ اگر سپاہ صحابہؓ کے پرجوش نوجوان اپنے اپنے علاقوں میں مشائخ عظام و علماء کرام سے اپنا تعلق پیدا کرنے میں کامیاب

ہو جائیں گے تو پھر کوئی وجہ نہیں ہے کہ ہر طرف سے ہماری تائید میں آواز بلند نہ ہو۔ اس سلسلے میں میری یہ ہدایت ہی نہیں بلکہ آپ حکم سمجھیں کہ ہر اس کانفرنس، جلسہ یا جلوس میں آپ لوگ ایک ذمہ دار کارکن کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنے جوش و جذبہ کو حتی الامکان حد تک کنٹرول میں رکھیں۔ جس پروگرام میں سپاہ صحابہؓ کے علاوہ دیگر جماعتوں کے رہنما بھی شریک ہوں اور دوسری دینی و مذہبی جماعتوں کے پروگراموں میں آپ کا دل چاہے تو بے شک شریک ہوں مگر وہاں پر کوئی ایسا نعرہ مت لگائیں جسے اس جماعت کے راہنما پسند نہ کرتے ہوں۔ آپ اپنے جوش و جذبہ اور غیرت ایمانی کا مظاہرہ اپنے جلسوں اور پروگراموں میں خوب کریں۔ اس طرح کسی بھی مسئلہ پر جب کوئی اجتماعی طور پر کام کیا جارہا ہو تو اس سے الگ انفرادی انداز میں آپ اپنا پروگرام ہرگز نہ کریں بلکہ اجتماعی پروگرام میں شریک ہوں۔

والسلام
آپ کا بھائی
محمد اعظم طارق
اٹک جیل

مولانا محمد عبداللہ صاحب کی شہادت کے بعد اسلام آباد میں ہونے والے
دینی جماعتوں کے مشترکہ احتجاجی مظاہرہ کے لئے خصوصی پیغام

۲۱-۱۰-۹۸

ایران کے تمام منصوبے خاک میں مل گئے ہیں

۲۴ نومبر ۹۸ء کو روزنامہ خبریں اسلام آباد میں شائع ہونیوالا انٹرویو

سوال نمبر ۱- سپاہ صحابہؓ پاکستان کے عظیم سپوتوں کو گزشتہ دنوں یکے بعد دیگرے جس طرح دہشت گردی کا نشانہ بنایا گیا- اس پر ہر آنکھ نم ہے- اس بارے میں حکومت نے مکمل خاموشی اختیار کر رکھی ہے- لیکن سپاہ صحابہؓ کی قیادت بھی اسی طرح خاموش ہے- اس کے کیا معنی لئے جاسکتے ہیں؟

جواب نمبر ۱- سپاہ صحابہؓ کے مرکزی ڈپٹی سیکریٹری مولانا شعیب ندیم' قاری حبیب الرحمٰن صدیقی کی المناک شہادت کے بعد سپاہ صحابہؓ نے قاتلوں کی گرفتاری کے لئے بھرپور احتجاج کا آغاز کیا تو حکومت نے قاتلوں کو گرفتار کرنے کے بجائے الٹا سپاہ صحابہ کے پرامن مظاہرین ہی کو گرفتار کر کے عقوبت خانوں میں تشدد کا نشانہ بنانے اور جیلوں میں ڈالنے کا سلسلہ شروع کر دیا- جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ حکومت نہ صرف سپاہ صحابہؓ کے قائدین کے قاتلوں کی سرپرستی کر رہی ہے بلکہ وہ یہ بات بھی برداشت نہیں کر سکتی کہ کوئی قاتلوں کی گرفتاری کے لئے آواز بلند کرے اور حکومت کو اس کی ذمہ داری کا احساس دلائے- چنانچہ ۱۳ ستمبر کے بعد واہ کینٹ سے پچاس سے زائد بے گناہ نوجوان و دینی مدارس کے طلبہ کو گرفتار کر کے ان کے پاؤں میں بیڑیاں ڈال کر اڈیالہ جیل کی کوٹھڑیوں میں بند کر کے ملاقاتوں پر پابندی لگا دی گئی اور ۲۴ ستمبر کو

لاہور میں سپاہ صحابہؓ کے پر امن احتجاجی مظاہرہ کو سبوتاژ کرنے کے لئے مسجد شہداء میں شیلنگ کی گئی- پھر ساڑھے چار سو علماء و طلبہ و کارکنوں کو گرفتار کر کے کوٹ لکھپت جیل میں بیڑیاں پہنا کر بند کر دیا گیا- یہ تمام گرفتار شدگان ڈیڑھ ماہ گزرنے کے باوجود ابھی تک جیلوں میں ہیں- آخر جماعت کی قیادت نے حکومت کے ان مظالم کے خلاف احتجاجی تحریک چلانے کا اعلان کر دیا تاکہ اتنی بڑی تعداد میں احتجاجاً گرفتاریاں پیش کی جائیں کہ حکومت کا شوق بھی پورا ہو جائے- لیکن حکومت کی طرف سے ایک پانچ رکنی جید علماء کرام کا وفد ادھر میرے پاس جیل میں پہنچ گیا- وفد کے معزز و قابل احترام علماء کرام کا اصرار تھا کہ آپ مصالحت و امن و امان کے لئے تعاون کریں- چنانچہ میں نے وفد کو تعاون کا یقین دلایا- ادھر وفد نے جماعت کے باہر کے مرکزی قائدین سے بھی ملاقاتیں کیں جس پر جماعت نے احتجاجی تحریک کا اعلان واپس لے کر مصالحتی وفد کے ذریعہ امن و امان کے قیام اور علماء کے قاتلوں کی گرفتاری کے لئے بات کو آگے بڑھانے کا فیصلہ کیا تو اس طرح اس وقت جماعت کی طرف سے عدم احتجاج کی پالیسی کا سبب یہ ہے کہ جماعت علماء کے مصالحتی وفد کے کردار کا انتظار کر رہی ہے-

صالح اور شفاف قیادت جلد ہی سامنے آنے والی ہے

سوال نمبر ۲- حکومت پانچ سال پورے کرنے کے لئے ہر طرح سے اور ہر دباؤ سے اپنا کام کر رہی ہے- کرپشن، چور بازاری، لوٹ مار، قتل و غارت کا ہر طرف بازار گرم ہے- کئی احتجاج کرنے والی جماعتیں بھی اس ماحول میں دم سادھے بیٹھی ہیں- اس پر آپ کیا روشنی ڈال سکتے ہیں؟

جواب نمبر ۲- موجودہ حکومت نے جس کرشماتی بھاری مینڈیٹ کے ذریعہ زمام اقتدار سنبھالی تھی- اس پر تمام سیاسی جماعتیں دم خود رہ گئی تھیں اور حیرت و تعجب میں مبتلا تھیں اور قریباہر جماعت نے الیکشن کو غیر منصفانہ قرار دینے کے باوجود یہ پالیسی اپنائی کہ مسلم لیگ کو اس قدر موقع دینا چاہئے کہ وہ اپنے منشور اور نعروں کے مطابق ملک کو اسلام کا گہوارہ بنائے اور اس کی اقتصادی و معاشی حالت کو سدھارے' بے روزگاری پر قابو پائے اور مہنگائی کا جن قابو کرے- لیکن پونے دو سال گزرنے کو ہیں- حالات دن بدن بد سے بدتر ہوتے چلے جارہے ہیں- مہنگائی آسمان سے باتیں کررہی ہے- قومی اداروں کو کوڑیوں کے مول فروخت کرکے بے روزگاری میں مزید اضافہ کیا جارہا ہے- ملک کی اقتصادی اور معاشی حالت تباہ ہوکر رہ گئی ہے- اسلام کے نام پر آمرانہ اختیارات حاصل کرنے کی ناپاک مہم شروع کرکے شریعت بل کی راہوں میں خود ہی گڑھے کھود دیئے گئے ہیں- ایسی صورت میں اب سیاسی و مذہبی جماعتیں اپنے اپنے مقام پر انگڑائیاں لے رہی ہیں اور حکومت کی کرپشن' لوٹ مار' بدامنی اور قتل و غارت گری پر سخت انداز میں تنقید کرنے کے ساتھ ساتھ سڑکوں پر آنے کا سوچ رہی ہیں- دراصل اس وقت سیاسی جماعتوں کے لئے المیہ یہ ہے کہ جو بڑی جماعتیں ہیں وہ کرپشن کی دلدل میں کانوں تک ڈوبی ہوئی ہیں اور جو چھوٹی جماعتیں ہیں ان کا باہمی رابطہ اتنا گہرا نہیں ہے کہ وہ کسی متفقہ قیادت کے تحت میدان میں آسکتی ہوں- تاہم مجھے یقین ہے کہ یہ خلا زیادہ دیر تک اس طرح نہیں رہے گا بلکہ صالح اور شفاف قیادت جلد ہی سامنے آنے والی ہے- جو اپنے جلو میں محب وطن دینی و سیاسی جماعتوں کو لے کر حکمرانوں کے خلاف میدان میں موجود ہوگی-

سوال نمبر ۳- ایران اور افغانستان کے درمیان گزشتہ دنوں منڈلانے والے جنگ کے بادلوں نے جس طرح خوف وہراس کی لہر پیدا کردی تھی- اس طرح کا کوئی واقعہ رونما نہیں ہوا لیکن بظاہر یوں لگتا تھا کہ دونوں ملکوں کے درمیان فیصلہ کن جنگ چھڑنے والی ہے- اس بارے میں آپ کے تاثرات کیا ہیں؟

جواب نمبر ۳- ایران اس وقت اپنی لاکھوں مسلح افواج کو لے کر افغانستان کی سرحد پر جنگی مشقوں میں کیوں مصروف ہے؟ اس سوال کا ایک طویل پس منظر ہے- دراصل چھ وسطی ایشیائی ریاستوں کی آزادی کے بعد افغانستان اور پاکستان کو بین الاقوامی سطح پر ایک ایسی جغرافیائی اہمیت حاصل ہوگئی ہے جسے نظر انداز نہیں کیا جاسکتا- وسطی ایشیائی ریاستیں قدرتی وسائل سے مالا مال ہیں- لیکن ان کے پاس کوئی سمندری راستہ نہیں ہے کہ جس کے ذریعہ سے وہ پوری دنیا کو اپنا خام مال، گیس، پیٹرول وغیرہ نہایت ہی ارزاں نرخوں پر فراہم کر سکیں- ان ریاستوں کو دنیا بھر سے رابطہ پیدا کرنے کے لئے سب سے قریب ترین بندرگاہ کراچی کی لگتی ہے اور وہ افغانستان کے راستے کراچی تک اپنا مال تھوڑے وقت میں بھجوا سکتے ہیں- اس طرح امریکی کمپنیاں افغانستان اور پاکستان کے راستے گیس کی پائپ لائن بچھانے کے منصوبوں کو عملی جامہ پہنانے کے لئے کوشاں ہیں- ان منصوبوں کی اگر تکمیل ہوگئی تو اول نمبر پر پاکستان اور دوسرے نمبر پر افغانستان کو اس سے اربوں ڈالر کا سالانہ فائدہ ہوگا- لیکن ایران کی خواہش یہ ہے کہ پوری دنیا پاکستان اور افغانستان کے راستے سے وسطی ایشیائی ریاستوں سے رابطہ کرنے کے بجائے ایران کا راستہ اختیار کرے چونکہ ایران کی بندرگاہ تک کا فاصلہ بہت طویل اور دشوار گزار ہے- اس لئے اس کا ایک ہی حل ہے کہ افغانستان میں امن قائم نہ ہونے دیا جائے تاکہ اس ملک کی بدامنی کے سبب

ناچار ایران ہی کا راستہ اپنانے پر دنیا مجبور ہو- چنانچہ یہ بات اب کھل کر سامنے آگئی ہے کہ حکومت ایران طالبان سے پہلے ہی حزب وحدت کے دو گروپوں کے لیڈروں استاد محقق گروپ اور کریم خلیلی گروپ کو الگ الگ فنڈز مہیا کرتا رہا- تاکہ ایک گروپ احمد شاہ مسعود کا حامی بن کر دوسرا گلبدین حکمت یار کا حلیف بن کر انہیں آپس میں برسر پیکار رکھے- لیکن طالبان کے کابل پر قبضہ کر لینے اور مزار شریف کو فتح کر لینے کے بعد افغانستان کے نوے فیصد علاقے میں مثالی امن قائم کرنے میں کامیابی حاصل کرنے پر ایران کے تمام منصوبے خاک میں مل گئے ہیں- اب ایران کی طرف اپنے نام نہاد سفارت کاروں کے قتل کا ڈھنڈورا پیٹ کر طالبان کو بدنام کرنے اور افغانستان کی سرحد پر فوجیں جمع کرنے کا مقصد صرف اور صرف یہ ہے کہ طالبان حکومت کے استحکام کے پیش نظر کہیں پاکستان کے راستے سے پوری دنیا وسطی ایشیائی ریاستوں سے رابطہ نہ کر لے حالانکہ سوچنے کی بات ہے کہ جب ایرانی حکومت کا یہ دعویٰ ہے کہ وہ اسلامی انقلاب کی علمبردار ہے تو اسے خالص نظام اسلام کے نافذ کرنے والے طالبان کی حمایت کرنی چاہئے تھی نہ کہ ان کی حکومت کو سرے سے ختم کرنے کے لئے بھیانک اور گھناؤنے منصوبوں پر عمل کرنا چاہئے تھا- ایران اس وقت صرف افغانستان ہی نہیں بلکہ پاکستان کا بھی بدخواہ بنا ہوا ہے- کیونکہ اسے یہ بات ایک لمحہ بھی برداشت نہیں ہے کہ پاکستان کی اقتصادی و معاشی حالت بہتر ہو- مجھے اس بات کا یقین ہے کہ ایران طالبان سے جنگ نہیں چھیڑے گا- کیونکہ وہ بخوبی جانتا ہے کہ افغانستان ایک ایسی دلدل کا نام ہے کہ جہاں انگریز اور روس بھی داخل ہوئے تو پھر ناک رگڑ کر ہی انہیں وہاں سے چھٹکارا ملا- اس وقت ایران کی طرف فوجی اجتماع کا مقصد صرف یہ ہے کہ طالبان کے مقابل

احمد شاہ مسعود کو زیادہ سے زیادہ ریلیف مل سکے۔ اور طالبان اس پر قابو نہ پا سکیں اور اس اثناء میں کچھ دیگر علاقوں سے بھی طالبان کے خلاف بغاوت پیدا کی جا سکے۔ لیکن ایران کی یہ خام خیالی اور منصوبہ بندی بھی کامیاب ہوتی نظر نہیں آتی۔

مولانا مودودی کے قلم کا فروخت بھی ایک عقیدت کا عنوان ہے

سوال نمبر ۴۔ قاضی حسین احمد کا تین روزہ اجتماع فیصل مسجد جتنی امیدیں اور امنگیں لے کر آیا تھا۔ اسی قدر اس نے عوام کو مایوس کیا ہے بجائے اس کے یہ الزام لگایا جا رہا ہے کہ قاضی صاحب فنڈز اکٹھا کرنے آئے تھے۔ مولانا مودودیؒ کا قلم ۱۴ لاکھ روپے میں نیلام ہوا۔ اس اجتماع کے اصل مقاصد آپ کے نزدیک کیا تھے؟

جواب نمبر ۴۔ حکمرانوں کی ناکام پالیسیوں، بدامنی، کرپشن، لوٹ مار اور مہنگائی و بے روزگاری سے لوگ اس وقت اتنے تنگ آ چکے ہیں کہ انہیں جب بھی کسی سیاسی یا دینی جماعت کی طرف سے کسی ریلی جلوس، جلسے یا کانفرنس کی آواز سنائی دیتی ہے تو وہ فوراً اس پر لبیک کہتے ہیں اور اس سے یہ امیدیں وابستہ کر لیتے ہیں کہ شاید اس جلسہ و جلوس سے حکومت کے خاتمے کی تحریک کا آغاز ہو جائے گا۔ اور اس میں بہت سا دخل ان عناصر کا بھی ہوتا ہے جو محض اپنے پروگرام کو کامیاب بنانے کے لئے اخبارات میں یہ دعوے کرنا شروع کر دیتے ہیں کہ ہمارا یہ پروگرام حکمرانوں کے بستر بوریا گول کرنے کا سبب ہو گا۔

جہاں تک جماعت اسلامی کے تین روزہ اجتماع کا تعلق ہے تو اس

کے انتظامات عوام کی کثیر تعداد میں شرکت' بین الاقوامی میڈیا کی دلچسپی کے اعتبار سے یہ اجتماع ایک کامیاب ترین اجتماع تھا اور اس اجتماع کے بارے میں خود قاضی حسین احمد صاحب نے کوئی ایسا عندیہ بھی نہیں دیا تھا کہ اس کا مقصد اسلام آباد پر قبضہ کرنا ہوگا- یہ اجتماع حکومت مخالف تحریک کا نقطہ آغاز ہوگا- لیکن پہلے بھی یہی ہوتا رہا ہے اور اب بھی یہی ہوا کہ ایک طرف حکومت کی ایجنسیوں نے اس اجتماع کے بارے میں حکومت کو خوفزدہ کرنا شروع کر دیا کہ قاضی صاحب اسلام آباد پر قبضہ کرنا چاہتے ہیں- دوسری طرف بعض غیر ذمہ دار لوگوں نے اس اجتماع کے بارے میں قصداً ایسے اشارے دینے شروع کر دیئے کہ جس سے ایسے لگتا تھا کہ اب بس آخری روز قاضی صاحب اسلام آباد پر قبضہ کرنے کا اعلان کرنے والے ہیں- میرے خیال میں جماعت اسلامی کا اصل مقصد اپنی قوت و طاقت کا پر امن انداز میں بھرپور مظاہرہ کر کے دنیا کو یہ بتانا تھا کہ پاکستان میں ہماری ایک اہم حیثیت ہے- سو وہ اپنے اس مقصد میں سو فیصد کامیاب رہی ہے- ہاں ان لوگوں کو اس اجتماع سے واقعی مایوسی ہوئی ہے جنہوں نے اس اجتماع سے کسی اور طرح کی توقعات وابستہ کر رکھی تھی اور میں سمجھتا ہوں کہ جماعت اسلامی کوئی ایسا قدم اٹھا لیتی جیسا بعض لوگ چاہتے تھے تو اس کے نتائج نہایت ہی خوفناک اور بھیانک ہوتے کیونکہ کسی بھی جماعت کا ملک بھر سے دو چار لاکھ آدمی جمع کر کے دارالخلافہ پر قبضہ کر لینا اگر واقعی انقلاب کی کامیابی کا سبب ہوتا تو ایسا کب کا ہو چکا ہوتا- جہاں تک جماعت اسلامی کے فنڈز جمع ہونے کی بات ہے تو یہ اس کا اپنا مسئلہ ہے- کارکن اور جماعت کے موقف کے حامی لوگ اگر قیات پر اعتماد کر کے کروڑوں اربوں کے فنڈز دیتے ہیں تو یہ ان کا اعتماد اور جذبہ ہے- جس پر اعتراض نہیں ہو سکتا-

اسی طرح مولانا مودودی کے قلم کی فروخت بھی ایک عقیدت کا عنوان ہے۔ جس صاحب حیثیت کے دل میں جتنی عقیدت ہوگی وہ اس قدر اس قلم کی قیمت لگا سکتا ہے۔ آج یہ قلم لاکھوں میں بکا ہے کل کوئی اسے کروڑوں میں بھی خرید سکتا ہے۔

پاکستان پہلا اسلامی ملک ہے جو جوہری توانائی حاصل کر چکا ہے

سوال نمبر ۵۔ پاکستان اور بھارت نے ایٹمی طاقت ہونے کے باوجود ایک دوسرے کو خاموشی سے برداشت کر لیا ہے کیا یہ بھی امریکہ کی کوئی چال ہے یا اس کے پیچھے یہودیوں کی بہت بڑی سازش کار فرما ہے؟

جواب نمبر ۵۔ پاکستان اور بھارت کے ایٹمی طاقت ہونے کے اعلان پر اصل فائدہ تو پاکستان کو ہوا ہے۔ اس کی حیثیت اب بھارت کے مساوی ہو چکی ہے اور اس کا وزن اب تسلیم کیا جانے لگا ہے۔ جبکہ بھارت تو چوبیس سال قبل بھی ایٹمی دھماکہ کر چکا تھا۔ پاکستان کی طرف سے ایٹمی دھماکہ کرنے کے بعد اب دنیا کفر پریشان اور سراسیمہ ہے۔ کیونکہ ایک تو یہ پہلا اسلامی ملک ہے جو جوہری توانائی حاصل کر چکا ہے۔ دوسرے اب یہ ٹیکنالوجی دیگر اسلامی ممالک کو بھی فراہم کی جا سکتی ہے اور ایسا کرنے سے پاکستان کے تمام تر اقتصادی و معاشی مسائل بھی حل ہو سکتے ہیں اور کچھ نہیں تو کم از کم پاکستان عالم اسلام کا اب دفاع کرنے کی پوزیشن میں آ چکا ہے۔ پاکستان کی جوہری توانائی سے دیگر اسلامی ممالک کے مستفیض ہونے کا راستہ روکنے اور پاکستان کی اس عظیم دولت کو ممکنہ حد تک ختم کرنے یا کم کرنے کے لئے اب عالمی قوتیں ہر وہ حربہ استعمال کرنے پر تیار ہیں جس سے ان کے مقاصد حاصل ہوں۔ یہ قوتیں ایک طرف ہندوستان کو اس

بات پر آمادہ کریں گی کہ وہ پاکستان سے مذاکرات کے ذریعہ اپنی کشیدہ صورت حال کو کنٹرول کرے تاکہ پاکستان پر جوہری توانائی سے دستبردار ہونے کا دباؤ بڑھایا جاسکے دوسرے سی ٹی بی ٹی پر دستخط کرانے کے لئے خوبصورت پیشکش کریں گے تاکہ تانبے کے سکوں کے عوض سونے جیسی قیمتی جوہری توانائی کا سودا کرنے پر پاکستان مجبور ہو جائے۔ ہندوستان بھی عالمی طاقتوں کے کھیل میں برابر کا شریک ہے۔ وہ پاکستان سے مذاکرات جاری رکھ کر یہ تاثر دینے کی کوشش کر رہا ہے کہ ہمارے معاملات باہم گفت وشنید سے حل ہو سکتے ہیں لہذا کشمیر کا مسئلہ ایسا نہیں ہے کہ جسے بین الاقوامی سطح پر اٹھایا جائے یا پاکستان محض کشمیر کی آڑ میں اپنا جوہری پروگرام باقی رکھے۔ یہی وجہ ہے کہ پاک بھارت مذاکرات کے تین روز تک دور ہوئے مگر بات زیرو سے بھی آگے نہ بڑھ سکی۔ ادھر ہندوستان کی یہ بھی کوشش ہے کہ کشمیر سے ہٹ کر پاکستان سے تجارتی، ثقافتی اور دیگر امور پر مفاہمت کرلی جائے تاکہ کشمیر کا مسئلہ آہستہ آہستہ ایجنڈے کے دوسرے تیسرے نمبر پر چلا جائے۔ جہاں تک پاکستان و بھارت کا ایک دوسرے کی خاموشی برداشت کرنے کا مسئلہ ہے تو دونوں ممالک کی حکومتیں عوامی دباؤ کے سامنے مجبور ہو کر ایسا کر رہی ہیں ورنہ عالمی سطح پر پاکستانی حکومت تو سی ٹی بی ٹی پر دستخط کرنے کا قدم اٹھانے کے لئے بہانے تلاش کر رہی ہے۔

امیر المومنین ہر لمحہ عوام کے سامنے جوابدہ ہوتا ہے

سوال نمبر ۶۔ نفاذ شریعت کا اقدام اگرچہ بہت اچھا قدم ہے لیکن امیر المومنین کا خود شریعت کا پابند ہونا یا اسلامی نقطہ نگاہ سے کس قسم کا امیر المومنین ہونا

چاہیئے ؟ وضاحت کریں تاکہ عوام کو اصل امیر المومنین کی پرچھائیاں اور نقلی امیر المومنین میں واضح فرق نظر آسکے ؟

جواب نمبر ۶- اسلامی نظام کی یہ خوبی ہے کہ وہ عوام سے پہلے خلیفہ وقت سے یہ مطالبہ کرتا ہے کہ تم اپنے آپ کو حقیقی شکل و کردار میں ایک مسلمان بنا کر آئیڈیل کی شکل میں سامنے آؤ- ورنہ قرآن کریم صاف صاف اعلان کرتا ہے کہ تم جس بات پر خود عمل پیرا نہیں ہو وہ بات کیونکر منہ سے نکالتے ہو- اب شریعت بل میں ایک شق امر باالمعروف نہی عن المنکر کی ہے- جس کا واضح مطلب یہ ہے کہ ہر اسلام کی اچھائی یعنی سنت رسولؐ والی ادا کی طرف عوام کو دعوت دینا ہوگی اور ہر برائی یعنی ناجائز مکروہ اور بے حیائی' فحاشی سے منع کرنا ہوگا- لیکن حالت یہ ہے کہ خود حکمران طبقہ اتباع سنت کا راستہ چھوڑ کر اپنی شکل و صورت تہذیب و ثقافت میں یہود ہنود انگریز و مجوس کا پیروکار ہے- اس کو علامہ اقبال نے یوں فرمایا تھا-

وضع میں تم ہو نصاریٰ تو تمدن میں ہنود
یہ مسلمان ہیں جنہیں دیکھ کے شرمائیں یہود

تو اب حکمران طبقہ پر لازم ہے کہ وہ امیر المومنین کے منصب پر براجمان ہونے سے قبل مؤمنانہ شکل و صورت اور اسلامی تہذیب و ثقافت کو اپنائیں- اسی طرح حکمرانوں کو جانشین رسولؐ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور خلفائے راشدینؓ کا انداز اپناتے ہوئے اپنی ضروریات زندگی کے مطابق وظیفہ بیت المال سے لینا ہوگا اور اپنے ذاتی کاروبار' صنعتوں اور جاگیروں کو بیت المال میں جمع کرا کے زائد از ضرورت سے ہاتھ اٹھانے کا عمل اپنے گھر سے شروع کرنا ہوگا- یہ نہیں ہوگا کہ حکومتی وسائل و اثر و رسوخ کے ذریعہ اربوں

روپے بیت المال سے قرض لے کر محلات تعمیر کئے جائیں صنعتیں لگائی جائیں اور پھر بیت المال کا قرض لٹانے کی بجائے قرض معاف کرالیا جائے۔

اسلامی تعلیمات کے مطابق تو امیر المومنین اس بات کا پابند ہے کہ اگر اس کی عوام قحط سالی کے باعث دو وقت کی روٹی سے محروم ہو چکی ہے تو پھر امیر المومنین کے بچے بھی ایک وقت کے کھانے پر گزارا کریں گے۔ یہ نہیں ہو گا کہ ایک طرف تو گھوڑے اور کتے چیتے اور شیروں کے بچے وزیر اعظم ہاؤس میں مربے، مکھن اور دنیا بھر کی قیمتی غذاؤں سے لطف اندوز ہو رہے ہوں تو دوسری طرف عوام بھوکی مر رہی ہو۔ اسی طرح امیر المومنین ہر لمحہ عوام کے سامنے جواب دہ ہوتا ہے۔ بھرے مجمع میں کوئی شخص بھی اگر اٹھ کر یہ پوچھ لے کہ جناب آپ کی یہ قمیص کیسے تیار ہوئی ہے تو اسے وہیں کھڑے کھڑے سوال کرنے والے کا جواب دینا ہوتا ہے۔ یہ نہیں کہ ممبران اسمبلی کو بھی اختلاف رائے کے حق سے روک کر خود کو مطلق العنان بنالیا جائے۔ علاوہ ازیں امیر المومنین کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ خود جماعت کی نماز کی امامت جامع مسجد میں کرے اور جمعہ کا خطبہ بھی دے تاکہ اسے مخلوق خدا سے دور رہنے کی عادت نہ ہو اور وہ خانہ خدا میں بندگان خدا کے درمیان بھی وقت گزارے۔ غرض یہ کہ اسلامی تعلیمات کا منشا یہ ہے کہ امیر المومنین خادم المسلمین کی حقیقی تصویر بن جائے وہ خدمت عوام میں سرگرم رہے۔ عوام کو اپنی خدمات پر مامور نہ کرے۔

سوال نمبر ۷۔ کیا ملک عزیز میں اسلامی نفاذ کا خواب شرمندہ تعبیر ہو سکے گا۔ یا حکمران اپنا وقت پورا کرنے کے لئے ڈفلی بجا رہے ہیں۔

جواب نمبر ۷۔ یہ ملک تو بنا ہی اسلام کے نام پر ہے اور یہاں کے مسلمانوں نے

تو اسلام کے لئے ایسی بے مثال قربانیاں دی ہیں کہ جس کی نظیر تاریخ اسلام میں نہیں ملتی۔بد قسمتی سے پچاس سال تک اس ملک کے اقتدار پر ایسے لوگ براجمان ہوتے رہے ہیں جو اپنے اقتدار کی طوالت اور آمریت کے تحفظ کے لئے اسلام کا نام استعمال کرتے رہے۔ مگر وہ نہ صرف اسلام سے آشنا نہیں تھے بلکہ حقیقتاً وہ اسلام کے سب سے بڑے مخالف تھے۔ایسے ہی لوگوں کے دوغلہ پن اور منافقانہ انداز سے اب لوگ یہ سوچنے لگے ہیں کہ شاید اس ملک میں اسلام کے نفاذ کا خواب شرمندہ تعبیر نہیں ہو سکے گا اور ادھر حکمرانوں کا انداز بھی یہ ہے کہ وہ اسلام کو بلوں کی نذر کر کے تاخیری حربوں سے کام لے رہے ہیں اور سینٹ میں شریعت بل چونکہ اب پاس ہونا بہت مشکل ہے۔اس لئے حکمران طبقہ یہ کہنے میں کامیاب ہو جائے گا کہ "ہم نے تو بہت کوشش کی مگر سینٹ سے تعاون نہیں ہوا" حالانکہ شریعت کی بالادستی کے لئے آئین میں پہلے ہی سے اتنی شقیں موجود ہیں کہ اس بل کی ضرورت ہی نہیں رہتی۔ حکومت آج خلوص دل سے اگر اسلام کا نفاذ چاہتی ہو تو اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات کو ایک ہفتہ میں اسمبلی سے پاس کرا سکتی ہے۔

سوال نمبر ۸۔ قاضی حسین احمد نے اجتماع عام میں خواتین کو پردے کی قید سے آزاد کر دیا ہے اس بارے میں اسلام کیا کہتا ہے۔

جواب نمبر ۸۔ قاضی حسین احمد نے پردہ کے بارے میں پہلے بھی اس طرح کا بیان دیا تھا جس پر اہل علم اور دینی طبقوں نے واشگاف الفاظ میں اس کا رد کیا اور اب ایک مرتبہ پھر قاضی صاحب نے یہ بیان دے کر ثابت کیا ہے کہ وہ اپنی رائے پر مصر ہیں۔ میرا تو اس بارے میں صرف اتنا سا ہی قاضی صاحب سے سوال ہے کہ قرآن کریم کے ۲۲ ویں پارہ میں جہاں ازواج مطہراتؓ بنات

النبی ﷺ اور مومنات کو حجاب کا حکم دیا گیا ہے۔اس آیت کا صرف ترجمہ ہی پڑھ لیا جائے کسی مفسر کی تفسیر کو بھی نہ پڑھا جائے تو مسئلہ واضح ہو جاتا ہے۔ اس آیت مبارکہ میں ارشاد خداوندی ہے ذالک ادنی ان یعرفن فلا یئوزین کہ حجاب دار اوڑھنی ایسی ہونی چاہئے کہ جس سے مسلمان عورت کی دیکھنے والے کو پہچان نہ ہو۔ تاکہ اسے کوئی شخص بد نظری یا بد گوئی کے ذریعہ تکلیف نہ پہنچا سکے۔اب جب کسی عورت کا چہرہ ہی کھلا ہوا ہوگا تو خود غور کریں کہ دیکھنے والے کو اس کے حسن، عمر اور کیفیت سے کس طرح تعارف نہ ہوگا۔ قاضی صاحب یا کوئی اور مفکر ایسا طریقہ بتائیں کہ اس آیت پر عمل بھی ہو جائے یعنی عورت کا تعارف بھی نہ ہو اور شرعی پردہ پر بھی عمل ہو۔اور پھر قاضی صاحب کے خود اپنے گھرانے کا عمل کیا ہے؟ جب ماشاء اللہ ان کے گھرانے کی خواتین مکمل حجاب کا اہتمام کرتی ہیں تو آخر وہ اس طرح کے بیانات کس طبقہ کی خوشنودی کے لئے جاری کرتے ہیں۔

مظلوموں کا ساتھ دے اور ظالم کا پنجہ مروڑ دے

سوال نمبر ۹۔مہنگائی، بے روزگاری، لاقانونیت نے ملک کی جڑیں کھوکھلی کر دی ہیں۔حکمران کوئی ٹھوس حکمت عملی اختیار کرنے کے بجائے عوام کو آئے روز مختلف چکروں میں ڈالتے جا رہے ہیں۔اس کی وجوہات حکومت کی ناکامی ہے یا کوئی بیرونی سازش؟

جواب نمبر ۹۔ملک میں مہنگائی، بے روزگاری اور فحاشی و عریانی کا عنصر ایک بہت بڑا سبب ہے لاقانونیت، قتل و غارت گری اور بدامنی کا ڈکیتیاں، گینگ ریپ، حتی کہ دشمن ملک بھارت کا آلہ کار بن کر ملک میں تخریب کاری کا ارتکاب

کرنے والے نوجوان بھی حقیقت میں بے روزگاری اور مہنگائی کے ہاتھوں مجبور ہو کر یہ اقدام اٹھاتے ہیں-اور ان واقعات کی پوری کی پوری ذمہ داری حکومت پر عائد ہوتی ہے جس کی ناکام پالیسیوں سے عوام بھوکے مر رہے ہیں- تاہم اس کے علاوہ ملک میں قومیت اور مذہب کی بنیاد پر جو ہنگامے اور فسادات ہو رہے ہیں ان کی وجہ معاشی تنگی کی بجائے ایمانی اور سیاسی ہے- یہاں بھی حکومت کی ذمہ داری ہے کہ وہ ایسے گروہوں اور جماعتوں کا موقف ہمدردی سے سنے اور نفرت و جنگ و جدل کے جو اسباب ہیں- ان کا خاتمہ کرے- مظلوموں کا ساتھ دے اور ظالم کا پنجہ مروڑ دے مگر افسوس سے یہ کہنا پڑتا ہے کہ حکومت اپنے مفادات کے لئے "لڑاؤ اور حکومت کرو" کے فارمولے پر عمل پیرا ہے اور مجرموں کی سرپرستی' قاتلوں کی حوصلہ افزائی کر رہی ہے- مظلوموں اور مجبوروں کو نہ صرف بے سہارا چھوڑے ہوئے ہے بلکہ ان پر مزید ظلم ڈھانے میں اپنا حصہ ڈال رہی ہے-دن دہاڑے اسلام آباد میں علماء کرام کو گولیوں کا نشانہ بنایا جا رہا ہے- نامزد قاتل حکمرانوں کی آغوش میں بیٹھے ہیں- احتجاج کرنے والوں کو بیڑیاں پہنا کر جیلوں میں ڈال دیا گیا ہے-اس سے بڑھ کر حکومت کی جانبداری کا اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے-اسی طرح ضرورت کے وقت اشتہاری مجرموں سے لندن میں جا کر ملاقاتیں کی جاتی ہیں اور ان کے ہر مطالبہ کو تسلیم کیا جاتا ہے پھر چند دن بعد ہی ان کے خلاف آپریشن شروع کر دیا جاتا ہے-آخر اس قسم کی پالیسیوں کے نتائج کیا نکلیں گے ؟

اس وقت پانی سر سے گزر چکا ہو گا

سوال نمبر ۱۰- جنرل جہانگیر کرامت کے استعفے نے جہاں شہنشاہیت کے

دروازے واضح طور پر کھول دیئے ہیں وہیں عوام کسی انقلاب کی راہ دیکھ رہے ہیں کیا آپ بھی جنرل جہانگیر کی طرح حالات سے آنکھیں چرانا چاہیں گے یا عوام کو کوئی ایسی خوشخبری سنائیں گے جو ان کے مردہ چہروں کو پھر سے روشن کردے؟

جواب نمبر ۱۰- جنرل جہانگیر کرامت نے ملک کے سنگین حالات اور حکمرانوں کے طرز عمل کا پوری طرح تجزیہ کر کے قوم کو ان حالات سے نکلنے کا جو راستہ بتایا تھا- حقیقت میں آج بھی اس کی اتنی ہی اہمیت و ضرورت ہے جتنی پہلے تھی-بلکہ سندھ میں گورنر راج کے نفاذ کے بعد اس کی اہمیت دوچند ہو گئی ہے- لیکن چونکہ جنرل جہانگیر کرامت صاحب اس رائے کے اظہار کے بعد خود ہی منظر سے ہٹ گئے ہیں اس لئے ان کی تجویز کا وزن حکمرانوں کے یکطرفہ پروپیگنڈہ کے ذریعہ ختم کرنے کی کوشش کی جارہی ہے- مگر پھر بھی اس بات کی ضرورت سے کوئی بھی سنجیدہ اور محبّ وطن فرد انکار نہیں کر سکتا کہ اب ملک کو معاشی و اقتصادی بدحالی و تباہی سے نجات دلانے' امن وامان کے قیام' حکمرانوں کی انتقامی کارروائیوں کے سدباب کے لئے' بہر حال ایسے کسی لائحہ عمل کی ضرورت ہے کہ جس کے ذریعہ پوری قوم اور مقتدر حلقے مل کر اس ڈوبتی نیا کو ساحل مراد تک پہنچا سکیں- حکمرانوں کو اپنی ناکامیوں کا آج نہیں تو کل اعتراف کرنا پڑے گا- مگر اس وقت پانی سر سے گزر چکا ہوگا- ہم اس سلسلے میں اپنی جدوجہد جاری رکھیں گے اور ہر ایسی تحریک کا ہراول دستہ ہوں گے جس کے ذریعہ سے موجودہ نظام میں تبدیلی آسکتی ہو اور ہمارے پاس ہزاروں کی تعداد میں ایسے نوجوان ہیں جو ہر طرح کی قربانیوں سے بار بار گزر کر کندن بن چکے ہیں اور اب کسی بھی قربانی سے دریغ کرنے والے نہیں ہیں- میں دعویٰ

سے کہتا ہوں کہ کسی سیاسی و مذہبی جماعت کے پاس قربانی دینے والے نوجوانوں کی اتنی بڑی تعداد نہیں ہے عام لوگ تھانہ' جیل' مقدمات' عقوبت خانوں کا نام سن کر کانپنے لگ جاتے ہیں جبکہ سپاہ صحابہؓ کے دس ہزار نوجوان سال میں تین چار ماہ جرم بے گناہی میں جیل کی یاترا کر آتے ہیں- اب ان کے سامنے ان چیزوں کی کوئی اہمیت نہیں رہی ہے- یہی نوجوان پاکستانی قوم کی تقدیر بدلنے کے لئے وہ کردار ادا کر سکتے ہیں جو کسی اور سے ممکن نہیں ہوگا-

میاں نواز شریف صاحب صرف غزل گو نہیں بلکہ اچھے اداکار بھی ہیں

سوال نمبر ۱۱- میاں نواز شریف صاحب کی اہلیہ کے مطابق ان کے شوہر اچھے غزل گو ہیں؟ آپ کے خیال میں کیا ایسے شخص سے نفاذ اسلام کی توقع کی جا سکتی ہے؟

جواب نمبر ۱۱- میاں نواز شریف صاحب صرف غزل گو نہیں بلکہ اچھے اداکار بھی ہیں- وہ اس وقت بھی چین کی بانسری جانے میں مصروف ہوتے ہیں جب ملک جل رہا ہوتا ہے اور اداکاری تو اس کمال کی کرتے ہیں- ہر ایک ماہ بعد قوم کو ایک سہانا ڈرامہ دکھا کر مطمئن کرنے کی کوشش کرتے ہیں- ایسے ایسے ڈائیلاگ بولتے ہیں کہ جیسے ان سے بڑھ کر ملک و قوم کا کوئی دوسرا خیر خواہ ہی نہیں ہے- اب وہ وقت دور نہیں ہے جب گلوکاروں' اداکاروں اور فنکاروں کو ان کا حقیقی مقام دیا جائے گا- اور انہیں امیر المومنین کا مقدس لفظ استعمال کر کے قوم کو دھوکہ دینے سے باز رکھا جائے گا- کیونکہ اسلام میں ایسے لوگوں کے لئے حکومت میں کوئی جگہ نہیں بلکہ انہیں جنگی ترانے پڑھنے کے لئے

مجاہدین کے پاس اسلامی سرحدوں پر بھیج دیا جائے گا۔

اعظم طارق
اٹک جیل

نجات کا دارومدار اعمال صالحہ پر مبنی ہے

ماہنامہ خلافت راشدہ کے لئے اٹک کے
محمد ساجد صاحب کے سوالات کے جوابات

جرنیل محترم میں آپ سے خلافت راشدہ کے حوالہ سے اس لئے مخاطب ہوں کہ سپاہ صحابہؓ کے کارکنوں کو آپ کے پیغامات تو اکثر اوقات پڑھنے اور سننے کے لئے مواقع ملتے ہیں لیکن اکثر کارکن موجودہ حالات کے پیش نظر بہت کچھ جاننا چاہتے ہیں اس لئے آپ ان سوالات کے جوابات دیں۔

یہ انٹرویو 10 دسمبر 98ء بروز جمعرات "ہفت روزہ صدائے جمہور اٹک" میں شائع ہوا اور پھر ماہنامہ "خلافت راشدہ دسمبر 1998ء میں بھی شائع ہوا۔

سوال نمبر ا۔ سب سے پہلے تو اپنی صحت کے بارے میں کارکنوں کو آگاہ کریں؟

جواب نمبر 1۔ میری صحت الحمدللہ اس وقت بہت اچھی ہے 6 مئی 1997ء کو جب مجھے گرفتار کر کے چوہنگ کے عقوبت خانے میں بند کیا گیا تھا اس وقت میں نے تازہ ہی آپریشن کرایا ہوا تھا۔ ابھی پاؤں، کمر اور گھٹنے کے زخم

ہرے تھے- اس لئے عقوبت خانے میں مسلسل کھڑا رکھنے اور تشدد کا نشانہ بنائے جانے کے باعث طبیعت بہت ہی کمزور ہو چکی تھی- پھر علاج معالجہ کا سلسلہ شروع ہوا اور ساڑھے تین ماہ بعد اڈیالہ جیل منتقل ہوا تو صحت کافی بحال ہو چکی تھی- فروری 98ء میں حکمرانوں کی طرف سے ملاقاتوں پر عائد کردہ پابندیوں اور اسیر کارکنوں سے ہونے والی زیادتیوں کیخلاف جب احتجاج شروع کیا اور مسلسل روزے رکھنے - اور صرف دو تین کھجوروں سے سحری و افطاری کا سلسلہ شروع ہوا تو ایک مرتبہ پھر وزن تیزی سے کم ہو گیا اور کمزوری حد سے بڑھ گئی اٹک جیل میں جب احتجاج ختم کیا تو پھر طبیعت بحال ہونا شروع ہو گئی حتیٰ کہ پھر ایسا وقت آ گیا کہ میرا وزن تیزی سے بڑھنے لگا جب میں اس جیل میں آیا تو وزن 82 کلو تھا جو بعد میں بڑھتے ایک سو کلو سے اوپر ہو گیا- چنانچہ میں نے صبح و شام جہاد کی نیت سے سخت قسم کی ورزش شروع کر دی جس سے اب وزن 88 کلو رہ گیا ہے اور طبعیت بہت ہی اچھی ہے-

سوال نمبر ۲- یہ بتائیں کہ اٹک جیل گئے ہوئے آپ کو نو ماہ ہونے کو ہیں- آپ مختلف جیلوں میں رہ چکے ہیں دوسری جیلوں میں اور اس جیل میں کوئی خاص فرق محسوس کیا ہے؟

جواب نمبر ۲- مجھے اٹک جیل گئے ہوئے اس وقت ساڑھے آٹھ ماہ ہو چکے ہیں اب تک مسلسل اتنا عرصہ کسی اور جیل میں نہیں گزارا- اس جیل کا اگر دوسری جیلوں سے موازنہ کیا جائے تو کئی لحاظ سے یہ جیل دیگر جیلوں سے سخت اور مشکل واقع ہوئی ہے - پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ جیل سو سالہ قدیم ہے- جو ان تمام جدید سہولتوں سے اب تک محروم ہے جو دیگر جیلوں میں

مہیا کی جاچکی ہیں- مثلاً اس جیل میں اکثر بارکوں میں بنی ہوئی چکیوں (سیلوں) میں اب تک پانی اور قضائے حاجت کیلئے کوئی انتظام نہیں ہے- پھر اس جیل میں ہم کل دو ساتھی ہیں اور ہمیں سولہ سزائے موت کی کال کوٹھڑی پر مشتمل بلاک میں اکیلے رکھا گیا ہے- جبکہ اس سے قبل ہم جس جیل میں رہے کم از کم دس پندرہ ساتھیوں کے ہمراہ رہے- پھر علاوہ ازیں ملاقات پر پابندی کہ ساڑھے آٹھ ماہ میں بچوں کو صرف چار ملاقاتوں کی اجازت ملی بلکہ اس آخری دفعہ تو چار ماہ کے بعد ملاقات کی اجازت ملی-اس طرح اڈیالہ جیل میں سوئی گیس کی سہولت حاصل تھی جبکہ یہاں کوئلوں کی انگیٹھاں ہی استعمال کرنا ہوتی ہیں- سب سے بڑھ کر یہ کے پہلے ہم سینٹرل جیلوں میں رہے جہاں قیدیوں کو کافی مراعات مل جاتی ہیں اور یہ ڈسٹرکٹ جیل ہے جس میں کئی سخت قسم کی پابندیاں قیدیوں پر لاگو کی جاتی ہیں-

میں ہر طرح کے حالات سے سمجھوتا کرنے کا الحمد للہ حوصلہ رکھتا ہوں

سوال نمبر ۳- اٹک جیل کی انتظامیہ کا رویہ آپ کے ساتھ کیسا ہے؟

جواب نمبر ۳- جیل انتظامیہ کے ساتھ میں نے اپنا رویہ شروع ہی سے ٹھیک رکھا ہے جس کے جواب میں انہوں نے بھی اخلاق اور پیار و احترام کا انداز اپنایا ہوا- دراصل مجھے اس بات کا یقینی علم ہو چکا ہے کہ مجھ پر جو پابندی سختی یا عتاب نازل ہوتا ہے- اس میں جیل انتظامیہ بے بس ہوتی ہے- اس پابندی کا لاگو کرنا- مثلاً جیل کے باقی لوگوں سے رابطہ نہ ہونے دینا نہ مجھے اس بلاک سے باہر جانے دینا نہ کسی کو ادھر آنے کی اجازت دینا- ملاقات پر

پابندی اور دیگر B کلاس کی وہ سہولتیں جو قانوناً میرا حق بنتی ہیں مجھے نہ دینا یہ سب کچھ اوپر کی ہدایات کے مطابق ہے۔لہٰذا میرا ان مجبور جیل انتظامیہ کے افسران سے تلخ لہجہ اختیار کرنا سراسر بے فائدہ ہے اس لئے میں نے انہیں یہ کہہ رکھا ہے کہ آپ اپنی نوکری بچائیں۔ میں ہر طرح کے حالات سے سمجھوتا کرنے کا الحمدللہ حوصلہ رکھتا ہوں۔

سوال نمبر ۴۔آپ کے اس وقت روزانہ کے معمولات کیا ہیں؟

جواب نمبر ۴۔جیل میں میرے معمولات ہر چالیس روز کے بعد بدلتے رہتے ہیں۔ آج کل الحمدللہ بعد التہجد درود شریف' استغفار' ذکراللہ کی کافی تسبیحات کے بعد پانچ چھ پارے تلاوت کرتا ہوں پھر بعد الفجر اشراق تک تلاوت کرتا ہوں۔اشراق کے بعد خوب ایکسر سائز کرکے ہلکا سا ناشتہ کرکے خطوط کے جوابات لکھ کر ایک گھنٹہ آرام کرنے کیلئے لیٹ جاتا ہوں۔ پھر اٹھ کر اخبارات کا مطالعہ کرکے دوپہر کا کھانا تناول کرتا ہوں اور ظہر کے بعد کارکنوں کے آنے والے خطوط اور کسی کتاب کا مطالعہ کرتا ہوں بعد العصر کچھ تسبیحات پڑھ کر پھر ورزش کرتا ہوں اور پسینہ پسینہ ہونے کے بعد پانچ چھ پارے واک کرتے ہوئے تلاوت کرلیتا ہوں۔ تاکہ پندرہ پارہ مکمل ہوجائیں۔ بعد المغرب کئی وظائف پر مشتمل دس تسبیحات کرکے آج کل نہایت ہی قلیل مقدار میں کھانا یا تھوڑا سا فروٹ کھاکر کارکنوں کے خطوط کے جوابات لکھتا رہتا ہوں۔بعد العشاء BBC کی ریڈیو پر خبریں سن کر خطوط کے جوابات لکھنے یا کسی کتاب کا مطالعہ کرنے میں مصروف ہوجاتا ہوں عشاء کے بعد سونے سے قبل دورشریف کی دس تسبیحات اور پانچ تسبیحات ایک اور وظفیہ کی پڑھ کر مختلف قرآنی سورتوں کی تلاوت کرکے

رات دیر تک پڑھنے لکھنے کے کام سے فارغ ہو کر سو جاتا ہوں۔اس طرح چوبیس گھنٹوں میں چھ گھنٹے سونے دو گھنٹے ورزش کے علاوہ باقی وقت تلاوت مطالعہ اور خطوط کے جوابات تحریر کرنے وظائف پڑھنے میں ہی گزرتا ہے ۔الحمد اللہ علی ذلک۔

سوال نمبر ۵۔ جرنیل محترم آپ یہ بتائیں کہ آپ کے اس وقت کیسوں کی نوعیت کیا ہے ؟

جواب نمبر ۵۔ جب 1995ء میں حضرت قائد فاروقی شہید کے ہمراہ گرفتار ہوا تھا تو ہم نے اپنے وکلاء کے ذریعہ ہائی کورٹ میں استدعا کی تھی حکومت پنجاب ہم پر کل کیس جو بنائے ہوئے ہے اس کی لسٹ دے چنانچہ حکومت کی طرف سے اس وقت مجھ پر 61 اکسٹھ مقدمات کی لسٹ دی گئی جن میں ایک درجن کے قریب قتل کے مقدمات تھے تین چار اسلحہ شو کرنے کے اور باقی تقاریر کے مقدمات تھے چونکہ ان میں سے بہت سے مقدمات میں پولیس ہمیں بے گناہ لکھ چکی تھی اور کچھ مقدمات مقامی اضلاع کے ڈپٹی کمشنر حضرات واپس لے چکے تھے اس لئے مجھ پر اس وقت صرف چودہ مقدمات ڈالے گئے جس میں تین قتل کے تھے۔ چنانچہ ان سب مقدمات سے ضمانت کرا کر 23 فروری 1997ء کو میں رہا ہو گیا 6 مئی 1997ء کو مجھے پھر گرفتار کیا گیا تو تین ماہ تک تو صرف نظر بند رکھا گیا اور کوئی مقدمہ نہ ڈالا گیا۔ اس کے بعد مجھ پر شیخ اقبال قتل کیس ڈالدیا گیا۔ پھر یہ سلسلہ شروع ہو گیا کہ آئی جی پولیس نے تمام اضلاع کو تحریری آرڈر بھیجے کہ تمہارے پاس جو بھی مقدمات ہیں ان میں مولانا اعظم طارق کی گرفتاری ڈال کر آؤ۔ چنانچہ اب تک بائیس مقدمات میں میری

گرفتاری ڈالی جاچکی ہے- جس میں دو قتل کیس ہیں- ہم نے ایک مرتبہ پھر ہائی کورٹ میں رٹ کر کے یہ استدعا کی کہ حکومت پنجاب ہم پر قائم کل مقدمات کی لسٹ فراہم کرے تو اب آئی جی پولیس کی طرف سے 69 مقدمات کی لسٹ پیش کی گئی ہے- ان مقدمات میں وہ سب مقدمات شامل ہیں جن کی سابقہ دور میں ضمانتیں ہوچکی ہیں یا جنہیں ڈپٹی کمشنر حضرات ختم کرچکے ہیں- اب جبکہ قتل کیسوں کی بھی ضمانتیں ہوچکی ہیں اور تقاریر کے چند مقدمات باقی رہ گئے ہیں تو اب حکومت پنجاب نے ایک اور شرمناک قدم اٹھایا ہے کہ تمام تھانوں کو ہدایت کی ہے کہ ان مقدمات میں مولانا کی گرفتاری ڈالی جائے جس میں انہیں بے گناہ لکھا گیا ہے اس کا مقصد صرف مجھے ہراساں کرنا اور زیادہ عرصہ جیل میں رکھنا ہے یا دہشت زدہ کر کے سودے بازی پر مجبور کرنا ہے کیونکہ یہ حرکت حکومت نے اس وقت کی ہے جبکہ اس کی طرف سے مصالحتی کمیشن مذاکرات کیلئے میرے پاس بھیجا جاچکا تھا اس مذاکراتی کمیشن سے کیا باتیں ہوئیں- تفصیل آگے آرہی ہے-

میرا جرم یہ بھی ہے کہ میں پاکستان کی افسر شاہی کو بھی کھری کھری سناتا ہوں

سوال نمبر ۶ - آپ کو گزشتہ حکومت اور پھر موجودہ حکومت نے طویل عرصہ سے پابند سلاسل رکھا ہوا ہے اس کی خاص وجوہات کیا ہیں؟

جواب نمبر ۶ - مجھے گزشتہ حکومت نے اور پھر موجودہ حکومت نے مسلسل قید وبند کا شکار رکھنے کی جس پالیسی پر عمل شروع کر رکھا ہے اس کی کئی وجوہات ہیں- اس نمبر 1 ہماری حکومتیں ایران کی خواہشات کی تکمیل میں

ایسے قدم اٹھاتے ہوئے بھی دریغ نہیں کرتی ہیں جن سے ملک کی سلامتی کو بھی خطرہ لاحق ہو جائے- یا ملک کے عوام کو مصیبت کا شکار ہونا پڑ جائے- چنانچہ پاکستان میں علماء اہلسنت خصوصاً سپاہ صحابہؓ کی قیادت کو تخریب کاری کا نشانہ بھی ایرانی دہشت گرد بنا رہے ہیں اور الٹا اپنے مخالفین کو جیلوں میں بھی وہی ڈلوا رہے ہیں- نمبر 2 میرا قصور یہ بھی ہے کہ میں قومی و صوبائی اسمبلیوں کا رکن ہو کر حکمرانوں کے ناک میں دم کرتا رہتا ہوں اور ان کی اسلام دشمن و عوام دشمن پالیسیوں پر دو ٹوک انداز میں تنقید کرتا ہوں- نمبر 3 میرا جرم یہ بھی ہے کہ میں پاکستان کی افسر شاہی کو بھی کھری کھری سناتا ہوں جس کی وجہ سے وہ میرے خلاف ہر حکومت کو ابھارتی رہتی ہے- بہر حال مجھے اپنے اس انداز پر فخر اور میں آج بھی حق گوئی اور حکمرانوں کی غلط پالیسیوں پر تنقید کرنے اسلام دشمن عناصر کے بھیانک چہرے سے نقاب اٹھانے کو عبادت سمجھ کر ادا کرنا سعادت سمجھتا ہوں-

بعض حضرات نے اس پر بحث کی کہ مطلق شیعہ کو کافر کہنا درست نہیں ہے

سوال نمبر ۷- گزشتہ دنوں پنجاب حکومت کی طرف سے ایک چار رکنی وفد آپ سے ملاقات کیلئے آیا- اس ملاقات میں کیا کیا باتیں ہوئیں اور کیا طے پایا؟

جواب نمبر ۷- پنجاب حکومت کی طرف سے پنجاب بیت المال کے چیئرمین استاد العلماء مولانا عبدالرحمٰن اشرفی ممتاز صحافی مجیب الرحمٰن شامی صاحب پاکستان علماء کونسل کے مولانا عبدالرؤف صاحب رویت ہلال کمیٹی کے

چیئرمین مولانا عبداللہ (شہید) تشریف لائے تھے ان میں سے بعض حضرات نے اس بات پر بحث کی کہ مطلق شیعہ کو کافر کہنا درست نہیں ہے بعض شیعہ اصحاب رسولؐ پر تبرا نہیں کرتے ہیں اور ان کے عقائد کفریہ نہیں ہیں- میں نے جواباً کہا پاکستان میں جتنے بھی شیعہ ہیں وہ اثنا عشری ہیں ان کے علاوہ اسماعیلی آغا خانی یا بوہری فاطمی شیعہ ہے اور ان دونوں کو تو شیعہ بھی کافر کہتے ہیں اس کے علاوہ کوئی شیعہ کا اگر ایسا گروہ ہے جس کے عقائد مختلف ہیں تو ہمیں دیکھنا ہوگا کہ آخر ان کے عقائد کیا ہیں؟ ان کے عبادت خانے کہاں ہیں؟ ان کا طریقہ عبادت کیا ہے؟ ورنہ جب بھی شیعہ کا لفظ بولا جاتا ہے- مراد اس سے شیعہ اثنا عشری ہوتا ہے اور یہ طبقہ اپنے عقائد و نظریات کی بنیادی واساسیکتب کی تعلیمات اور اپنے عمل کے مطابق کافر ہے کیونکہ مولانا منظور احمد نعمانی رحمتہ اللہ علیہ نے اس پر جو استفتاء مرتب کر کے ہندوپاک کے سینکڑوں علماء کرام کے فتاوی جات جمع کئے ہیں انہیں ان میں بالاتفاق کافر قرار دیا گیا ہے-دوسری بات لفظ شیعہ پر بحث کی ہے تو یہ بالکل ایسے ہے جیسے ہم کہتے ہیں قادیانی کافر ہیں' مرزائی کافر ہیں' حالانکہ قادیان کے قصبہ میں رہنے والے مسلمان بھی قادیانی ہیں اور مرزا مغل قوم والے بھی مرزائی کہلا سکتے ہیں- مگر آپ اس وقت لفظوں کی رعایت کر کے قادیانی مرزائی کافر والی بات سے انحراف نہیں کرتے ہیں تو یہاں ایسی بحث کی کیا ضرورت ہے؟

پھر میں نے مصالحتی کمیٹی کو یہ چار تجاویز پیش کیں کہ حکومت اگر ایک بااختیار امن کمیٹی بنا کر ان تجاویز پر عمل کرے تو شیعہ سنی فسادات ختم ہو سکتے ہیں- نمبر 1 ناموس صحابہؓ بل کو منظور کیا جائے- نمبر 2 تمام مرکزی و

صوبائی عہدیداران کو فی الفور رہا کیا جائے یا پھر شیعہ کے نامزد لیڈران بھی گرفتار کر لئے جائیں - نمبر 3 باقی جو لوگ شیعہ یا سنی جیلوں میں ہیں ان کے مقدمات کی از سر نو تفتیش کیلئے ایس پی سطح کے ایماندار پولیس افسران کے بورڈ بنا دیئے جائیں تاکہ بے گناہ رہا ہو سکیں اور گنہگار جیلوں میں رہ کر اپنے مقدمات کا سامنا کریں- مزید جو لوگ سزائے موت کی سزا عدالتوں سے پا چکے ہیں انہیں باہم اتفاق سے عمر قید کی سزا کاٹنے کا موقع دیا جائے یعنی موت کی سزا ختم کرا دی جائے یا مقدمات بالکل ہی دونوں اطراف سے واپس لے لئے جائیں- نمبر 4 جو نوجوان اشتہاری بنا کر گھروں سے بھگا دیئے گئے ہیں تو انہیں اپنے گھروں میں لوٹنے کا موقع دیا جائے تاکہ وہ پرامن شہری بن کر زندگی گزاریں- یہ مطالبات شیعہ سنی اسیران کیلئے برابر ہیں-

حکومت خود قاتلوں کی سرپرستی کر رہی ہے

سوال نمبر ۸- یہ فرمائیں کہ گزشتہ دنوں دن دیہاڑے علامہ شعیب ندیم' حبیب الرحمٰن صدیقی ان کے دو ساتھی اور پھر مولانا عبداللہ صاحب جیسے عظیم علماء اسلام آباد کی سڑکوں پر شہید کر دیئے گئے اس پر حکومت کا خاص رد عمل نہ ہونے کی کیا وجہ ہو سکتی ہے؟

جواب نمبر ۸ - مولانا شعیب ندیم مولانا عبداللہ قاری حبیب الرحمٰن صدیقی کی شہادت پر حکومت کی سرد مہری کوئی نئی بات نہیں ہے بلکہ موجودہ حکمرانوں نے اپنے سابقہ دور میں بھی مولانا حق نواز شہید' مولانا ایثار القاسمی' پانچ علماء جھنگ لاہور کے چوبرجی گراؤنڈ میں جلسہ پر گرینڈوں کے حملوں کے ملزمان کی گرفتاری کیلئے بھی یہی انداز اختیار کیا تھا- حکمرانوں

نے یہ طرز عمل اپنایا ہوا ہے کہ اگر شیعہ کسی جگہ قتل ہو جائے تو سپاہ صحابہؓ کے خلاف اندھا دھند گرفتاریاں شروع کر دی جاتی ہیں اور اگر اہلسنت والجماعت کے راہنماؤں کو گولیوں کا نشانہ بنادیا جائے تو نامزد ملزمان تک گرفتار نہیں کئے جاتے۔ اس کی وجہ تو ایران کا دباؤ ہے دوسری وجہ حکومت کا سپاہ صحابہؓ کو ختم کرنے کا وہ ناپاک منصوبہ ہے جس پر وہ پہلے بھی عمل کرتی رہی ہے اور اب بھی کر رہی ہے مگر نہ اسے کامیابی ہوئی' نہ انشاء اللہ وہ کامیاب ہو گی۔ مولانا عبداللہ' مولانا شعیب ندیم کا اسلام آباد جیسے دارالخلافہ میں دن دیہاڑے شہید کیا جانا اور نامزد قاتلوں کا گرفتار نہ ہونا اس بات کی واضح دلیل ہے کہ حکومت خود قاتلوں کی سرپرستی کر رہی ہے۔

ہم دہشت گردوں کا ایسا تعاقب کرینگے کہ انہیں ایران سے قبل پناہ نہیں ملے گی

سوال نمبر ۹ - ساجد نقوی کے اس بیان پر کچھ تبصرہ فرمائیں۔ جو اس نے کہا ہے کہ ایک بیان سے پاکستان کو خاک و خون میں نہلا سکتا ہوں؟

جواب نمبر ۹ - ساجد نقوی بنیادی طور پر ایک بزدل' عیاش اور جاہل انسان ہے وہ نہ تو سپاہ صحابہؓ کی قیادت کے سامنے کبھی اخبارات کے فورموں پر وعدہ کے باوجود پہنچا' نہ ہی کسی سرکاری میٹنگ میں آیا اور نہ ہی ٹیلیویژن پر اسے سامنے آنے کی ہمت ہوئی۔ اداکاروں کو تیس تیس لاکھ کی کوٹھیاں دیکر عیاشی کرنے اور ایرانی امداد کی تقسیم پر خود اس کی جماعت بھی دو حصوں میں بٹ چکی ہے آج کل اسے صرف ایک ہی بیان اخبارات میں دینا آتا ہے کہ ہمارے خلاف جو مخالفین کا "نیٹ ورک ہے" اسے توڑا جائے اور

اب وہ یہ بھی دعویٰ کر رہا ہے کہ میرے ایک اشارہ پر ملک خاک و خون میں نہا جائے گا- حالانکہ جس کی جماعت اس کے خلاف بغاوت کر چکی ہو اور جو ایک کونسلری کی سیٹ اپنی جماعت کے پلیٹ فارم سے نہ جیت سکتا ہو' اس کے کہنے پر ملک میں کوئی قیامت برپا ہو جائیگی یہ محض احمقانہ سوچ ہے -اور پھر ہم بتا دینا چاہتے ہیں کہ ہم جس طرح اپنے مذہب اور عقائد کا تحفظ کرنا جانتے ہیں اسی طرح ہم اس ملک کا تحفظ کرنا بھی جانتے ہیں ساجد نقوی اپنا شوق پورا کر کے دیکھئے- ہم ایک ایک دہشت گرد کو پکڑ کر چوکوں میں لٹکا دیں گے- اور ملک میں تخریب کاری کا ارتکاب کرنے والوں کی ٹانگیں توڑ دیں گے- ہاں بزدلانہ انداز میں چوری چھپے مسجدوں' مدارس پر نمازیوں اور معصوم طلبہ پر حملے کرنے کو اگر وہ کارنامہ سمجھتا ہے تو ہم اس کا راستہ بھی روک سکتے ہیں حکومت ہمیں اجازت دے تو ہم دہشت گردوں کا ایسا تعاقب کریں گے کہ انہیں ایران سے قبل پناہ نہ ملے گی-

سوال نمبر ۱۰- یہ بتائیں کہ ساجد نقوی پر تقریباً بیس ایف آئی آر کٹی ہوئی ہیں آخر کیا وجہ ہے کہ حکومت نے آج تک اسے گرفتار نہیں کیا؟

جواب نمبر ۱۰- اس کا جواب سوال نمبر 8 کے تحت بھی آچکا ہے کہ ایک تو حکومت ایران کے دباؤ میں ہے دوسری خود حکومت بھی سپاہ صحابہؓ کے خلاف پارٹی بن چکی ہے اور اس نے شیعہ تخریب کاروں کو آلہ کار بنا کر علماء کو قتل کرنے کا لائسنس دے رکھا ہے ایسیصورت میں حکومت ان قاتلوں اور ان کے سرپرستوں کو کیسے گرفتار کر سکتی ہے-

اگر حکومت مخلص ہو تو آج بھی خالص شریعت کے

عنوان پر بل پاس ہو سکتا ہے

سوال نمبر ۱۱- حکومت کے شریعت بل منظور کرنے پر کچھ ارشادات فرمائیں کہ بل تو پاس ہو چکا ہے لیکن اس کا کوئی اثر نظر کیوں نہیں آتا؟

جواب نمبر ۱۱- شریعت بل دراصل آئین میں ترمیم کا بل ہے جس کے قومی اسمبلی میں بھی تمام ارکان اسمبلی کی دو تہائی کی تعداد کی حاضری اور پھر اس بل کا پاس کرنا ضروری تھا- جس میں حکومت کامیاب ہو گئی ہے کیونکہ وہاں حکومت کے پاس اتنی تعداد ممبران کی تھی- اب یہ بل سینٹ میں بھی دو تہائی اکثریت سے پاس ہوگا تو پھر صدر مملکت کے دستخطوں سے ترمیم کا مرحلہ مکمل ہوگا- مگر اب سینٹ میں حکومت کا دو تہائی ووٹ حاصل کر کے اس کا پاس کرانا ناممکن نہیں تو بہت ہی مشکل ضرور ہے- حکومت خود بھی اس بل میں دلچسپی نہیں لے رہی ہے- کیونکہ اس کا مقصد شریعت کے نام کے ساتھ ساتھ وزیراعظم کیلئے خاص اختیارات حاصل کرنا تھا- مگر کچھ ایسی اختیارات والی شقیں حکومت کو نکالنا پڑ گئیں- اور اب مزید جو ایک دو قابل اعتراض شقیں ہیں اگر وہ بھی نکال دی گئیں تو اس بل سے حکومت کو ذاتی فائدہ نہیں ملے گا- اس لئے وہ ذاتی مفادات کے کھو جانے کے باعث اب شریعت بل کو سرد خانے کی نذر کر دیں گے ورنہ اگر حکومت مخلص ہو تو آج بھی خالص شریعت کے عنوان پر بل پاس ہو سکتا ہے اور اس بل کے بغیر بھی اس ملک میں آئین کی سابقہ شقوں کے تحت اسلام کا مکمل نفاذ عمل میں آسکتا ہے - بات دراصل وہی ہے کہ حکمران شریعت کے نام پر ذاتی اختیارات میں اضافہ تو چاہتے ہیں مگر شریعت کے نفاذ سے اپنا مواخذہ

برداشت کرنے کو تیار نہیں ہیں۔

سوال نمبر ۱۲۔ قاضی حسین احمد کے اس بیان پر کچھ فرمائیں کہ "عورتوں کی مرضی پردہ کریں یا نہ کریں"؟

جواب نمبر ۱۲۔ قاضی حسین احمد بعض اوقات ایسے بیانات داغ دیتے ہیں جن کا بعد میں انہیں احساس ہوتا ہے کہ میں کیا کہہ گیا ہوں اسلام آباد کے اجتماع میں فوج کے بارے میں قاضی حسین احمد کا بیان اور عورتوں کے پردہ کے بارے میں اسی نوعیت کا تھا عجیب بات ہے کہ خود قاضی صاحب کے اہل خانہ جس پردہ پر عمل پیرا ہیں۔وہ قاضی صاحب کے فتویٰ کے سراسر خلاف ہے میں تو اتنی بات کہوں گا قاضی صاحب کو بائیسویں پارہ کی ان آیات کا مطالعہ کرنا چاہئے جس میں مسلمان خواتین کو پردہ کا حکم دیا گیا ہے ان آیات میں پردہ کی تعریف کی گئی ہے کہ عورت کی پہچان نہ ہو تاکہ اسے تکلیف میں مبتلا نہ کیا جاسکے' اب اگر چہرہ پر پردہ نہیں ہوگا تو سوال یہ ہے کہ عورت کے حسن' عمر نقش و نگار وغیرہ کی دیکھنے والے کو پہنچان کیونکہ نہ ہوگی۔ قاضی صاحب کوئی ایسا حل تجویز کریں کہ عورت کا چہرہ بھی کھلا ہو پردہ بھی رہے پہچان بھی نہ ہونے پائے۔یقیناً کوئی شخص بھی اس کی تشریح اس انداز میں کرنے پر قادر نہیں ہے۔

سوال نمبر ۱۳۔ ایران نے پچھلے دنوں اپنے سفیروں کے مارے جانے کا بڑا واویلا کیا۔اپنی فوجیں بھی افغانستان کے بارڈر پر لے آیا۔ پھر اچانک خاموش بھی ہوگیا۔ آپ کے خیال میں اس کی کیا وجوہات ہوسکتی ہیں؟

جواب نمبر ۱۳۔ ایران افغانستان میں اگر مزار شریف میں اپنے مبینہ سفیروں کے قتل سے قبل طالبان کے خلاف کسی بھی طرح کی جنگی سازش

میں شریک نہ ہوتا تو ایران کے اس واویلا کا (کہ اس کے سفیر قتل کر دیئے گئے ہیں) ضرور کوئی وزن ہوتا مگر جب حقائق و شواہد سے یہ ثابت ہو چکا ہے کہ ایران کے کمانڈو' اسلحہ اور فوجی افسران طالبان کے خلاف جنگ میں شمالی اتحاد کے معاون بلکہ شریک تھے- تو ایسی صورت میں ایرانی افراد کا مارا جانا جنگ کا ایک حصہ ہے طالبان پر اس کا کوئی الزام نہیں آسکتا ہے- مگر ایران نے مزار شریف کی فتح کے بعد جب دیکھا کہ اب حزب وحدت کا مضبوط گڑھ بامیان بھی طالبان کے قبضے میں آنے والا ہے تو انہوں نے نہ صرف اپنے سفیروں کے قتل پر واویلا شروع کر دیا بلکہ افغانستان کی سرحد پر فوج جمع کر دی جس کا مقصد ہے کہ طالبان کو اس طرف متوجہ کر کے احمد شاہ مسعود کو بچایا جا سکے اور طالبان کے بڑھتے ہوئے قدم روک دیئے جائیں اور یہ حقیقت ہے اگر طالبان کو اپنی فوج ایران کی سرحد پر نہ بھیجنا پڑتی تو وہ اب تک افغانستان سے شمالی اتحاد کے وجود کا خاتمہ کر چکے ہوتے-

طالبان حکومت دنیا کی واحد مملکت ہے جہاں کرپشن کا نام تک نہیں ہے

سوال نمبر ۱۴- طالبان کی حکومت افغانستان کے اکثریتی علاقوں پر قائم ہو چکی ہے آپ اس کو کس نگاہ سے دیکھتے ہیں؟

جواب نمبر ۱۴- طالبان حکومت اس وقت کی وہ اسلامی حکومت ہے جو اپنی گوناں گوں خوبیوں اور امتیازی انفرادی خصوصیات کے باعث عالم اسلام میں ایک آئیڈیل حکومت کی شکل اختیار کر چکی ہے- یہ وہ واحد حکومت ہے جو نہ کسی بڑے ملک یا عالمی بینک کی مقروض ہے نہ کسی کے دباؤ میں اس کی

پالیسیاں مرتب ہوتی ہیں نہ ہی عالم کفر کی چکا چوند ایٹمی ترقی کی روشنی سے اس کی آنکھیں خیرہ ہوتی ہیں نہ ہی بے حیائی و فحاشی پر مبنی عالمی میڈیا کے گندے اثرات اس مملکت میں داخل ہوسکتے ہیں۔یہ وہ حکومت ہے کہ آج اس کے شہروں اور دیہاتوں ' صحراؤں اور کہساروں میں امن' اطمینان کی فراوانی ہے اور جان و مال عزت و آبرو کو تحفظ حاصل ہے۔ یہ وہ دنیا کی واحد مملکت ہے جہاں کرپشن کا نام تک نہیں ہے۔اگر امیر المومنین ملا عمر مجاہد کی قیادت میں دس سال کا عرصہ اس حکومت کو پرامن انداز میں کام کرنے کا موقع مل گیا تو افغانستان ایک عظیم اسلامی قوت بن کر دنیا کے نقشہ پر نمودار ہوگا دور خلافت راشدہ کی یادیں تازہ کرنے والی اس حکومت کے استحکام و ترقی کیلئے ہر مسلمان کو کوشش بھی کرنی چاہئے اور دعائیں بھی مانگنا چاہئیں۔ مجھے تو اس کے آثار نظر آتے ہیں کہ طالبان حکومت دنیا بھر میں اسلام کی نشاۃ ثانیہ کا باعث بنے گی۔

سوال نمبر ۱۵۔ ویسے تو حضرت فاروقی شہیدؒ نے بارہا مخالف گروہ کو بھی دعوت دی کہ ہم ٹیبل کی گفتگو کر کے لڑائی ختم کرلیں اس کے علاوہ حکومت کو بھی "امن فارمولا" پیش کیا لیکن نہ مخالف گروہ بات چیت کے لئے تیار ہوا اور نہ ہی حکومت نے امن فارمولے پر عمل درآمد کیا۔اس کے بارے میں کچھ ارشاد فرمائیں؟

جواب نمبر ۱۵۔ سپاہ صحابہؓ کو جب بھی وطن عزیز میں امن کے قیام اور شیعہ سنی فسادات کے خاتمہ کیلئے اخبارات یا حکومت یا یکجہتی کونسل کے پلیٹ فارم سے طلب کیا گیا تو جماعت کی قیادت نے فوراً لبیک کہا اور ایسے فورموں پر جاکر ایسی تجاویز پیش کیں کہ جن سے ہر سننے والے نے اتفاق کیا۔ ہمارا

موقف اتنا واضح اور مبنی بر حقیقت ہے کہ بے نظیر اور نواز شریف صدر اسحاق وفاروق لغاری نے بھی جب سنا تو اس کی تائید کی بھلا کون وہ ہو سکتا ہے جو اتنی سی بات سے بھی اتفاق نہ کرے کہ خلفاء راشدینؓ اور ازواج مطہراتؓ و اصحابؓ رسولؐ کی گستاخی کرنے والے کو قرار واقعی سزا دیکر مسلمانوں کے جذبات مجروح کرنے کی سازش کا راستہ روکا جانا چاہئے۔ لیکن یہ عجیب بات ہے کہ اس موقف کو تسلیم کر کے بھی اس پر عمل درآمد کی جب بات آتی ہے تو حکمران پس و پیش کرنے لگ جاتے ہیں۔ جس کا واضح مطلب یہ ہے کہ وہ یا تو کسی دباؤ کے تحت ایسا کرنے پر مجبور ہیں یا وہ خود اس بات کے خواہاں ہیں کہ ملک میں تبرابازی ہوتی رہے اور شیعہ سنی فسادات کا سلسلہ جاری رہے تاکہ اس کی آڑ میں علماء حق کو تخریب کاری کا نشانہ بنایا جائے اور کلمہ حق کہنے والوں کو انتقام کا نشانہ بنانے کا جواز میسر آتا ہے۔ ورنہ اگر حکومت کی قائم کردہ کمیٹیوں، یکجہتی کونسل اور شیعہ سنی علماء کے بلائے گئے اجلاسوں میں متفقہ طور پر تمام لیڈران کے دستخطوں سے تیار ہونے والے ضابطہ اخلاق ہی کو قانونی شکل دی جائے تو فسادات کے عوامل کا سدباب ہو سکتا ہے۔

موجودہ قتل و غارت گری کا اصل ذمہ دار ایران ہے

سوال نمبر ۱۶۔ موجودہ قتل و غارت گری کو آپ کس نگاہ سے دیکھتے ہیں اور اس کا اصل ذمہ دار کون ہے؟

جواب نمبر ۱۶۔ موجودہ قتل و غارتگری کا اصل ذمہ دار تو ایران ہے جو پاکستان کے نہتے علماء اہلسنت سے افغانستان میں طالبان کے ہاتھوں شکست

پانے کا بدلہ لے رہا ہے- تاہم حکومت پنجاب بھی تخریب کار عناصر کی مکمل سرپرستی کر رہی ہے اور اب تو اس نے سپاہ صحابہؓ کے بے گناہوں کو پولیس مقابلوں میں قتل کرانے کا سلسلہ شروع کر دیا ہے - پنجاب حکومت کی طرف سے ہمارے نامزد قاتلوں کا تحفظ اور احتجاج کرنے والوں کو گرفتار کر کے جیلوں میں بند کرنے کا انداز اس بات کی دلیل ہے کہ علماء اہلسنت کے قتل میں خود حکومت کا بھی ہاتھ ہے-

سوال نمبر ۱۷- 24 ستمبر کو قائدین کی رہائی کا مطالبہ کرنے والے تقریباً ساڑھے چار سو کارکن حکومت نے گرفتار کر لئے اور ابھی تک ان کی رہائی نہ ہو سکنے کی کیا جو وہات ہیں اور جماعت نے اس سلسلے میں کیا اقدام کئے ہیں؟

جواب نمبر ۱۷- 24 ستمبر کو قائدین سپاہ صحابہؓ کی رہائی اور مولانا شعیب ندیم شہید و قاری حبیب الرحمٰن شہید کے قاتلوں کی گرفتاری کا مطالبہ کرنے والے پرامن مظاہرین کو مسجد شہداء میں تشدد کا نشانہ بنانا اور مسجد میں آنسو گیس کے شیل پھینکنا اور ساڑھے چار سو علماء و کارکنوں کو گرفتار کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ حکومت سپاہ صحابہؓ کو کچلنے کی پالیسی پر عمل پیرا ہے- سپاہ صحابہؓ نے کارکنوں کی گرفتاری کے خلاف ہائی کورٹ میں رٹ دائر کر دی ہے اور قانونی چارہ جوئی کے ساتھ ساتھ احتجاج جاری رکھنے کا بھی اعلان کر دیا ہے-

مجھے اس بات پر مسرت ہے کہ میرے بچے دینی تعلیم سے آراستہ ہو رہے ہیں

سوال نمبر ۱۸- چند دن پہلے آپ کے بچے آپ سے ملنے آئے تو ان کے

تاثرات کیا تھے ؟

جواب نمبر ۱۸-میرے بڑے بچے آٹھ ماہ بعد اور چھوٹے بچے چار ماہ بعد ملاقات پر آئے- مجھے اس بات پر مسرت ہے کہ الحمدللہ میرے بچے دینی تعلیم سے آراستہ ہورہے ہیں جس کی وجہ سے ان کے حوصلے بلند ہیں اور وہ میری اس اسیری مشکلات و پریشانیوں کو دین کیلئے دی جانیوالی قربانیوں کا حصہ سمجھتے ہیں اور انہیں اس بات پر فخر ہے کہ ان کا ابو اور خود وہ اسلام کی خدمت میں مصروف ہیں اور اپنے مشن پر قائم ہیں اب تو الحمدللہ بچے خود مجھے حوصلہ دیتے ہیں اور اپنے موقف پر ڈٹ جانے کا مشورہ دیتے ہیں-

سوال نمبر ۱۹- آج کل آپ اپنے پیغامات میں کارکنوں کو "سنت رسول" اپنانے کی بہت زیادہ تلقین کررہے ہیں- یہ بتائیں کہ اس کی ضرورت کیوں محسوس کررہے ہیں ؟

جواب نمبر ۱۹-کارکنوں کی تربیت و اصلاح کی ذمہ داری ہم پر واجب ہے- کیونکہ حدیث رسولؐ کے مطابق روز محشر ہر ذمہ دار کو اپنے ماتحتوں اور پیروکاروں کے بارے میں جواب دہ ہونا ہوگا- اسلئے میں شروع ہی سے کارکنوں کی اصلاح کی طرف توجہ دیتا رہا ہوں مگر جھنگ میں آکر جب سیاسی بکھیڑوں میں الجھ گیا تو اس طرف توجہ کم ہوگئی پھر اڈیالہ جیل میں قائد فاروقی شہید اور میں نے یہ تہیہ کیا تھا کہ ہم کارکنوں کو حقیقی طور پر اصحاب رسولؐ کا سپاہی بنانے کی مہم کو نہایت ہی اہمیت دیں گے- چنانچہ اس کے بعد سے میں نے شاید ہی کوئی خطاب کیا ہو یا کارکنوں کے نام پیغام جاری کیا ہو جس میں اس بات کی طرف توجہ نہ دلائی گئی ہو سپاہ صحابہؓ ایک مذہبی جماعت ہے اور اس کا مشن دفاع اسلام و غلبہ دین ہے اور اس مشن کی تکمیل

اس وقت ممکن ہے جب خود ہر کارکن اسلام کی تعلیمات پر عمل پیرا ہو۔ ورنہ جس چیز کے آپ داعی ہیں اگر خود آپ کا عمل اس پر نہیں ہے تو گویا آپ اپنی دعوت کا عملاً خود ہی مذاق اڑا رہے ہیں اور اس کی تکذیب کر رہے ہیں اور نجات کا دارو مدار بھی اعمال صالحہ پر مبنی ہے اس لئے اس عنوان پر سب سے زیادہ توجہ کی ضرورت ہے۔ (سوانشاء اللہ العزیز آئندہ بھی کارکنوں کو ایک مثالی مجاہد) بنانے کی کوشش جاری رہے گی۔

سوال نمبر ۲۰۔ رہائی کے کب تک امکانات ہیں اور رہائی کے بعد آپ کے کیا ارادے ہیں؟

جواب نمبر ۲۰۔ اگر بات مقدمات والزامات سے بے گناہی اور عدالتی انصاف کی ہو تو میں آج سے کئی ماہ پہلے رہا ہو چکا ہوتا کیونکہ عدالتیں مجھے تمام سنگین نوعیت کے مقدمات سے فارغ کر چکی ہیں۔ لیکن یہاں مسئلہ حکومت کے انتقام اور ذاتیات کا ہے۔ وہ بہر صورت مجھے جیل میں رکھ کر سودے بازی کرنا چاہتی ہے اور کسی سیاسی ڈیل کی شکل میں رہا کرنے کی خواہاں ہے جبکہ میں ایسی کسی رہائی کو موت سے بھی بدتر سمجھتا ہوں جس کیلئے اپنے مشن اور موقف یا ضمیر کا سودا ہو۔ ویسے بھی رہائی کا اصل اختیار تو اللہ کے ہاتھ میں ہے وہ جب چاہے گا رہا ہو جائیں گے مگر دعا یہ ہے کہ رہائی باعزت ہو۔

سوال نمبر ۲۱۔ علامہ علی شیر حیدری صاحب کو جو سزا سنائی گئی ہے اس پر کچھ تبصرہ فرمائیں؟

جواب نمبر ۲۱۔ علامہ علی شیر حیدری کو تین سال کی سزا جس کیس میں سنائی گئی ہے حقیقت یہ ہے کہ اس کیس میں ایسا کوئی لفظ یا کوئی بات نہیں ہے جو قانون کی گرفت میں آتی ہو۔ مگر اس وقت چونکہ دہشت گردی کی عدالتیں

مکمل طور پر حکومت کے ماتحت تھیں اس لئے وہاں سے وہی فیصلہ صادر ہونا تھا جو حکومت چاہتی اور حکومت نے ایسا صرف اس لئے کیا ہے کہ سپاہ صحابہؓ کی قیادت کو جیل میں رکھنے کا بہانہ مل جائے ورنہ اس مقدمہ میں قائد محترم کی ضمانت اگر اس متعلقہ عدالت سے نہ ہوتی تو لامحالہ ہائی کورٹ سے ہو جانا تھی۔

سوال نمبر ۲۲۔ سپاہ صحابہؓ کے بعد اب تحریک خدام اہلسنت کے قائد قاضی مظہر حسین صاحب کو ضعیفی کی حالت میں گرفتار کر کے جیل بھیج دیا گیا ہے۔ اس کے بارے میں آپ کے کیا تاثرات ہیں؟

جواب نمبر ۲۲۔ تحریک خدام اہلسنت کے ساتھ جو سلوک روا رکھا گیا ہے میرے پاس اس کے بارے میں وہی معلومات ہیں جو اخبارات میں شائع ہوئی ہیں۔ لیکن اس سے یہ بات بھی واضح ہو جاتی ہے کہ چکوال انتظامیہ نے قصداً ایسے حالات پیدا کئے جن سے کشیدگی بڑھتی پھر کسی خفیہ ہاتھ سے ڈی ایس پی یوسف سنی افسر کو قتل کرایا گیا اور اس کا سارا الزام تحریک خدام اہلسنت پر لگا کر قاضی مظہر حسین جیسے بزرگ عالم دین اور ان کے رفقاء کو سراسر بے گناہ ہونے کے باوجود ریاستی تشدد کا نشانہ بنایا گیا ہے۔ مجھے تو ایسے لگتا ہے کہ اس میں بھی چکوال کے وفاقی وزیر اور صوبائی حکومت کا کوئی سازشی ہاتھ ہے۔

سوال نمبر ۲۳۔ سپاہ صحابہؓ کے کارکن اکثر پروپیگنڈہ کا شکار ہو جاتے ہیں اس بارے میں آپ کارکنوں سے کیا کہیں گے؟

جواب نمبر ۲۳۔ سپاہ صحابہؓ کے کارکنوں کو مسلسل کئی سالوں سے جن ذہنی پریشانیوں اور قدم قدم پر مشکلات و حکومتی ہتھکنڈوں کا شکار ہونا پڑ رہا ہے

اور جماعت جن بحرانوں سے گزر رہی ہے- ان حالات میں کارکن پروپیگنڈہ سے متاثر ہو ہی جاتے ہیں اور اس کا حل یہ ہے کہ مسلسل تربیتی نشستوں کا سلسلہ جاری ہو- کارکن و لیڈران کے مابین مستحکم رابطہ ہو تاکہ ہر خدشہ اور غلط فہمی کی فوری وضاحت جان لی جائے- انشاء اللہ العزیز اس مقصد کیلئے ہم جلد ہی کارکنوں سے اپنے رابطہ کا ایک سلسلہ قائم کریں گے کہ جس سے ہر قسم کا پروپیگنڈہ ناکام ہو جائے گا-

کوئی مقرر اور خطیب سپاہ صحابہؓ پر طعن و تشنیع نہ کرے

سوال نمبر ۲۴- بعض ہماری ہی ہم مسلک جماعتوں کو شکوہ ہے کہ سپاہ صحابہؓ کے کارکن ہمارے جلسوں میں آ کر بد نظمی پیدا کرتے ہیں اور اس پر آپ کا رد عمل کیا ہوگا؟

جواب نمبر ۲۴- بعض مذہبی و سیاسی جماعتوں کا یہ شکوہ بجا ہے کہ سپاہ صحابہؓ کے کارکن ان کے جلسوں و کانفرنسوں میں شریک ہو کر نعرہ بازی کرتے ہیں- اگرچہ ہم نے اب اس سلسلہ میں دو ٹوک انداز میں ہدایات جاری کر دی ہیں کہ کارکن قطعی طور پر اب ایسا انداز اختیار نہ کریں- تاہم میں ان تمام جماعتوں سے بھی کہوں گا جنہیں شکایت ہے کہ آپ لوگ بھی اس بات کا خیال رکھیں کہ کوئی مقرر اور خطیب سپاہ صحابہؓ پر طعن و تشنیع نہ کرے- ورنہ ہمارے کارکن جو آپ کے جلسوں کی رونق بنتے ہیں احتجاج کرنے پر مجبور ہونگے- یہ کیسے ممکن ہے کہ ایک جماعت اپنے موقف و مشن کیلئے جان پیش کرے- قید و بند کی صعوبتیں برداشت کرے اور اس کے کارکن اپنے شہداء کے مشن اور قائدین کے کردار پر طعن و تشنیع برداشت

کریں لیکن پھر بھی کارکنوں کو ہماری یہ ہدایت ہے کہ وہ اپنے جذبات کو بالکل کنٹرول میں رکھیں اور صبر و تحمل کا مظاہرہ کریں- یا پھر ایسے جلسوں میں شریک ہی نہ ہوں-

سوال نمبر ۲۵- اس وقت سپاہ صحابہؓ کی مرکزی قیادت تقریباً ساری کی ساری جیلوں میں بند ہے تو اس صورتحال سے نمٹنے کیلئے آپ کارکنوں کو کیا لائن دیں گے ؟

جواب نمبر ۲۵- بے شک سپاہ صحابہؓ کی اول درجہ کی اور پھر دوسرے درجہ کی قیادت و کارکنوں کی بڑی تعداد جیلوں کی مہمان ہے- تاہم جماعت کی قائم مقام قیادت ہر حال میں کارکنوں کو راہنمائی کا فریضہ سر انجام دیتی رہے گی- کارکنوں کیلئے لازم ہے کہ وہ باہر کی قیادت سے رابطہ مضبوط بنائیں اور جو پالیسی انہیں مرکز سے ملے اس پر عمل پیرا ہوں-

سوال نمبر ۲۶- گزشتہ دنوں ایک اخبار میں یہ خبر لگی کہ مولانا اعظم طارق نے مولانا منظور احمد چنیوٹی صاحب کو ثالث ماننے کی حامی بھر لی- اس کے متعلق وضاحت فرمائیں ؟

جواب نمبر ۲۶- میں نے کسی اخبار میں ایسا بیان نہیں دیا ہے - تاہم اگر فریق مخالف یا حکومت حضرت مولانا منظور احمد چنیوٹی کو ہماری طرف سے بطور ثالث تسلیم کر کے کوئی بات چلانے پر آمادہ ہو تو ہم حضرت چنیوٹی صاحب مدظلہ پر اپنے اعتماد کا بھرپور طریقہ سے اعلان کرنے کا فیصلہ کر سکتے ہیں-

نواز شریف نے اسلام کا نام لیکر ایران کو خوش کرنے کیلئے سپاہ صحابہؓ پر بے نظیر سے دس گنا بڑھ کر ظلم ڈھائے

ہیں

سوال نمبر ۲۷- بے نظیر حکومت اور پھر لیگی حکومت نے اپنے اپنے دور میں سپاہ صحابہؓ سے جو سلوک کیا- آپ اس کا تقابل کرنا پسند فرمائیں گے ؟

جواب نمبر ۲۷- بے شک بے نظیر اور نواز شریف کے دور میں سپاہ صحابہؓ پر ظلم ہوا ہے لیکن بے نظیر نے ہم پر ظلم ہمیں بنیاد پرست اسلام کے نام لیوا جان کر مغرب کی خوشنودی کیلئے کیا ہے- جبکہ نواز شریف نے اسلام کا نام لیکر محض ذاتی تعصب اور ایران کی خوشنودی کیلئے انتقام کا سلسلہ شروع کیا ہے اور سپاہ صحابہؓ پر بے نظیر سے دس گنا بڑھ کر ظلم ڈھائے ہیں-

سوال نمبر ۲۸- چند روز قبل اخبارات میں نواز شریف کا بیان لگا کہ "ہم سے جو بھی ٹکرایا آپ نے اس کا حشر دیکھ لیا" اس پر روشنی ڈالیں ؟

جواب نمبر ۲۸- نواز شریف کا بیان سراسر متکبرانہ اور دیوانے کی بڑھ کے مصداق ہے- حقیقت یہ ہے کہ انہیں ابھی تک کسی سے واسطہ پڑا ہی نہیں ہے جب سابقہ دور میں جنرل وحید کاکڑ نے ذرا سی آنکھیں نکالی تھیں تو میاں صاحب نے استعفیٰ پر دستخط کر دیئے تھے- اب چیف جسٹس سجاد علی شاہ اور فاروق لغاری و جنرل جہانگیر کرامت کے استعفیٰ کو اپنی کامیابی قرار دینا خود فریبی ہے مزہ تو تب ہے کہ میاں صاحب کے پاس دفعہ 58-2-B کے اختیارات نہ ہوتے اور فاروق لغاری کے پاس حسب سابق اختیارات ہوتے تو تب اس جنگ کا نتیجہ سامنے آتا یا چیف جسٹس کے خلاف باقی سپریم کورٹ کے ججز حضرات فیصلہ نہ سناتے تب دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی سامنے ہوتا-

سوال نمبر ۲۹- سپاہ صحابہؓ کو قائم ہوئے تیرہ سال مکمل ہو چکے ہیں یہ ایک

تحریک کی صورت میں نمودار ہوئی تھی آپ کے خیال میں یہ تنظیم کہلا سکتی ہے یا ابھی تحریک ہی کے انداز اپنائے ہوئے ہیں۔

جواب نمبر ۲۹۔ سپاہ صحابہؓ اس وقت ایک عظیم تحریک بھی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ تنظیم کا روپ بھی اختیار کر چکی ہے۔ یہ بات غلط ہے کہ تحریک تنظیم بنکر تحریک نہیں رہتی کیونکہ تنظیم کی جو تعریف ہے سپاہ صحابہؓ اس پر پورا اترتی ہے۔ ہاں بحرانی حالات کے باعث کچھ کمزوریاں ہیں جو وقت امن آنے پر دور ہو جائیں گی تاہم اس کا جوش و جذبہ شوق و ولولہ والا انداز دن بدن ترقی کی طرف جارہا ہے۔ ہم اسے اس حالت میں رکھتے ہوئے تنظیم کے مکمل سانچے میں بھی ڈھالتے رہیں گے۔

مشن حق ہو تو

مشن حق ہو تو حضرت نوح علیہ السلام کی طرح ساڑھے نو سو سال پتھر کھانا پڑتے ہیں

مشن حق ہو تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرح وقت کے نمرود کے سامنے کلمہ حق کہہ کر آگ میں چھلانگ لگانا پڑتی ہے۔

مشن حق ہو تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرح فرعون کے دربار میں ترانہ توحید گانا پڑتا ہے۔

مشن حق ہو تو حضرت ایوب علیہ السلام کی طرح مصائب پر صبر کرنا پڑتا ہے۔

مشن حق ہو تو حضرت ذکریا علیہ السلام کی طرح آرے کے نیچے چرنا پڑتا ہے۔

مشن حق ہو تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرح یہودیوں کے ہاتھوں اذیتوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

مشن حق ہو تو حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی طرح شعب ابی طالب میں تین سال تک قید رہنا پڑتا ہے۔اور طائف میں پتھر کھانے واحد کی طرح دندان مبارک شہید کرانے پڑتے ہیں۔

مشن حق ہو تو امام ابو حنیفہ و امام ابن تیمیہ کی طرح جیلوں سے جنازے

اٹھوانے پڑتے ہیں۔

مشن حق ہو تو امام احمد بن حنبل کی طرح کوڑے کھانے پڑتے ہیں۔

مشن حق ہو تو مولانا حق نواز جھنگوی' مولانا ایثار القاسمی' مولانا شعیب ندیم کی طرح گولیاں کھانا پڑتی ہیں۔

مشن حق ہو تو علامہ ضیاء الرحمٰن فاروقی کی طرح جیلیں کاٹنا پڑتی ہیں اور ہم دھماکوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

الحمد للہ آج سپاہ صحابہؓ مشن حق پر قائم ہے تو پھر ہر مصیبت و مشکلات کے لئے سینہ سپر بھی ہے

مشن حق کی پاسداری میں' جیلیں' ہتھکڑیاں' بیڑیاں' مقدمات اور ہر طرح کے الزامات قبول ہیں۔ کیونکہ یہ ہماری وراثت ہے۔ ہر وارث اپنی وراثت پاکر رہتا ہے۔ اگر انبیاء علیہ السلام کی وراثت کے طلب گار ہو تو انہی راہوں پر آؤ جن پر ان کا گزر ہوا۔

مقتل سے اپنی یاری ہے اب دار پرانا لگتا ہے
صدیوں سے کٹنا عادت ہے ہر وار پرانا لگتا ہے
تم سنگ اٹھاؤ یا خنجر! ہمیں بات جو ہے وہ کہنی ہے
یہ ظلم و تشدد سرکاری' سرکار پرانا لگتا ہے

آپ کا بھائی
محمد اعظم طارق
۹-۱۱-۹۸
اٹک جیل

بعد نماز مغرب

الحیدری میڈیا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

علماء کرام کیلئے کامیابی کے چھ اصول

میرے قابل صد تکریم علماء کرام ہمکار کنان سپاہ صحابہؓ و معزز حاضرین السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ!

مجھے اس بات پر بے حد مسرت ہے کہ آج کا یہ عظیم الشان اجتماع ان فارغ التحصیل علماء کرام کی دستار بندی کے لئے منعقد کیا گیا ہے جنہوں نے درس نظامی کی تکمیل کر کے اس سال دورہ حدیث شریف کیا ہے۔

واقعی یہ پر عزم نوجوان صد مبارک باد کے قابل ہیں' جنہوں نے سالہا سال گھروں سے دوری اختیار کر کے طرح طرح کی مشکلات پریشانیوں اور آزمائشوں کے مراحل طے کر کے مدارس عربیہ کی روکھی سوکھی روٹی کھا کر چٹائیوں پر بیٹھ کر وہ علم حاصل کیا ہے جو حقیقت میں وراثت پیغمبر اور امانت خداوندی ہے۔ اس پر فتن دور میں جبکہ علوم اسلامیہ کی تحصیل کے بعد نہ تو سرکاری ملازمتوں کے دروازے کھلتے ہیں نہ ہی کوئی مالی مفاد متوقع ہوتا ہے۔ نہ اس علم کی سند سے بیرون ممالک کی یونیورسٹیوں میں داخلہ ملتا ہے۔ نہ ہی کسی عالم دین کو کسی ادارے میں کوئی بالا پوسٹ نصیب ہوتی ہے بلکہ ہر طرف سے علماء و آئمہ کا مذاق اڑانا' انہیں دقیانوسی سوچ کا حامل قرار دینا' تشدد پسند اور بنیاد پرست کے القابات سے

نوازنا' تنگ نظر اور ترقی کی راہ میں رکاوٹ بننے والے کے الزامات سے نوازنا ایک فیشن بن چکا ہے اور تو اور مساجد کمیٹی کے جاہل ممبران تک سو سو عیب نکالنے اور خطباء و آئمہ کرام پر نکتہ چینی کئے بغیر نہیں رہتے ہیں مگر آفرین ہے ان نوجوانوں کے عزم و حوصلہ پر جو ان تمام تر حوصلہ شکن باتوں کی پرواہ کئے بغیر اپنی دھن میں مگن رہتے ہیں اور لایخافون لومة لائم کا صحیح مصداق بن کر وارث نبوت ہونے کا حق ادا کرتے رہتے ہیں۔

میرے عزیز ساتھیو! آج میں ان فارغ التحصیل علماء کرام کو چند ایسی باتوں کی طرف متوجہ کرنا ضروری سمجھتا ہوں جو ان کے لئے راہ عمل ثابت ہوں گی اور زندگی بھر ان کے کام آئیں گی۔

پہلی بات۔ تو یہ ہے کہ فارغ التحصیل علماء کرام کو یہ بات جان لینی چاہئے کہ وہ علوم کی تکمیل کر کے سند حاصل نہیں کر رہے ہیں۔ بلکہ درس نظامی کی تکمیل کی سند حاصل کر کے اس بات کے مستحق قرار پائے ہیں کہ وہ اب علوم دینیہ کو سمجھنے اور عربی کے قواعد و ضوابط کو جاننے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ اصل علوم کی تحصیل کا دور اب شروع ہوا ہے۔ یہ بات ہمیں ہمارے شیخ الحدیث اساتذہ نے ذہن نشین کرادی تھی۔ مدارس کے آٹھ دس سالوں میں طلباء کو صرف قرآن و سنت' فقہ و تفسیر' ادب و فلسفہ' منطق و نحو کے علوم حاصل کرنے کا طریقہ سکھایا جاتا ہے۔ اب اس کے بعد اصل میدان علم شروع ہوتا ہے۔ اس کی مثال ویسے ہی ہے جیسے ٹریننگ سینٹر میں گاڑی چلانا سکھائی جاتی ہے جبکہ عملی مشق تو شاہراہوں اور تنگ گلیوں میں گاڑی چلانے سے ہوتی ہے۔

دوسری بات یہ ہے۔ میری آپ کو ہدایت ہے کہ آپ حضرات کبھی خود کو

حقیر نہ جاننا' کسی سرمایہ دار یا انگلش مین یا حکمران کو اپنے سے بالاتر سمجھ کر علم دین کو رسوا نہ کرنا- کیونکہ ایک تو اللہ و رسول کی نظر میں سب سے بلند مقام علماء کا ہے- دوسرا جب عالم کی نظر میں دنیادار عزت پانے لگتے ہیں تو اسے اپنا علم اور اپنا وجود حقیر نظر آنے لگتا ہے- یہی وہ موڑ ہے جب اہل علم اپنے مقام سے ایسے گرتے ہیں کہ پھر نہ دین کے رہتے ہیں نہ دنیا کے- میں آپ کو رب العزت کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جو نوجوان اپنے علم دین پر نازاں ہوگا اور دنیاداروں کے سامنے سر اٹھا کر چلے گا- یہ حکمران اور دنیادار اس کے جوتے اٹھانا سعادت سمجھیں گے اور اس کی خوشامد کرنے میں مصروف ہوں گے- لیکن اگر کسی نے خودی کا علم بلند نہ کیا تو اسے محلے کے نمازی اپنے اشاروں پر اس طرح نچائیں گے جس طرح پتلی کو نچایا جاتا ہے-

تیسری بات یہ ہے کہ- حتی الامکان سرکاری ملازمت کا راستہ اختیار نہ کرنا- یہ وصیت میرے والد مرحوم نے مجھے کی تھی جس کی مجھے اب قدم قدم پر سچائی نظر آرہی ہے- کیونکہ سرکاری ملازم اس قدر مجبور ہو جاتا ہے کہ وہ کفر و شرک' بے حیائی و برائی کو دیکھتا بھی ہے- مگر نہ اسے روکنے کی طاقت رکھتا ہے نہ اس کے خلاف احتجاج کر سکتا ہے- اور پھر ہم نے مدارس کی روٹیاں اس لئے نہیں کھائی ہیں کہ جوان ہو کر سرکاری نوکری کریں گے- بلکہ آپ نے آزادانہ حیثیت میں دین کا علم بلند کرنا ہے اور منکرات کے خلاف زوردار انداز میں کلمہ حق کہنا ہے-

چوتھی بات- آپ کو اپنے علاقوں اور شہروں میں جن فتنوں سے واسطہ پڑے' ان فتنوں کے مقابلے کے لئے میدان میں نکل آنا ہے اور خالی خولی

تقریروں اور محض نعروں سے اس فتنہ کا مقابلہ نہ کرنا بلکہ خود کو علمی دلائل اور عمل صالح کے ہتھیار' اخلاق حسنہ کی تلوار سے مسلح کرنا' عوام الناس کو تقریروں سے اور خواص کو بھی مجالس میں دلائل سے قائل کرنا۔

پانچویں بات۔ اپنی مساجد یا مدارس میں ایسا ماحول پیدا کرنا جہاں قدم قدم پر روحانیت' اتباع سنت کی خوشبوئیں بکھر رہی ہوں۔ عوام الناس سے کبھی بھی بے تکلف ہو کر گفتگو نہ کرنا۔ ٹی وی' وی سی آر' فوٹو' کھیل کود' شادی بیاہ کی رسموں' میلے ٹھیلے' بازاروں کی چہل پہل سے دور رہنا۔ کیونکہ ان چیزوں سے علماء کا وقار خاک میں مل جاتا ہے اور ان کی باتوں سے اثر ختم ہو جاتا ہے۔

چھٹی بات۔ ٹیوشن پڑھانے کسی کے گھر مت جانا' چوہدریوں' سرکاری افسروں اور مالداروں کے ڈیروں پر چکر مت لگانا' دل میں صرف اللہ کا خوف رکھنا' کسی کے مال پر طمع کی نظر نہ ہو' اپنی خودی نہ بیچنا۔ سپاہ صحابہؓ کے مشن سے آخر دم تک وفا کرنا۔

اللہ تعالیٰ آپ کا حامی و ناصر ہو۔ والسلام (آپ کا بھائی۔ اعظم طارق)

کراچی میں فارغ التحصیل طلباء کے لئے یہ پیغام ۳ نومبر ۱۹۹۸ء کو رولنہ کیا گیا

حقائق سے چشم پوشی کیوں؟

اگر ظالم کا گریبان پکڑنے کے بجائے الٹا مظلوم کی زخمی گالوں پر دو تھپڑ مزید رسید کرنا، ستمگر کا ہاتھ روکنے کے بجائے ستم رسیدہ کو زمین سے اٹھا کر پھر پٹخ دینا ہی مجبور سے ہمدردی و غمگساری ہے اور ظالم کے گلے میں پھولوں کے ہار ڈال کر داد دینا ہی تقاضہ انصاف ہے تو پھر مجھے ملت اسلامیہ کے ایسے بہی خوابوں اور وقت کے منصفوں سے کوئی گلہ نہیں ہے کیونکہ جب رات کی تاریکی کو دن کا اجالا قرار دینے پر اصرار ہونے لگے آنکھوں کے اندھے کو بینا ثابت کرنے پر دلائل کے انبار لگائے جانے لگیں، گندگی کے ڈھیر کو عنبر و کستوری کا پہاڑ تسلیم کیا جانے لگے۔ کوے کو بہر حال سفید کہنے کی رٹ جاری ہو تو پھر عقلمندوں کیلئے لازم ہے کہ یا وہ مر جائیں یا ایسے علاقہ سے کوچ کر جائیں۔

اس وقت وطن عزیز میں کچھ ایسی ہی صورت حال "فرقہ واریت کے خاتمہ کے نام" پر کی جانے والی کوششوں اور حکمرانوں کے اقدامات کی ہے اور اسی سے ملتی جلتی حالت بعض قلم کار حضرات کی ہے جو نہ صرف گدھے، گھوڑے کو ایک ہی لاٹھی سے ہانکتے چلے جارہے ہیں بلکہ گدھے کو شاہین اور گھوڑے کو کرگس قرار دینے پر بھی بضد ہیں۔ یقیناً اس وقت ہر

محبِ وطن اور درد دل رکھنے والا شخص سخت تشویش میں مبتلا ہے کہ اسلام کے نام پر حاصل کردہ اس مملکت میں فرقوں اور مسلکوں کی بنیاد پر قتل و غارت گری کا بازار کیوں کر گرم ہے اور اسے بخوبی اس بات کا احساس ہے کہ اس اندھی اور بہری جنگ سے ملت اسلامیہ کو ناقابل تلافی نقصان ہو رہا ہے۔ اس احساس زیاں کے باوجود اس بات کی طرف توجہ کرنے والے اور تحقیق و جستجو کے ذریعہ فسادات کے اسباب کا ادراک کرنے والے لوگوں کی تعداد آٹے میں نمک کے برابر بھی نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یہ آگ پھیلتی چلی جارہی ہے اور اسے بجھانے کی ہر کوشش اسے مزید بھڑکانے کا باعث بن رہی ہے۔

"لڑاؤ اور حکومت کرو"

خاص طور پر وقت کے حکمرانوں نے تو شیعہ سنی فسادات کی بجھی چنگاریوں کو شعلہ جوالا بنانے میں کوئی کسر باقی نہیں چھوڑی ہے کیونکہ وہ "لڑاؤ اور حکومت کرو" کے فارمولے پر عمل کرنے ہی میں اپنی کامیابی دیکھتے ہیں۔ شیعہ اور اہلسنت کے درمیان بنیادی اور اصولی اختلافات صدیوں سے ہیں اور شاید قیامت تک رہیں گے اگر کوئی یہ کہے کہ یہ دونوں طبقے ایک نام پر جمع ہو جائیں گے تو ایہ اس کی خوش فہمی تو ہو سکتی ہے مگر ایسا ممکن نہیں ہے۔ اور اس ناممکن الوقوع عنوان پر اپنی توانائیاں صرف کرنا اور نئی نئی اصطلاحات سامنے لانے پر مغزماری کرنا ایک لاحاصل امر ہے۔ اس وقت ضرورت صرف اتنی سی بات کی ہے کہ اس بات کا گہرائی سے مطالعہ کیا جائے اور سراغ لگایا جائے کہ ۱۹۸۰ء کی دہائی میں وہ کون سے عوامل رونما

ہوئے ہیں جنہوں نے شیعہ اور اہلسنت کو ایک دوسرے کے مد مقابل لا کھڑا کیا ہے- میں شیعہ مذہب کے مفکرین کو بھی دعوت فکر دیتا ہوں کہ وہ اس بات پر ضرور لکھیں کہ کیا پاکستان میں اہلسنت کی طرف سے ان کی مقدس مذہبی شخصیات کو کسی نے طعن و تشنیع کا نشانہ بنا کر یا ان کے مذہبی معاملات میں مداخلت کر کے اس شیعہ سنی فساد کی بنیاد رکھی ہے یا خود انہی کی طرف سے اہلسنت والجماعت کے ساتھ جھگڑے کا آغاز ہوا ہے-

میرا نقطہ نظر اس عنوان پر یہ ہے کہ پاکستان کے پڑوسی ملک ایران میں 1979ء میں جو خمینی انقلاب رونما ہوا ہے- اس انقلاب کو پاکستان میں برآمد کرنے کی سوچ و فکر اور ایران سے وطن عزیز میں بھیجا جانے والا لٹریچر اور ایرانی انقلاب کی طرز پر پاکستان میں شیعہ انقلاب کی راہیں ہموار کرنے کے لئے بعض شیعہ جماعتوں نے اس فساد کی بنیاد رکھی ہے- ایک طرف تو پاکستان میں ایران کی حمایت یافتہ جماعتوں نے اسلام آباد سیکریٹریٹ کا گھیراؤ کر کے خود کو زکواۃ سے مستثنیٰ قرار دیئے جانے کا مطالبہ دھونس و دھاندلی سے منوا کر پاکستان کے مسلمانوں کو یہ پیغام دیا کہ وہ زکواۃ کے اہم فریضہ کی ادائیگی پر تیار نہیں ہے- دوسری طرف اسکولوں میں الگ دینیات کا مطالبہ تسلیم کرا کے چھٹی جماعت کے بچوں تک کو اس احساس میں مبتلا کیا کہ شیعہ کا دین اور ہے اور اہلسنت کا دین اور ہے- میں حیران ہوں کہ جس طبقہ نے بچے بچے کے ذہن میں از خود یہ احساس اجاگر کرانے کی کوشش کی ہے کہ شیعہ کا کلمہ، آذان، نماز، ارکان اسلام عام مسلمانوں کے کلمہ اذآن ارکان اسلام سے جدا ہیں- آج وہ یہ کہہ رہے ہیں کہ ہمیں اقلیت قرار دلوانے کی سازش کی جارہی ہے-

ان دو بڑے اقدامات یعنی زکواۃ کی ادائیگی سے انکار اور الگ دینیات کے بعد پاکستان میں ایرانی انقلاب کے راہنما آیت اللہ خمینی کی تصنیفات "حکومت اسلامی" "کشف الاسرار" "تحریر الوسیلہ" اور صحیفہ انقلاب وغیرہ اردو میں ترجمہ کرا کر مارکیٹ میں پہنچادی گئیں جن میں موصوف نے حضرت ابوبکر صدیق ؓ، حضرت عمر فاروق ؓ، حضرت عثمان غنی ؓ، حضرت معاویہ ؓ، حضرت خالد بن ولید ؓ، حضرت ابوہریرہ ؓ جیسے مقدس صحابہ ؓ کرام و خلفاء راشدین ؓ کو صاف انداز میں کافر، مرتد، زندیق بدقماش، بدکار تک معاذاللہ تحریر کیا ہے۔ یہ کتب میں نے پاکستان کے صدر اور وزراء اعظم کو پیش کیں تو وہ بھی حیران ہو کر رہ گئے کہ اس قدر دلیری کے ساتھ ایرانی راہنما نے خلفاء راشدین ؓ اور اصحاب رسول ﷺ کے خلاف قلم چلایا ہے۔ یہ کتب مولانا عبدالستار نیازی کی زیر صدارت شیعہ سنی زعماء کے اجلاسوں میں بھی پیش کی گئیں۔ جس پر ہر عالم دین نے حیرت کا اظہار کیا۔

حکومت پنجاب نے ۶۲ کتب پر پابندی لگادی

اب اگر پاکستان کی شیعہ آبادی اور ان کے راہنما ان کتب سے اظہار لاتعلقی کرتے اور کم از کم پاکستان میں ان کی درآمد کا راستہ روکتے تو پھر بھی بات بہت حد تک قابو میں رہ سکتی تھی لیکن اس کے برعکس یہ ہوا کہ شیعہ مذہب کے ذمہ دار ادارے مثلاً تحریک جعفریہ کا ہیڈ کوارٹر جامعہ المنتظر لاہور جیسا ادارہ بیسیوں ایسی کتب شائع کرنے لگ گیا کہ جن کے ایک ایک صفحہ پر ازواج مطہرات ؓ خلفائے راشدین ؓ اور اصحاب رسول ؐ کے خلاف وہ غلیظ زبان استعمال کی گئی کہ جس کا عشر عشیر بھی ملعون رشدی اور

راجپال کی تصنیفات میں نہیں ہے اگر کسی کو تحقیق مقصود ہو تو وہ "سہم مسموم فی نکاح ام کلثوم" "قول مقبول" فقہ حنفیہ درجواب فقہ جعفریہ" جاگیر فدک" بغاوت ہوامیہ جیسی ضخیم کتب کا مطالعہ کر سکتا ہے- جو اس ادارہ سے شائع ہوئی ہیں- اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جو مسلمان برطانیہ میں بیٹھے ہوئے رشدی کی دشنام طرازی اور بہتان بازی پر مشتمل غلیظ کتاب کو ٹھنڈا پیٹوں ہضم نہیں کر سکتے ہیں اور اس پر خاموش رہنا اپنے ایمان سے ہاتھ دھونے کے مترادف سمجھتے ہیں کیا وہ ایران اور پاکستان سے شائع ہونے والے اس غلیظ لٹریچر پر آنکھیں بند کر سکتے تھے-

اس وقت صرف پاکستان میں ایسے غلیظ لٹریچر کی تعداد پانچ سو سے زائد مختلف عنوانات پر شائع ہونے والی کتب تک پہنچ چکی ہے-

میرا شیعہ زعماء سے یہ سوال ہے کہ آیا کبھی انہوں نے اس لٹریچر کی اشاعت پر احتجاج کیا اور اسے بند کرانے کی کوشش کی ہے- کیا ان کی خاموشی اس بات کا ثبوت نہیں کہ وہ اس غلیظ لٹریچر کے موید ہیں ؟ جبکہ وہ انکے ہیڈ کوارٹر سے شائع ہو رہا ہے-دوسری طرف حکمرانوں نے نہ تو اس غلیظ لٹریچر کے زندہ مصنفین کے خلاف کارروائی کی اور نہ ہی غلیظ لٹریچر کے ناشرین پر ہاتھ ڈالا اس وقت بھی صورت حال یہ ہے کہ حکومت پنجاب نے 62 کتب پر پابندی تو لگادی ہے مگر کسی مصنف کو قانون کے مطابق سزا نہیں دی ہے-

جس شخص نے چوری کرنا نہیں اسے چور کیلئے بنائے جانے والے سخت قوانین سے کیونکر اختلاف ہوگا

دراصل خلفاء راشدین ازواج مطہرات اور اصحاب رسول ﷺ کے گستاخ پر لاگو ہونے والے قانون میں اس قدر سقم ہے کہ اس کی موجودگی میں کسی گستاخ صحابہ پر ہاتھ نہیں ڈالا جاسکتا ہے- جب اس قانونی سقم کو دور کرنے کیلئے اسلامی تعلیمات اور شریعت کے تقاضوں کے مطابق میں نے 1992ء میں پھر 1994ء میں قومی اسمبلی میں ناموس صحابہؓ و اہلبیت بل پیش کیا تو شیعہ کی نمائندگی کرنے والی جماعتیں اور شیعہ مذہب سے تعلق رکھنے والے وفاقی وزراء اور حکام اس کے خلاف کھل کر میدان میں اتر آئے- سوچنے کی بات یہ ہے کہ جب شیعہ لیڈران کی طرف سے اخبارات و ذرائع ابلاغ میں یہ مؤقف پیش کیا جاتا ہے کہ ہم اصحاب رسول ﷺ کے گستاخ اور دشمن نہیں ہیں تو پھر انہیں اس بل سے کیا تکلیف تھی؟ یہ قانون تو ہر ایک کیلئے یکساں بنا تھا اور جس شخص نے چوری کرنا نہیں ہے اسے چور کیلئے بنائے جانے والے سخت قوانین سے کیونکر اختلاف ہوگا؟

پاکستان میں گستاخ صحابہؓ کیلئے موثر قانون نہ ہونے کی وجہ سے آج سے پانچ ماہ قبل بھٹ شاہ سندھ میں دشمنان صحابہؓ کو اس قدر جرات ہوگئی کہ انہوں نے حضرت سیدنا فاروق اعظمؓ کا پتلا بنا کر اس کی توہین کی اور پھر اسے نذر آتش کیا اس شرمناک سانحہ کے ملزموں کے خلاف ایف آئی آر تو درج ہوگئی مگر تاحال ملزمان گرفتار نہ ہوئے- چند سال قبل بالکل ایسا ہی واقعہ عارف والا میں پیش آیا تھا جس سے پورے شہر میں ایک کہرام برپا ہوگیا تھا-

اسی طرح چند ماہ قبل غلام حسین اینڈ سنز کراچی والوں نے ترجمہ فرمان علی کے نام سے قرآن مجید کی وہ تفسیر دوبارہ شائع کردی ہے جس کے

بارہویں' چودھویں اور بائیسویں پارہ میں قرآن کریم کے حاشیہ پر یہ تحریر کیا گیا کہ یہ قرآن مجید بدل دیا گیا ہے اور اس میں آیات آگے پیچھے کردی گئی ہیں اور سولہویں پارہ کی سورۃ نور میں حاشیہ قرآن پر تحریر ہے کہ آنحضرت ﷺ کی بعض ازواج مطہراتؓ پاکدامن نہ تھیں- اس تفسیر کی اشاعت پر کراچی کے تمام مکاتب فکر احتجاج کررہے ہیں لیکن نہ تو حکومت نے اس کا کوئی نوٹس لیا ہے اور نہ ہی شیعہ راہنماؤں نے اس کی مذمت کی ہے-

میں نے نہایت ہی اختصار سے یہ چند باتیں دل پر پتھر رکھ کر تحریر کی ہیں ورنہ صرف پاکستان کے شیعہ اداروں سے شائع ہونیوالی سینکڑوں کتب میں اس قدر قرآن مجید' خلفاء راشدینؓ' ازواج مطہراتؓ اور اصحاب رسول ﷺ کیخلاف شر انگیز مواد موجود ہے کہ جسے بطور حوالہ بیان کرنا بھی کسی مسلمان کیلئے ممکن نہیں ہے-

کیا کتوں کو چھوڑ کر انسانوں کا ہاتھ باندھ دینا انصاف ہے؟

کیا ان حقائق کی موجودگی میں بھی حکومت اور شیعہ لیڈران' سیاستدان اور صحافی حضرات صرف یہ رٹ لگاتے رہیں گے کہ کوئی مسلمان ایسے مصنفین اور ان کے حواریوں کو گستاخ' کافر اور منافق نہ کہے؟ اگر رشدی ایک کتاب تحریر کرنے کے باعث شیطان' مرتد اور واجب القتل ہے تو پاکستان کے رشدی حکمرانوں کی گود میں کس وجہ سے آرام کررہے ہیں؟ اگر رشدی کے خلاف آواز بلند کرنے والا نوجوان اور راج پال کی زبان

خاموش کرنے والا غازی علم الدین صد ہزار خراج عقیدت کے لائق ہے تو پاکستان کے رشدیوں کیخلاف آواز بلند کرنے والے جیلوں میں کیونکر بند ہیں؟ کیا کتوں کو کھلا چھوڑ کر انسانوں کے ہاتھ باندھ دینا انصاف ہے؟

حکمران اگر فرقہ واریت کے خاتمہ میں مخلص نہیں ہیں تو کیا محبّ وطن افراد کو بھی حقائق سے چشم پوشی کر لینی چاہئے- ہم عوام کے منتخب نمائندے ہو کر جرم حق گوئی میں تین تین سال سے جیلوں کے مہمان ہیں اور غیر ملکی ایجنٹ حکمرانوں کے حلیف بن کر ملک میں علماء کے خون بہانے میں آزاد ہیں- کیا انصاف اس کا نام ہے؟ اور فرقہ واریت کا خاتمہ اسی طرح ممکن ہے- مجھے امید ہے کہ صاحبان علم و دانش اور منصف مزاج لوگ ضرور حقائق کو تسلیم کر کے شیعہ سنی فسادات کے خاتمہ کیلئے میدان میں اتریں گے-

اعظم طارق

اٹک جیل

9-11-98

۱۸ نومبر ۱۹۹۸ء کو یہ مضمون روزنامہ "اوصاف" اسلام آباد میں شائع ہوا

جو جماعت جتنا زیادہ حق کا پرچار کریگی، وہ اتنی ہی زیادہ آزمائش کا شکار ہو گی

اوچ شریف کی کانفرنس کے لئے تحریری خطاب

نہایت ہی واجب الاحترام حضرات علماء کرام و معزز محترم سامعین!

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ!

آج کی اس عظیم الشان شافع محشر کے عنوان سے معنون کانفرنس میں اپنے تحریری پیغام کے ذریعہ آپ حضرات سے مخاطب ہورہاہوں تاکہ اس بابرکت تقریب کی سعادتوں اور برکتوں سے مجھے بھی حصہ نصیب ہو جائے۔

محترم سامعین! آپ اس بات سے خوبی آگاہ ہیں کہ میں جب تک باہر آزاد فضاؤں میں رہا، ہر سال پابندی سے اس کانفرنس میں شریک ہوتا رہا، لیکن گذشتہ چار سالوں سے میری شرکت اس لئے نہ ہو سکی کہ میں قید و بند، عقوبت خانوں اور زندانوں کی خاردار وادیوں سے گزر رہا ہوں یہ راہیں نہایت ہی کٹھن ہیں پر خطر اور ظلم و ستم کی تاریکیوں پر مبنی ہیں۔قدم قدم پر تشدد و بربریت کے ہتھکنڈے حکومتی انتقام کے بھیانک انداز ہتھکڑیوں اور بیڑیوں کے زیورات استقبال کررہے ہیں لیکن آپ حضرات کی دعاؤں اور

نیک تمناؤں کے باعث رب العالمین نے اس عاجز کو یہ توفیق بخشی ہے کہ ہر طرح کے پریشان کن حالات اور مشکلات کو خندہ پیشانی سے برداشت کر رہا ہوں۔

آج کی اس کانفرنس کا پیغام بھی یہی ہے کہ ہم لوگ اس ذات اقدس کے (جسے شافع محشر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقدس لقب سے بھی یاد کیا جاتا ہے) صحیح معنی میں پیروکار بن کر کفر و شرک باطل و شیطنت کے مقابلہ میں اس طرح سینہ سپر ہو جائیں جس طرح آمنہ کے لعل محمد ﷺ مکہ میں جرأت و استقامت کا پہاڑ بن کر اپنے موقف پر چٹان کی طرح قائم رہے۔ مکہ کی سرزمین پر وہ کون سا ظلم ہے جو آپؐ پر نہیں ہوا جبر و تشدد کا وہ کون سا انداز ہے اور مخالفت و دشمنی کا وہ کون سا سلوک ہے جو آپؐ کی ذات کے ساتھ روا نہیں رکھا گیا۔ ایک طرف آپ کو دولت، سرداری، حسین عورت کی پیشکش کی گئی دوسری طرف شعب ابی طالب میں تین سال تک قید کر کے ستایا گیا۔ ایک طرف آپؐ طائف کی گلیوں میں لہولہان ہوئے دوسری طرف آپؐ کا بیت اللہ کے سائے میں گلا گھونٹا گیا۔ آپ کی راہ میں کانٹے بچھائے گئے، دیوانہ و مجنون کہہ کر پکارا گیا۔ مکہ کی گلیوں میں آپ کا گزرنا محال کر دیا گیا اور آپ کے جانثاروں کو آگ کے انگاروں پر لٹایا گیا مکہ کے چوراہوں میں حضرت سمیہؓ کے ٹکڑے کر دیئے گئے۔ حضرت زنیرہؓ کی آنکھیں نکال دی گئیں۔ غرضیکہ ظلم کا ہر ہتھیار استعمال ہوا مگر ہمارے اور آپ کے پیغمبر ﷺ نے نہ اپنا موقف ترک کیا اور نہ ہی اپنے مشن میں لچک پیدا کی۔

میرے محترم سامعین! ایک لاکھ چوالیس ہزار کم و بیش انبیاء علیہم

السلام کی زندگیاں ہمارے سامنے ہیں کوئی ایک پیغمبر و رسولؑ ایسا نہیں گزرا ہے جسے حق گوئی کے جرم میں ستایا نہ گیا ہو اگر نوح علیہ السلام کو ساڑھے نو سو سال تک پتھروں سے مار مار کر لہولہان کیا گیا تو ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالدیا گیا- لوط علیہ السلام کے ساتھ کافروں نے نہایت ہی برا سلوک کیا تو موسیٰ علیہ السلام کو فرعون نے دھمکیوں اور طرح طرح کے ہتھکنڈوں سے پریشان کیا- حتیٰ کہ قوم بنی اسرائیل کے دودھ پیتے بچے ماؤں کی چھاتیوں پر رکھ کر ذبح کئے جاتے رہے-

سامعین گرامی قدر! میرے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ ایک بھی پیغمبر اور رسولؑ ایسا نہیں گزرا جسے کلمہ حق کے سربلند کرنے کے عوض ستایا نہ گیا ہو- ظلم کی آہنی کنگھیوں سے چھیدا نہ گیا ہو' پھر اس طرح کے حالات صحابہؓ کرام پر اور امت مسلمہ کے اکابرین پر بھی گزرے ہیں-

میں آج حیران ہوں کہ اپنے آپ کو حق و صداقت کا علمبردار کہلانے والے وراثت نبویؐ کے امین ہونے کا دعویٰ کرنے والے' امت مسلمہ کی رہنمائی کا نعرہ لگانے والے' شریعت مصطفوی کی پاسداری کا دم بھرنے والے' آج اس بات کے خواہاں ہیں کہ وہ حق بھی کہیں اور انہیں تکلیف کوئی نہ آئے وہ قرآن و سنت کی دعوت بھی دیں تو ان کی مخالفت نہ ہو- وہ کفر و شرک کے چہرے سے نقاب بھی الٹیں تو انہیں روکنے والا کوئی نہ ہو وہ بدعات و رسومات کا رد بھی کریں تو گمراہ طبقے ان کے دشمن بھی نہ ہوں وہ رافضیت و سبائیت کے سیاہ چہرے سے پردہ بھی ہٹائیں تو ان کی بات کا انکار کرنے والا کوئی نہ ہو..... آخر یہ بات کیسے ممکن ہے؟ دو باتوں میں سے ایک بات ضرور ہوگی- اگر حق و صداقت کے علمبردار اور اسلام کے داعی کا

انداز دعوت و تبلیغ امام المرسلین ﷺ والا ہوگا تو پھر اس دعوت کے جواب میں تکالیف اس طرح کی آئیں گی جس طرح کی انبیاء علیہم السلام اور ان کے صحابہؓ کو آئیں تھیں۔

محترم سامعین! قرآن کریم کا مطالعہ کر کے دیکھ لیجئے اور احادیث رسول پر نظر ڈال کر جائزہ لے لیجئے تو آپ کو یہ حقیقت روز روشن کی طرح نظر آئے گی کہ جو جماعت اور طبقہ جس قدر زیادہ کلمہ حق بلند کرنے والا ہوتا ہے وہ اسی قدر زیادہ مصیبتوں اور آزمائشوں کی بھٹیوں سے گزارا جاتا ہے آج جبکہ کفر و شرک بدعات و خرافات' تبرابازی اور بے حیائی عام ہو چکی ہے اور اسلام اور شریعت کے خلاف سازشیں کھلے بندوں مسلمانوں کے عقائد و نظریات کو تباہ کر رہی ہیں۔ امت مسلمہ کی متاع ایمان کو لوٹ رہی ہیں۔ ختم نبوت اور عصمت قرآن کریم کا انکار کیا جارہا ہے اماموں کو انبیاء علیہم السلام سے افضل قرار دیکر اصحابؓ رسول کو ماؤں بہنوں کی غلیظ گالیاں دینے کی ناپاک مہم زور و شور سے جاری ہے۔ کیا اس بات کی ضرورت نہیں کہ امت مسلمہ کا کوئی طبقہ اور گروہ میدان عمل میں اتر کر جان کی بازی لگا دے تاکہ ان ناپاک سازشوں کا راستہ روکا جاسکے۔ یقیناً آپ سب یہی کہیں گے کہ اس دور میں کفر و شرک' بدعات و رسومات' بے حیائی و فحاشی' تبرابازی اور اصحاب رسولؐ کی گستاخی کا منہ توڑ جواب دینا چاہئے۔ مگر ..... کیا جب کوئی جماعت یہ کام کرے گی تو اسے پھر مصائب و آلام' ظلم و تشدد کا نشانہ نہیں بننا پڑے گا؟ کیا اسے قید و بند کا مہمان نہیں ہونا پڑے گا؟ کیا اسے سنگین مقدمات و الزامات کا سامنا نہیں کرنا پڑے گا؟ یقیناً اسے ان رکاوٹوں کو عبور کرنا ہوگا تب جا کر کامیابی اس کے قدم چومے گی۔

آج ہمیں کہا جاتا ہے کہ تم نے علماء شہید کروائے

میرے پیارے سامعین! میں آج یہ بات تحدیث بالنعمۃ کے طور پر اللہ کی توفیق سے اپنا سر فخر سے بلند کر کے کہتا ہوں کہ سپاہ صحابہؓ نے آج کے نفسا نفسی کے عالم اور پر آشوب دور میں کفر کو للکارنے کا حق ادا کر دیا ہے اور کلمہ حق بلند کرنے کے جرم میں سر کٹوانے۔ خاک و خون میں لت پت ہونے گولیوں سے جسم چھلنی کروانے کی وہ لہو رنگ داستان رقم کر دی ہے کہ جس کا ایک ایک واقعہ اپنی مثال آپ ہے۔

آج ہمیں کہا جاتا ہے کہ تم نے علماء شہید کروالئے۔ قیادت کو گولیوں کا نشانہ بنوالیا تمہیں اس سے کیا ملا ہے؟ میں ایسے اعتراض کرنے والوں سے پوچھتا ہوں جن ہزاروں انبیاء علیھم السلام نے توحید کا نعرہ لگا کر کفر و شرک کے خلاف آواز بلند کر کے خود کو ذبح کرایا تھا انہیں کیا ملا تھا؟ جو لوگ تپتے انگاروں پر لیٹے تھے۔ تختہ دار پر چڑھے تھے مکہ میں خاک و خون میں تڑپے تھے انہیں کیا ملا تھا؟ جن علماء حق کے امام ابو حنیفہ کی شکل میں جیلوں سے جنازے اٹھے جن کو امام احمد بن حنبل کے انداز میں کوڑوں کی سزا ملی اور ظلم کے تازیانے لگے انہیں کیا ملا تھا؟

کیا انبیا علیھم السلام۔ صحابہؓ کرام اور اہل حق کسی دولت و عہدہ کی خاطر ماریں کھایا کرتے تھے کیا ان کی قربانیاں حکومت حاصل کرنے کیلئے تھیں؟ نہیں خدا کی قسم بالکل نہیں۔ بلکہ ان سب حضرات نے جانیں دیں تو اس لئے کہ اللہ راضی ہو جائے۔ ظلم سہا تو اس لئے کہ اللہ راضی ہو جائے قیدیں کاٹیں تو اس لئے کہ اللہ راضی ہو جائے آج ہماری جدوجہد کا مقصد

بھی صرف اور صرف یہ ہے کہ آواز حق سن کر مسلمانوں کے عقائد و نظریات کفر کی ملاوٹ سے بچ جائیں- نظام خلافت شدہ کا احیاء ہو جائے- شریعت مطہرہ کو بالادستی نصیب ہو تاکہ ہمارا اللہ راضی ہو جائے اور میں آج اٹک جیل کی قید تنہائی اور کال کوٹھری سے تین سال سے زائد مدت کا عرصہ قید گزار کر بھی اعلان کرتا ہوں کہ ہم کفر کو اسلام نہیں کہیں گے ہم رفض وشیعت کو مسلمان نہیں مانیں گے- ہم منافقین کو اسلام کے خیر خواہ تسلیم نہیں کریں گے- ہم گلی گلی شہر شہر اصحاب رسولؐ کے دشمنوں کو کافر کافر کہتے رہیں گے- اس جرم حق گوئی کا ارتکاب اس وقت تک کریں گے جب تک ہمارے منہ میں زبان ہے اور جسم میں جان ہے- ہم جانیں لٹا دیں گے، گولیوں، بموں کا نشانہ بن جائیں گے ظالم حکمرانوں کا ہر ستم سہہ لیں گے مگر اپنے مشن سے انحراف نہیں کریں گے- آپ ہماری استقامت کیلئے دعا کریں اور یہ عزم کرلیں آپ نے بھی اس مشن حق کی آواز بلند کرنا ہے-

والسلام
آپ کا بھائی
محمد اعظم طارق

یہ پیغام اوچ شریف ضلع بہاولپور کی سالانہ کانفرنس کے لئے
اٹک جیل سے لکھا گیا- ۱۹۹۸-۱۱-۱۱

جہاد ہی ملت اسلامیہ کو عظمت رفتہ سے ہمکنار کر کے سر اٹھا کر چلنے کا سلیقہ سکھاتا ہے

طلبہ مدارس عربیہ اور سپاہ صحابہؓ کے کارکنوں کے نام خصوصی پیغام

عزیز ساتھیو!

اس وقت جبکہ مدارس عربیہ کے سالانہ امتحانات مکمل ہونے والے ہیں اور اڑھائی ماہ کی تعطیلات کے باعث آپ کو فراغت کے لمحات میسر آنے والے ہیں- میری آپ سے اپیل ہے کہ آپ اس قیمتی وقت کو دیگر مشاغل و مصروفیات میں ضائع کرنے کی بجائے "جہاد" کی راہ میں صرف کریں-

یہ بات ایک حقیقت ہے کہ اس وقت امت مسلمہ یہود و ہنود نصاریٰ و مجوس رفض و دھریت کی مشترکہ سازشوں کے نتیجہ میں اس حد تک ذلت و رسوائی کے عمیق گڑھوں میں گر چکی ہے اور اپنی آزادی و حریت فکر یہاں تک کفار کی غلامی کے عوض فروخت کر چکی ہے کہ اب نہ صرف مسلمانوں کی جان و مال عزت و آبرو پوری دنیا میں غیر محفوظ ہو کر رہ گئی بلکہ

افسوس صد افسوس کہ اسلامی ممالک اپنے تحفظ و بقاء کا ذمہ دار امریکہ و یورپ کو قرار دینے لگے ہیں- عالمی مالیاتی بینک سود در سود پر قرضے دے کر مسلمان حکمرانوں سے اسلام کی رہی سہی چند نشانیوں اور اسلامی تہذیب و ثقافت کو مٹانے کے وعدے لے رہے ہیں- ایک طرف حرمین شریفین کی مقدس سرزمین یہود و نصاریٰ کے ناپاک قدموں سے پائمال ہو رہی ہے دوسری طرف کشمیر' کوسوو' فلسطین' بوسنیا' چیچنیا' ازبکستان وغیرہ میں مسلمانوں کا خون پانی سے بھی سستا سمجھ کر بہایا جارہا ہے- اور اس سے بڑھ کر افسوس تو اس بات کا ہے کہ عالم اسلام کے حکمرانوں کے دل احساس زیاں سے خالی ہو چکے ہیں اور یہ حکمران کفار و مشرکین کے آلہ کار بن کر اسلامی ممالک میں دینی اداروں اور مجاہدین اسلام کو سخت سے سخت نقصان پہنچانے کے درپے ہیں-

میرے ساتھیو!

امت مسلمہ کی زبوں حالی اور ذلت و نکبت' تباہی و بربادی کے خاتمہ کا حل اس وقت صرف اور صرف جہاد ہے- جہاد ہی ملت اسلامیہ کو عظمت رفتہ سے ہمکنار کر کے سر اٹھا کر چلنے کا سلیقہ سکھاتا ہے- یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ افغانستان میں امارت اسلامیہ کے قیام کے باعث مجاہدین کو امیر المومنین کی قیادت میں اپنے ایمانی جوہر دکھانے کا موقع نصیب ہو رہا ہے- لہٰذا ہر نوجوان پر لازم ہے کہ وہ وقت کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے اس قیمتی موقع سے فائدہ اٹھائے اور امیر المومنین کی قیادت میں کفار و مشرکین' رفض و منافقین' دھریت و یہودیت کے خلاف جہاد میں حصہ

لے کر دارین کی سعادتیں سمیٹ لے۔ تمام مجاہدین میرے لئے اور اپنے اسیر بھائیوں کے لئے دعائیں کرتے رہیں۔

والسلام
آپ کا بھائی
محمد اعظم طارق

یہ پیغام ہفت روزہ "ضرب مومن" میں 19 نومبر 1998ء بروز جمعرات کو شائع ہوا۔

ان مدارس کی سرپرستی کریں جو مجاوروں کی بجائے مجاہد پیدا کرتے ہیں

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

امابعد

صدر جلسہ !و معزز و محترم حاضرین و سامعین !السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

آج کا یہ عظیم الشان جلسہ اس مدرسہ کا سالانہ جلسہ ہے۔ جس کا مقصد ان خوش نصیب نوجوانوں کے سروں پر دستار فضیلت سجانا ہے جنہوں نے نہایت ہی کم عمری میں سخت محنت و کوشش کے بعد اس عظیم دولت و نعمت کو حاصل کیا ہے کہ جس کے بارے میں خود آقا نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے خیرکم من تعلم القرآن و علمه کہ تم میں سے بہترین شخص وہ ہے جو قرآن سیکھے اور سکھائے۔

محترم سامعین!

علم دین کا اس قدر حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے کہ جس سے وہ اپنی چوبیس گھنٹے کی زندگی کو اسلام کے مطابق بسر کر سکے۔لیکن قرآن و سنت کی مکمل تعلیمات حاصل کرنے والے لوگ جنہیں علماء و آئمہ کے نام سے جانا جاتا ہے اس عظیم امانت کے حاملین ہوتے ہیں جس "امانت" کو

"وراثت رسولؐ" کہا جاتا ہے۔

معزز حاضرین!

جس طرح ایک لائق اور عقلمند وارث کے لئے ضروری ہوتا ہے کہ وہ اپنے آباؤ اجداد کی وراثت کی حفاظت کرے چاہے وہ وراثت عزت و شوکت' دیانت و شرافت کی ہو یا مال و جائیداد' سرمایہ و دولت کی ہو۔ اگر وارث بننے والا اپنی خاندانی شرافت و نجابت' دولت و عزت کو مزید چار چاند لگاتا ہے تو ہر طرف سے اسے آفرین آفرین کے لفظوں کی صورت میں خراج تحسین پیش کرنے والے لوگ موجود ہوتے ہیں۔ اور اگر وہ اپنی نالائقی اور بے وقوفی کے باعث خاندان کی عزت و آبرو' مال و دولت کو تباہ و برباد کر دیتا ہے تو ہر چھوٹے بڑے کی زبان پر اس شخص کے لئے ملامت' و مذمت کے الفاظ موجود ہوتے ہیں۔

دینی اداروں میں در حقیقت وراثت رسولؐ تقسیم کی جاتی ہے

اس مثال کو بیان کرنے کا مقصد یہ ہے کہ ان دینی اداروں میں در حقیقت وراثت رسولؐ تقسیم کی جاتی ہے اور جو لوگ یہاں سے اس عظیم وراثت کی امانت کو حاصل کرتے ہیں پھر ان کی بھی دو قسمیں ہوتی ہیں ایک قسم وہ ہوتی ہے جو علوم دینیہ اور قرآن و سنت کے پیغام کو لے کر آگے بڑھتی ہے اور پوری دنیا میں دعوت و تبلیغ' تدریس و تعلیم' جہاد و مناظرہ کی شکل میں اپنے ذمہ داریاں ادا کرتی ہے۔ یہ لوگ جب پرچم حق و صداقت کو لہراتے ہوئے آگے بڑھتے ہیں تو شیطان اپنے پیروکاروں اور حواریوں کی فوج لے کر ان کے مدمقابل آکھڑا ہوتا ہے۔ کہیں جرم حق گوئی میں' وقت

کے فرعون ان علماء کو تختہ دار پر لٹکاتے ہیں تو کہیں جابر حکمران ان کی پشت کوڑوں سے زخمی کراتے ہیں کہیں ہتھکڑیوں' بیڑیوں اور زنجیروں میں جکڑ کر اسلام کے متوالوں کو تشدد و بربریت کا نشانہ بنایا جاتا ہے تو کہیں کالی کوٹھڑیوں اور کنوؤں میں ڈال کر ان پر عرصہ حیات تنگ کر دیا جاتا ہے- لیکن تاریخ گواہ ہے کہ ان مظلوم و مجبور' ستم رسیدہ اور زخم خوردہ گوشت و پوست کے پیکروں کے پایہ استقلال میں نہ لغزش پیدا ہوتی ہے اور نہ ہی ان کی آواز و نظریہ کو ظلم و جبر کے طوفان مٹانے اور ختم کرنے میں کامیاب ہوتے ہیں بلکہ ان کی آہوں اور سسکیوں' ان کی زخموں سے بہتے ہوئے خون کے قطروں اور جسم کے تار تار پیراہن اور لڑکھڑاتی ہوئی زبانوں سے جو کلمات حق بلند ہوتے ہیں وہ تاریخ کے صفحات اور آسمان کی پیشانی پر انمٹ نقوش بن کر ایسے چمکتے ہیں کہ صدیوں تک ملتیں اور قومیں ان سے راہنمائی حاصل کرتی چلی جاتی ہیں- یہ وہ لوگ ہیں جنہیں آج دنیا سعید بن جبیر امام ابو حنیفہ امام مالک' امام احمد بن حنبل کے نام سے پہچانتی ہے- یہی وہ کردار ہے جسے زمانہ شیخ الہند و مولانا حسین احمد مدنی' امیر شریعت و مولانا حق نواز جھنگوی' علامہ ضیاء الرحمان فاروقی' مولانا ایثار القاسمی و علامہ شعیب ندیم کے ناموں سے اجاگر کرتا ہے- یہی وہ قافلہ حریت کے لوگ ہوتے ہیں کہ جنہیں منزلیں سر جھکا جھکا کر سلام عقیدت پیش کرتی ہیں- یہی وہ مجاہد ہوتے ہیں جن کے قدموں کو چومنے کے لئے فتوحات بے تاب ہو جاتی ہیں-

میرے محترم سامعین!

اس طبقہ کے مقابل ایک اور طبقہ بھی ہوتا ہے جو علم دین کو

حاصل کر کے وراثت پیغمبر کو منڈی کا مال بنا کر تجارت کرنے لگ جاتا ہے یہ لوگ کہیں فتوے بیچ رہے ہوتے ہیں تو کہیں وقت کے حکمرانوں کی خوشامد میں مصروف ہوتے ہیں' کہیں بے ضمیری اور بے غیرتی کا مجسمہ بن کر لادینیت' فحاشی و عریانی کے دلدادہ بنے ہوتے ہیں تو کہیں اہل حق کے خلاف اہل باطل اور ظالم حکام کو داد دینے میں مصروف ہوتے ہیں- یہی وہ لوگ ہیں جن کے کردار پر صدیوں تک قومیں لعنت کرتی ہیں اور ملتیں نفرت کا اظہار کرتی ہیں- گو کہ یہ لوگ وقتی طور پر جبوں' قبوں اور عمامہ و دستار زیب تن کر کے اپنے غلیظ اور گندے وجود کو ڈھانپ کر کچھ مالی مفادات' سرکاری عہدے' پرمٹ پلاٹ یا حکمرانوں کی نزدیکی حاصل کرنے میں تو کامیاب ہو جاتے ہیں مگر ان کا انجام اس قدر عبرتناک ہوتا ہے کہ تاریخ کی جوتی ان کی قبروں پر برستی رہتی ہے اور آسمان کا قہر ان کی نسلوں پر اترتا رہتا ہے-

آپ چاہتے ہیں کہ ان مدارس سے مجاہد علماء کرام باہر آئیں

محترم سامعین!

وارثین انبیاء علیہم السلام یعنی علماء کرام کے دونوں طبقوں کے حالات بیان کر کے اب میں آپ کی توجہ اس طرف دلانا چاہتا ہوں کہ آج ہم نے یہ فیصلہ کرنا ہے کہ ہم نے ان دینی اداروں کی سرپرستی کر کے یہاں سے کیسے لوگوں کو پیدا کرنا ہے- اگر آپ چاہتے ہیں کہ ان مدارس سے مجاہد علماء کرام باہر آئیں تو آپ کو پھر سب سے پہلے اپنی اولادوں کو ان مدارس میں داخل کرانا ہوگا تاکہ کسی دوسرے کی بجائے خود آپ کی اولاد کو یہ

سعادت حاصل ہو کہ وہ دین محمدیؐ کی امانت وو راثت کو اپنے سینے سے لگالے اور اس کے بعد آپ کو ایسے اداروں کو مالی اور جانی معاونت کرنی ہو گی جو مجاوروں کی بجائے مجاہدوں کو پیدا کر رہے ہیں- یہ بات یاد رکھیں کہ جس طرح جو کاشت کر کے گندم نہیں کاٹی جاسکتی اسی طرح سرکاری اداروں یا مجاوروں کے نام نہاد مدارس میں بچے داخل کرا کے یا مالی تعاون کر کے حق و صداقت کا علم بلند کرنے والے مجاہدوں کو حاصل نہیں کیا جاسکتا ہے-

اس کے بعد میں مدارس کے مہتمم حضرات اور اساتذہ کرام سے التماس کروں گا کہ وہ اس بات کا خاص طور پر خیال رکھیں کہ جس طرح طلبہ کو دینی علوم اور فقہی تعلیمات سے آراستہ کرنا ضروری ہے- قرآن کریم کا حافظ و قاری بنا کر امامت کے فرائض سرانجام دینے والا بنانے کی ضرورت ہے- بالکل اسی طرح یہ بات لازمی اور ضروری ہے کہ ان کی تربیت اس انداز میں کی جائے کہ وہ عملی میدان میں اتر کر جان کی بازی تو لگانا جانتے ہوں مگر بکنے یا جھکنے کا انہیں ڈھنگ نہ آتا ہو- وہ وقت کے فتنوں کے مقابل سینہ سپر ہونے کی طاقت تو رکھتے ہوں لیکن باطل کے سامنے لرزنے اور خوفزدہ ہونے کا انداز انہیں معلوم نہ ہو-

اور اب آخر میں میری ان طالبعلموں اور دین کے علوم حاصل کرنے والوں سے اپیل ہے کہ وہ آج سے ہی اپنی نیت کی اصلاح کرلیں- اگر حافظ قرآن ہے تو وہ آج فیصلہ کرلے کہ میں اللہ کے کلام پر خود بھی عمل کروں گا اور لوگوں کو بھی دعوت دوں گا' میں قرآن کریم کو اجرت لینے کا ذریعہ نہیں بناؤں گا' بلکہ میں قرآن کو اس لئے پڑھوں گا اور پڑھاؤں گا کہ میرا اللہ راضی ہو جائے' اور جو نوجوان فارغ التحصیل ہیں وہ آج یہ عزم

کر کے جائیں کہ اب ہماری زندگی کا ایک ایک لمحہ اپنے دین کی خدمت وعدت میں گزرے گا- ہم اپنے دین کا پیغام بھی دنیا تک پہنچائیں گے اور اسلام کے دشمنوں کی ناپاک سازشوں کا بھی ڈٹ کر مقابلہ کریں گے-ہم مسلمانوں کے عقائد و نظریات اور اعمال و کردار کی بھی اصلاح کریں گے اور باطل طبقات کے گمراہ کن نظریات کا رد کرتے ہوئے ان کے اسلام کے خلاف بڑھتے ہوئے قدموں کو روک دیں گے-

میرے دوستو!

آؤ آج کھڑے ہو کر یہ عہد کرو کہ ہم پاکستان میں شریعت محمدی کا نفاذ نظام خلافت راشدہ کی شکل میں کرا کر دم لیں گے اور ہم شرک و کفر رافضیت و قادیانیت کا جنازہ اس ملک سے نکال کر ہی چین سے بیٹھیں گے- ہم اسلام کے تمام احکام پر خود بھی عمل کریں گے اور دوسروں کو بھی تلقین کریں گے- ہم اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک ایک سنت کو خود بھی اپنائیں گے اور اپنے گھروں میں بھی سنتوں کا احیاء کریں گے- ہم خود بھی حق کی راہ پر چلیں گے اور اہل حق کا ساتھ بھی دیں گے-

اللہ تعالیٰ ہمارا حامی و ناصر ہو-

والسلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

آپ کا بھائی

محمد اعظم طارق

یہ تقریر "فیروز والا ضلع شیخوپورہ" اور "مٹہ مغل خیل ضلع چارسدہ تحصیل شبقدر" کے لئے روانہ کی گئی-

اور ۳ جون ۱۹۹۹ء کو ضرب مومن کراچی میں شائع ہوئی

بسم اللہ الرحمان الرحیم

مقام صحابیت کیا ہے؟

قرآن و حدیث کا مطالعہ رکھنے والا ہر شخص اس حقیقت سے آگاہ ہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے ساری کائنات انسانی سے کم و بیش سوا لاکھ مقدس افراد کو چن کر نبوۃ و رسالت کے منصب و مقام سے نوازا ہے بالکل اسی طرح ہر نبیؑ و رسولؑ کے ساتھیوں کا انتخاب بھی مشیت ایزدی سے ہوا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب خلاق عالم نے "مقام صحابیت" کے تمغے عطا کرنا شروع فرمائے تو بلالؓ و صہیبؓ، سلمانؓ و یاسرؓ جیسے غریب الوطن اور غلام لوگوں کو نواز دیا۔ ابو جہل، ابولھب، عتبہ، شیبہ جیسے روساء مکہ اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم سے بعض خاندانی تعلق رکھنے والوں تک کو محروم کر دیا

بقول شاعر ؎ یہ رتبہ بلند مل گیا جسے مل گیا

امت کا اس بات پر اجماع ہے کہ نبوت و صحابیت کا منصب و مقام "وھبی" ہے "کسبی" نہیں۔ آج کوئی بھی شخص علمی و عملی میدان میں محنت شاقہ اور طویل ریاضت سے وقت کا بڑے سے بڑا فقیہ، مجتہد، امام، مفتی، اور غوث، ابدال و اوتاد کا مرتبہ تو حاصل کر سکتا ہے لیکن ہزاروں سال عبادت کر کے اور دنیا بھر کے علوم پر دسترس حاصل کر کے بھی کوئی آدمی

صحابیت کا مقام نہیں پا سکتا ہے- کیونکہ صحابیت کا شرف ایمان کی حالت میں دیدار مصطفیٰؐ سے ہی ممکن تھا لہٰذا اب وہ وقت ہی گزر چکا ہے کہ جب ایک لمحہ کی صحبت یا دیدار سے اک ذرہ خاک آسمان ہدایت کا چمکتا ستارہ بن جاتا تھا- اب تو دنیا بھر کے فقہاء مجتہدین' اولیاء و صالحین مل کر بھی کسی صحابی کی خاک پاء کا مقابلہ نہیں کر سکتے ہیں- یہی وہ حقیقت ہے کہ جسے محدث عظیم اور سلسلہ تصوف کے عظیم بزرگ حضرت عبداللہ بن مبارک رحمتہ اللہ علیہ نے ایک سوال کے جواب میں بیان کیا تھا کہ "ہزاروں عمر ابن عبدالعزیز رحمتہ اللہ علیہ جیسے خلیفہ عادل و راشد مل کر بھی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے اس گھوڑے کی ناک میں چپکی میل کا مقابلہ نہیں کر سکتے ہیں جو گھوڑا معیت رسولؐ میں کسی جہاد کے سفر پر رواں دواں تھا" کیونکہ یقیناً اس میل میں سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس سانس مبارک کا کروڑواں حصہ ضرور شامل ہوگا جو آپ نے اس سفر کے دوران لیا ہوگا اور وہ گرد غبار میں مل کر حضرت معاویہؓ کے گھوڑے کے نتھنوں میں پہنچا ہوگا-

اصحابؓ رسولؐ کی عظمت و رفعت کا ایک دوسرے رخ سے بھی اگر جائزہ لیا جائے تو اس حقیقت سے مزید پردہ ہٹ جاتا ہے یعنی اصحابؓ رسولؐ ہی وہ مقدس جماعت ہے جسے رب العالمین اپنے کلام مقدس میں کبھی "مومنون حقا" فرماتے ہیں تو کبھی "فائزون" "راشدون" "مھتدون" اور "مفلحون" قرار دیتے ہیں- کہیں اس جماعت کو "رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ" "واعد لھم جنت تجری من تحتھا الانھار خلدین فیھا ابداً" "لقد رضی اللہ عنہ المومنین اذیبایعونک تحت الشجرۃ" کی آیات سے بشارتیں سنائی گئیں تو کہیں "کنتم خیرامۃ"

"فان امنوا بمثل ما امنتم به فقد اهتدو" جیسے انداز میں خطاب فرمایا گیا- اور دوسری طرف خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے کہیں "اصحابی کا النجوم" "اصحابی کلھم عدول" "اللہ-اللہ فی اصحابی لا تتخذوھم من بعدی غرضا" فرما کر ان کی عظمت و شان کو بیان کیا تو کہیں "خیر امتی قرنی ثم الذین یلونھم" جیسی ہزاروں احادیث میں اپنی تیار کردہ جماعت کا تعارف کرایا-

تو اب کسی غیر صحابی کو اللہ اور اس کے رسولؐ کی زبان سے نہ تو ایسے خطابات میسر آسکتے ہیں اور نہ ہی وہ ان یقینی خوشخبریوں سے بہرہ ور ہو سکتا ہے-

اصحابؓ رسولؐ نے یہ منصب و مقام گھر بیٹھ کر عیش و عشرت کی زندگی اختیار کر کے حاصل نہیں کئے ہیں بلکہ انہوں نے اپنا تن من' دھن خالص رضا الٰہی کے حصول کے جذبہ کے ساتھ اس انداز میں اسلام اور پیغمبر اسلام پر قربان کیا اور ایسے ایسے حیرت انگیز کارنامے سرانجام دیئے کہ آج ان کا مطالعہ کر کے عقل انسانی دنگ رہ جاتی ہے اور سوچ و بچار کی پرواز ان کے عشق صادق کا احاطہ کرنے سے عاجز آجاتی ہے- انہی قربانیوں کی بدولت بارگاہ ایزدی میں اس جماعت کو یہ رتبہ حاصل ہو چکا ہے کہ اب جو شخص یا گروہ اس جماعت سے بغض و کینہ اپنے دل میں رکھتا ہے اس پر قہر خدا اور لعنت و پھٹکار اس طرح لپکتی ہے جیسی پیٹرول پر آگ لپکتی ہے-

یہ بات ایک فطرتی ہے کہ جس طرح اللہ اور اس کے رسولؐ کی جناب میں اصحابؓ رسولؐ کا مقام اعلیٰ و بالا ہے اس طرح شیطان اور اس کے حواریوں کی نظر میں یہ مقدس جماعت اسی قدر ناقابل برداشت ہو گی- یہی

وجہ ہے کہ آج تک شیطان کی نسل خلفاء راشدینؓ و اصحابؓ رسولؐ پر بھونکتی چلی آرہی ہے اور لعنت خداوندی میں گرفتار ہوتی چلی جارہی ہے۔ اگرچہ دشمنان اسلام کو دنیاوی زندگی میں "ڈھیل ملتی رہتی ہے" مگر بعض بے حیاء لوگ جب گستاخی کی تمام حدود کو پھلانگتے چلے جاتے ہیں تو قہر خداوندی پھر اس دنیا ہی میں ان پر نازل ہو جاتا ہے اور انہیں نشان عبرت بنا دیتا ہے۔

الحیدری میڈیا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جیل کے شہزادے

(مولانا عبدالغفور ندیم صاحب کی کتاب "انکشاف حقیقت"
کے لئے اپنی ایک انوکھی اور یادگار تحریر

قید قفس کی زندگی بھی عجیب ہوتی ہے- نہ اپنی مرضی سے انسان چل پھر سکتا ہے اور نہ ہی صبح و شام کے اوقات میں "گنتی" بند کرانے یا کھلوانے پر اختیار رکھتا ہے- بلکہ یہاں وہ جیل حکام کے رحم و کرم پر ہوتا ہے وہ جو کھلائیں اسے کھانا پڑتا ہے اور جس طرح حکم صادر کریں اس پر عمل کرنا پڑتا ہے- یہ وہ جگہ ہے کہ جہاں بڑے بڑے بہادروں کا پتہ پانی ہو جاتا ہے اور نخوت و غرور سے تنی ہوئی گردنیں "مشقت" کے بوجھ سے جھک جاتی ہیں- بقول شاعر

چاہتے ہیں کہ قیدی بس انہیں سجدہ کریں
ثانی نمرود ہوتے ہیں خداوندان جیل
کالے پانی کی سیاہی کا سمندر خشک ہو
ختم ہو لیکن نہ شرح ظلم بے پایان جیل

ہاتھوں میں ہتھ کڑی پاؤں میں بیڑی در سر پر کوڑا کرکٹ کی

ٹوکری اس بات کا احساس دلانے کے لئے کافی ہوتی ہے کہ قیدی کی زندگی جانور سے بھی بدتر ہے- جانوروں کے بالوں سے بنے ہوئے مٹی سے بھرے کمبل اوڑھ کر سردی سے خود کو بچانا اگر مجبوری نہ ہوتی تو ان کمبلوں کو جوتا صاف کرنے کے لئے بھی استعمال کرنے کو کوئی تیار نہ ہو- سارا دن مشقت کر کے شام کو پیٹ کا دوزخ بھرنے کو جو "دال روٹی" ملتی ہے کھلی آنکھوں اور احساس لذت کے ساتھ اسے کھانا تو ممکن ہی نہیں ہوتا مگر "زہر ماری' کئے بغیر چارہ بھی نہیں ہوتا-

جیل کی بلیاں' پرندے اور چوہے آزاد ہوتے ہیں- مگر آدم کی اولاد حضرت انسان جیل میں آکر بھی پھر چھوٹی چھوٹی کوٹھڑیوں میں اس طرح بند ہونے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ نہ تاروں بھری رات کا حسین منظر دیکھ سکتا ہے اور نہ ہی سخت گرمی کے موسم میں ٹھنڈی ہوا کے جھونکوں سے لطف اندوز ہو سکتا ہے- گو کہ جیل کی سہولت اور بعض افراد کو چند مخصوص سہولتوں کے حاصل ہو جانے سے قدرے آسانی نصیب ہو جاتی ہے- مگر جیل جیل ہے کہنے والے اسی لئے تو کہتے ہیں-

خدا کرے نہ کسی کو مبتلائے قفس
چمن میں دھنتی ہیں سر بلبلیں کہ ہائے قفس
ہزاروں آسائشیں میسر ہوں اسیری پھر اسیری
قفس میں آہی جاتا خیال آشیانہ بھی

لیکن انہی کوٹھڑیوں' بندی خانوں اور زندانوں میں کچھ ایسے سر پھرے بھی پہنچ جاتے ہیں جو جیل کو "خالہ جی کا گھر" یقین کر کے تمام تر پابندیوں کے باوجود جتنے روز بھی گزارتے ہیں نوابوں اور شہزادوں کی طرح

لرارتے ہیں- میری مراد ہرگز یہ نہیں ہے کہ وہ جیل میں نفیس
نرم و گداز گدوں و گاؤ تکیوں پر ٹیک لگا کر خوش لباس و خوش خوراکی کی
میں دولت و عہدہ' و تعلقات یا سفارش کے بل بوتے پر جیل کا وقت کاٹ
رہے ہوتے ہیں کیونکہ ان چیزوں کے ذریعہ جیل کاٹنا تو اور مشکل ہو جاتا
ہے جبکہ وہ لوگ جن کا میں ذکر کر رہا ہوں وہ ہوتے ہیں جو گلشن کی فضاؤں
کو خیرباد کہہ کر اپنے بچوں اور پیاروں سے جدا ہو کر ہاتھوں میں ہتھکڑیاں اس
طرح سجاتے ہیں جیسے ہیرے جواہرات سے جڑے ہوئے سونے کے کنگن
پہن رہے ہوں- پاؤں میں بیڑیاں ڈلوانے کا ایسا شوق ہوتا ہے جیسے دلہن
پازیب پہننے کو بے قرار ہو- پھر یہ لوگ جیل میں پہنچتے ہی یہ ترانہ گا رہے
ہوتے ہیں-

حق کی خاطر زندان ملا ہے خوش ہیں
پوجے نہ گئے ہم سے کفر کے سورج چڑھتے
کیا حکومت نے چند دن کے لئے جو زنداں میں بند تجھ کو
تو شکر حق کر راہ حق میں پہنچ رہا ہے گزند تجھ کو
جس آزمائش میں پڑنے والے حیات جاوداں پا چکے ہیں
اسی امتحان کے لئے کیا ہے ترے خدا نے پسند تجھ کو

ایسے حق گو' اسلام کے نام لیواؤں اور حریت فکر کے علمبرداروں
کے دم قدم سے ہی آج صحن چمن میں بہاروں کا راج ہے اور غلامی کی
تاریکیوں میں بھٹکنے والوں کے سر پہ آزادی کا تاج ہے- ہاں ہاں' اپنی پوری
زندگی چھ فٹ کی "چکی" میں گزارنے والوں ہی نے قوموں اور نسلوں کو
نے بڑے ملکوں و حکومتوں کا وارث بنایا ہے اور خود سلاخوں سے جوڑ

کر دوسروں کو کامرانی کی راہوں سے آشنا کیا ہے- اپنے لئے تختہ پسند کر کے پیروکاروں کو تاج و تخت سے ہمکنار کیا ہے- یہ وہی راستہ ہے جس پر امام ابو حنیفہؒ نے قدم رکھا تو پھر جنازہ ہی اٹھا- امام ابن تیمیہ آئے تو پھر زندہ واپس نہ ہوئے- یہ وہ وادی ہے جس سے گزر کر ہی امام احمد بن حنبل کی استقامت کا ڈنکا بجا اور ان کے موقف کو پذیرائی ملی- یہ وہی میدان ہے جس میں اتر کر مجدد الف ثانی نے دین اکبری کے تابوت میں آخری کیل ٹھونکی- یہ وہی مکتب ہے جہاں شیخ الہند نے ایک طرف قرآن مجید کی تفسیر لکھی تو دوسری طرف آزادی ہند کی تقدیر رقم کی- یہ وہی درسگاہ ہے جہاں امیر شریعت قرآن کریم کی تلاوت کرتے تھے تو شیخ العرب والعجم حضرت حسین احمد مدنی درس حدیث دیتے تھے- جب میں اپنے اکابرین کی تاریخ پر نظر ڈالتا ہوں تو مجھے کالا پانی سے لے کر جزیرہ مالٹا تک قلعہ گوالیار سے لے کر کراچی کے خالق دینہال تک قافلہ اہل حق پاؤں میں بیڑیوں' گلے میں زنجیروں کے ساتھ بندھے ہاتھوں کی صورت میں لبوں پر آزادی کے نغمے گاتا اور انگریزی فوج میں بھرتی کی حرمت کے فتوی دیتا سنائی دیتا ہے- کہیں یہ قافلہ حق وقت کے جابروں کے سامنے کلمہ حق بلند کرتا ہے تو کہیں فرعونوں کے گریبانوں سے کھیلتا ہوا سامنے آتا ہے- کہیں جرم حق گوئی میں کوڑے کھاتا ہوا تو کہیں تختہ دار کو چومتا نظر آتا ہے- کہیں گولیوں کی بارش میں فزت برب الکعبہ کے نعرے لگاتا تو کہیں برف کی سیلوں پر اللہ اللہ کی ضربیں لگاتا ہوا دکھائی دیتا ہے- کہیں ختم نبوت زندہ باد کہہ کر خاک و خون میں تڑپتا تو کہیں مرزائیت مردہ باد کی آواز بلند کر کے جیلوں کو آباد کرتا سجھائی دیتا ہے- اپنے اسلاف کے کردار سے نظر ہٹا کر جب میں

موجودہ دور میں ان کے نام نہاد وارثوں کی طرف دیکھتا ہوں تو مجھے کبھی اپنے آپ پر اندھا ہونے کا گمان ہونے لگتا ہے تو کبھی اپنے نا سمجھ ہونے کا احساس ہونے لگتا ہے کہ کیا واقعی جو کچھ میں دیکھ رہا ہوں اور سمجھ رہا ہوں وہ حقیقت ہے یا میری نظر و فکر کا قصور ہے؟

یہ کیسی اکابر کی جانشینی کا دعویٰ کرنے والی اولاد ہے جو کہیں وقت کے فرعون کی خوشامد میں مبتلا ہے تو کہیں دین اکبری کے علمبرداروں کی ہمنوائی میں مصروف ہے۔ کہیں کالے انگریزوں سے وفاداری میں مرے جارہی ہیں کہیں کفار و مرتدین سے یاری نبھائی جارہی ہے۔ کہیں نسوانی حکومت کی راہیں ہموار کررہی ہے۔ تو کہیں ہجڑا حکومت سے پیار کررہی ہے۔ کفر و شرک، رفض و بدعت کے لئے ان کے دل گوشہ نرم رکھے ہوئے ہیں اور توحید و رسالت و عشق صحابہؓ سے سرشار جوانوں سے سینوں میں بغض و عداوت کے بم بھرے ہوئے ہیں۔ غیروں سے رسم وفا اپنوں پر جور و جفا والا انداز ایسا ہے کہ جس کی کوئی منطق سمجھ میں نہیں آتی۔

لیکن بایں ہمہ پانی کا یہ اصول ہے کہ وہ اپنی سطح ہمیشہ ہموار رکھتا ہے اور تاریخ اس ضابطہ پر کاربند ہے کہ وہ کسی بھی خلاء کو پر کئے بغیر نہیں چھوڑتی اگر ایک قوم اپنی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ نہیں ہوتی تو وہ دوسری قوم کو اس مقام پر ایستادہ کردیتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج اس گئے گزرے دور میں بھی اکابر و اسلاف کے کردار کے احیاء کے لئے قرعہ فال سپاہ صحابہؓ کے نام سے نکل آیا ہے۔ آج ایک مرتبہ پھر دنیا دیکھ رہی ہے کہ کس طرح اس جماعت کا آٹھ سالہ بچہ اور اسی سال کا بوڑھا اپنے مشن و موقف کی

پاسداری کے جرم میں قید و بند کی انہی راہوں پر گامزن ہے- جن پر کبھی اکابرین رواں دواں تھے- دین اسلام کے مقابلہ میں یہودیت کی سوچ و فکر کے منصوبہ پر مبنی جعلی دین اور نقلی اسلام کا پرچار کرنے کی سازشوں اور وقت کے جابروں' آمروں کی طرف سے اسلام کا حلیہ بگاڑنے کی ناپاک کوششوں کو خاک میں ملانے کے لئے میدان عمل میں اترنے والے ان نوجوانوں کو گولیوں' بموں' راکٹ لانچروں کا نشانہ بناکر بھی جب خوفزدہ نہیں کیا جاسکا تو انہیں لمبے لمبے عرصہ کے لئے زندانوں کی اوٹ میں بھیج کر طرح طرح کی پابندیوں اور اوچھے ہتھکنڈوں کا اس انداز میں نشانہ بنایا جارہا ہے کہ وہ اول تو سسک سسک کر جیلوں ہی میں مر جائیں یا پھر جب عرصہ دراز بعد جیلوں سے باہر آئیں تو ذہنی و جسمانی طور پر مفلوج ہوچکے ہوں- مگر اکابر و اسلاف کے مشن و نصب العین کے وارث یہ نوجوان آج جیلوں میں بیٹھ کر ایک مرتبہ پھر وہ تاریخ دھرا رہے ہیں جس کا کبھی کتابوں میں تذکرہ پڑھا کرتے تھے- آج میں اپنا سر فخر سے بلند کرکے یہ لکھتے ہوئے خوشی محسوس کررہا ہوں کہ سپاہ صحابہؓ کی قیادت و کارکن جیلوں میں کہیں قرآن کریم کے حافظ بننے درس نظامی کے عالم بننے اور میدان جہاد کے مجاہد بننے میں مصروف ہیں- تو کہیں تصوف کی منازل طے کرنے اور تصنیف و تالیفکے میدان میں اپنی صلاحیتوں کا لوہا منوانے میں سرگرم ہیں- بات تصنیف و تالیف کی آئی تو یہ بات بھی بتاتا چلوں کہ شہید ملت اسلامیہ حضرت فاروقی شہید نے اس عاجز کے ہمراہ اپنے اسیری کے چودہ ماہ میں ۲۶ کتب تصنیف کرکے ایک ایسا حیرت انگیز کارنامہ سرانجام دیا جس کی مثال نہیں ملتی ہے-

ایسے ہی اسیران ناموس صحابہؓ کی فہرست میں ایک چمکتا ہوا نام مولانا عبدالغفور ندیم مدظلہ کا ہے جو مرکز سپاہ صحابہؓ جامع مسجد صدیق اکبر کے خطیب اور کراچی ڈویژن کے عہدیدار ہونے کے جرم میں عرصہ تین سال سینٹرل جیل کراچی میں گزار چکے ہیں۔ انہوں نے جیل میں جہاں حفظ قرآن کریم کی سعادت حاصل کی وہاں اپنی گوناگوں خوبیوں سے لبریز خطابت کے جوہر بھی خوب دکھائے اور سینکڑوں قیدیوں کی ذہنی کایا پلٹ کر رکھ دی۔ جیل میں ان کی طرف سے میرے ساتھ مسلسل خط و کتاب کا سلسلہ جاری رہا اور وہ اپنی جیل کی مصروفیات اور تقریباً ہر ہفتہ میں جیل کے اندر منعقد ہونے والے پروگراموں کی تفصیلات لکھتے رہتے جن سے قائد ملت اسلامیہ حضرت فاروقی شہید اور ہم دیگر اسیر خوب لطف اندوز ہوتے اور اپنے ہاں بھی اسی طرح کے پروگراموں کی شکل بنانے کی کوشش کرتے۔ مولانا ندیم کی رہائی کے بعد کراچی کے ایک دوست نے مجھے اٹک جیل میں "انکشاف حقیقت" نامی کتاب بھیجی تو میں یہ دیکھ کر دنگ رہ گیا کہ مولانا عبدالغفور ندیم صاحب مدظلہ نے سلیم و شبیر نامی دو کرداروں کے ذریعے سپاہ صحابہؓ کے موقف کو ایسے خوبصورت پیرائے میں تحریر کیا ہے کہ جسے پڑھنے والا نہ صرف دلچسپی کے ساتھ کتاب کی ورق گردانی کرتا چلا جاتا ہے بلکہ ایک ایک بات کو سمجھتا اور شیعت کے کفریہ عقائد کے ایک ایک جز سے آگاہ ہو کر اس کی حقیقت کو تسلیم کرتا چلا جاتا ہے۔

حیرانی مجھے اس بات کی ہے کہ مولانا ندیم صاحب نے تصنیف و تالیف کے میدان کے آدمی نہ ہونے کے باوجود جس خوبصورتی کے ساتھ

اپنا موقف و نصب العین اس کتاب میں نہایت ہی سادہ اور آسان پیرائے میں بیان کرتے چلے گئے ہیں وہ ادبی ذوق رکھنے والے اور کم تعلیم رکھنے والے کے لئے یکساں دلچسپی کا باعث بنتا چلا جاتا ہے۔

اگرچہ اٹک جیل میں سخت ترین پابندیوں کے ذریعہ مجھے قید تنہائی کے اعزاز سے نوازا گیا ہے تاہم پھر بھی میں اس کتاب کو جیل کے ملازموں اور دوسری بارکوں کے قیدیوں کو بار بار پڑھنے کے لئے دیتا رہتا ہوں اور وہ لوگ اسے پڑھ کر یہ کہتے ہوئے سنائی دیتے ہیں کہ ہمیں آج معلوم ہوا کہ مسلمانوں اور شیعوں میں کیا اختلاف ہے۔

میں اس کتاب کی تصنیف پر مولانا ندیم صاحب کو دل کی گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتا ہوں اور یہ کہنے پر مجبور ہوں کہ آپ نے اپنی اسیری کا ایک ایسا خوبصورت تحفہ ہمیں دیا ہے کہ جو ہزاروں انسانوں کی راہنمائی کرنے اور جہالت کے پردے دور کرنے کا باعث ہوگا اور آپ کے لئے یقیناً صدقہ جاریہ کی حیثیت اختیار کرے گا۔ اس تحریر کے پڑھنے کے بعد میری مولانا ندیم صاحب سے اب پرزور اپیل ہے کہ وہ اپنے قلم کی روانی کو اپنی مصروفیات کے بند سے نہ باندھیں بلکہ اس نعمت خداوندی سے فائدہ اٹھاکر کچھ نہ کچھ ضرور لکھتے رہیں تاکہ ہماری نسلوں کو ایک کارآمد سرمایہ میسر آسکے۔ اور اس کے ساتھ ساتھ اس کتاب کو وسیع پیمانے پر شائع کرکے ملک کے کونے کونے میں پہنچانے کا بندوبست کریں۔ خاص طور پر طلبہ کے طبقوں میں اسے عام کرنے کی اشد ضرورت ہے تاکہ اس کتاب کی افادیت سے وہ صحیح طور پر مستفیض ہو سکیں۔

اللہ تعالیٰ اس تالیف کو مسلمانوں کی راہنمائی کا باعث بنائے اور مولف محترم کو بہت بہت جزائے خیر دے اور شر اعداء سے ان کی حفاظت فرمائے۔

آمین ثم آمین

دعاگو محمد اعظم طارق

اٹک جیل چکی نمبر ۱۴ قاسم بلاک رات گیارہ بجے

ہم انکار حقیقت نہ کریں گے

جامعہ حیدریہ خیرپور میرس کی سالانہ کانفرنس کیلئے خطاب

الحمد للہ وحدہ وصلواۃ والسلام علی من لا نبی بعدہ وعلی آلہ واصحابہ الذین اوفوا عہدہ

اما بعد – اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم – بسم اللہ الرحمٰن الرحیم– یاآیھاالذین آمنو اتقو اللہ وکونوامع الصادقین– صدق اللہ العظیم–

قابل صد تکریم صدر جلسہ و معزز محترم علماء کرام

سپاہ صحابہؓ کے غیور کارکنو اور عزیز ساتھیو!

جامعہ حیدریہ کی یہ سالانہ کانفرنس جس شان و اہتمام کے ساتھ منعقد ہورہی ہے– یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اصحابؓ رسولؐ کے پروانے سنی قوم کے رضاکار اب بیدار ہو چکے ہیں–وہ دشمنوں اور ظالم حکمرانوں کو یہ پیغام دے رہے ہیں کہ تمہارے اوچھے ہتھکنڈوں' انتقامی کارروائیوں اور ظلم و جبر پر مبنی تمام تر بھیانک سازشوں کے باوجود سپاہ صحابہؓ کا قافلہ اپنی منزل کی طرف رواں دواں ہے–نہ اس قافلہ کی رفتار میں فرق آیا ہے اور نہ ہی اس کے جذبات میں کمی ہوئی ہے–

محترم سامعین!

آج کی اس عظیم کانفرنس کے روح رواں قائد سپاہ صحابہؓ حجتہ اللہ علی الارض علامہ علی شیر حیدری مدظلہ ایک طرف گیارہ ماہ سے گوجرانوالہ کی جیل میں قید تنہائی میں قرآن مجید کو حفظ کرنے کی عظیم سعادت حاصل کر چکے ہیں اور عزم' ہمت' جرات و بصارت' بہادری و استقامت کی تاریخ کا ایک نیا باب رقم کرنے میں مصروف ہیں تو دوسری طرف آپ کا یہ ادنیٰ خادم مشن حق کا ایک رضاکار اٹک کی تاریخی جیل میں عرصہ چار سال سے بم دھماکوں' راکٹ لانچروں' عقوبت خانوں کی راہوں سے گزرتے ہوئے یہ نعرہ مستانہ لگاتا چلا جارہا ہے' حکمرانوں اور دشمنوں کو یہ سناتا چلا جارہا ہے' اپنے کارکنوں اور دوستوں کو یہ سکھاتا چلا جارہا ہے کہ

کلمہ حق کا اظہار ہر حال کریں گے'
منبر نہیں ہوگا تو سردار کریں گے
رافضی کو کافر کہنا اگر جرم ٹھہرا ہے میرے وطن میں
تو سنو اے حکمرانو! ہم یہ جرم بار بار کریں گے

میرے عزیز ساتھیو!

میں آج آپ کو گواہ بنا کر یہ بات کہنا ضروری سمجھتا ہوں کہ مشن حق نواز شہید ہمیں اس قدر عزیز اور پیارا ہے' دوسرے لفظوں میں اصحابؓ رسولؐ کی حرمت و عظمت کا احساس ہمارے قلب و جگر میں اس قدر گھر کر چکا ہے کہ اب اس راستہ میں قید و بند' عقوبت خانے اور قید تنہائی کی اذیتیں تو بہت معمولی چیزیں ہیں' اگر تختہ دار بھی سامنے آگیا تو ہم پھانسی

کے پھندے کو چوم کر گلے میں ڈال لیں گے- جلاد کی تلوار کی دھار پر گردن رکھ دیں گے- قاتل کی گولیوں سے سینے چھلنی کرانا گوارہ کرلیں گے مگر.....اپنے مشن نصب العین اور موقف سے انحراف نہیں کریں گے-

ہم کل بھی سردار صداقت کے امیں تھے
ہم آج بھی انکار حقیقت نہ کریں گے

ہم جیلوں میں رہ رہ کر، ظلم و ستم کے حربوں کا نشانہ بن بن کر، کال کوٹھڑیوں میں تنہائی کی کالی راتیں کاٹ کاٹ کر اب اس بات کو اپنے ایمان کا حصہ بنا چکے ہیں کہ زندہ رہے تو اصحابؓ رسولؐ کے نوکر بن کر اور امی عائشہؓ کے حلالی بیٹے بن کر زندہ رہیں گے اور موت آگئی تو پھر حضرت خبیبؓ کی طرح ولست ابالی حین اقتل مسلما علی ای شق کان للہ مصرعی پڑھتے ہوئے جانوں کا نذرانہ پیش کریں گے اور ہمارے خون کے ایک ایک قطرہ سے دشمنان صحابہؓ کے کفر کے نعرے بلند ہوتے چلے جائیں گے- ہمارے گوشت کے ایک ایک ٹکڑے سے کافر کافر کی آواز اس انداز میں اٹھے گی کہ وقت کے ایوانوں میں اس آواز کی گونج سے زلزلہ پیدا ہو جائے گا- یہ آواز حکمرانوں کے ہوش اڑادے گی اور منافقوں کے چہروں سے پردے ہٹادے گی-

میرے محترم سامعین!

میں نے خطبہ کے بعد جو آیت کریمہ تلاوت کی ہے اس کا معنی بھی یہی ہے کہ اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سچے لوگوں کے ساتھ مل جاؤ- اس آیت مبارکہ کی روشنی میں میں آج کی اس عظیم الشان کانفرنس کی

وساطت سے دنیا بھر کے مسلمانوں کے نام پیغام دیتا ہوں کہ وہ آگے بڑھیں اور اپنی آنکھوں سے دیکھیں کہ وہ کون سی جماعت ہے' وہ کونسا طبقہ ہے اور اہل حق کا وہ کونسا گروہ ہے کہ جو آج کے اس پر فتن دور میں کلمہ حق بلند بھی کرتا ہے اور اپنے موقف کی صداقت پر اپنی جانیں نچھاور کرنے میں مصروف ہے- آج بہت سی جماعتیں اسلام' دین' شریعت کا نام لینے نعرہ لگانے اور اسلامی انقلاب لانے کے دعوؤں میں مصروف ہیں- لیکن آپ کو سوائے سپاہ صحابہؓ کے اور کوئی ایسی جماعت پاکستان میں نہیں ملے گی جو نظام خلافت راشدہ کے نفاذ' اسلام کے غلبہ کے نعرے کو بلند کرنے کے ساتھ ساتھ پھر دشمنان اسلام اور وقت کے فرعونوں کے ظلم و انتقام کا نشانہ بن رہی ہو- جب دو سال قبل اس ملک میں بے نظیر کی نسوانی حکومت تھی اس وقت بھی عورت کی سربراہی کے خلاف قومی اسمبلی اور مسجد کے محراب و منبر میں کلمہ حق بلند کر کے جیلوں میں جانے والے ہم ہی لوگ تھے اور آج نواز شریف جیسے منافق حکمرانوں کو للکار کر جیلوں کی زینت بننے والے ہم ہی لوگ ہیں- ہم نے نہ کل ملاھنت سے کام لے کر مفادات کا راستہ اختیار کیا تھا نہ آج کفر و بدعت کو اسلام و سنت تسلیم کر کے رہائیاں حاصل کرنے پر تیار ہیں- ہم نے جو بات اسٹیج و ایوانوں میں کہی تھی وہی بات آج جیل و زندانوں میں کہہ رہے ہیں-

میرے محترم سامعین!

یہ درست ہے کہ آج اس کانفرنس میں قائد سپاہ صحابہؓ علامہ علی شیر حیدری مدظلہ نہیں ہیں مگر ان کی فکر' ان کا جذبہ' ان کا ولولہ اور ان کا

خلوص آپ کو ہر طرف نظر آرہا ہے- آج ایک ایک کارکن کے چہرے پر نظر ڈال کر دیکھ لو، تمہیں حیدری کی جرات و بہادری نظر آئے گی- ایک ایک خطیب و مقرر کے الفاظ پر غور کرو تمہیں علامہ حیدری کی خطابت و دلائل نظر آئیں گے- نظریاتی تحریکیں اور سچائی کے پیغام کبھی زنجیروں اور جیل خانوں سے روکے نہیں جاسکتے ہیں- اس موقع پر کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے-

حوصلے چھن نہیں سکتے کبھی تعزیروں سے
خواب ٹوٹے ہیں بھلا ظلم کی تدبیروں سے
سچ تو خوشبو ہے ہواؤں میں بکھر جائے گا
کیسے باندھوگے اسے آہنی زنجیروں سے

میں حکمرانوں اور وقت کے فرعونوں سے صاف صاف لفظوں میں یہ کہہ دینا چاہتا ہوں کہ تم نے حق و صداقت کے علمبرداروں کو عقوبت خانوں میں تڑپا تڑپا کر، ہتھکڑیوں، بیڑیوں میں جکڑ کر، زندانوں اور کالی کوٹھڑیوں میں بند کر کے اگر یہ سمجھ لیا ہے اب حق کی آواز بلند کرنے والا کوئی نہیں ہوگا اب ہمارے بھیانک چہروں سے پردہ ہٹانے والا کوئی نہیں ہوگا تو یہ تمہاری بھول ہے تم چند علماء حق اور سپاہ صحابہؓ کے راہنماؤں کو تو قید کرسکتے ہو لیکن یہ بتلاؤ کہ تین سال کے بچے سے لے کر اسی سال کے بوڑھے تک شہروں میں بسنے والے لوگوں سے لے کر گوٹھوں اور بستیوں کے مکینوں تک جو لاکھوں کروڑوں زبانیں مشن حق کا نعرہ لگانے میں مصروف ہوچکی ہیں انہیں کیسے روکوگے- اسلام اسلام اور شریعت شریعت کے نعرے لگانے والو! اگر تم اسلام سے واقعی مخلص ہو تو پھر اسلام کے حقیقی

علمبرداروں کو جیلوں میں کس لئے بھیجا ہوا ہے اور اسلام کے ازلی دشمنوں سے تمہاری یاری کس بنیاد پر ہے؟ اسلام پر خود تم عمل پیرا کیوں نہیں ہو؟ شریعت بل پیش کرنے والو! امریکہ سے بھیک مانگتے ہوئے تمہیں شرم کیوں نہ آئی؟ شریعت کا نام لینے والو! بے روزگار غریبوں کو سود پر قرض دیتے ہوئے تم کو حیاء کیوں نہیں آیا؟ شریعت کا نام لینے والو! بے حیائی اور فحاشی کو عام کرنے کا تم نے ٹھیکہ کیوں لے رکھا ہے- تم سود کا تحفظ کرو امریکہ کے غلام ہو' کنجروں اور بدکاروں سے دوستیاں لگاؤ- ملک کا خزانہ لوٹ کر بنگلے بناؤ- علماء حق کو انتقام کا نشانہ بناؤ اور نام شریعت کا لو- یہ تمہارا جھوٹ' فریب' دھوکہ' دجل و کذب اب زیادہ دیر تک نہیں چل سکے گا- تمہارے ہی بارے میں کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے-

تم مسلمان ہو دیکھو تو گریبانوں میں
بیٹھے پھرتے ہو توحید صنم خانوں میں
دل سے غیرت بھی گئی سینے سے ایمان بھی گیا
گر گئی ہاتھ سے تلوار تو قرآن بھی گیا
حکمران ہو کے بھی تم غیر کے محکوم رہے
عزت تاج ملی مگر تاج سے محروم رہے

اور اے حکمرانوں تم اب اس قدر ظلم و ستم کے بعد بھی یہ چاہتے ہو کہ کوئی زبان تمہاری چنگیزیت اور فرعونیت پر احتجاج نہ کرے کوئی شخص تمہیں تمہارے کرتوتوں کا آئینہ نہ دکھائے- مگر یاد رکھو تمہارے ان ہتھکنڈوں سے ہم ڈرنیوالے نہیں ہیں- بقول شاعر-

مظلوم کو فریاد بھی نہیں کرنے دیتے

ڈر ہے کہ نہ ہو جائے یہ سب امن و امان ضبط
وہ روکیں گے کیوں کر میری تقریر کی روانی کو
تنکے سے بھی ہوتا کبھی سیل رواں ضبط

اور حکمرانوں تم یہ مت سمجھو! کہ تم ہمیں قید و بند اور تختہ دار سے خوف زدہ کر کے اپنے مشن سے الگ کر دو گے ہمارے لئے تمہارے یہ حربے اور ہتھکنڈے نئے نہیں ہیں۔ ہم نے حق بات کہہ کر سولی پر چڑھنا اپنے بڑوں سے سیکھا ہے۔ شہادت کی تڑپ ہمیں ہماری ماؤں نے اپنی گودوں میں بٹھا کر دودھ پلاتے ہی ودیعت کر دی تھی۔ بقول شاعر۔

مقتل سے اپنی یاری ہے اب دار پرانا لگتا ہے
صدیوں سے کٹنا عادت ہے ہر وار پرانا لگتا ہے
تم سنگ اٹھاؤ یا خنجر ہمیں بات جو ہے وہ کہنی ہے
یہ ظلم و تشدد سرکاری سرکار پرانا لگتا ہے

آخر میں اس عظیم الشان کانفرنس کے منتظمین کو دل کی گہرائیوں سے خراج تحسین پیش کرتا ہوں اور تمام علماء کرام و خطباء کا مشکور ہوں کہ وہ اپنا قیمتی وقت لے کر یہاں آئے اور آپ تمام حضرات سے ایک عہد لینا چاہتا ہوں آپ کھڑے ہو کر یہ وعدہ کریں اور دشمنوں اور حکمرانوں کو بتا دیں کہ ہم آج کے بعد اس وقت تک چین سے نہیں بیٹھیں گے جب تک اپنے مشن کی آواز ایک ایک بستی، گوٹھ اور گاؤں میں نہیں پہنچا دیتے۔

آپ یہ عہد کریں کہ آج کے بعد آپ فرض نماز ترک نہیں کریں گے رمضان المبارک کے روزوں کو مکمل طور پر رکھیں گے اپنے گھروں کو بے حیائی، فحاشی کے آلات سے پاک کریں گے۔ سنت رسول کو

چہروں پہ سجائیں گے اصحاب رسولؐ کے سچے سپاہی ہیں گے۔ دشمنان صحابہؓ سے کوئی تعلق نہیں رکھیں گے۔ جب تک زندہ ہیں مشن جھنگوی پر گامزن رہیں گے۔ مرینگے تو اس مشن پر مریں گے۔ وآخر دعوانا ان لحمد للہ رب العالمین

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

تمہارا بھائی اعظم طارق۔اٹک جیل

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خلفائے راشدین سے بغاوت کیوں؟

روزنامہ اوصاف کی عوام میں مقبولیت کا ایک اہم سبب یہ بھی ہے کہ اس کے چیف ایڈیٹر محترم مہتاب خان صاحب اور ایڈیٹر حامد میر صاحب نہ صرف روشن خیالی کے ساتھ ساتھ دیانتداری اور حب الوطنی میں اپنی مثال آپ ہیں بلکہ ان کی پالیسی روایتی اخبارات کے مالکان کے برعکس ایسی ہے کہ وہ ملکی سلامتی سے متعلق امور پر بے لاگ تبصرہ کرتے ہوئے صرف وہی بات لکھتے ہیں جو حقیقت پر مبنی ہو اور اس طرح سلگتے ہوئے مسائل پر ان کی نظر ہر وقت رہتی ہے اور وہ از خود وقتاً فوقتاً ایسے مسائل کو اٹھاتے رہتے ہیں تاکہ اس پر ہر طبقہ فکر کے لوگ اظہار خیال کر سکیں پھر اس عنوان پر جس طرف سے بھی کوئی تحریر ہوتی ہے وہ کھلے دل سے نہ صرف اسے شائع کر دیتے ہیں بلکہ اس کا جواب تک اور بعض اوقات جواب الجواب تک شائع کرنے سے گریز نہیں کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ کسی بھی اختلافی مسئلہ پر عوام الناس کو فریقین کے خیالات و دلائل جاننے کا موقع مل جاتا ہے اور وہ حقائق کی روشنی میں بہتر حقائق اخذ کرنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔

روزنامہ اوصاف نے اپنے اداریوں میں شیعہ سنی فسادات پر تشویش کا اظہار کرتے ہوئے جب معقول ترین تجاویز پیش کرنے اور آئے دن کی قتل و غارت گری کے خاتمہ کے لئے ایک قابل قدر مہم کا آغاز کیا تو ایک طرف سپاہ صحابہؓ کی سپریم کونسل کے چیئرمین مولانا محمد ضیاء القاسمی صاحب نے اس کا خیر مقدم کیا دوسری طرف سے راقم نے جیل سے اس عنوان پر "حقائق سے چشم پوشی کیوں؟" کے نام سے مضمون لکھا۔ جس میں میں نے شیعہ لیڈران کو دعوت فکر دی تھی کہ وہ ان اسباب و عمل کا خاتمہ کرنے کی کوشش کریں جو وطن عزیز میں شیعہ سنی فسادات کے بار بار رونما ہونے کا سبب بنتے ہیں۔ اس تحریر کی اشاعت کے بعد ہمیں انتظار تھی کہ شیعہ کی ذمہ دار لیڈر شپ اسی خیر سگالی کے انداز میں مخلصانہ طور پر ایسی تجاویز پیش کرے گی جو ملک میں جاری شیعہ سنی کشیدگی کے خاتمہ میں ممد و معاون ثابت ہوں گی۔ لیکن مجھے حیرت اس وقت ہوئی جب "غلام ذوالفقار حیدر" نامی ایک شخص کی طرف سے نہایت ہی غیر سنجیدہ اور غیر اخلاقی انداز میں اس کا جواب لکھا گیا اور موصوف نے اپنے جواب میں خلفائے راشدین کو "ڈکٹیٹر" تک لکھنے اور "باغ فدک پر مشرکین کے قابض ہونے" "رسول اللہ کی ازواج مطہرات کا پیچھا کرنے" جیسی شرمناک باتیں لکھ کر یہ ثابت کر دیا کہ واقعی وہ اس طبقہ کے ترجمان ہیں۔ جس طبقہ پر ہماری جماعت کا یہ الزام ہے کہ یہ طبقہ خلفائے راشدین و صحابہؓ کرام کا گستاخ ہے۔ اگرچہ موصوف کے اس انداز گستاخی سے ہر مسلمان کا دل دکھا ہے تاہم مجھے اس بات کی خوشی ہے کہ عام مسلمانوں کو اب حقائق سے آگاہ ہونے کا موقع مل گیا ہے۔

صاحب مضمون نے (راقم اعظم طارق) کو اہلسنت ماننے سے انکار کرتے ہوئے "وہابی" قرار دینے پر کافی زور صرف کیا ہے جبکہ انہیں اس حقیقت سے آگاہ ہونا چاہئے کہ دیوبندی بریلوی' اہلحدیث' شافعی' مالکی' حنبلی' حنفی' اہلسنت و الجماعت ہی کے نام سے خود کو موسوم کرتے ہیں- کیونکہ "شیعت" کے مقابلے میں یہی وہ طبقہ ہے جس کا عمل سنت رسولؐ اور طریق اصحاب رسولؐ کے مطابق ہے- بریلوی حضرات کو تو خود موصوف نے اہلسنت تسلیم کیا ہے- اب وہ بریلوی' دیوبندی مدارس میں پڑھائی جانے والی "درس نظامی" کی کتب کا اگر جائزہ لیں گے تو ان پر یہ حقیقت روشن ہو جائے گی کہ دونوں مکاتب فکر کے مدارس میں ایک جیسا نصاب پڑھایا جارہا ہے- باقی موصوف کو "وہابیت" سے اگر واقعی تکلیف ہے تو پھر وہ اس ایران کی (جسے اپنے مضمون میں وہ شیعہ مسلمانوں کا مضبوط مرکز" قرار دے چکے ہیں) حکومت سے اپیل کریں کہ وہ سعودی عرب کے وہابیوں سے پیار و محبت کی پینگیں بڑھانا بند کرے- کیونکہ آج کل "ریڈیو زاہدان" اس بات پر تبصروں میں مصروف ہے کہ ایران اور سعودی عرب کا باہمی اتحاد وقت کی ضرورت ہے اور عالم اسلام کی خوشحالی کا باعث ہے- حالانکہ یہ اتحاد اسامہ بن لادن جیسے عظیم مجاہد اسلام اور طالبان کی اسلامی حکومت کو ناکام بنانے کے لئے امریکی مفادات کے تحفظ کے لئے وجود میں آرہا ہے- میں مضمون نگار سے صرف اتنا کہوں گا کہ امریکی اشاروں پر اب آپ کے "مضبوط مرکز" ایران کو "وہابی" اچھے کیوں لگنے لگے ہیں- اور اب سعودی عرب کے شاہی محلات ایران کے وزیر خارجہ' ڈاکٹر خرازی کا مسکن و مستقر کیونکر بن گئے ہیں-

یہ سب کچھ ایک شخص "ریاض بسرا" کے خوف کا کمال تو نہیں ہے ؟

صاحب مضمون نے نہایت فخریہ انداز میں سپاہ محمد کی طرف سے اہلسنت والجماعت کے علماء و کارکنوں کو قتل کرنے کا جو اظہار کیا ہے- اس پر سوائے افسوس کے اور کیا کہا جاسکتا ہے- تاہم ان سے اتنا ضرور عرض کروں گا کہ ذرا اپنے لیڈر ساجد نقوی صاحب کی حالت کا بھی جائزہ لے لیں کہ وہ کس قدر پہلے "نیٹ ورک' نیٹ ورک" کی گردان الاپتے رہے ہیں اور اب "فوجی عدالتیں' فوجی عدالتیں" پکار رہے ہیں- یہ سب کچھ صرف ایک شخص "ریاض بسرا" کے خوف کا کمال تو نہیں ہے ؟

بہر حال میں پاکستان کے شیعہ لیڈران سے پھر یہ توقع رکھوں گا کہ وہ حقائق کا سامنا کرنے کے لئے "تقیہ" کی چادر اتار کر سامنے آئیں اور قوم کو بتائیں کہ ہم خلفائے راشدینؓ یعنی حضرت ابوبکر' حضرت عمر و حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنھم اجمعین کا اس طرح احترام کرتے ہیں جس طرح حضرت علیؓ اور حضرت حسنؓ و حسینؓ نے اپنے عمل سے ان حضرات کا احترام کر کے دکھایا- یہ عجیب بات ہے کہ جن مقدس شخصیات کے دست اقدس پر حضرت علیؓ' حضرت حسنؓ' حضرت حسینؓ جیسی عظیم شخصیات نے بیعت کر کے اپنی وفاداری پر آنچ نہ آنے دی اور ان تینوں خلفائے راشدین کے ساتھ نہ صرف رشتے ناطے قائم کئے بلکہ حضرت علیؓ نے اپنے تین بیٹوں کے نام ابوبکر' عمر' عثمان رکھ کر ان حضرات سے اپنی محبت کا عملی ثبوت دیا ہے اور ان کے وزیر و مشیر رہ کر اسلامی کارنامے سر انجام دیئے-

آج حضرت علیؓ اور حضرت حسنؓ و حسینؓ سے محبت کا دعویٰ کرنے والے اس انداز و کردار کو اپنانے سے کیونکر گریزاں ہیں- عجیب بات تو یہ ہے کہ شہداء کربلا کے تذکرہ میں بچوں کے نام تو لئے جاتے ہیں مگر حضرت حسینؓ کے جوان بھائی، حضرت علیؓ کے لخت جگر حضرت ابوبکر بن علیؓ حضرت عمر بن علیؓ، حضرت عثمان بن علیؓ کے نام تک لینا گوارہ نہیں کئے جاتے ہیں- حضرت ابوبکر صدیقؓ کو معاذ اللہ ڈکٹیٹر لکھنے والے منہ پھٹ مضمون نگار سے میرا یہ سوال ہے کہ تم آج چودہ سو سال کے بعد ان کی زکوٰۃ پالیسی سے انکار کرنے کی جرأت کرتے ہو کیا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے خود اس وقت حضرات خلفائے ثلاثہؓ سے اختلاف فرما کر کوئی "جہاد" کیا تھا- حقیقت تو یہ ہے کہ دشمنان صحابہؓ کے لئے حضرت علیؓ اور حضرت حسنؓ و حسینؓ کا کردار و عمل ہی "پیغام موت" ہے- میں مضمون نگار اور اس کے ہم مذہبوں کو مشورہ دوں گا کہ اگر وہ اپنی مذہبی کتاب "نہج البلاغہ" کا بار بار مطالعہ کر کے بغض صحابہؓ کے مرض کو افاقہ بخشنے کے نسخہ پر عمل کریں تو نہ صرف ملک میں شیعہ سنی فسادات کا خاتمہ ممکن ہو جائے گا بلکہ "رواداری" کی فضا بھی پیدا ہو جائے گی-

کیونکہ بغض صحابہؓ کا مرض ایسا خطرناک ہے کہ اس کا مریض پھر قرآن مجید جیسی لاریب کتاب کو محرف و مبدل ماننے پر مجبور ہو جاتا ہے- یہی وجہ ہے کہ اصول کافی کے مصنف عظیم شیعہ محدث محمد بن یعقوب کلینی سے لے کر ملاں باقر مجلسی مقبول دہلوی صاحب تفسیر قرآن اور شیعہ مفسر قرآن حافظ فرمان علی جیسے لوگ اپنی مذہبی کتب اور قرآن کریم کی تفاسیر میں یہ لکھنے پر مجبور ہوتے رہے کہ "موجودہ قرآن ایک تبدیل

شدہ کتاب ہے' اس میں کفر کے ستون کھڑے کر دیئے گئے ہیں" اور "یہ شراب خور خلفاء کے لئے لکھی گئی کتاب ہے" معاذ اللہ ثم معاذ اللہ' چند ماہ قبل ترجمہ حافظ فرمان علی کے نام سے "غلام حسین اینڈ سنز کراچی والوں" نے ایک مرتبہ پھر تفسیر شائع کی ہے جس کے ۱۴ویں پارہ' ۱۲ویں پارہ اور ۲۲ ویں پارہ میں کھل کر شیعہ مفسر حافظ فرمان علی نے قرآن مجید میں تحریف ہو جانے کا دعویٰ کیا ہے اور یہ تفسیر تمام شیعہ اداروں کی زینت بنی ہوئی ہے۔ تقیہ کے طور پر لاکھ بار شیعہ رہنما اس عقیدہ کا انکار کریں لیکن یہ حقیقت ہے کہ جو گروہ خلفائے راشدین یعنی حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ کو خلیفہ راشد تسلیم نہیں کرتا ہے اور ان پر طرح طرح کے الزامات عائد کرتا ہے بلکہ خمینی کی طرح ان حضرات کو معاذ اللہ کافر و مرتد تک قرار دیتا ہے وہ ان حضرات کی وساطت سے جمع و ترتیب کے مراحل سے گزرنے والے قرآن کریم کی موجودہ شکل کو کسی صورت میں بھی درست نہیں مان سکتا ہے۔ کیونکہ اگر ان کا یہ عظیم کارنامہ صحیح مان لیا جائے تو پھر کسی اور بات میں اختلاف کی گنجائش ہی نہیں رہے گی۔ صرف اسی پر بس نہیں اصحاب رسولؐ سے دشمنی کے مرض ہی نے شیعہ طبقہ کو احادیث رسولؐ کے عظیم ذخیرہ سے محروم کر دیا ہے ان کے پاس اپنے چند آئمہ کرام کے فرامین تو جیسے تیسے ہیں مگر ذخیرہ حدیث رسولؐ سے ان کا دامن خالی ہے اور ان آئمہ کرام کے (جنہیں شیعہ حضرات معصوم اور درجہ میں باقی انبیاء علیہم السلام سے افضل قرار دیتے ہیں) اقوال بھی باہم اس قدر متضاد ہیں کہ اکثر روایات پر قریباً قریباً شیعہ محدثین کو لکھنا پڑتا ہے کہ یہ "تقیہ" پر مبنی ہے "یہ سنیوں کے عقیدہ کے مطابق ہے" گویا کہ ظاہری حالات کے

مطابق امام صاحب کی فرمائی ہوئی بات ہے- جبکہ شیعہ حضرات کے لئے دوسری روایت ہے جو امام صاحب نے تنہائی میں انہیں تعلیم فرمائی تھی- خلاصہ کلام یہ ہے کہ صحابہ کرام کا کینہ اور خلفائے راشدین سے دشمنی کا مرض جس طبقہ کو بھی لاحق ہوا ہے' پھر وہ شاہراہ اسلام سے ایسے دور ہٹتا گیا ہے جیسے سایہ روشنی سے دور بھاگتا ہے-

کیا جامعۃ المنتظر لاہور تحریک جعفریہ کا ہیڈ کوارٹر نہیں؟

میں نے اپنے مضمون میں ایرا) انقلاب کے رہنما آیت اللہ خمینی کی تصنیفات اور پاکستان کے رشدیوں کی طرف سے پانچ صد کے قریب جن کتابوں کا ذکر کیا ہے وہ ایک حقیقت ہیں- ان کتب کا ایک ایک صفحہ خلفائے راشدینؓ و ازواج مطہراتؓ کی توہین و گستاخی سے لبریز ہے- اور حیرت یہ ہے کہ ان کتب کے مصنفین پاکستان میں شیعہ کے ان اداروں کے ذمہ دار ہیں جو ادارے تحریک جعفریہ جیسی جماعت کے ہیڈ کوارٹر ہیں- کیا اس کا واضح مطلب یہ نہیں ہے کہ تحریک جعفریہ اور حکومت ایران ایک طرف تو دریدہ دھن رشدیوں کی سرپرستی میں مصروف ہے اور دوسری طرف مسلمانوں کو دھوکہ دینے کے لئے اتحاد بین المسلمین کے پرفریب نعرے لگا رہی ہے- کیا جامعہ المنتظر لاہور تحریک جعفریہ کا ہیڈ کوارٹر نہیں؟ جہاں سے گزشتہ بیس سالوں میں پچاس سے زائد ایسی کتب اردو زبان میں شائع ہو چکی ہیں کہ جن میں نام لے کر حضرت ابوبکرؓ' حضرت عمر فاروقؓ' حضرت عثمان غنیؓ حضرت امیر معاویہؓ اور حضرت عائشہ صدیقہؓ جیسی مقدس شخصیات کو سنگین سے سنگین انداز میں گالیاں دی گئی ہیں-

میرا تو صرف یہ جرم ہے

میرا تو صرف یہ جرم ہے کہ میں اس غلاظت و کفر پر مبنی لٹریچر کے خلاف احتجاج کرتا ہوں- اور اس وقت بھی مجھ پر حکمران سوائے چند تقاریر کے کوئی اور الزام تک نہیں لگا سکے ہیں اور جرم حق گوئی میں میں سالہا سال سے زندانوں کا مہمان بنا ہوا ہوں- عجیب بات ہے کہ "رشدیوں' کو بکواسات کرنے کے لئے کھلا چھوڑا ہوا ہے اور عشاق رسالتؐ و محبان صحابہؓ کو جیلوں میں بند کر کے ملاقاتوں پر پابندی لگائی ہوئی ہے- میں آخر میں روزنامہ اوصاف کی وساطت سے تمام مسلمانوں اور شیعہ رہنماؤں سے اپیل کروں گا کہ وہ اس اخبار کے پلیٹ فارم کو استعمال کر کے ایسی تجاویز سامنے لائیں جن سے شیعہ سنی فسادات کا خاتمہ ممکن ہو اور وقت کے "رشدیوں" کی زبانوں کو لگام دی جا سکے اور قلموں کو توڑا جا سکے- ورنہ غیر ذمہ دار شیعہ قلم کار ایسی کرشمہ سازیاں کرتے رہیں گے کہ جن سے خود انہی کے لئے مسائل پیدا ہوں گے- یہ وقت حقائق کو جھٹلانے کا نہیں ہے بلکہ اب حقائق کا سامنا کرنے پر ہر ایک کو تیار ہونا ہوگا-

۱۱-۱۲-۱۹۹۸

محمد اعظم طارق

ہماری جدوجہد کا مقصد رضائے الٰہی کا حصول ہے

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم- امابعد

میرے بہت ہی پیارے سپاہ صحابہؓ کے ساتھیو!

معزز عہدیداران و کارکنان

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

مجھے اس بات کی بے پناہ مسرت ہے کہ آج مرکزی قائدین سپاہ صحابہؓ آپ کے پاس تشریف لائے ہوئے ہیں اور یہ تربیتی کنونشن منعقد ہورہاہے- یہ ایک حقیقت ہے کہ جماعت کی کامیابی و کامرانی کا راز اس بات میں ہوتا ہے کہ اس کے عہدیداران و کارکنان اپنی جماعت کے اغراض و مقاصد سے مکمل آگاہ ہوں اور پھر اپنے مشن کی تکمیل کیلئے ہر طرح کی قربانی دینے کا جذبہ رکھتے ہوں-

آج الحمد للہ ثم الحمد للہ سپاہ صحابہؓ کے کارکنان اس لحاظ سے ملک بھر کی سیاسی و مذہبی جماعتوں سے انفرادی حیثیت رکھتے ہیں کہ ان کے جذبات ولولے آسمانوں سے باتیں کرتے ہیں اور وہ اپنے مشن کی خاطر ہر قربانی دینے کو تیار ہیں لیکن ایک بات کی کمی اور کمزوری ہمارے ساتھیوں میں ایسی ہے کہ جس کے باعث اعلیٰ مقاصد اور بے پناہ جذبہ و اخلاص کے باوجود جماعت کو قدم قدم پر پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑرہاہے اور آئے روز طرح

طرح کے مسائل پیدا ہورہے ہیں- وہ کمزوری ہمارے کارکنوں کی تربیت کی ہے- یعنی عدم تربیت کے باعث کارکنوں میں نظم و ضبط' اطاعت امیر اور جماعتی پالیسی کو اپنانے میں سنگین غلطیاں سرزد ہورہی ہیں- کہیں عدم تربیت کے باعث خود کارکن عملی کمزوریوں میں مبتلا ہوکر جگ ہنسائی کا باعث بنے ہوئے ہیں تو کہیں مخالفین' حاسدین کے پروپیگنڈہ کا شکار ہوکر جماعت کا کام چھوڑے بیٹھے ہیں کہیں ذاتی مخالفت و مخاصمت کو بہانہ بناکر جماعت کا کام کرنے سے گریزاں ہیں-

ان سب بیماریوں کا علاج ایک ہی ہے کہ کارکنوں کی تربیت کیلئے تربیتی کنونشنوں کا اہتمام کیا جائے- چنانچہ الحمدللہ آج کی اس نشست کی غرض و غایت یہی ہے- آپ حضرات آج اس خیال و ارادہ سے مقررین کی باتیں سنیں کہ ہم ان پر عمل کریں گے اور آئندہ ان ہدایات کی روشنی میں آگے بڑھیں گے-

میرے ساتھیو! میں اس نشست میں چند اہم باتوں کی طرف آپ حضرات کی توجہ دلانا چاہوں گا ان باتوں کو آپ اپنے قلب و دماغ کی تختی پر اس طرح نقش کرلیں کہ ہر روز سونے سے قبل ان باتوں کو سوچیں اور پھر اپنا جائزہ لیں کہ کہاں تک آپ ان پر عمل پیرا ہیں-

پہلی بات- اخلاص نیت: دین اسلام کے تمام کاموں یعنی اعمال صالحہ کا دارومدار نیت پر ہے- ہمارے نبی ﷺ کا ارشاد گرامی انماالاعمال بالنیات کہ عمل کا دارومدار نیت ہے- اب اگر کوئی شخص بڑے سے بڑا بھی نیکی کا کام کرتا ہے مگر نیت اللہ کی رضا کی جائے

شہرت' مفاد کا حصول' نیک نامی پانے یا کسی عہدہ کو حاصل کرنے کی ہے تو یاد رکھیں اس نیت سے اگر جان کی قربانی بھی کسی نے دے دی تو ہرگز فائدہ نہ ہوگا لہٰذا نیت یہ کریں کہ سپاہ صحابہؓ کا کام اسلام کی نظریاتی سرحدوں کا دفاع ہے اور اسلام کا دفاع اس لئے کررہے ہیں کہ ہمارا اللہ راضی ہوجائے- گویا ہمارے کام کا مقصد اپنے رب کو راضی کرنا ہے ہماری کسی سے ذاتی' مالی یا خاندانی دشمنی نہیں ہے بلکہ ہماری مخالفت کا سبب صرف یہ ہے کہ ہمارا مخالف گروہ دین کا دشمن ہے ہمارے اللہ کی طرف سے بھیجے گئے پیغام اسلام اور ہمارے نبی ﷺ کی شریعت پر حملہ آور ہے- لہٰذا ہم اس حملہ آور گروہ کی سازشیں ناکام بنانے کیلئے اپنی جانیں گنوانے کو اس لئے تیار ہیں کہ اسلام کا دفاع ہوجائے اور ہمارا اللہ راضی ہوجائے-

میرے عزیز ساتھیو! اگر ہر کارکن کی نیت یہ ہوجائے تو پھر اسے خواہ جیلوں میں ڈالا جائے' سولی پر لٹکایا جائے' گولیوں کا نشانہ بنایا جائے یا دنیا بھر کی تکلیفوں' مصیبتوں کی راہ پر اس کو ڈالا جائے تو ہرگز اس کے قدموں میں لغزش پیدا نہ ہوگی- کیونکہ اسے ہر وقت یہ خیال آئے گا کہ میرا اللہ مجھے دیکھ رہا ہے اور میرا مقصد اسے راضی کرنا ہے- جب میرا مالک میری حالت سے واقف ہے اور وہ ہر چیز پر قادر بھی ہے تو مصیبتیں آئیں یا بلائیں آئیں' میرا کام ڈٹ جانا ہے اس کا کام میری مدد کرنا ہے اس اخلاص نیت ہی کا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ پھر کوئی کارکن نہ عہدوں کا طلبگار ہوتا ہے نہ اسے کوئی اور لالچ اپنے مشن سے روک سکتا ہے- نہ اسے کسی کی مخالفت کی فکر ہوتی ہے' نہ اسے کسی کی ذات سے کوئی توقع ہوتی ہے' یہی وہ بات ہے جو انبیاء علیہم السلام فرمایا کرتے- ماسئلکم علیہ اجراً ان اجری الا علی

اللہ رب العالمین یعنی ہم اپنی محنت کا اجر کسی سے نہیں مانگتے- ہماری محنت کا اجر ہمارے پروردگار کی طرف سے ملے گا-

دوسری بات- اطاعت امیر: آپ لوگ بازار میں جائیں یا کسی اسٹیڈیم اور کھیل کے میدان میں تو وہاں ہزاروں آدمی موجود ہوں گے- ہر شخص اپنے اپنے انداز میں کام کر رہا ہوگا- اس عظیم اجتماع کو آپ بھیڑ، رش، گیدرنگ، کراوڈ، تو کہیں گے مگر جماعت نہیں کہیں گے- اس کے برعکس آپ کسی جگہ صرف تین آدمی دیکھتے ہیں جن میں ایک امام ہے دو مقتدی ہیں تو آپ کہیں گے جماعت کی نماز ہو رہی ہے یا کندھوں پر بستر اٹھائے چند افراد کو جاتے دیکھتے ہیں تو کہہ اٹھتے ہیں- تبلیغی جماعت جا رہی ہے تو گویا جماعت کیلئے یہ بات ضروری ہوتی ہے کہ اس کا ایک امیر ہو اور ان سب کا ایک مقصد ہو اور سب ایک رفتار سے اپنی ایک منزل کی طرف رواں دواں ہوں- جیسے مسجد میں ہزار آدمی بھی الگ الگ نماز پڑ رہے ہوں تو اسے جماعت نہیں کہا جاتا ہے کیونکہ امام وہاں نہیں ہوتا ہے اور امام و امیر کی اقتدا اور فرمانبرداری، اتنی ہی ضروری ہے جتنی نماز باجماعت کے امام کی ہوتی ہے جیسے کوئی شخص اپنے امام سے اختلاف کر کے جماعت میں نہیں رہ سکتا ہے ایسے ہی اپنے امیر سے اختلاف کر کے جماعت کا کام نہیں کیا جاسکتا ہے اور اطاعت امیر کا حکم قرآن کریم و احادیث میں کئی مقامات پر آیا ہے- لہٰذا امیر کی اس وقت تک اطاعت کرنا ہے جب تک وہ دین کے تقاضوں کے مطابق حکم دے- اگر وہ حکم کسی ایسی بات کا دے جس سے اللہ اور اس کے رسولؐ کی نافرمانی ہوتی ہو تو وہاں امیر کو بتادیں کہ یہ کام خلاف شریعت ہے لہٰذا میں یہ کام نہیں کر سکتا ہوں-

تیسری بات- باہم مشورہ: آپس میں مشاورت کر کے کوئی کام کرنا کبھی فائدے سے خالی نہیں ہوتا ہے قرآن کریم میں خود حضور علیہ السلام کو حکم دیا گیا وشاورھم فی الامر کہ آپؐ صحابہ کرامؓ سے مشورہ کیا کریں حالانکہ آپؐ کی ذات پر تو وحی اترتی تھی اور آپؐ تو معصوم بھی تھے تو اس حکم سے دراصل ہمیں سکھانا مقصود ہے- لہٰذا امیر جماعت پر لازم ہے کہ وہ ہر کام کیلئے جماعت کا اجلاس بلائے اور اس میں ساتھیوں سے مشورہ مانگے- جب مشورہ مانگا جائے تو اس وقت ہر شخص پر لازم ہے کہ وہ مشورہ ایسا دے جس سے جماعت کا فائدہ ہو اور جب فیصلہ باقی ساتھیوں کے مشورہ کے بعد کسی ساتھی کے مشورہ کے خلاف بھی ہو جائے تو پھر اسے اپنی انا کا مسئلہ نہ بنائے بلکہ اب اس پر اس طرح عمل کرے کہ گویا یہ فیصلہ اس کے مشورہ پر ہوا ہے- یہ بہت نازک مرحلہ ہوتا ہے بعض لوگ یہ چاہتے ہیں کہ بس جو مشورہ میں دوں اس پر عمل ہو گیا تو ٹھیک ورنہ پھر میں کام نہیں کروں گا ایسی سوچ جماعتی نہیں ہوتی ہے بلکہ نفسانی خواہش کی ترجمان ہوتی ہے-

چوتھی بات- درگذر: جماعتوں میں ہر طرح کے لوگ آتے ہیں' خاص طور پر ہماری جماعت کے دروازے تو ہر مسلمان پر کھلے ہیں اب بعض لوگوں کی عادات و خصائل یا ان کی کوئی اور کوتاہی ایسی ہوتی ہے کہ جس سے طبعیت پر بوجھ پڑنے لگ جاتا ہے- مثلاً بعض ساتھی باتونی ہوتے ہیں' بعض حد سے زیادہ چالاک ہوتے ہیں' بعض ست ہوتے ہیں' بعض غریب' بیمار یا مجبور ہوتے ہیں تو ان سب کو حکمت عملی سے ساتھ لیکر چلنا ہی اصل کام ہے- ہاں کوشش کرتے رہیں کہ ایسے ساتھیوں کی عادات درست ہوں اور

وہ سلیقہ سے کام کرنے لگ جائیں مگر دل برداشتہ ہر گز نہ ہوں اور انہیں بالکل الگ نہ کریں۔ ان کی چھوٹی موٹی غلطیوں سے درگزر کریں ہاں اگر کوئی سنگین جماعتی غلطی۔ مثلاً کرپشن وغیرہ ہو یا اخلاقی کمزوری کی بات ہو۔ جماعت سے غداری وغیرہ ہو تو پھر اسے وارننگ دیں اور اگر وہ باز نہ آئے تو جماعت سے الگ کردیں۔

پانچویں بات: یہ نہایت اہم بات ہے وہ یہ ہے کہ اپنی سیرت و کردار سنت نبویؐ کے سانچہ میں ڈھالیں اور ۲۴ گھنٹے کی زندگی کو اسلام کی تعلیمات کے مطابق بنائیں۔ فرائض اسلام کی پابندی کریں اور صغیرہ و کبیرہ گناہوں سے اجتناب کریں۔ حرام رزق سے بچیں اور فواحشات سے منہ پھیر لیں بے حیائی، بدگوئی، بدظنی اور بداعمالی سے دور بھاگیں۔

اللہ تعالیٰ آپ کو اور مجھے ان باتوں پر عمل کرنے کی توفیق بخشے آمین ثم آمین

والسلام
آپ کا بھائی
محمد اعظم طارق

یہ پیغام ضلع اٹک کے تربیتی کنونشن کے لئے لکھا گیا جو کہ ۹۸-۱۲-۱۴ کو ہوا

اپنے قائد فاروقی شہیدؒ کی روح کے نام

اے میرے قائد! آج تجھے ہم سے جدا ہوئے دو سال کا عرصہ بیت گیا ہے مگر تیری یادوں کے چراغ ہمارے دلوں کی دنیا میں روشن ہیں- تیری چاہتوں اور الفتوں کے پھول تروتازہ ہیں اور تیری تحریروں کی روشنی لحہ بہ لحمہ پھیلتی چلی جارہی ہے- تیرے جذبوں کا بانکپن تیرے ولولوں کی حرارت لاکھوں نوجوانوں کے قلب و جگر کو گرمارہی ہے- تیری شہادت کی عظمت نے دشمنوں کے محلات اور ایوانوں کو "بونا" کردیا ہے تیرے خون کی مہک نے عالم اسلام کے دلوں اور دماغوں کو معطر کردیا ہے تجھے فنا کے گھاٹ اتارنے کی سازش کرنے والے آج تیری جلالت وہیبت سے لرزہ براندام ہیں تیری بزرگی و شرافت کا پھریرا پوری آب و تاب سے لہرارہا ہے-

میرے پیارے قائد! ہم آج بھی تیری راہوں پر گامزن ہیں اور تیرے نصب العین کی تکمیل کیلئے سربکف ہوکر زندانوں اور عقوبت کی گھائیوں سے گزررہے ہیں تیری جدائی کا صدمہ اگرچہ پہاڑوں سے زیادہ وزنی اور چرخ نیلی سے زیادہ وسیع ہے- مگر ہم تیرے افکار و نظریات' تیری تعلیمات و تحریرات کو سینے سے لگاکر اپنا غم غلط کرلیتے ہیں- تیری روشن کردہ مشعلوں کی لو سے جبر و تشدد کی تاریکیوں میں راہ پانے میں کامیاب

ہو جاتے ہیں بے شک تیرے جانے سے ایک مرتبہ پھر امیر عزیمت مولانا حق نواز شہید اور مولانا ایثار القاسمی شہید کی جدائی کے کاری زخم تازہ ہو گئے ہیں اور ایک ایسا خلا پیدا ہو گیا ہے کہ جسے پر کرنا ممکن نہیں ہے۔ مگر ہم نے جدائی کے انہی زخموں کو سامان زیست اور صورت مسیحائی دیکر اک نئے ولولے کے ساتھ سفر جاری رکھا ہوا ہے۔

میرے قائد! آج ایک طرف تیرے جانثار اور کارکن وقت کے فرعونوں' ھامانوں اور بو جھلوں کے جبر و انتقام کا نشانہ بنکر بھی احد احد کے نغمے گا رہے ہیں تو دوسری طرف چشم فلک یہ نظارہ بھی دیکھ رہی ہے کہ تجھے جیلوں' ہتھکڑیوں اور کال کوٹھڑیوں کا مہمان بنانے والی۔ مطلق العنان حکمرانی کا انداز اپنانے والی "بے نظیر" کبھی عدالتوں میں رسوا ہوتی پھر رہی ہے تو کہیں منصفوں کے سامنے ٹسوے بہا بہا کر اپنی بے گناہی کا یقین دلاتی ہے اس کا وہ شوہر نامدار جس نے سپاہ صحابہؓ کو کچلنے کیلئے کہیں حکومتی ہتھکنڈے استعمال کئے تو کہیں قاتلوں' ڈاکوؤں اور بدکاروں کو مقدس نام پر جمع کر کے علماء کرام معصوم طلبہ اور نمازیوں کے خون سے ہولی کھیلنے کا لائسنس دے رکھا تھا۔ اب ملک بھر کی جیلوں کی ہوائیں کھا رہا ہے اور پوری دنیا کے اخبارات و رسائل میں ایسے ایسے شرمناک الزامات اور گھٹیا کاروبار میں ملوث ہونے کی بری شہرت حاصل کر چکا ہے کہ بڑے بڑے رزیل اور بددیانت لوگ بھی کانوں کو ہاتھ لگاتے ہوئے یہ کہہ رہے ہیں کہ "یہ چھپا رستم تو ہمارا بھی پیر نکلا ہے"

پیارے قائد! بینظیر اور اس کا شوہر نامدار جس طرح مکافات عمل کا شکار ہوا ہے موجودہ حکمرانوں نے اس سے عبرت و نصیحت حاصل کرنے

کی جائے اور لوٹ مار و ظلم و زیادتی کی ان راہوں کو ترک کرنے کی بجائے الٹا اپنی خواہشات کے بے لگام منہ زور گھوڑوں کو اسی راہ پر سرپٹ دوڑانا شروع کر دیا ہے انہوں نے بھی اپنے پیش روؤں کی طرح اہل حق کو ستانا سپاہ صحابہؓ کو ظلم کا نشانہ بنانا اور اسلام و اہلسنت کے دشمنوں کو نوازنا اور ملکی خزانہ کو بے رحم انداز سے لوٹنا شروع کر رکھا ہے بلکہ یہ بعد میں آنے والے اپنے پیش روؤں سے کئی ہاتھ آگے بڑھ گئے ہیں مگر آپ کے وفاداروں' جانثاروں اور جانشینوں کے پایہ استقامت میں ذرہ برابر بھی لغزش پیدا نہیں کر سکے ہیں۔ ان کا ظلم و جبر جس قدر بڑھتا جا رہا ہے اہل جنوں کا ذوق و ولولہ بھی اسی قدر پروان چڑھ رہا ہے مشن حق کی صداء کو دبانے کا ہر حربہ اس کی گونج اور گرج میں اضافہ کر رہا ہے میں آج اسیری کے ان لمحات میں یہ بات تحدیث بالنعمۃ کے طور پر کہتے ہوئے خوشی محسوس کرتا ہوں کہ شہیدوں کا لہو منافقین اور ظالمین کے محلات واقتدار کو خش وخاشاک کی طرح بہا کر لے جانے والا ہے۔

وہ وقت اب دور نہیں ہے جب گلی گلی میں اور دنیا کے کونے کونے میں مشن حق کو غلبہ نصیب ہوگا۔ میں اور میرے ساتھی آپ کے خون سے عہد کرتے ہیں کہ ہم مشن حق کیلئے کسی بھی قربانی سے دریغ نہیں کریں گے۔

زندہ رہے تو باطل کے ایوانوں پر بجلی بن کر گرتے رہیں گے
وقت اجل آپہنچا تو سرخرو ہوکر تمہیں آملیں گے!

آپ کا بھائی۔ محمد اعظم طارق

3 رمضان المبارک۔ 23 دسمبر اٹک جیل

اب ہمیں کیا کرنا ہے؟

سپاہ صحابہؓ کے عزیز ساتھیو! دو روز قبل ۲۳ جنوری ۱۹۹۹ء کو مجھے ایک بہت ہی بہادر عالم دین اور سپاہ صحابہؓ کے رہنما کا خط موصول ہوا جو انہوں نے ۲۶ رمضان المبارک ۱۵ جنوری کو ایک تھانہ کی حوالات سے تحریر کیا تھا۔ اس خط میں انہوں نے اپنی گرفتاری اور حکومتی مظالم کا تذکرہ کرتے ہوئے سوال کیا کہ "اب جبکہ حکومت ہمیں نہ کام کرنے دیتی ہے نہ آرام کرنے دیتی ہے، تقریر کریں تب بھی گرفتار، خاموش رہیں، تب بھی گرفتار تو آخر پھر ہمیں کیا کرنا چاہئے" اس خط کو پڑھ کر جب میں اس کا جواب لکھنے بیٹھا تو میرے قلم پر کچھ اس طرح کا مضمون نازل ہو گیا۔ جو آپ سب کی نذر کرتا ہوں۔

سنا ہے کہ حضرت نوح علیہ اسلام جب اپنی ضدی اور ہٹ دھرم قوم کے سامنے کلمہ حق یعنی کلمہ توحید پیش فرماتے تو نافرمان قوم اس قدر برافروختہ ہوتی کہ آپ پر پتھروں کی بارش کر کے آپ کو زخموں سے چور کر دیتی۔ جب آپ بے ہوش ہو کر زمین پر گر جاتے تو وہ تب بھی پتھر برساتی رہتی حتی کہ آپ کا وجود پتھروں میں دفن ہو جاتا۔ حضرت جبرائیل علیہ

السلام حکم خداوندی سے نازل ہو کر پتھروں کو ہٹا کر حضرت نوح علیہ السلام کو اٹھا کر بٹھاتے- ان کے زخموں پر اپنے مسیحائی "پر" پھیر کر شفایاب کرتے- حضرت نوح علیہ السلام الحمد للہ رب العالمین کہتے ہوئے کھڑے ہوتے اور جبرائیل علیہ السلام سے سوال کرتے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اب میرے لئے کیا حکم ہے؟ تو حضرت جبرائیل امین فرماتے جس نعرہ حق کی تاب نہ لاتے ہوئے کفار و مشرکین نے آپ کو نشانہ ظلم و ستم بنایا ہے- آپ پھر اسی نعرہ حق کو ان ظالم و بے رحم انسانوں کے سامنے بلند کریں- کہ شاید اب ان کی سمجھ میں بات آجائے- یا ان پر عذاب خدا ٹوٹ پڑے-

میرے عزیز ساتھیو! میں اٹک جیل کی کال کوٹھڑی سے تمہیں یہی پیغام دینا چاہتا ہوں کہ جس نعرہ حق کے بلند کرنے کی سزا میں آپ کے قائدین حضرت امیر عزیمت علامہ حقنواز جھنگوی' مورخ اسلام علامہ ضیاء الرحمٰن فاروقی' زینت محراب و منبر علامہ ایثار القاسمی اور سینکڑوں علماء و کارکنوں نے شہادت کا جام نوش کیا ہے اور ان کے کمسن بچوں نے یتیمی کی بے رحم دھوپ اور خزاں کی راتوں میں ہوش لیا ہے جس جرم حق گوئی میں شانوں سے سر اچھلتے ہیں اور لیہ کے صحراؤں میں پیاسوں کے لعشے تڑپے ہیں- بم دھماکوں سے گلاب جیسے جوان پنکھڑیاں بن کر بکھرے ہیں اور لہو کے تالاب میں غسل کر کے ان کے چہرے نکھرے ہیں- گولیوں کی بارش میں سینہ سپر رہے ہیں اور متاع زندگی لٹا کر بھی بے فکر رہے ہیں-

تمہیں بھی انہی کی تاریخ دھرانا ہے
ہاں ہاں' کردار حسینؓ ادا کرنے پھر کربلا کو جانا ہے
غم و اندوہ کا ہر جام خوشی سے پینا ہے

جہاں قدم قدم پر موت ہو وہیں سر اٹھا کے جینا ہے
زندانوں اور عقوبت خانوں کو پھر سے آباد کرنا ہے
تنہائیوں اور کلفتوں سے دل کو شاد کرنا ہے
تم وارث انبیاء ہو امانت دین سینے سے لگائے رکھنا
تم جانشین شہداء ہو علم حق اٹھائے رکھنا
اسلاف کی مانند جیلوں سے کفن اوڑھ کے نکلو
عیش و عشرت دولت و حشمت سے منہ موڑ کے نکلو
ہر ستمگر و جابر ہر ظالم و آمر سے تمہیں ٹکرانا ہے
اور کفر کے ایوانوں کو نوک پا سے اڑانا ہے
گلی گلی میں گر تختہ دار ایستادہ کردیئے جائیں
قانون کے نام پر ظلم کی تیز چل پڑیں ہوائیں
تو اک لمبی قطار بناؤ سرفروشوں کی
پھر چوم رہی ہو دار کو بڑھ بڑھ کر زبان پر جوشوں کی
پھر تم دیکھنا کیا ہوتا ہے
کیونکہ مجبوروں کا بھی خدا ہوتا ہے
وہ جو فرعون ہے ہامان ہے کردار کا گندا ہے
ذرا دیکھ تو سہی اس کے گلے میں اب پھانسی کا پھندا ہے
مسکرا اٹھے گا مظلوم اور رو پڑے گا قاتل
جاء الحق و زھق الباطل
سناٹے میں کائنات ہوگی اور عالم ہو کا
ان الباطل کان زھوقا

میرے عزیز ساتھیو! صحن چمن میں پھول کی آمد سے قبل کانٹوں کا وجود لازمی ہوتا ہے۔ عقاب کی بلندی پرواز کو باد مخالف کی ضرورت ہوتی ہے۔ فتح مکہ سے قبل طائف کے بازاروں اور احد کے میدانوں سے گزرنا پڑتا ہے۔ تخت مصر سے قبل زندانوں کو آباد کرنا پڑتا ہے۔ ابوجہلوں کا سر کچلنے سے قبل حضرت بلالؓ کی طرح انگاروں پر لیٹنا سیکھو' نمرودوں کے تاج و تخت الٹنے سے قبل' آتش نمرود میں کودنا سیکھو۔

جب ہم حق پر ہیں تو پھر گھبرانا کیوں؟
جب آفتاب ہاتھ میں ہے تو تاریکی سے ڈرنا کیوں؟

جب اللہ کی رضا ہمارا مقصود و مطلوب ہے تو پھر قید و آزادی' زندگی و موت' سختی و نرمی' راحت و کلفت میں تقسیم کیسی؟ وہ ذات حق اپنے دین کی خدمت جس انداز میں جہاں رکھ کر جیسے چاہئے لے ہمیں دم مارنے کی ضرورت ہی کیا ہے۔ خالق اپنے حقیر بندے بادشاہ اپنے ادنیٰ نوکر سے جو کام جیسے چاہے لے' ہماری حالت تو یہ ہونی چاہئے

سر تسلیم خم ہے
جو مزاج یار میں آئے

والسلام
آپ کا بھائی
محمد اعظم طارق

۲۴ جنوری رات پونے بارہ بجے چکی نمبر ۱۴۔ اٹک جیل

دور حاضر میں مدارس عربیہ کا کردار

نحمدہ و نصلی ونسلم علی رسولہ الکریم

امابعد !واجب التکریم حضرات علماء کرام!

معزز سامعین !نوجوان ساتھیو! سپاہ صحابہؓ کے غیور کارکنو!

مجھے اس بات پر بے حد خوشی ہے کہ آج کے اس عظیم الشان جلسہ میں آپ حضرات سے مخاطب ہورہاہوں- یہ جلسہ ایک دینی ادارے کا سالانہ جلسہ ہے جس کا مقصد عوام الناس میں دینی شعور کو بیدار اور مذہبی تعلیمات کی اہمیت و ضرورت کا احساس اجاگر کرکے مسلمانوں کو اس بات پر آمادہ کرنا ہے کہ وہ اپنی نسلوں کو علوم دینیہ سے روشناس کرائیں اور خود بھی اپنی زندگی کا ایک ایک لمحہ شریعت مطہرہ کی تعلیمات کے مطابق بسر کریں-

محترم سامعین !ان مدارس عربیہ کا ہی یہ کمال ہے کہ آج پاکستان میں اسلام دشمنوں کی سازشوں اور بے حیائی و فحاشی پر مبنی حکومتی اقدامات کے باوجود نہ صرف اسلام اور شریعت مطہرہ کے متوالے موجود ہیں- بلکہ ایسے ایسے حق گو اور بے باک اسلام کے سپاہی موجود ہیں کہ جن کے نام ہی سے کفر کے ایوانوں میں زلزلہ طاری ہو جاتا ہے- اور ان کی ایک للکار سے امریکہ و برطانیہ کے پالتو' روس و اسرائیل کے ایجنٹ دم دباکر بھاگ جاتے ہیں- ایسا کیونکر نہ ہوتا؟ ان مدارس عربیہ نے تو اس ہندوستان کی

سرزمین پر ایسے ایسے سپوتوں کو جنم دیا کہ جنہوں نے انگریز جیسے عالمگیر سطح کے سازشی و عیار حکمرانوں کو بستر بوریا گول کرنے پر مجبور کر دیا تھا۔

میرے عزیز ساتھیوں! آج اس پر فتن دور میں اسکول و کالج، یونیورسٹیوں اور کیڈٹ کالجوں سے فارغ ہونے والے نوجوانوں کو ایک طرف دین اسلام سے بے بہرہ رکھا جارہا ہے تو دوسری طرف ان کے ہاتھوں میں ڈگریاں تھما کر انہیں روزگار کے حصول کیلئے دردر کے دھکے کھانے پر مجبور کیا جارہا ہے۔ وہ معاش کی تلاش میں کبھی ملک اور اسلام دشمن ایجنسیوں کے آلہ کار بن جاتے ہیں تو کبھی انہیں چھوٹی چھوٹی سرکاری ملازمتیں دیکر اپنے ہی ملک کے عوام اور غریبوں کو کچلنے کا فریضہ سر انجام دینے کیلئے کھڑا کر دیا جاتا ہے۔ ایسے نوجوانوں سے کہیں غیر ملکی کافروں کے وفود کے استقبال کرائے جاتے ہیں تو کہیں انہیں بیرون ممالک بھیج کر ان کی غیرت کا جنازہ نکالا جاتا ہے۔ لیکن دوسری طرف مدارس دینیہ چٹائی پر بٹھا کر جن نوجوانوں کو وراثت نبوتؐ اور علوم قرآن و سنت سے روشناس کراتے ہیں۔ وہ نوجوان کہیں کشمیر کے مجبور و مظلوم مسلمانوں کو ہندوستان کے ہندو درندوں سے نجات دلا کر کشمیر کے نقشہ میں اپنے خون سے آزادی کا رنگ بھر رہے ہوتے ہیں۔ تو کہیں چیچنیا، تاجکستان اور ترکمانستان میں روسی بھیڑیوں سے آزادی حاصل کرنے کیلئے مقامی مسلمانوں کی نصرت و حمایت میں اپنا لہو بہا رہے ہوتے ہیں۔

میرے محترم سامعین! آج افغانستان کی سرزمین پر امن واستحکام کا جو مثالی نظام کامیابی کے ساتھ نافذ ہے اور پوری دنیا کفر جس خالص اسلامی حکومت سے لرزہ براندام ہے اور جس حکومت کے بہادر و غیور

حکمرانوں نے امریکہ اور پوری دنیائے کفر کی مخالفت و دشمنی مول لے کر مجاہد اسلام اسامہ بن لادن کی حفاظت کو اپنے ذمہ فرض کرلیا ہے- اس اسلامی حکومت کا قیام بھی انہیں دینی مدارس سے فارغ ہونے والے طلباء کے ہاتھوں عمل میں آیا ہے-

میری اس ساری تمہید کا مقصد اس حقیقت سے پردہ اٹھانا ہے کہ یہ دینی مدارس اسلام کے ایسے قلعے ہیں جہاں اسلام کے محافظوں' جانثاروں اور جانبازوں کی ذہنی و جسمانی تربیت ہورہی ہے اور عنقریب وہ وقت آنے والا ہے جب یہی طلباء اسلام دنیا کی بڑی بڑی نام نہاد سپر طاقتوں کے ایوانوں میں اللہ کی کبریائی اور محمد رسول اللہؐ کی ختم نبوت کے نعرے بلند کررہے ہوں گے- ان ہی کے دم قدم سے ان قوموں اور ملکوں کی تباہی و بربادی ہوگی جو قومیں اور ملک ایک عرصہ سے مسلمانوں کی جانوں اور ان کی باحیاء اور پاک دامن ماؤں' بہنوں اور بیٹیوں کی عزت و آبروؤں سے خون کی ہولی کھیل رہے ہیں- ان دینی مدارس کا ہی امت مسلمہ پر یہ احسان ہے کہ انہوں نے ایسے ایسے علم و عمل کے شہسوار پیدا کئے ہیں کہ جنہوں نے اسلام کے عقائد و نظریات کی سرحد پر سپاہیانہ انداز میں پہرہ دے کر مرزائیت ورا قصیت کے لبادہ میں مسلمانوں کے عقائد و نظریات کو تباہ کرنے کی سازشوں کو عملی جامہ پہنانے والے بھیانک چہروں سے خوشنما پردے ہٹاکر امت مسلمہ کو ان کی حقیقت سے روشناس کرانے کا حق ادا کردیا ہے- ایک وقت تھا جب دنیا قادیانیوں مرزائیوں کو مسلمانوں سے اچھا مسلمان سمجھتی تھی- مگر علماء حق کی قربانیوں اور کوششوں نے قادیانیوں کی حقیقت کو اس طرح مسلمانوں کے سامنے پیش کیا کہ چہ چہ قادیانیوں کو

غیر مسلم قرار دلوانے کا نعرہ لگانے لگا اور بالآخر پاکستان کی اسمبلی سے ان کے کفر کا فیصلہ ہو گیا۔

شیعت کا اسلام سے کوئی دور کا بھی واسطہ نہیں ہے

آج ان ہی دینی اداروں سے فارغ ہونے والے علماء حق کا ایک قافلہ وطن عزیز کی گلی گلی، شہر شہر میں دلائل کے ذریعے اس حقیقت کو بیان کر رہا ہے کہ شیعت کی تعلیمات اسلام اور شریعت مصطفیٰ ؐ کے سراسر خلاف ہیں۔ اور یہ طبقہ اللہ کی توحید کا منکر ہے۔ حضورؐ کے بعد بارہ اماموں کو سب نبیوں سے افضل قرار دے کر ختم نبوت کا انکار کرنے، قرآن کریم کی تحریف کا پرچار کرنے اور اصحاب رسولؐ پر کفر کے فتوے لگا کر معاذ اللہ ان پر لعنت و ملامت کرنے میں مصروف ہے۔ اس لئے مسلمانوں کو یہ جان لینا چاہئے کہ شیعت کا اسلام سے کوئی دور کا بھی واسطہ نہیں ہے۔ اس اعلان حق کے جرم میں سپاہ صحابہؓ کے قائدین اور سینکڑوں علماء و کارکنوں کو گولیوں، بموں اور راکٹ لانچروں کے ذریعے خاک و خون میں تڑپا دیا گیا۔ مگر شیعت کے کفر کا نعرہ پھر بھی بند نہیں ہوا۔ ادھر حکمرانوں نے ایران کے دباؤ پر سپاہ صحابہؓ کے قائدین و کارکنوں سے عقوبت خانوں اور جیلوں کو بھر کر طرح طرح کے ظلم و ستم کا سلسلہ شروع کر رکھا ہے۔ ان تمام تر حکومتی جبر و تشدد کے باوجود بھی جیلوں اور عقوبت خانوں کی کوٹھڑیوں سے بھی آواز یہی آرہی ہے کہ ہم جان تو دے سکتے ہیں مگر کفر، دجل اور ارتداد و الحاد کو اسلام اور دین و حقانیت کا نام نہیں دے سکتے۔

میرے محترم سامعین! دینی مدارس کے اس عظیم کردار کا مشاہدہ

کرنے کے بعد آپ کا فرض ہے کہ نہ صرف آپ ان اداروں کی سرپرستی کریں بلکہ ان تحریکوں اور جماعتوں کے ساتھ بھی تعاون کریں جو دین حق کی نظریاتی سرحدوں پر پہرہ دیتے ہوئے کہیں گولیوں کا نشانہ بن رہی ہیں تو کہیں قید و بند کی صعوبتیں برداشت کر رہی ہیں -اول تو آپ ان تنظیموں اور تحریکوں کے ساتھ مل کر قدم بہ قدم ان کے ہمراہ آگے بڑھنے کا عزم کرلیں یا کم از کم ان کے حق میں کلمہ خیر ادا کرنے اور بارگاہ ایزدی میں دست دعا بلند کرنے کا وعدہ کرلیں- تاکہ کل قیامت کے روز آپ کا حشر بھی ان مردان حق کے ساتھ ہو جائے جو جانوں کی بازیاں لگا کر اسلام کے چراغوں کو اپنے خون سے روشن کر رہے ہیں-

اللہ تعالیٰ ان کی قربانیوں کو قبول فرمائے

وما علینا الا البلاغ المبین

آپ کا بھائی

محمد اعظم طارق

6-2-1999

ربوہ سے چناب نگر تک

قابل صد احترام حضرات علماء کرام واجب التکریم مشائخ عظام و محترم سامعین!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آج کے اس تاریخی لمحہ پر یہ عاجز خود تو ہزاروں تمناؤں کے باوجود شریک نہیں ہو سکتا ہے تاہم اپنے اس پیغام کے ذریعہ شریک ہونے کی سعادت حاصل کر رہا ہے تاکہ میرا نام بھی عشاق رسولؐ کی اس جماعت میں شامل ہو جائے جنہوں نے آقا نامدار ﷺ کی ختم نبوت کے محاذ پر ایک صدی تک ایسی جوانمردی سے جنگ لڑی ہے کہ دشمن کو نہ صرف اس جنگ میں شکست فاش کا سامنا کرنا پڑا ہے بلکہ وہ اپنے وجود تک کو محفوظ رکھنے میں کامیاب نہیں ہو رہا ہے۔

محترم ساتھیو! ختم نبوت کا باغی قادیانی گروہ جب انگریز کی سرپرستی اور سرکاری دولت پر جھوٹی نبوت کا ڈھنڈورا پیٹ رہا تھا اس وقت اس کے خواب و خیال میں بھی یہ بات نہ تھی کہ ایک روز ایسا بھی آئے گا کہ ہمیں اس برصغیر کے مسلمان ایوان اقتدار میں غیر مسلم اقلیت قرار دیکر انگریز کے پیچھے ہی سات سمندر پار جانے پر مجبور کر دیں گے۔ ہر دور کے باطل کو اپنی وقتی حکومت و اقتدار اور فرعونوں کی سرپرستی پر ناز رہا ہے اور وہ یہ سمجھتا رہا

کہ اب اسے دنیا بھر میں کوئی روکنے والا نہیں ہوگا مگر جب اہل حق نے بے سروسامانی کے عالم میں ایسے اسلام دشمن طبقہ کے خلاف کلمہ حق بلند کیا تو پھر اس جرم حق گوئی میں اقتدار کی حامل قوتوں نے انہیں اپنے انتقام کا نشانہ بناکر کہیں قیدو بند عقوبت خانوں اور زندانوں کا مہمان بنایا تو کہیں انہیں گولیوں کا نشانہ بناکر خاموش کرانے اور تختہ دار پر لٹکا کر چپ کرانے کی کوششیں کیں۔ ظلم کی چکی میں پسنے والے جب اخلاص و للّٰہیت کی دولت سے مالا مال ہوکر نئے جذبوں اور بلند وبالا ولولوں کے ساتھ پھر کلمہ حق بلند کرتے رہے تو ان کے گرجدار نعروں سے باطل کے ایوان اقتدار زمین بوس ہوتے چلے گئے۔ زندانوں کی دیواریں گرتی گئیں اور وہ وقت آپہنچا جس کا قران کریم یوں تعارف کراتا ہے۔

جاء الحق وزہق الباطل ان الباطل کان زھوقا

محترم سامعین! آج کی تاریخ ساز فتح مبلہلہ کانفرنس ہمیں اس دور کی یاد دلاتی ہے جب مرزا بشیر الدین پاکستان کا خود کو بلاشرکت غیرے مالک سمجھتا تھا اور اس کے خلاف بات کرنا موت کو دعوت دینے کے مترادف تھا۔ مگر اس وقت جس شخصیت نے اسے للکارا اور میدان کارزار میں اتر کر دعوت مبارزت دی وہ شخصیت میرے مربی و میرے مرشد' میرے استاد حضرت چینوٹی صاحب مدظلہ کی تھی۔ آپ نے مباہلہ کا چیلنج کرکے وقت مقررہ پر جب اس بڑے شیطان کو دعوت مباہلہ دی تو وہ آپ کا سامنا کرنے کی جرات نہ کرسکا اور بدترین موت سے دوچار ہوکر اپنے جھوٹے مذہب پر عبرتناک دلیل بن کر رہ گیا۔ اس کے بعد یہی دعوت مباہلہ مرزا ناصر کو دی جاتی رہی۔ مگر وہ بھی میدان میں نہ ٹھہر سکا اور اپنی زندگی میں قومی اسمبلی کا

فیصلہ سن کر بصد حسرت افسوس اس دنیا سے کوچ کر گیا- آج پھر اسی میدان میں اہل حق کا یہ عظیم سپوت قادیانیوں کے پیشواؤں کو دعوت مباہلہ دے رہا ہے اور انہیں بتا رہا ہے کہ تم اپنے بڑوں کا انجام دیکھ کر تباہی و بربادی' ضلالت و گمراہی کی راہوں سے واپس لوٹ آؤ- اگر تمہیں اپنی صداقت کا ذرہ برابر بھی یقین ہے تو پھر اپنے پیشوا کو میدان میں لا کر بارگاہ ایزدی سے فیصلہ طلب کر کے دیکھ لو- لیکن مجھے آج بھی روز روشن کی طرح یقین ہے کہ کوئی قادیانی بھی اس میدان میں آنے کی جرات نہیں کرے گا- بقول ظفر علی خان صاحب ؎

وہ بھاگتے ہیں اس طرح مباہلہ کے نام سے
فرار کفر جس طرح ہو بیت الحرام سے

محترم سامعین! میں اس تاریخی موقع پر آپ تمام حضرات کو مبارک باد پیش کرتا ہوں کہ آپ کی دعاؤں سے آپ ہی کے منتخب نمائندہ سفیر ختم نبوت حجۃ اللہ علی الارض استاذیم حضرت مولانا منظور احمد چنیوٹی صاحب مدظلہ نے قادیانیوں کی ایک اور سازش کا رستہ روکنے میں کامیابی حاصل کرلی ہے اور قران کریم سے ربوہ کا نام لیکر اسے غلط طور پر استعمال کر کے مسلمانوں کو دھوکہ دینے کی قادیانی سازش کو ناکام بنادیا ہے- آج جبکہ ربوہ کا نام چناب نگر رکھنے کی تقریب کا اہتمام کیا جارہا ہے تو اس موقع پر مجھے اس بات پر خوشی ہے کہ جس ایوان نے یہ قرارداد منظور کی ہے میں خود بھی اس کا نمائندہ ہوں اگرچہ میں ایوان میں موجود نہ تھا لیکن میری ہمدردی اور میرا ایمانی جذبہ اس قرارداد کے ساتھ ہے-

محترم سامعین! آپ خوب جانتے ہیں کہ میں عرصہ چار سال سے

کس جرم کی پاداش میں عقوبت خانوں اور زندانوں کی پر خار اور ہلاکت خیز وادیوں سے گزر رہا ہوں- میرا جرم صرف یہ ہے کہ میں نے آقا نامدار حضور خاتم النبیین ﷺ کے جانثاروں اور ازواج مطہراتؓ کی عزت و حرمت کے تحفظ کی خاطر ان کافروں، گستاخوں اور بے ایمانوں کے خلاف اپنی آواز بلند کی ہے جو صدیوں سے ان مقدس شخصیات پر کیچڑ اچھالتے چلے آرہے ہیں چونکہ ان گستاخوں کی پشت پر ہمارے پڑوسی ممالک کی کئی حکومتیں ہیں جس کے باعث یہ گروہ اس ملک میں اس قدر مضبوط ہو چکا ہے کہ وہ ایک طرف ہمارے علماء و کارکنوں آئمہ اور طلباء کا خون بھی بہا رہا ہے دوسری طرف اہل حق کو زندانوں اور عقوبت خانوں کا بھی نشانہ بنوا رہا ہے اور ہمارے حکمران عدل و انصاف کے تقاضوں کو بالائے طاق رکھ کر یکطرفہ طور پر بے گناہ علماء حق کو ریاستی جبر و تشدد اور انتقام کا نشانہ بنائے ہوئے ہیں-

میرے قابل صد احترام علماء کرام، مشائخ عظام بزرگو، نوجوان ساتھیو! میں آج آپ حضرات کو گواہ بنا کر کہنا چاہتا ہوں کہ ہم جس گروہ کے خلاف پرامن طور سے دلائل کے ساتھ کام کر رہے ہیں وہ ختم نبوت کے عقیدہ کا اتنا بڑا منکر ہے کہ جتنا کوئی اور نہیں ہے- عقیدہ امامت کے ذریعہ اس گروہ نے ہمارے پیغمبر اسلام خاتم النبیین ﷺ کے بعد ۱۲ شخصیات کو تمام انبیاء علیہم السلام سے برتر و بالاتر قرار دیکر انہیں دین کی حرام چیزوں کو حلال و حلال کو حرام کرنے کا اختیار سونپ رکھا ہے اس کے عقیدہ امامت ہی کے باعث حضرت شاہ ولی اللہ رحمتہ اللہ علیہ نے اس گروہ کو ختم نبوت کا منکر قرار دیا تھا- چودہ سو سال کے مشاہیر اسلام اور مولانا عبدالشکور لکھنویؒ کے فتویٰ کی تائید میں حضرت تھانویؒ، حضرت مدنیؒ جیسے اکابرین کے اور

مولانا منظور احمد نعمانی ؒ کے استفتا کے جواب میں بنگلہ دیش، ہندوستان اور پاکستان کے سینکڑوں علماء کرام ۸۶-۱۹۸۵ میں اس گروہ کو ختم نبوت کا منکر اور بدترین کافر قرار دے چکے ہیں- لہٰذا ہمارا مذہبی فرض ہے کہ ہم قادیانیوں کی طرح اس باطل مذہب کے خلاف بھی سینہ تان کر میدان میں اتریں اور ان لوگوں کا ساتھ دیں جو اس مشن کی تکمیل کی خاطر بدترین اذیتوں اور ناقابل برداشت تشدد کی وادیوں سے گزر کر بھی اپنے مشن کا علم بلند کئے ہوئے ہیں-

میرے سامعین محترم! میں نے اپنے جذبات اختصار کے ساتھ آپ کے سامنے پیش کر دیئے ہیں- ہم اس مشن پر اپنی جانیں گنوادیں گے اپنے خون کے آخری قطرے بہا دیں گے اور زندگیاں زندانوں کی نذر کر دیں گے یہاں تک کہ خاک و خون میں تڑپ کر اپنے شہداء کی صفوں میں شریک ہو جائیں گے مگر اب حقیقت کا انکار نہیں کریں گے- کافر کو مسلمان نہیں کہیں گے باطل کو اپنے سینے سے نہیں لگائیں گے ہم ختم نبوت کے تحفظ اور عظمت صحابہؓ کی خاطر مرنا عین سعادت و عبادت سمجھتے ہیں- ہمیں صرف آپ کی دعا کی ضرورت ہے- اپنے ان خادموں و سپاہیوں کو دعاؤں میں یاد رکھنا-

والسلام

آپ کا اسیر بھائی

محمد اعظم طارق

یہ پیغام ۲۵ فروری کو سالانہ فتح مبابلہ کانفرنس چنیوٹ کیلئے لکھا گیا ۱۹۹۹-۲-۲۵

خطبات جیل کی وجہ تالیف

مقتل سے اپنی یاری ہے
اب دار پرانا لگتا ہے
صدیوں سے کٹنا عادت ہے
ہر وار پرانا لگتا ہے
تم سنگ اٹھاؤ یا خنجر
ہمیں بات جو ہے وہ کہنی ہے
یہ ظلم و تشدد سرکاری
سرکار پرانا لگتا ہے

قارئین محترم! اک عرصہ دراز سے قید و بند عقوبت خانوں اور زندانوں، ہتھکڑیوں، بیڑیوں اور ایک ہی جیسے ماحول بلکہ کال کوٹھڑی کی در و دیوار تک محدود دنیا سے واسطہ ہے- کارکنوں، دوستوں، واعزہ واقربا حتی کہ بال بچوں تک سے ملاقات پر پابندی ہے- باہر کی دنیا سے صرف خط کے ذریعہ ایک رابطہ کی شکل ہے اور وہ بھی اس قدر کمزور اور بے یقینی پر مبنی ہے کہ جیل حکام چاہیں تو خط دیدیں چاہیں تو پڑھ کر اپنے پاس ہی رکھ لیں-

ایک انسان ہونے کے ناطے ان تمام تر زیادتیوں اور ستم رانیوں کو محسوس کرنا بہر حال مجبوری ہے- چند روز قبل جب مجھے میری آٹھ سالہ بچی

کا خط ملا تو میں ہزار صبر و ہمت کے باوجود لرز کر رہ گیا- وہ کوئی طویل خط نہیں بلکہ چند سطور پر مبنی ایک معصوم بیٹی کے جذبات کا اظہار تھا- اس نے لکھا تھا "ابو جی آپ تو اس عید پر بھی گھر نہیں آئے- آپ کے انتظار میں بڑے بہن بھائی دو ماہ کی چھٹیاں گزار کر مدرسوں میں واپس چلے گئے ہیں اور اب تو پانچ ماہ گزر گئے ہیں- ہمیں آپ سے ملاقات کی اجازت بھی نہیں مل رہی ہے اور چھوٹا بھائی محمد انس آپ کو یاد کر کے جب رونے لگتا ہے تو ہم اسے کہتے ہیں روؤ نہیں- ابو دین کی خاطر جیل میں ہیں"

قارئین محترم! خط کے آخری الفاظ جہاں میرے دل و دماغ کو جھنجوڑ کر رکھ دیتے ہیں- وہاں مجھے ایک نئے ولولے سے سرشار کرنے کا باعث بھی ہوتے ہیں اور میری اس کتاب کی تحریر کا باعث بھی ہیں- کیونکہ میرے نزدیک دین کی خدمت یہی ہے کہ اپنے مشن حق کو تختہ دار پر بھی فراموش نہ کیا جائے- اس وقت جب کہ مجھ پر صرف ایک مقدمہ 16MPO یعنی تقریر کا باقی ہے- عدالتیں بیسیوں مقدمات و الزامات سے مجھے بری کر چکی ہیں- تفتیشی ایجنسیاں میری بے گناہی پر نوٹ لکھ چکی ہیں- چار سال کا عرصہ میں جیل کی نذر کر چکا ہوں- پھر بھی ایسے معمولی مقدمے کی ضمانت لینے کو وہ افسران تیار نہیں ہیں جنہیں عدل و انصاف کے تقاضوں کی نہیں بلکہ حکمرانوں کے انتقام پر مبنی احکام کی پاسداری کرنا ہوتی ہے- ایک منتخب نمائندے کے ساتھ حکمرانوں کا یہ ناروا سلوک ہی اس بات کی وضاحت کے لئے کافی ہے کہ ان کے عزائم کیا ہیں؟ اور وہ کیا چاہتے ہیں؟

حکمرانوں کی اب تک کی نوازشات کے پیش نظر میں اب بھی کسی خوش فہمی کا شکار نہیں ہوں-

قارئین محترم! اس وقت میرا مقصد اپنے حالات پر تبصرہ نہیں ہے اس کے لئے "میرا جرم کیا ہے" کی دوسری جلد آپ کے ہاتھوں میں جلد آئے گی- جو بالکل تیار ہے- مگر بعض قانونی مجبوریوں کے تحت التوا کا شکار ہے- اس وقت جو کتاب آپ کے ہاتھوں میں ہے- یہی میری اسیری اور قید تنہائی پر مبنی زندگی کا بہترین اثاثہ ہے- ڈیڑھ ماہ قبل اس جیل میں ممتاز عالم دین سپاہ صحابہؓ و جمعیت علماء اسلام ضلع اٹک کے رہنما مولانا نواب الحسن کے ہمراہ بارہ بزرگوں کا ایک قافلہ پہنچا تو میری شدید ترین خواہش اور مسلسل اصرار کے باوجود انہیں میرے ساتھ رہنے کی اجازت نہ دی گئی- یہاں تک کہ بمشکل ایک ہفتہ میں ایک ملاقات کی اجازت ملی- اس ہفتہ وار ملاقات پر ان حضرات کی خواہش کو رد نہ کرتے ہوئے میں نے تقریر کے ذریعہ ان کے جذبات کو گرمانے اور مشن حق کی خاطر قربانی دینے کے احساس کو مزید اجاگر کرنے کا سلسلہ شروع کر دیا- اب آٹھ روز تک مجھے ایک تقریر کی تیاری کرنا ہوتی تھی- نتیجتاً جیل میں ایسی چند تقاریر ان احباب کے سامنے ہوئیں جن کا باہر کی دنیا میں تصور بھی محال ہے- بعض اصحاب کو یہ احساس شدت سے ہونے لگا کہ کسی طرح ان تقاریر سے باہر کے احباب کو بھی مستفیض ہونے کا موقع دیا جائے تو اس مشورہ کی اہمیت کے پیش نظر صرف دس دنوں میں بارہ تقاریر صفحہ قرطاس پر منتقل کرنے میں کامیاب ہو گیا ہوں جو ذہن کی تختی پر اک عرصہ کی محنت سے نقش ہو چکی تھیں- یہ تقاریر کس قدر مفید ثابت ہوں گی- میں اس بارے میں کوئی دعویٰ تو نہیں کرتا لیکن یہ بات میں وثوق سے کہتا ہوں کہ علماء کرام، طلبہ اور تعلیم یافتہ طبقہ کے لئے یہ تقاریر مشن سپاہ صحابہ کو سمجھنے اور اس کی اہمیت سے

آگاہی حاصل کرنے میں بہت ہی ممد و معاون ثابت ہوں گی۔

میں نے قصداً تحریر کو انتہائی آسان فہم اور تقریر کا رنگ دیا ہے۔ کیونکہ میری دانست میں یہ انداز عام فہم ہونے کے باعث عوام کے لئے زیادہ مفید ہوگا اور خصوصاً فن تقریر سے آشنائی کا شوق رکھنے والے طلبہ اس سے "انداز خطابت" کے کئی پہلو اپنانے میں کامیاب ہوں گے۔

اس کتاب کی تدوین و تالیف میں میرا تعاون مولانا نواب الحسن صاحب مدظلہ، پروفیسر محمد اقبال صاحب و ماسٹر شہاب الدین صاحب نے حد سے بڑھ کر کیا اور بیسیوں صفحات پر مبنی حوالہ جات نقل کر کے دینے میں میری معاونت فرماتے رہے۔ اس طرح آپ کے ہاتھوں تک اس کتاب کو پہنچانے میں میرے پیارے ساتھی اور ہونہار مصنف و محقق مولانا ثناء اللہ سعد، ہر دلعزیز حافظ حبیب الرحمٰن انجم اور محمد ساجد کا بہت بڑا حصہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ان تمام احباب کو اجر جزیل اور جزائے خیر سے بہرہ ور فرمائے۔

آخر میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دست بدعا ہوں کہ وہ میری اسیری کو اور تمام اسیران سپاہ صحابہؓ کی قربانیوں کو شرف قبولیت سے نواز کر ہمیں اپنے مشن و نصب العین میں کامیاب فرمادے آمین ثم آمین۔

محمد اعظم طارق

۱۹ ذی القعد ۸ مارچ صبح ساڑھے سات بجے ۱۹۹۹ء

(مقدمہ کتاب "خطبات جیل")

میری جدوجہد کفر و نفاق کے خلاف آخری دم تک جاری رہے گی

عید الاضحیٰ کے موقع پر کارکنوں کے نام پیغام

میرے پیارے سپاہ صحابہؓ کے عہدیداران و غیور کارکنو!

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ!

اس حقیقت سے آگاہ آپ سے بڑھ کر کون ہو سکتا ہے کہ آج سے تیرہ سال قبل جھنگ کی سرزمین سے حق و صداقت کی جو آواز اٹھی تھی- آج اس کی گونج دنیا کے کونے کونے میں سنائی دے رہی ہے- کفر کے بھیانک چہرے سے منافقت کا خوشنما نقاب اتر چکا ہے اور بچہ بچہ کفر و نفاق کی حقیقت سے آگاہ ہو چکا ہے-

میرے عظیم ساتھیو! یہ کام کوئی معمولی اور آسان نہ تھا- ایک طرف دجل و فریب، کفر و نفاق نے اسلام اور صداقت کی عظیم الشان عمارت کو منہدم کرنے کا سلسلہ سرکاری خزانوں اور بے پناہ وسائل سے شروع کیا ہوا تھا تو دوسری طرف اہل حق کا قافلہ بے سروسامانی کے عالم میں حفاظت دین کی ذمہ داریوں سے عہدہ برآں ہو رہا تھا- اس قافلہ کے مسافروں کے پاس ایمانی

جذبات اور اپنی جان کا نذرانہ پیش کر کے حفاظت اسلام کا ایسا ہتھیار تھا کہ جس کا مقابلہ کفر ایٹم بموں سے بھی کرنا چاہتا تو ممکن نہ تھا۔ بالآخر جب کفر و نفاق کو خود اپنا جہاز ڈوبتا نظر آیا تو اس نے سازش کا راستہ اپنا کر سپاہ صحابہؓ کو دہشت گردی کے ذریعہ اور مقدمات و ہتھکڑی و بیڑی کے ذریعہ روکنے کی کوششیں تیز کر دیں۔ مگر آج میں تحدیث بالنعمۃ کے طور پر کہتا ہوں کہ دشمن کا یہ حربہ اور اس کے آلہ کار حکمرانوں کا یہ حملہ بھی ناکام ہو چکا ہے۔ اب جیلیں سپاہ صحابہؓ کی تربیت گاہ کا روپ دھار چکی ہیں۔ یہاں سے اب ایسے مجاہد باہر آئیں گے اور آ رہے ہیں جو کفر کو اپنا بستر بوریا گول کرنے پر مجبور کر دیں گے۔

میرے عظیم ساتھیو! اس راہ میں مشکلات، مصائب، مقدمات کا آنا کوئی نئی بات نہیں ہے۔ اگر ہم نے بلند حوصلوں، جوان جذبوں اور منظم انداز کے ساتھ اس کا مقابلہ کیا تو یہ تمام سازشیں بھی دم توڑ دیں گی۔ میری آپ ساتھیوں سے دردمندانہ پرزور اپیل ہے اور آپ کے نام پیغام یہ ہے کہ آپ حضرات عیدالاضحی کے موقع پر اپنے تین دن جماعت کے نام صرف کر دیں اور دن رات محنت کر کے چرم قربانی کی وصولی کے ذریعہ اپنی جماعت کے فنڈز میں اتنا اضافہ کر دیں کہ ہم پورے سال میں شہداء کے بیوی بچوں کی کفالت اور اسیران کے مقدمات کی پیروی پر ہونے والے اخراجات سے بے فکر ہو کر اپنے مشن کی آواز کو سو گنا زیادہ ہمت و قوت کے ساتھ بلند کر سکیں۔

مجھے آپ جیسے مخلص، غیور، بہادر، سچے اور جانباز ساتھیوں سے پوری امید ہے کہ آپ یہ تین دن جماعت کے مستحق ساتھیوں کے تعاون کے لئے اس طرح وقف کر دیں گے کہ جماعت کے مرکزی ویلفیئر ٹرسٹ میں ایک قابل قدر انداز میں فنڈز جمع کرائیں گے۔ میں بالکل خیریت سے ہوں اور میری

جدو جہد کفر و نفاق کے خلاف آخری دم تک جاری رہے گی-والسلام

آپ کا بھائی

محمد اعظم طارق

۲۷ ذیقعدہ ۱۶ مارچ ۱۹۹۹ء-اٹک جیل

میں اپنے مؤقف پر چٹان کی طرح قائم ہوں

ماہنامہ "اور" اسلام آباد میں شائع ہونیوالا انٹرویو

(مولانا اعظم طارق کا شمار حق کی خاطر جان دینے والے یا حق کا علم لے کر دنیا پر چھا جانے والوں میں ہوتا ہے)

سوال نمبر ا- آپ کو حکومت نے کتنے عرصے سے پابند سلاسل رکھا ہوا ہے اور اس کے کیا محرکات ہیں؟

جواب نمبر ا- موجودہ حکومت نے ۶ مئی ۱۹۹۷ء کو مجھے لاہور سے اس وقت مذاکرات کے بہانے پنجاب سیکریٹریٹ بلوایا جب میں ایک روز قبل لاہور اسٹیٹ گیسٹ ہاؤس میں حکومت پنجاب کی طرف سے طلب کردہ امن کمیٹی کے اجلاس میں زخمی وجود کے ساتھ شریک ہو چکا تھا- پنجاب سیکریٹریٹ جب میں پہنچا تو مجھے میٹنگ کے بہانے بدنام زمانہ ٹارچر سیل چوھنگ کے عقوبت خانے میں لے جایا گیا- اور ۱۰۸ روز تک مجھ پر مسلسل تشدد کیا جاتا رہا- مجھے ایک کال کوٹھڑی میں بند کر کے چھت پر کیمرہ فٹ کر دیا گیا تھا- حتی کہ کیمرہ کے ذریعے مجھے قضائے حاجت تک کے موقع پر بھی ذہنی پریشانی میں مبتلا کرتے رہے- اس عقوبت خانے میں مجھ سے سول اور فوجی ایجنسیاں تفتیش کرتی رہیں- بالآخر ان سب نے تسلیم کیا کہ میرا نہ تو ملک میں ہونے والی کسی دہشت گردی سے کوئی ادنی سا تعلق ہے اور نہ ہی مجھ پر کرپشن یا کوئی اور ملک دشمنی

وغیرہ کا الزام لگایا جاسکتا ہے۔ حکومت نے بظاہر تو میری گرفتاری سے یہ ثابت کیا تھا کہ مجھے ایس ایس پی گوجرانوالہ اشرف مارتھ کے قتل کے الزام میں گرفتار کیا گیا ہے۔ لیکن تمام تفتیشی ٹیمیں میرے پہلے روز کے بیان کی صداقت کو تسلیم کر چکی تھیں۔ چنانچہ مجھے تین ماہ کے لئے نظر بند کر کے وہاں رکھا گیا۔ جب تین ماہ ختم ہوئے تو تین سال پرانا جھنگ کا شیخ اقبال قتل کیس مجھ پر ڈال دیا گیا۔ مجھے چوھنگ کے عقوبت خانے سے چیف جسٹس سپریم کورٹ سید سجاد علی شاہ کے طلب کرنے پر نکالا گیا۔ اور چیف جسٹس صاحب سے جب میری ملاقات ہوئی تو وہاں پر ایڈووکیٹ جنرل چوہدری فاروق احمد اور ہوم سیکریٹری پنجاب پرویز احمد شہزاد کی موجودگی میں' جب میں نے بتایا کہ چوھنگ سینٹر سب جیل نہیں بلکہ سی آئی اے کا عقوبت خانہ ہے۔ جہاں ۲۴ گھنٹے زیر حراست افراد پر تشدد کیا جاتا ہے تو چیف جسٹس صاحب نے اس پر سخت غم و غصہ کا اظہار کیا اور حکومت پنجاب کو حکم دیا کہ مولانا کو ریگولر جیل میں بھیجا جائے۔ تب مجھے راولپنڈی کی اڈیالہ جیل بھیجا گیا۔ وہاں سے ۱۰ فروری ۱۹۹۸ء کو اٹک جیل منتقل کر دیا گیا۔ اور آج تک کسی بھی عدالت میں پیش کئے بغیر مجھے غیر قانونی حراست میں رکھا ہوا ہے۔

سوال نمبر ۲۔ پابند سلاسل کے دوران کتنی دفعہ حکومت نے آپ کے ساتھ مذاکرات کئے ہیں؟ اگر کئے ہیں تو اس کے مثبت نتائج سامنے کیوں نہ آئے؟

جواب نمبر ۲۔ حکومت نے تو چوھنگ سینٹر ہی میں مجھ سے تفتیشی افسران کے ذریعہ بات شروع کر دی تھی۔ ان کا مطالبہ تھا کہ میں اپنے مشن سے منحرف ہو کر اور اسمبلی میں اپنی زبان بند کر کے حکومت کا مخبر بن جاؤں اور جیسے حکومت چاہے' میں ویسے ہی کام کروں۔ لیکن میں نے کہا جہاں تک ملک میں

امن وامان کے قیام کی بات ہے- میں نے پہلے بھی کھل کر اس عنوان پر تعاون کیا ہے- آئندہ بھی کروں گا- لیکن عوام نے مجھے جس مقصد کے لئے منتخب کیا ہے- میں اس کی ترجمانی ضرور کروں گا- حکومت کی صحیح پالیسیوں کی حمایت کروں گا لیکن جو پالیسیاں اسلام' ملک اور عوام کے خلاف ہوں گی- میں اسمبلی کے اندر اور باہر اس پر بھرپور تنقید کروں گا- اور میں حکومت کا کرائے کا ٹٹو بن کر مخبری کرنے اور علماءِ حق کی سی آئی ڈی کرنے کی ہرگز حامی نہیں بھر سکتا ہوں-

چوھنگ ہی میں اڑھائی ماہ بعد سپاہ صحابہؓ کے مرکزی قائدین کا ایک وفد قائد سپاہ صحابہؓ علامہ علی شیر حیدری کی قیادت میں میرے پاس آیا اور بتایا کہ حکومت پنجاب کے ذمہ داران نے اقرار کیا ہے کہ آپ بے گناہ ہیں اور ہم سے وعدہ کیا کہ آج رات تک آپ کو رہا کر دیں گے- مگر نامعلوم وجوہات کی بناء پر حکومت اس وعدہ سے منحرف ہوگئی- اس کے بعد اکتوبر کے پہلے ہفتہ میں پنجاب بیت المال کے چیئرمین مولانا عبدالرحمٰن اشرفی' مجیب الرحمٰن شامی صاحب' مولانا عبداللہ شہید' اور مولانا ملک عبدالرؤف صاحب پر مشتمل چار رکنی وفد ملنے آیا تو اس نے بھی حکومت کی طرف سے خیر سگالی کا پیغام دیا اور امن کے لئے تعاون کی اپیل کی تو میں نے ان سے کہا کہ جب مجھے بغیر کسی جرم کے گرفتار کیا گیا ہے اور ملاقات پر پابندی ہے تو میں کیسے تعاون کروں تو انہوں نے کہا کہ آپ تعاون کریں حکومت رہا کرنے پر تیار ہے- اس کے بعد فروری ۱۹۹۹ء کے آخری عشرہ میں سپاہ صحابہ کا چار رکنی وفد مجھ سے ملا اور اس نے وزیر اعلیٰ کے ساتھ ہونے والے مذاکرات کی تفصیلات بتائیں اور بتایا کہ جماعت نے امن کے قیام کے لئے حکومت سے تعاون کرنے کا فیصلہ کیا ہے تو

میں نے انہیں کہا کہ حکومت کی نیت بالکل صحیح نہیں ہے۔وہ محض آپ لوگوں کو دھوکہ میں مبتلا کئے ہوئے ہے۔ مگر آپ حضرات اپنی طرف سے حکومت کو یقین دلائیں کہ وطن عزیز میں امن کے قیام کے لئے ہم نے پہلے بھی ہر مرحلہ پر تعاون کیا ہے۔ آئندہ بھی انکار نہیں کریں گے۔اب اس ملاقات کو ایک ماہ ہونے والا ہے لیکن وہی بات! حکومت نے ایک مرتبہ پھر وعدہ خلافی کا آغاز کر دیا ہے۔

میری گرفتاری کا اصل سبب ایران کی خوشنودی کا حصول ہے

سوال نمبر ۳۔بے نظیر دور اور نواز شریف دور میں آپ اپنی قید تنہائی اور بے بنیاد مقدمات کا مورد الزام کسے ٹھہراتے ہیں اور ان مقدمات میں کتنی صداقت ہے؟

جواب نمبر ۳۔بے نظیر کا دور ہو یا میاں نواز شریف کا۔ میں سمجھتا ہوں کہ میری گرفتاری کا اصل سبب ایران کی خوشنودی کا حصول ہے اور اس کے ساتھ اسمبلیوں میں حکمرانوں کے جس صدائے حق سے پسینے چھوٹتے ہیں اور جو آواز ان کی نیندیں اڑا دیتی ہے وہ اسے ہر صورت دبانا چاہتے ہیں۔ آخر کیا وجہ ہے؟ کہ آصف زرداری پر درجنوں سنگین مقدمات ہیں' وہ سینٹ کے اجلاس میں شریک ہوتا ہے۔ مگر مجھ پر 16MPO جیسے بوگس اور گھٹیا قسم کے الزامات ہیں۔ایک بھی قتل یا ایمائے قتل کا کیس نہیں ہے پھر بھی مجھے عوام کی ترجمانی نہیں کرنے دی جاتی۔بے نظیر کے دور میں مجھے دو سال تک اسمبلی کے اجلاس میں شریک ہونے سے محروم رکھا گیا اور موجودہ حکمرانوں نے بھی دو سال سے اسمبلی کے اجلاس میں شرکت سے محروم رکھا ہے۔ حتی کہ صدارتی

الیکشن میں مجھے اپنا ووٹ کاسٹ کرنے کا آئینی حق تک نہیں دیا گیا۔ بات صرف یہ ہے کہ میں کسی جاگیر دار خاندان یا لوٹ مار کرنے والی بڑی فیملی سے تعلق رکھنے والا نہیں ہوں بلکہ درمیانے درجے سے بھی کم تر درجے کے عوام سے میرا تعلق ہے اور میری غربت اور کردار کی پختگی و حق گوئی ہی میرا جرم ہے۔ ورنہ جہاں تک مقدمات کی بات ہے۔ بے نظیر صاحبہ اور میاں نواز شریف کے دور میں اب تک مجھ پر ۳۸ مقدمات ڈالے گئے ہیں۔ جن میں سات قتل کے مقدمات تھے اور دو اسلحہ کی نمائش' باقی تقاریر کے تھے۔ باوجود یہ کہ مجھے کسی بھی عدالت میں پیش نہ کیا گیا اور مجھ پر قائم مقدمات کسی ایک عدالت میں جمع نہ کئے گئے۔ پھر بھی اس وقت جبکہ میں یہ تحریر لکھ رہا ہوں۔ میں ان تمام مقدمات سے نجات حاصل کر چکا ہوں۔ قتل کے اکثر مقدمات میں تو عدالتوں نے بری کر دیا ہے۔ حتی کہ بعض مقتولوں کے ورثاء نے عدالتوں میں آکر بیان دیا کہ مولانا اعظم طارق ہمارے ملزم ہی نہیں ہیں اور تقاریر کے دو تہائی مقدمات ختم ہو چکے ہیں۔ باقی مقدمات میں عدالتوں نے یہ کہہ کر ضمانتیں لے لی ہیں کہ ان تقاریر کے مقدمات کی کل جو قانون میں سزا ہے' مولانا اعظم طارق تو اس سے تین گنا زائد عرصہ جیل کاٹ چکے ہیں۔ واضح رہے کہ جیل قوانین کے مطابق میں اس وقت دس سال کا عرصہ جیل کاٹ چکا ہوں۔ لیکن کس قدر شرم کی بات ہے کہ حکومت اب بھی مجھے نہ رہا کرتی ہے نہ ہی اسمبلی کے اجلاس میں شرکت کا موقع دیتی ہے۔

سوال نمبر ۴۔ بے نظیر دور اور نواز شریف دور میں اقتصادی' معاشی حالت میں آپ کیا فرق محسوس کرتے ہیں؟

جواب نمبر ۴۔ بے نظیر کے دور میں ملک کو اس بے دردی کے ساتھ لوٹا گیا کہ

اس کا خزانہ خالی کر کے اپنے اکاؤنٹ بھر لئے گئے اور ملک کو تباہی کے دہانے پر لا کھڑا کیا گیا تھا- موجودہ دور حکومت میں غیر ملکی قرضوں سے خزانہ بھرنے کو کامیابی کا نام دیا جارہا ہے حالانکہ جو رقم قرضہ کے طور پر حاصل کی گئی ہے اس سے زیادہ اس سال حکومت کو سابقہ قرضوں کا سود ادا کرنا ہے- ملک کی معاشی حالت سدھارنے کا جو اصل راستہ ہے یعنی ملکی پیداوار بڑھانا' غیر ضروری اخراجات کم کرنا' پر تعیش زندگی کو خیر باد کہنا' ملک کی پشت پر لدے ہوئے قرضوں کے بوجھ کو کم کرنا' ملک کی کمزور معیشت کو اپنے پاؤں پر کھڑا کرنا' اس کی طرف بالکل حکمرانوں کی توجہ نہیں ہے- وہ کبھی موٹروے جیسے منصوبے کو ملک کی معاشی حالت میں انقلاب کا نام دیتے ہیں- کبھی ایٹمی دھماکہ ہی کو ساری بیماریوں کا علاج بتاتے ہیں- جبکہ صورتحال سب کے سامنے ہے- حکمران ذاتی کاروبار اور چند خاندانوں کے مفاد کے لئے انڈیا کے ساتھ راہ و رسم بڑھا رہے ہیں اور کشمیر تک کی جیتی جنگ کو ہارنے میں مصروف ہیں- اگر غور سے دیکھا جائے تو موجودہ حکمرانوں کی پالیسیاں وطن عزیز کو ایسے تاریک غار کی طرف لے جارہی ہیں کہ جہاں سے نکلنے کا راستہ نہیں ہوگا-

میں ہرگز پریشان نہیں ہوں

سوال نمبر ۵- معلوم ہوا ہے کہ پنجاب بھر میں آپ پر بنائے گئے مقدمات کی طویل فہرست تھی جواب آہستہ آہستہ مقدمات میں ضمانت ہونے کی صورت میں یا مقدمات میں بری ہونے کی صورت میں ختم ہو چکی ہے ؟

جواب نمبر ۵- اس وقت تک جو مقدمات مجھ پر ڈالے گئے تھے ان کی ضمانتیں ہو چکی ہیں اور کئی ایک سے مجھے عدالتیں بری کر چکی ہیں- لیکن مجھے قوی اندیشہ

ہے کہ حکومت میری رہائی میں ضرور رکاوٹ پیدا کرے گی اور اس کے لئے آٹھ دس سال پرانے تقاریر کے مقدمات تھانوں کی پرانی فائلوں سے نکال کر ڈالنے کی کوشش کرے گی- حالانکہ اصولاً اگر ایسے کوئی مقدمات باقی بھی ہیں تو گزشتہ چار سال سے وہ سامنے لائے جانے چاہئے تھے- مگر میں ہرگز پریشان نہیں ہوں- میں اپنے موقف پر چٹان کی طرح قائم ہوں- جب میرا دامن صاف ہے اور میرا ضمیر مطمئن ہے اور میں ایک طویل عرصہ جیل بھی کاٹ چکا ہوں تو میں ایسے بوگس مقدمات کا بھی ہمت کے ساتھ مقابلہ کرلوں گا- لیکن حکومت کی اس دفعہ کی ایسی احمقانہ کوشش ملک میں شدید اشتعال کا باعث بنے گی- اور یہ ثابت کردے گی کہ وہ مجھ سے ذاتیات کی لڑائی لڑنے اور مجھ سے ذاتی انتقام لینے کے درپے ہے- میں اس موقع پر عدالت عالیہ کے محترم ججز حضرات اور انسانی حقوق کے علمبرداروں سے ضرور کہوں گا کہ وہ اس ظلم عظیم کے خلاف اپنا کردار ادا کریں اور ایک منتخب نمائندہ کو عوام کی ترجمانی کا حق دلوانے کے لئے اپنی ذمہ داریاں پوری کریں-

سوال نمبر ۶- آپ رہا ہو کر سب سے پہلے کون سا کام کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں؟

جواب نمبر ۶- اگر مجھے ایک دو روز میں رہا کر دیا گیا- جس کا بظاہر مجھے تو تا حال امکان نظر نہیں آتا ہے تو میرا پہلا کام یہ ہوگا کہ میں ملک میں جاری شیعہ سنی فسادات کے خاتمہ کیلئے قومی اخبارات' محب وطن سیاستدان اور عدلیہ و بار کونسل کے اراکین سے مل کر ایسا مستقل حل پیش کروں کہ جس کے ذریعہ ان فسادات کا یقینی خاتمہ ہو سکے میں یہ بات کہتا ہوں کہ جب حکومت وقت اور شیعہ و سنی زعماء مل کر اخلاص سے جھگڑا اور فسادات کے کسی حقیقی سبب کو تلاش کر کے اس کا سدباب کرنے کا تہیہ کرلیں تو پھر فسادات کا سوال ہی پیدا

نہیں ہوتا ہے- میں تو ان فسادات کا ذمہ دار بھی حکمرانوں کو سمجھتا ہوں کیونکہ وہ "لڑاؤ اور حکومت کرو" کے فارمولہ پر عمل پیرا ہوتے ہیں- یہی وجہ ہے کہ شیعہ سنی علماء کے اجلاس میں جو ضابطہ اخلاق تیار ہوتے ہیں حکمرانوں نے کبھی ان کی روشنی میں نہ قانون بنایا' نہ ہی ان کی پاسداری کی- کیونکہ ایسا کرنے سے تو پھر فسادات کی جڑ ہی کٹ جاتی ہے-

موجودہ حکومت نفاذ اسلام میں کس قدر مخلص ہے ؟

سوال نمبر ۷- موجودہ نواز حکومت ملک میں اسلامی اور شرعی قوانین کا نفاذ چاہتی ہے اس میں وہ کتنی مخلص ہے' آپ تجزیہ کریں اور دوسری طرف حکومت کا سود کے متعلق موقف پر بھی تبصرہ کریں ؟

جواب نمبر ۷- موجودہ حکومت نفاذ اسلام سے کس قدر مخلص ہے اس کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ آج کل حکومت کے ذمہ داران بھول کر بھی شریعت بل کا نام نہیں لیتے اور ادھر اسمبلی میں شریعت بل پاس کرایا تو ادھر اسپیکر قومی اسمبلی اور مرکزی کابینہ کے ارکان نے خود ہی ایسے بیانات داغنے شروع کر دیئے جن کا مطلب صاف یہ تھا کہ اس بل کا مقصد اسلام کا نفاذ نہیں بلکہ عدالتی اختیارات ہاتھ میں لیکر اسلام کے نام پر انتقام کی آگ بھڑکانا ہے- سوال یہ ہے کہ اگر حکمران واقعی اسلام سے مخلص ہیں تو پھر اپنی ذات پر کابینہ کے ارکان پر اسلام لاگو کرنے اور سرکاری ذرائع ابلاغ سے اسلام کے عملاً پرچار کرنے میں سے کون سی چیز مانع ہے- ایک طرف اسمبلی میں شریعت بل پاس ہو رہا تھا دوسری طرف سرکاری ذرائع ابلاغ سے بے حیائی و عریانی پر مبنی پروگرام نشر ہو رہے تھے- لوگ شب برات کی مبارک ساعتوں میں مساجد میں عبادت و

تلاوت میں مصروف تھے اسمبلی کے اسپیکر نیم برہنہ اداکاروں اور بازاری خواتین کے جھرمٹ میں شریعت بل کا مذاق اڑا رہے تھے۔

دوسری بات یہ کہ اسلام کے نفاذ سے مخلص حکمران آخر کس بنیاد پر سودی نظام کے حامی بنے ہوئے ہیں اور شریعت اپیلٹ کورٹ میں سود کی بقاء کی جنگ لڑنے میں مصروف ہیں۔ کیا سود کے محافظ اسلام کے علمبردار ہو سکتے ہیں؟

کتوں کو کھلا چھوڑ دیا گیا ہے اور پتھروں کو باندھ دیا گیا ہے

سوال نمبر ۸۔ موجودہ حکومت ملک میں بڑھتی ہوئی فرقہ واریت اور دہشت گردی پر قابو پانے کیلئے کس حد تک کامیاب ہوئی ملک میں دونوں فرقے (جس میں ایک آپ کا اور ایک اہل تشیع کا) حکومت ان دونوں کو مورد الزام ٹھہراتی ہے آپ کی نظر میں کون قصوروار ہے؟

جواب نمبر ۸۔ موجودہ حکومت کے دو سالہ دور میں جس قدر شیعہ سنی فسادات میں لوگ تخریب کاری کا نشانہ بنے ہیں اتنی تعداد تو وطن عزیز کی پچاس سالہ تاریخ میں بھی تخریب کاری کا نشانہ نہیں بنی ہے۔ مساجد و مدارس۔ مولانا عبداللہ' مولانا شعیب ندیم جیسے عظیم رہنما اور غیر ملکی افراد اس خانہ جنگی کی بھینٹ چڑھ گئے ہیں۔ لیکن حکومت کی حالت یہ ہے کہ پھر بھی "سب اچھا ہے" کی رٹ لگا رہی ہے اور مولانا عبداللہ کا قاتل گرفتار کر کے چھوڑ دیا ہے اس کی گرفتاری پر پانچ لاکھ روپے انعام رکھ کر عوام کو بے وقوف بنا رہی ہے۔ میں حکومت سے پوچھتا ہوں کہ ہمیں تو گرفتار کر کے آپ نے ملاقاتیں تک بند کر رکھی ہیں اور قید تنہائی کا شکار بنایا ہوا ہے تو دہشت گردوں کو

کھلا کیوں چھوڑا ہوا ہے یہ باتیں اب راز نہیں ہیں کہ حکمرانوں کے گھنٹوں گھنٹوں دہشت گردوں اور ان کے سرپرستوں سے مذاکرات ہوتے رہتے ہیں اور اس نے دہشت گرد ٹولہ کو اپنی گود میں بٹھار کھا ہے- ایک طرف منتخب ارکان اسمبلی کو زندانوں کے حوالہ کیا ہے دوسری طرف درجنوں قتل کے مقدمات میں نامزد ملزمان غیر ملکی ایجنٹوں کو سینے سے لگایا ہوا ہے- اس ظلم و نا انصافی اور یکطرفہ ٹریفک سے امن کا خواب کیسے شرمندہ تعبیر ہو سکتا ہے یہ وہی بات ہے کہ جسے شیخ سعدیؒ نے فرمایا تھا کہ کتوں کو کھلا چھوڑ دیا گیا ہے پتھروں کو باندھ دیا گیا ہے موجودہ فسادات کا الزام سپاہ صحابہؓ پر لگانے کی اب تو دشمن کو بھی طاقت نہیں ہے کیونکہ سپاہ صحابہؓ کی قیادت اور کارکن تو سالہا سال سے جیلوں میں بند ہیں اور جو قاتل آزاد ہیں وہ حکومت کی گود میں ہیں-

سوال نمبر ۹- آپ اس امر کی بھی وضاحت کریں کہ ملک میں فرقہ واریت کے خاتمہ کیلئے تمام دینی جماعتوں یعنی اہلسنت کو ایک پلیٹ فارم پر جمع ہو کر کام کرنا چاہئے ؟

جواب نمبر ۹- وطن عزیز میں مذہبی فسادات کے خاتمہ کیلئے تمام دینی و مذہبی جماعتوں کو سر جوڑ کر بیٹھنا چاہئے اور عوام کو اس حقیقت سے آگاہ کرنا چاہئے کہ حکومت فسادات کے خاتمہ کیلئے مخلص نہیں ہے میں یہ کہتا ہوں کہ اگر ملی یکجہتی کونسل کے متفقہ ضابطہ اخلاق ہی کو حکومت قانون کی شکل دیدے تو ملک میں امن قائم ہو سکتا ہے اور اس پر کسی کو اعتراض بھی نہ ہوگا- لیکن جس حکومت نے دو درجن سے زائد ایسی کتابوں کے مصنف کو گرفتار کر کے ایرانی حکومت کے دباؤ کے تحت رہا کر دیا ہے جس کی ہر کتاب کے ایک ایک صفحہ پر خلفاء راشدینؓ و ازواج مطہراتؓ کو معاذ اللہ نہایت غلیظ گالیاں بکی گئیں ہیں اس

حکومت سے کیا توقع رکھی جاسکتی ہے کہ وہ مسلمانوں کے مذہبی جذبات و احساسات کو مجروح ہونے سے بچائے گی۔ ہم نے پہلے بھی علماء کرام کو اپنا ثالث بنا کر ان کے سامنے وہ سینکڑوں کتب رکھی ہیں جو پاکستان سے اردو میں شائع ہوئی ہیں جن کا ایک ایک صفحہ خلفاء راشدینؓ کو کافر و مرتد قرار دینے اور گندی گالیاں دینے سے بھرا ہوا ہے۔ اور ہماری کوششوں سے ستر کے قریب ایسی دل آزار کفریہ عبارات والی کتب پر حکومت نے پابندی بھی لگائی ہے لیکن ان کے مصنفین کیلئے کوئی قانون بنانے کو حکومت تیار نہیں ہے اور نہ ہی انہیں گرفتار کیا جاتا ہے پاکستانی رشدیوں کا تحفظ ہی حکمرانوں کی اصل غلطی ہے۔

سوال نمبر ۱۰۔ اگر ملک میں اسلامی قانون حقیقی معنوں میں نافذ کیا جائے تو کیا فرقہ واریت ختم ہو جائے گی؟

جواب نمبر ۱۰۔ ملک میں اگر مکمل اسلام کا نفاذ عمل میں آجائے تو فرقہ واریت کا سدباب یقینی ہو جائے گا کیونکہ پھر اسلام کی تعلیمات کے مطابق ایسے عناصر کو کیفر کردار تک پہنچادیا جائے گا جو اسلام کی شکل مسخ کرنے اور اسلامی مملکت میں اسلام کے نام پر کفر کا پرچار کرنے میں مصروف ہیں۔ دین اسلام میں گستاخ رسولؐ و گستاخ ازواج مطہراتؓ اور اصحابؓ رسولؐ پر کفر کے فتوے داغنے والے کیلئے سزائیں موجود ہیں۔ اور قرآن کریم نے بڑی وضاحت کے ساتھ ایسے لوگوں کو "کافر" بتایا ہے جو لوگ اپنے سینہ میں بغض صحابہؓ کا مرض پالتے ہیں آج سے سوا تیرہ سو سال قبل مسجد نبویؐ میں ہارون الرشید نے امام مالک سے فتویٰ مانگا تھا کہ جو شخص اصحابؓ رسولؐ کو گالی دے تو اس کا بیت المال میں حق ہے یا نہیں اور اس کی شرعی حیثیت کیا ہے امام مالک نے فرمایا تھا کہ ایسے شخص کا نہ بیت المال میں کوئی حصہ ہے نہ وہ عزت و احترام کا مستحق ہے بلکہ قرآن کریم

کی سورۃ فتح کی آیت کے اعلان کے مطابق وہ کافر ہے۔امام مالک کا یہ فتویٰ تفسیر روح المعانی تفسیر ابن کثیر میں دیکھا جاسکتا ہے۔اس طرح اسلام کے نظام کے عملی نفاذ کے بعد کسی ملحد وزندیق شخص کو اس بات کی اجازت نہ ہوگی کہ وہ اسلام کے نام پر ایسے عقائد و نظریات کی اشاعت کرے جن کا قرآن و سنت کی تعلیمات سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہے۔

سوال نمبر ۱۱۔اٹک جیل میں پابند سلاسل کے دوران آپ کی جماعت کے کئی اعلیٰ لیڈروں نے آپ سے ملاقاتیں کیں' مذاکرات کے دور چلے' مگر اس کا ابھی تک کوئی نتیجہ سامنے نہ آیا اس کی وجوہات کیا ہیں؟

جواب نمبر ۱۱۔اس سوال کا جواب سوال نمبر ۲ کے تحت آگیا ہے۔

سوال نمبر ۱۲۔ابھی مولانا سمیع الحق صاحب کا بیان آیا کہ وہ تمام دینی جماعتوں کو یکجا کر کے ملک میں حقیقی اسلام نافذ کرائیں گے جبکہ وہ خود مولانا فضل الرحمٰن صاحب جو کہ ان ہی کے جماعت کی دوسری شاخ کے لیڈر ہیں وہ ان سے اتحاد کیوں نہیں کرتے اس کی وجہ بیان فرمادیں؟

جواب نمبر ۱۲۔مولانا سمیع الحق صاحب کا یہ بیان خوش آئندہ ہے کہ وہ اسلام کے نفاذ کیلئے دینی جماعتوں کو یکجا کریں گے لیکن یہ بات صرف کہنے کی نہیں ہے بلکہ اس کیلئے عمل اور ایثار و اخلاص کا مظاہرہ کرنے کی ضرورت ہے۔چند روز قبل مولانا سمیع الحق صاحب کا جو یہ بیان آچکا ہے کہ میں مولانا فضل الرحمٰن صاحب سے اتحاد کیلئے تیار ہوں تو اس کے پیش نظر اس بات کا امکان ہے کہ اگر وہ جمعیت کے دو دھڑوں کو یکجا کرنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں تو پھر آئندہ وہ اور مولانا فضل الرحمٰن مل کر دوسری جماعتوں کو یکجا کرنے کیلئے چل پڑیں تو ضرور کامیابی ہوگی لیکن اگر گھر میں افتراق و انتشار کا سلسلہ جاری رہے گا تو باہر

کی دینی جماعتوں کو یکجا کرنے کا خواب ادھورا رہے گا تاہم ہماری دعائیں اور تعاون مولانا سمیع الحق صاحب اور اس طرح ہر اس راہنما کے ساتھ ہوگا جو اس نیک مقصد کیلئے قدم اٹھائے گا۔

سوال نمبر ۱۳۔ بھاری مینڈیٹ کے دعوے داروں کا دعویٰ ہے کہ وہ اپنی حاصل کردہ پانچ سالہ مدت پوری کریں گے جبکہ اس کے برعکس ملک اندرونی اور بیرونی طور پر سیاسی' معاشی اور اقتصادی طور پر ختم ہو چکا ہے۔ ان حالات میں ان کا رہنا ضروری ہے یا کہ سب کچھ وقت سے پہلے یہاں کر لے جائیں گے؟

جواب نمبر ۱۳۔ بھاری مینڈیٹ کی دعویدار حکومت عوام اور ملک پر جس قدر بھاری ثابت ہو رہی ہے اس کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ عوام کی حکمرانوں کی طرف سے دیئے گئے مہنگائی' بیروزگاری اور بدامنی کے تحائف سے چیخیں نکل چکی ہیں ان دو سالوں میں حکومت و حکمرانوں نے عوام کو ایک وقت کی روٹی سے بھی محروم کر دیا ہے۔ اب اگر وہ پانچ سال پورے کرنے کے خواہاں ہیں تو اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ وہ غریبوں کو قبروں میں پہنچانے کا عزم کئے ہوئے ہیں اصول کی بات یہ ہے کہ جو حکومت اپنے منشور و دستور کی ایک ادنیٰ سی شق بھی پوری نہ کر سکے اسے عوام پر مسلط رہنے کا حق نہیں ہوتا۔ مگر یہاں صورت حال اس کے برعکس ہے کہ خوشنما وعدوں کے ساتھ عوام سے ووٹ لینے والے آج غریبوں کو اس جہنم میں دھکیل چکے ہیں جہاں انہیں رونے کی بھی اجازت نہیں ہے ہر طرف لوٹ مار' کرپشن' رشوت ستانی' ڈاکے' قتل و غارت گری' پولیس کے جوانوں کے ہاتھوں عوام کا بے دریغ قتل عام اور اشیاء ضرورت کی آسمان سے باتیں کرتی ہوئی قیمتوں کے باوجود حکمران بڑے دعوؤں سے اعلان کر رہے ہیں کہ ہم نے خوشحالی لانے کا عزم کر رکھا ہے۔ اگر

خوشحالی نام کی کوئی چیز امریکہ سے گدھا گاڑی پر آرہی ہوتی تو آج تک ملک میں پہنچ چکی ہوتی- حکمران خوشامدی طبقہ کی باتوں میں اس قدر گر چکے ہیں کہ وہ خوشامدی وزیروں اور مشیروں کے بیانات پڑھ پڑھ کر سمجھ رہے ہیں کہ شاید واقعی غریبوں کے گھروں میں چولہے بھی جل اٹھے ہیں اور خوشیوں کے شادیانے بھی بج رہے ہیں جن حکمرانوں کے گھروں کے سامنے لوگ بھوک سے خودکشی کر رہے ہیں انہیں مزید تین سال تک حکومت کرنے کے دعوے کرتے ہوئے شرم آنا چاہئے- کیا وہ اس انتظار میں ہیں کہ روزانہ لوگ مسلم لیگ کے ایم این اے اور ایم پی اے کے گھروں کے سامنے قطاروں میں کھڑے ہو کر خودکشی کیا کریں- اسلام کا نام لینے والوں کو جان لینا چاہئے کہ امیر المومنین حضرت عمر فاروقؓ تو ایک کتے کا پیاسا مرنا بھی برداشت نہیں کرتے تھے- آج یہاں انسان بھوک کے باعث خود کو آگ لگانے یا رسہ پر جھولنے میں مصروف ہیں- دوسری طرف حکمران طبقہ ایک کلو میٹر کا سفر بھی جہاز اور ہیلی کاپٹروں و مرسڈیز گاڑیوں کے بغیر کرنے کو تیار نہیں ہیں جس ڈویژن میں وزیر اعظم یا وزیر اعلیٰ کا نزول ہوتا ہے اس ڈویژن کے تمام تھانوں کا عملہ ان کی حفاظت میں مصروف ہو جاتا ہے اور عوام ڈاکوؤں' قاتلوں کے رحم و کرم پر رہ جاتی ہے-

سوال نمبر ۱۴- آپ کے بچوں کی ملاقات کافی عرصہ سے نہیں ہوئی- آپ نے خواہش ظاہر نہ کی یا کہ حکومت نے اس کی اجازت نہ دی؟

جواب نمبر ۱۴- کون باپ اپنے بچوں سے ملنا نہیں چاہتا ہے لیکن حکمرانوں نے میرے لئے یہ خاص آرڈر جاری کر رکھا ہے کہ چھ ماہ کے بعد صرف ایک ملاقات بچوں سے کرائی جاتی ہے- اکتوبر ۱۹۹۸ء کے بعد سے اب تک پانچ ماہ

سے میرے بچوں کو مجھ سے نہیں ملنے دیا گیا ہے میرے تین بچے دوسرے شہروں کے مدارس میں زیر تعلیم ہیں وہ ماہ رمضان اور عید پر چھٹیاں گزارنے گھر آئے تو انہیں ملاقات کی اجازت نہ دی گئی۔ اب تک ملاقات کی اجازت نہیں دی جارہی ہے۔ ایک منتخب نمائندہ اور 16MPO جیسے معمولی مقدمات میں گرفتار کردہ شخص کے ساتھ حکومت کا یہ رویہ اس بات کا سب سے بڑا ثبوت ہے کہ وہ مجھ سے ذاتی انتقام لے رہی ہے کیونکہ ۴ مارچ ۱۹۹۲ء کو میں نے نواز شریف اور غلام حیدر وائیں کی مرکزی و صوبائی حکومت کے نامزد امیدواروں کو قومی اسمبلی و صوبائی اسمبلی کے ضمنی الیکشن میں بھی شکست فاش دی تھی اس کا زخم ابھی تک حکمرانوں کے دلوں پر تازہ ہے اور وہ تاحال اس شکست کو بھولے نہیں ہیں اور میں نے بھی یہ فیصلہ کیا ہے کہ ظلم کے سامنے سر جھکانے کی بجائے سر کٹانے کو ترجیح دوں گا۔

(بشکریہ ماہنامہ "اور" اسلام آباد۔ مئی / جون ۱۹۹۹ء)

فلسفہ شہادت اور ماہنامہ الصدیق کا تعارف

نہ جب تک جلیں دیپ شہیدوں کے لہو سے
سنتے ہیں کہ جنت میں چراغاں نہیں ہوتا

ماہنامہ "الصدیق" کی اشاعت کا آغاز شہداء ناموس صحابہؓ کے مقدس خون کی زندہ و جاوید کرامت ہے اور اس بات کا اعلان ہے کہ شہید کی جو موت ہے وہ قوم کی حیات ہے۔

اسلام دشمنوں اور منافقین نے ہر دور میں دلائل کے میدان میں شکست فاش سے دوچار ہونے کے بعد گالی، گولی اور سازش کا راستہ اپنایا تاکہ زبان حق خاموش ہو اور کفر و نفاق کی راہ میں کوئی رکاوٹ باقی نہ رہے لیکن خون شہید میں خلاق عالم نے کچھ ایسی تاثیر رکھ دی ہے کہ وہ نرم زمین پر گرتا ہے تو جم جاتا ہے پتھر پر گرتا ہے تو انمٹ نقش کی صورت اختیار کرتا ہے شاہراہوں پہ گرتا ہے تو مسافران حق کو منزل مقصود سے آشنا کر دیتا ہے۔

شہید کو مردہ کہنے کی بھی قرآن نے ممانعت کی ہے اور مردہ سمجھنے سے بھی روکا ہے بلکہ اسے زندہ قرار دیتے ہوئے قرآن بتاتا ہے۔

ویستبشرون بالذین لم یلحقوا بھم من خلفھم الا خوف علیھم و لا ھم یحزنون

کہ وہ اپنے پیچھے رہ جانے والے ساتھیوں کو بشارت دیتا ہے کہ تم بھی اس راہ پر چلے آؤ جس پر چلنے والوں کو غم کا سامنا ہوتا ہے نہ خوف سے واسطہ۔

یہی وجہ ہے کہ بظاہر موت شہادت بڑی دردناک' ہولناک اور خوفناک ہوتی ہے' انسان گولیوں' بموں اور راکٹ لانچروں کا نشانہ بن کر چھلنی ہوتا ہے خاک و خون میں تڑپ تڑپ کر جان توڑتا نظر آتا ہے لیکن اس کے باوجود لوگ شہید کو ہدیہ تبریک پیش کرتے ہیں اور اپنے لئے شہادت کی تمناو آرزو کرتے ہیں اور بستر کی موت سے پناہ مانگتے ہیں شہید خود بھی حیات جاودانی پاتا ہے اور اس کا خون قوموں اور ملتوں کی مردہ رگوں میں حیات بن کر گردش کرنے لگ جاتا ہے۔ تاریخ اس بات پر گواہ ہے کہ جس کاز و مشن کو کسی شخص کا خون لگ جاتا ہے پھر اس مشن کی تکمیل ایک نہ ایک وقت ہو کر ہی رہتی ہے۔ اس کے برعکس جس خوشنما منصوبے اور نصب العین کو محض نعروں یا دنیوی اسباب کو بروئے کار لا کر بغیر قربانی کے پروان چڑھانے کی کوشش کی جاتی ہے اول تو اس کی تکمیل ہی ناممکن ہوتی ہے لیکن اگر کبھی اس کی تکمیل ہو بھی جائے تو وہ اتنی کمزور بنیاد پر ہوتی ہے جو چند ہی ساعتوں کے بعد زمین بوس ہو جاتی ہے بات دور نکل گئی۔ ماہنامہ "الصدیق" جو اس وقت آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ یہ محض چند مضامین پر مشتمل ایک کاغذ و حروف کے مجموعہ کا نام نہیں بلکہ یہ ایک تحریک اور ایک مشن اور ایسے نصب العین کا علمبردار ہے جس پر گذشتہ دہائی میں ایک ہزار کے لگ بھگ علماء' طلبہ اور نوجوانوں کا خون لگ چکا ہے اس "الصدیق" کا ایک ایک صفحہ بلکہ ایک ایک سطر خون شہیداں کی سرخی سے تحریر ہے۔

"الصدیق" کا ایک ایک مضمون شہداء ناموس صحابہؓ کے خوابوں کی تعبیر ہے۔

"الصدیق" مشن جھنگوی و فاروقی کی تفسیر ہے۔

"الصدیق" فکر قاسمیؒ و ندیمؒ کی تنویر ہے۔

"الصدیق" مولانا عبداللہ اور قاری حبیب الرحمٰن صدیقی کے مقدس خون کا عنوان ہے۔

"الصدیق" اصحاب رسولؐ کی حرمت پر کٹ مرنے والوں کی خاموش زبان کا ترجمان ہے۔

"الصدیق" اسیران ناموس صحابہؓ کے ولولوں اور جذبوں کا امین ہے۔

"الصدیق" مجاہدوں اور غازیوں کیلئے پیغام فتح مبین ہے۔

"الصدیق" شہداء کے یتیم بچوں اور بھائیوں کے صبر و استقلال کا نام ہے۔

"الصدیق" کائنات انسانی کے نام سپاہ صحابہؓ کا پیغام ہے۔

میری دعا ہے کہ رب العالمین اس ماہنامہ کو کفر و نفاق، شرک و بدعت کی تاریکیوں اور ظلم و جبر کے گھٹا ٹوپ اندھیروں کے مقابل طلوع آفتاب کا مصداق بنائے تاکہ صاحبان بصیرت کو حقائق کے ادراک کی توفیق نصیب ہو اور ضلالت و گمراہی کی وادیوں میں بھٹکنے والوں کو منزل مقصود دکھائی دے۔ میں ابن الشہید و اخی الشہید مولانا قاری عمر فاروق صاحب حفظہ اللہ کو "الصدیق" کی اشاعت پر دل کی گہرائیوں سے مبارکباد دیتا ہوں اور تمام مسلمانوں سے عموماً سپاہ صحابہؓ کے کارکنوں سے خصوصاً اپیل کرتا ہوں کہ وہ ماہنامہ "الصدیق" کی نشر و اشاعت میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں۔

والسلام آپ کا بھائی

محمد اعظم طارق

۴ ذوالحجہ ۲۳ مارچ ۱۹۹۹ء رات ساڑھے ۱۰ بجے اٹک جیل

پاکستان میں بدامنی اور عالم اسلام میں بے چینی پیدا کرنے والی عظیم سازش کا دستاویزی ثبوت

پڑوسی ملک کی تیار کردہ سازش کس حد تک کامیاب ہو چکی ہے؟

فیصلہ خود کریں!

وطن عزیز پاکستان اس وقت جس نازک دور سے گزر رہا ہے اور ایک ایٹمی طاقت کے طور پر دنیا کے نقشے پر ابھرنے کے باوجود بدامنی 'لوٹ مار' خونریزی' ہنگامہ و فسادات کے ساتھ معاشی ابتری اقتصادی بدحالی بے روزگاری اور مہنگائی کے ساتھ ساتھ عوام سے حکمرانوں تک ہر شخص عدم تحفظ کے احساس میں مبتلا ہو کر دوسرے ملک کی شہریت حاصل کرنے اور اپنے مال و دولت کو بیرون ممالک میں محفوظ کرنے کا خیال پاکستانی عوام کے ذہنوں میں پیدا ہو رہا ہے سیاسی ابتری کرپشن' انتقام' ریاستی جبر جعلی پولیس مقابلوں کی آڑ میں ماورائے عدالت قتل سرکاری انتظامیہ و پولیس کے ہاتھوں شرفاء اور بے گناہوں کی عزت و حرمت کا استحصال نااہلوں کا اعلیٰ عہدوں پر فائز ہونا اور عمر بھر محنت کر کے ڈگریاں حاصل کرنے والوں کا در در کی ٹھوکریں کھا کر مایوس و قنوطیت کے گڑھوں میں گرتے چلے جانا کوئی حادثاتی بات نہیں ہے کسی معاشرہ پر صرف دس پندرہ سال کے عرصہ میں اتنی مہلک بیماریوں اور تباہ کن

وائرس کا نزول یقیناً کسی بڑی سازش اور نادیدہ ہاتھ کی کارستانی کا نتیجہ ہے ورنہ 1947ء سے 1980 تک اس نو مولود مملکت نے جن انتہائی نامساعد و ناموافق حالات میں نہ صرف اپنے وجود کو توانائی سے بہرہ ور کیا بلکہ بھارت کی طرف سے مسلط کردہ تین جنگوں کے زخموں کو بھی برداشت کر لیا آخر وہ دیکھتے ہی دیکھتے اب بغیر کسی جنگی و ہنگامی حالت سے دوچار ہوئے کیونکر اس بھیانک صورتحال کا شکار ہو گئی ہے اور اس کا وجود اندر ہی اندر سے کرم خوردہ لکڑی کی مانند کیوں ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو رہا ہے سوچنے کی بات یہ ہے کہ 1980 سے 1990ء تک کے دس سالوں میں آخر وہ کونسے حالات پیش آئے ہیں کہ جنہوں نے ایک طرف قومیت' صوبائیت اور لسانیت کی بنیاد پر نظریہ پاکستان کو تباہ کرنے والے عناصر کو جنم دیا اور دوسری طرف مذہب و مسلک کی بنیاد پر ملک میں قتل و غارت گری کا راستہ ہموار کر کے دینی و مذہبی جماعتوں کو ایک دوسرے کے مقابل لا کھڑا کیا اور پھر اس ملک کی اکثریتی سنی آبادی سے تعلق رکھنے والے علماء کرام اور نوجوانوں سے جیلیں بھرنے پر حکمرانوں کو آمادہ کیا اور مخصوص اقلیتی مذہب کے دہشت گرد و تخریب کاروں کو قانون و انصاف سے بالاتر قرار دے کر حکمرانوں کی آغوش میں بٹھا دیا۔ ایک طرف مسلسل سنی قیادت گولیوں اور بم دھماکوں کا شکار ہوتی چلی گئی تو دوسری طرف اس قیادت کے کارکنوں کو سرکاری دہشت گردی اور ریاستی جبر کا نشانہ بنانا شروع کیا گیا۔ اس کے ساتھ ساتھ ہمیں اس بات کا بھی جائزہ لینا ہوگا کہ کراچی جیسے منی پاکستان کی روشنیوں کو گل کر کے ایک آسیب زدہ شہر میں تبدیل کر کے جیتے جاگتے انسانوں کی قتل گاہ بنا کر ایک طرف لوگوں کو نقل مکانی پر مجبور کیا جا رہا ہے فیکٹریوں' ملوں' کارخانوں کو بند کرا کے بندرگاہوں کو ویران بنا کر ملک کی

معاشی حالت کا گلہ گھونٹا جارہا ہے تو دوسری طرف تیزی کے ساتھ غیر ملکی قوتیں کراچی میں زمینیں خریدنے میں مصروف ہیں اور پڑوسی ممالک کے لوگ فوج در فوج اس میں داخل ہورہے ہیں تیسری طرف پاکستان کو بین الاقوامی سطح پر بدنام کرکے تنہا کرنے اور وسطی ایشیائی ریاستوں سے رابطہ کی کوششوں کو سبوتاژ کرنے (افغانستان میں پاکستان کی حامی طالبان حکومت) کو غیر مستحکم کرنے کی سازشوں کو وسیع پیمانے پر پھیلانے' ہندوستان کے ساتھ راہ ورسم بڑھا کر پاکستان کو کمزور کرنے اور اس کے گرد شکنجہ کسنے کا جو سلسلہ جاری ہے آخر اس سازش کے تانے بانے کون بن رہا ہے۔

قارئین کرام! درج بالا سطور میں جس سازش اور ناپاک منصوبہ کی طرف اشارہ کیا ہے اسے لفظ بہ لفظ صحیح ثابت کرنے کیلئے آپ کی خدمت میں ایک ایسی "دستاویز" پیش کی جارہی ہے جسے معاصر مجلّہ "البیان" نے مارچ 98ء کی اشاعت میں اور ہندوستان کے معروف ماہنامہ "الفرقان لکھنو" نے اکتوبر 98ء کی اشاعت میں شائع کیا ہے یہ دستاویز رابطہ اہل سنت ایران نے اپنے لندن کے دفتر سے نشر کی ہے۔ یہ دستاویز کیا ہے؟ ایران کی موجودہ "سپریم انقلابی کونسل" جو ایران میں (اعلیٰ دستوری اختیار کی حامل ہے) کی تین فکری نشستوں کا نچوڑ ہے جسے مرتب کرکے ایران کے صوبائی گورنروں اور اسلامی ممالک میں موجود ایران کے سفارت خانوں کو خفیہ طور پر پہنچایا گیا ہے اس دستاویز کا مطالعہ ہی ہر صاحب انصاف کی آنکھیں کھول دینے کیلئے کافی ہوگا۔ اگر اس دستاویز کے مطالعہ کی روشنی میں آپ بحرین' امارات' سعودی عرب' افغانستان' پاکستان' ترکی اور عراق میں پیدا ہونے والے گزشتہ پندرہ سال کے حالات کا جائزہ لیں گے تو اس کی سچائی کے درجنوں شواہد آپ کی

آنکھوں کے سامنے آجائیں گے۔

"اگر ہم اپنے انقلاب کا دائرہ پڑوسی ممالک تک وسیع نہیں کر سکے تو یقینی طور پر ان ملکوں کی مغرب زدہ تہذیب و ثقافت ہم پر حملہ آور ہو گی اور غالب ہو کر رہے گی۔"

اب جبکہ امام علیہ السلام کی جانباز امت کی زبردست قربانیوں کے سبب ایران میں صدیوں بعد اثنا عشریوں کی حکومت قائم ہو چکی ہے ہم پر قابل احترام شیعہ قائدین کی ہدایات کے بموجب "انقلاب کی توسیع" کی انتہائی اہم نازک اور بھاری ذمہ داری ہے۔

ہمیں یہ حقیقت ہمیشہ ملحوظ خاطر رکھنا چاہئے کہ ہماری حکومت کی اولین ذمہ داری (ملک کی آزادی و حریت اور عوامی حقوق کے سلسلہ کی دیگر ذمہ داریوں کے علاوہ) "انقلاب کے دائرہ کی توسیع" ہے اس لئے کہ یہ ایک خاص مسلک کی حکومت ہے لہٰذا ضروری ہے کہ ہم "انقلاب کی توسیع" کو اپنی ترجیحات مین اولین پوزیشن دیں۔

لیکن موجودہ عالمی حالات اور رائج و معروف نام نہاد عالمی قوانین کے پیش نظر ہمارے لئے "انقلاب کی توسیع" ممکن نہیں ہے بلکہ (اگر ایسی کوشش کی گئی تو) اس کے بڑے بھیانک نتائج بر آمد ہونے کا اندیشہ ہے۔

لہذا کونسل نے تین نشستوں کے غور و فکر کے بعد اور شریک ممبروں اور ذیلی کمیٹیوں کے تقریباً اتفاق رائے سے ایک ۵۰ نکاتی پروٹوکول (لائحہ عمل) ترتیب دیا ہے۔ جو ۵ مراحل پر منقسم ہے۔ ہر مرحلہ کی مدت ۱۰ سال ہو گی۔

ہمارا مقصد "انقلاب کے دائرہ کار کی توسیع" اور "ایک ہی قسم کے اسلام" کی ترویج واشاعت ہے (۱) اس لئے کہ ہمارے لئے مشرق و مغرب کے ہر خطرے سے کہیں بڑا خطرہ وہابی یا سنی حکومتیں ہیں- اس لئے کہ یہ (وہابی و اہلسنت) ہمارے مشن کی مخالفت کرتے ہیں اور یہی اصلی دشمن ہیں- ائمہ (اہل بیت) اور (ان کے نائبین) فقہاء کی حکومت کے لئے ضروری ہے کہ ہم ایران کے اندر سنی آبادیوں خصوصا سرحدی علاقوں میں اپنا نفوذ بڑھائیں- اپنی مسجدوں کی اور ماتم گاہوں کی تعداد میں اضافہ کریں- اور زیادہ سے زیادہ اور موثر و فعال طور پر مذہبی تقریروں اور مجالس کا انعقاد کریں- جن علاقوں میں ۹۰ تا ۱۰۰ فیصد سنی آبادی ہے- وہاں (اس تبدیلی کے لئے) فضا سازی کے لئے اندرون ایران سے شیعہ آبادی کو لے جاکر بسایا جائے- وہ وہاں مستقل طور پر آباد ہوں' اپنی تجارت کریں اور کاروبار زندگی میں مشغول ہوں- حکومتی اداروں پر ان کے تئیں یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ براہ راست ان کی حفاظت اور ان کے مفادات کی نگرانی کریں- نیز بیوروکریسی انتظامیہ تعلیمی ادارے اور سماجی مراکز کو مقامی سنی آبادی سے بتدریج پاک کیا جائے اور ان شعبوں کو شیعوں کے حوالے کیا جائے-

ہم نے جو (تفصیلی) پروٹوکول اور لائحہ عمل "انقلاب کی توسیع" کے لئے مرتب کیا ہے- وہ بغیر کسی شور و شغب یا خونریزی کے کامیاب اور مفید مقصد ہوگا- یہاں تک کہ بڑی عالمی طاقتوں کی طرف سے بھی اس پر کسی رد عمل کا اندیشہ نہیں ہے- نیز اس لائحہ عمل کی تنفیذ پر جو مالی وسائل خرچ ہوں گے' یقیناً ان سے بڑا فائدہ حاصل ہوگا-

پڑوسی ریاستوں کو داخلی طور پر کیسے کمزور کیا جائے

کسی ریاست اور قوم کی طاقت تین عناصر سے مل کر تشکیل پاتی ہے۔

(۱) حکومت کا استحکام اور اس کی طاقت

(۲) علماء اور اسکالرز کا علمی و تحقیقی معیار

(۳) اقتصاد و معیشت۔ جس کی باگیں سرمایہ دار طبقہ کے ہاتھ میں ہوتی ہیں۔

اگر ہم ان حکومتوں کے وجود کو گھلانا چاہتے ہیں تو اس کا یہی طریقہ ہے کہ ہم حکومت اور علماء و اہل دانش طبقہ میں اختلاف ڈال دیں اور سرمایہ دار طبقہ کے درمیان انتشار پیدا کر کے ان کو یا تو اپنے ملک آنے کی پیشکش کریں یا پھر ان کو آمادہ کریں کہ وہ اس علاقہ سے اپنا سرمایہ لے کر کہیں اور منتقل ہو جائیں۔

اگر ہم ایسا کر سکے تو ہم نے ان حکومتوں کی مذکورہ تینوں بنیادیں کھوکھلی کر دیں اور یقیناً ایک بڑا ہدف پالیا۔

باقی ماندہ ۷۰-۸۰ فیصدی عوام کا مسئلہ یہ ہوتا ہے کہ یہ طاقت کے غلام ہوتے ہیں اور ان کو قابو میں کرنا کوئی مشکل کام نہیں ہوتا۔ اس لئے کہ ان بے چاروں کو اپنی روٹی، کپڑے اور مکان کے مسائل سے اتنی فرصت ہی نہیں ملتی کہ کچھ سمجھ سکیں۔ ہاں چھت پر جانے کے لئے پہلا قدم جو ہوتا ہے وہ ایک سیڑھی کے بقدر ہی ہوتا ہے (لہذا تدریجی طریقہ کار پر عمل کرتے ہوئے جو قدم اٹھائے جائیں ان کو چھوٹا نہ سمجھا جائے)

ہمارے وہابی یا سنی پڑوسی ممالک، ترکی، عراق، افغانستان، پاکستان اور

جنوبی سرحدوں کے پاس خلیج فارس کے سرے پر واقع [illegible]
باہم متحد نظر آتے ہیں۔ لیکن در حقیقت ان میں باہم اختلافات [illegible]
طور پر یہ علاقہ (خلیج) ماضی و حال دونوں میں بڑی اہمیت رکھتا ہے [illegible]
تو اس کو دنیا کا قلب بنا دیا ہے۔ اور اسی وجہ سے یہ دنیا کا سب سے [illegible]
حساس علاقہ ہے۔ پیٹرولیم کی تجارت نے اس علاقے کے حکمرانوں کو [illegible]
اسباب عیش بھی فراہم کرا دیئے ہیں۔

ان ممالک کے عوام تین قسم کے ہیں

۱۔ صحرائی بدو جو سینکڑوں سال سے یہاں آباد ہیں۔

۲۔ وہ لوگ جو ان جزیروں اور ساحلی بندرگاہوں سے وہاں جا کر آباد ہو گئے ہیں جو آج ہماری قلمرو میں داخل ہیں۔ ان لوگوں کی ہجرت کا سلسلہ اسماعیل شاہ صفوی کے زمانہ سے شروع ہوتا ہے اور مختلف زمانوں سے ..... ہوتا ہوا یہ سلسلہ "اسلامی انقلاب" کے ابتدائی زمانہ تک جاری رہا۔

۳۔ تیسرا طبقہ وہ ہے جو مختلف عرب علاقوں اور ایران کے داخلی علاقوں سے وہاں گیا ہے۔ تعمیراتی ادارے ان لوگوں کی ملکیت ہیں' جو یہاں کے اصل باشندے نہیں ہیں۔ اصل باشندوں کی آمدنی کا بڑا ذریعہ عمارتوں کے کرایہ یا بڑی تجارتیں' ایکسپورٹ' امپورٹ کمپنیاں اور بڑی جائیداد کی خرید و فروخت ہے۔ حکام کے اقرباء اور بارسوخ طبقہ سروس پیشہ ہے اور ان لمبی چوڑی تنخواہوں سے فائدہ اٹھاتا ہے جن کا اصل ذریعہ تیل ہے۔

ان ملکوں کا تہذیبی و سماجی بگاڑ بالکل عیاں ہے۔ مخالف اسلام اعمال علی الاعلان کئے جاتے ہیں۔ ان ملکوں کے اکثر باشندے دنیوی لذتوں میں ڈوبے ہوئے اور فسق و فجور میں غرق ہیں۔

ان ملکوں پر ہمارے قبضہ کا مطلب آدھی دنیا پر قبضہ ہے

اس ۵۰ نکاتی منصوبہ پر عمل درآمد کرانے کے لئے ضروری ہے کہ پڑوس کے ممالک کے ساتھ ہمارے تعلقات بہتر ہوں- اور طرفین میں احترام' دوستی اور باہمی اعتماد کی فضا قائم ہو-

ثقافتی' سیاسی اور اقتصادی تعلقات کی استواری کے بعد یقیناً ایرانیوں کی ایک تعداد ضرور ان ملکوں کو ہجرت کرے گی-اور ہمارے لئے ممکن ہوگا کہ ان کے بیچ کچھ اپنے ایجنٹ بھی بھیج دیں جو بظاہر مہاجر ہوں گے اور اندر سے وہاں کے نظام و حکومت میں ہمارے کارندے ان کو بھیجتے وقت یا ان کی خدمات حاصل کرتے وقت ان کے معاوضے بھی معین کئے جائیں گے-

آپ حضرات پچاس سال کی مدت کو طویل اور اکتادینے والا خیال نہ کریں- ہمارے انقلاب کی کامیابی کے پیچھے ۲۰ سال کی منصوبہ بند محنت تھی- ہم اور ہمارے مذہب کو بہت سے ان ممالک میں جو رسوخ اور نفوذ حاصل ہے- یہ ایک یا دو دن میں حاصل نہیں ہوگیا- ماضی میں کسی حکومت میں ہمارے ملازمین تک نہیں تھے چہ جائیکہ وزیر' گورنر یا سیکریٹری-وہابی' شافعی' حنفی' مالکی ' حنبلی فرقے ہم کو مرتد اور خارج اسلام قرار دیتے آئے ہیں- یہ سچ ہے کہ (اس مظلومی کے زمانے میں) ہم نہیں تھے مگر ہمارے، آباؤ اجداد تھے اور آج ہماری زندگی ان کے افکار و معتقدات اور مساعی کا ہی ثمرہ ہے- ہوسکتا ہے کہ اس پروٹوکول کے پورے ہونے تک ہم نہ بھی رہیں لیکن ہمارا انقلاب اور ہمارا مذہب باقی رہے گا-

اس ذمہ داری سے عہدہ برا ہونے کے لئے جان و مال کی قربانی کافی نہیں ہے بلکہ اس کے لئے ضروری ہے کہ یہ سب ایک طے شدہ اور منصوبہ بند

پروگرام کے تحت ہو- پروٹوکولز (منصوبے) بنانے ہوں گے- چاہے وہ کتنے ہی طویل المیعاد ہوں- چاہے ۵۰ سال کے بجائے ۵۰۰ سالہ ہی کیوں نہ ہوں- ہم کو یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ ہم لاکھوں شہداء کے وارث ہیں جو رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد سے آج تک ان شیطانوں کی بربریت کا نشانہ بنتے رہے جو اپنے اوپر اسلام کا لیبل لگائے رہتے ہیں- ہماری تاریخ کے دل کے یہ زخم اس وقت تک مندمل نہ ہوں گے جب تک اپنے آپ کو مسلمان کہنے والا ہر شخص علی و اہل بیت رسولؐ پر عقیدہ نہ رکھنے لگے اور اپنے آباؤاجداد کی غلطیوں کا اعتراف نہ کرلے اور شیعیت کو اسلام کا حقیقی اور سچا وارث نہ جان لے-

پروگرام کے پانچ مراحل

افغانستان، پاکستان، ترکی، عراق اور بحرین میں اپنے مذہب کی ترویج و اشاعت میں ہمیں کوئی پریشانی نہیں ہوگی- اس لئے ہم یہاں دوسرے دس سالہ مرحلہ سے ہی ابتدا کر سکتے ہیں-

۱- باقی ممالک میں ہمارے مہاجرین پر تین باتوں کی ذمہ داری عائد ہوتی ہے-

(الف) جائیداد، عمارتیں اور گھر خریدیں اور اپنے ہم مذہبوں کے لئے روزگار اور رہائش کی فراہمی کریں تاکہ وہ وہاں رہیں اور عددی طاقت میں اضافہ کا سبب بنیں-

(ب) معاشرے کے بارسوخ اور سربرآوردہ افراد مثلاً سرمایہ دار، بیوروکریٹس، شہرت یافتہ اشخاص اور سیاسی حلقوں میں اثر رکھنے والے افراد سے گہرے تعلقات قائم کریں-

(ج) ان ممالک میں سے بعض ابھی ترقی و آبادکاری کے مراحل سے گزر رہے

ہیں- نئے نئے شہر بس رہے ہیں- ہمارے مہاجروں (ایجنٹوں) کو چاہئے کہ وہ یہاں جائیدادیں خریدیں اور مکانات بنائیں اور پھر ان کو بہت مناسب اور کم قیمت پر ان لوگوں کو بیچیں جو ان ملکوں کے اہم مرکزی شہروں اور مقامات میں رہتے ہیں- اس طرح ان ملکوں کے اہم مرکزی مقامات ان کے ہاتھ سے نکل جائیں گے-

۲- اپنے لوگوں (شیعہ) کو اس کی ترغیب دینی چاہئے کہ وہ قانون انتظامیہ اور حکومت کی اطاعت کریں اور مذہبی تقریبوں' ماتم گاہوں اور مساجد کے لئے باقاعدہ لائسنس لیں-

اپنے آزاد کاموں کی بنیاد ڈالنے کے لئے مناسب ہے کہ گھنی آبادی والے علاقوں کا انتخاب کیا جائے تاکہ ہمارے کام حساس جگہوں پر ہونے کی وجہ سے بحث و مناقشہ کا موضوع بن سکیں-

ان دونوں مرحلوں میں ہمارے لوگوں کو ان ممالک کی شہریت حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے اس مقصد کے لئے دوستوں اور اہل تعلق کے تعاون کے علاوہ قیمتی ہدیوں کی پیشکش سے کام لینا چاہئے- نیز اپنے نوجوانوں کو حکومتی ملازمتوں اور فوجی خدمات کے لئے آمادہ کیا جانا چاہئے-

اس دس سالہ مرحلہ کے دوسرے پانچ سال میں' ان ملکوں میں پھیلے ہوئے سماجی بگاڑ اور مخالف اسلام اعمال کے خلاف دوسرے ملکوں کی مذہبی شخصیتوں و اداروں کے نام سے مذمتی تحریریں و بیانات تقسیم کئے جائیں اور اس کے ذریعہ سنی اور وہابی علماء کو اپنی حکومتوں کے خلاف برانگیختہ کیا جائے- لیکن یہ سب کچھ براہ راست نہ ہو بلکہ خفیہ طور پر اور پس پردہ رہ کر کیا جائے- اس سے ان ملکوں کے عوام کی بڑی تعداد اپنی حکومتوں کے خلاف بھڑک اٹھے

گی- آخر کار یا تو حکومتیں ان مذہبی قیادتوں کو گرفتار کریں گی یا یہ حضرات اپنے نام سے نشر ہونے والے مذہبی بیانات کی تردید کریں گے (۱) اور اہل دین طبقہ ان مذہبی تحریروں کا زبردست دفاع اور پرجوش حمایت کرے گا- اس وقت کچھ شبہ میں ڈالنے والے حادثات ہوں گے (۲) جس کے نتیجہ میں بہت سے ذمہ دار معطل کئے جائیں گے یا ان کا ٹرانسفر ہوگا-

اسی صورتحال کا یہ نتیجہ برآمد ہوگا کہ حکام اپنے ملکوں کے سارے ہی دین دار طبقہ سے بدظن ہو جائیں گے اور پھر کسی بھی دینی سرگرمی، دعوتی کام، مساجد کی تعمیر اور دینی مراکز کی تعمیر وغیرہ کی سرپرستی نہیں کریں گے بلکہ ہر دینی تقریر و جلسہ اور تقریب کو اپنی حکومت کے خلاف بالواسطہ یا بلاواسطہ ایک سازش سمجھیں گے- حکومتوں اور علماء کے درمیان نفرت و عداوت کی خلیج بڑھتی جائے گی اور پھر خود اہل سنت اور وہابیوں کو اپنے ہی مرکزوں کی حمایت و تائید حاصل نہیں رہے گی- اور نہ ہی باہر سے کوئی ان کی حفاظت کیلئے آئے گا-

۳- اس مرحلہ میں سرمایہ داروں اور بڑے افسران سے ہمارے ایجنٹوں کے گہرے دوستانہ مراسم قائم ہو چکے ہوں گے- خود ان کی ایک تعداد فوج میں اور انتظامیہ میں پوری سنجیدگی اور مستقل مزاجی کے ساتھ بغیر کسی دینی سرگرمی میں حصہ لئے کام کر رہی ہوگی- نتیجتاً حکام انکی طرف سے پہلے سے زیادہ مطمئن ہوں گے- اور دوسری جانب حکام میں اور دین دار طبقہ میں اختلافات و دوریاں اور نفرتیں پیدا ہو چکی ہوں گی- لہذا اس مرحلہ میں ان ملکوں کے ہمارے علماء ان حکومتوں کے تئیں اپنی وفاداری اور مکمل تائید کا خاص طور پر مذہبی تقریبات میں ضرور اظہار کریں اور شیعیت کو ایک ایسے مذہب کے طور پر پیش کریں جس سے ان کو اور ان کی حکومت کو کوئی خطرہ نہیں ہو سکتا اور اگر ان

کے لئے ممکن ہو کہ ذرائع ابلاغ کے ذریعہ اپنی وفاداری کا اعلان واظہار کر سکیں تو اس سے بھی کوئی دریغ نہ کریں تاکہ ان کو حکمران طبقہ کی توجہات حاصل ہو سکیں اور ان کو حکومتی مناصب دیتے وقت وہ کوئی خطرہ محسوس نہ کریں۔

اسی مرحلہ میں ہماری بندرگاہوں اور جزیروں کی صورت حال میں بھی کچھ تبدیلی آئے گی۔ ساتھ ہی وہاں کے مرکزی بینکوں میں ہماری سرمایہ کاری ہوگی۔ جس کے ذریعہ ہم ان پڑوسی ممالک کے اقتصاد و معیشت کو چوٹ پہنچانے کے لئے منصوبہ بندی کریں گے۔ جب ہم دوسروں (کے لئے اپنی منڈی کو کھول کر ان) کو اپنے ملک کی تجارتی سرگرمیوں اور بینک کے نظام میں حصہ لینے کی آزادی دیں گے تو یقیناً ہمارے تاجروں کا ان ملکوں میں بھی استقبال کیا جائے گا اور ان کو کاروباری مراعات دی جائیں گی۔

۴۔ اس مرحلہ کے آتے آتے ان ممالک کے حالات ہمارے کام کے لئے بالکل تیار ہوں گے۔ علماء اور حکام کے درمیان نفرتیں اور دشمنیاں ہوں گی۔ تجارت و معیشت دیوالیہ ہوا چاہتی ہوگی۔ عوام شدید انارکی و بے چینی کے عالم میں اونے پونے اپنی جائیدادیں بیچ کر کسی پرامن اور مستحکم جگہ منتقل ہونا چاہیں گے۔ اس ہنگامے میں ہمارے مہاجرین اور علماء ہی حکومت کے حامی و مددگار ہوں گے اور اگر ہمارے ایجنٹوں نے بیداری و ہوشیاری سے کام لیا تو ان کے لئے اعلیٰ ترین شہری و فوجی عہدوں تک پہنچنا کچھ مشکل نہ ہوگا اور اس طرح ان کے اور اعلیٰ اقتدار کے اداروں اور حکام کے درمیان کی دوری اور گھٹ کر رہ جائے گی۔ ان اعلیٰ پوسٹوں پر پہنچنے کے بعد ہمارے لئے یہ بھی ممکن ہو جائے گا کہ حکام کو یہ باور کرلیا جائے کہ ان کے خاص معتمدین' حقیقتاً غدار ہیں جس کے نتیجے میں ان کے بدلے ہمارے عناصر کو رکھا جائے گا اور اس کے ہمارے لئے دو

مثبت نتائج بر آمد ہوں گے۔

(۱) ہمارے عناصر کو حکام کا اور زیادہ قرب و اعتماد حاصل ہو جائے گا۔

(۲) حکومتی اداروں اور اقتدار اعلیٰ کے مراکز میں شیعوں کے بڑھتے ہوئے اثرات سے اہل سنت کی ناراضگی و برانگیختی میں مزید اضافہ ہوگا اور ان کی حکومت مخالف سرگرمیوں میں بھی زیادتی ہوگی۔

اس صورت میں پھر ہمارے عناصر کی ذمہ داری ہوگی کہ وہ حکام کا ساتھ دیں اور عوام سے صلح پسندی اور پرامن رہنے کی اپیل کریں اور اسی دوران جو لوگ ملک چھوڑ چھوڑ کر بھاگیں' ان کی جائیدادیں خریدنے کی کوشش کی جائے۔

۵۔ پانچویں اور آخری دس سال میں ماحول مکمل انقلاب کے لئے تیار ہو چکا ہوگا۔ اس لئے کہ حکمران طبقہ خوف و ہراس کے عالم میں طوفان میں پھنسی کشتی کی طرح ہر مفید و مضر تجویز کو قبول کرنے کے لئے تیار ہوگا۔

اس مرحلہ میں ہم مشہور و قابل اعتماد شخصیتوں کے ذریعہ حالات معمول پر لانے کے لئے ایک عوامی نمائندہ کمیٹی کی تشکیل کی تجویز رکھوائیں اور اداروں کی نگرانی اور ملک کے انتظام میں حکمرانوں کی مدد کریں۔ یقینی بات ہے کہ وہ اس تجویز کو قبول کرلیں گے اور ہمارے نامزد افراد اس کمیٹی کی اکثر سیٹوں پر آئیں گے۔ اس کے نتیجہ میں بھی تاجر' علماء حتی کہ حکومت کے مخلصین تک فرار اختیار کرنے لگیں گے اور اس طرح بغیر کسی خونریزی یا جنگ کے ہمارے لئے "انقلاب کے دائرہ کی توسیع" ممکن ہوگی۔

اگر بالفرض ہمارا یہ منصوبہ اپنے آخری مرحلہ میں کامیاب نہیں ہوتا

تو ہم ایسا کر سکیں گے کہ عوامی انقلاب کے ذریعہ حاکموں سے اقتدار چھین لیں - اگر چہ اس صورت میں ہمارے شیعہ عناصر اس ملک کے مالک اور اس کے شہری ہوں گے (ا) لیکن ہم اپنے مذہب' دین اور اللہ کے سامنے کی مسئولیت سے بری ہو سکیں گے -

ہمارا مقصد کسی معین شخص کو کرسی اقتدار تک پہنچانا نہیں ہے - مقصد صرف اور صرف "انقلاب کے دائرہ کار کی توسیع" ہے اس کے بعد ہم خدائی دین کا جھنڈا بلند کرا سکیں گے - تمام ممالک میں ہمارا غلبہ ہوگا - پھر ہم کافر دنیا کی طرف زیادہ طاقت کے ساتھ بڑھیں گے اور پورے عالم کو مہدی موعود علیہ السلام کے ظہور تک اسلام و شیعیت کے نور سے منور کر دیں گے -

قارئین کرام! اب جبکہ آپ مکمل دستاویز کا مطالعہ کر چکے ہیں - ایک نظر وطن عزیز کے تازہ حالات پر ڈال کر دیکھیں کہ کیا گزشتہ پندرہ سال سے ہم کہیں اسی سازش کا شکار تو نہیں ہیں ؟ ہمارے حکمران غیروں کی لائن پر چل کر اپنے ملک کے علماء حق سے وہی سلوک تو نہیں کر رہے ہیں جو دشمن چاہتا ہے - اس کی سب سے بڑی دلیل خود میرا وجود ہے کہ میں ایک منتخب رکن اسمبلی ہوتے ہوئے گزشتہ چار سال سے حکمرانوں کے انتقام کا نشانہ بنا ہوا ہوں اور جیل کے حساب سے گیارہ سال قید کاٹ چکا ہوں - ۲۳ مارچ ۱۹۹۹ء سے ایک روز قبل تک مجھ پر ڈالے گئے ۳۹ تمام مقدمات کی ضمانتیں ہو چکی ہیں - عدالتوں سے مجھے انصاف مل چکا ہے مگر جن حکمرانوں نے مجھے صدارتی الیکشن میں ووٹ ڈالنے اور اسمبلی کے اجلاس میں شرکت کا قانونی حق نہ دیا آج وہ مجھے رہا کرنے پر تیار نہیں ہیں - آخر اس ظلم و ناانصافی کا باعث کیا ہے ؟

آیئے! ہم مل کر عہد کریں کہ ہم دشمنوں کی اس سازش کو ناکام بنا کر اسلامی ممالک کی حفاظت کریں گے اور شریعت محمدیہ کا پرچم بلند کریں گے۔

والسلام آپ کا بھائی
محمد اعظم طارق

ڈسٹرکٹ جیل اٹک۔ ۲۴ مارچ ۱۹۹۹ء

پنجاب علماء بورڈ کی تجاویز

پس منظر.....اور ہمارا موقف

9 جون جمعرات کے روز دوپہر کے وقت میں اپنے سیل (چکی) میں سو رہا تھا کہ مجھے اسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ نے آکر بیدار کیا اور بتایا کہ آپ کی ملاقات پر حضرت مولانا محمد ضیاء القاسمی صاحب مولانا احمد لدھیانوی صاحب تشریف لائیں میں جونہی ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ صاحب کے دفتر میں پہنچا ہر دو حضرات سے نہایت ہی پرتپاک انداز میں گلے لگایا سلام و دعا کے بعد حضرت قاسمی صاحب مدظلہ نے میری رہائی کیلئے کی جانیوالی کوششوں اور جدوجہد سے آگاہ فرمایا اور ساتھ ساتھ گزشتہ روز جون کو مری میں ہونیوالے "علماء بورڈ" کے اجلاس میں وزیر اعلیٰ پنجاب سے قائد سپاہ صحابہؓ علامہ علی شیر حیدری اور قائد پنجاب مولانا احمد لدھیانوی کی ملاقات کا ذکر فرمایا- اب اس ملاقات کی تفصیلات مولانا محمد احمد لدھیانوی صاحب نے بیان کرتے ہوئے بتایا کہ "علماء بورڈ" کا قیام دو سال قبل عمل میں لایا گیا تھا جس میں سپاہ صحابہؓ کے قائد علامہ حیدری اور وہ خود (یعنی لدھیانوی صاحب) شریک ہوتے رہے اور شیعہ کی ساٹھ سے زائد آزاد کتب پر پابندی لگوانے میں کامیاب ہو گئے تھے- ابھی ان اجلاسوں کا سلسلہ جاری تھا کہ جنوری 1998ء میں قائد سپاہ صحابہؓ کو گرفتار کر لیا گیا

چنانچہ اس کے بعد پھر علماء بورڈ کا کوئی اجلاس نہیں ہوا۔اب حضرت حیدری صاحب کی رہائی کے بعد پھر صوبائی وزیر اوقاف و عشر صاحبزادہ فضل کریم سے علماء بورڈ کے اجلاس بلانے کی دعوت دی گئی تو 8 جون کو مری میں ہم شریک ہوئے دوران اجلاس وزیر اعلیٰ پنجاب کا فون آگیا کہ وہ گورنر ہاؤس مری میں موجود ہیں لہٰذا تمام علماء کرام کو ادھر ہی لے آئیں چنانچہ جب تمام علماء وہاں پہنچے تو وزیر اعلیٰ صاحب نے سب حضرات کا شکریہ ادا کر کے اس خواہش کا اظہار کیا کہ ابھی اسی وقت بورڈ میں شریک شیعہ سنی علمائے کرام فرقہ وارانہ فسادات کا عوامل بننے والے اسباب کے خاتمہ کیلئے قانون سازی کا مسودہ ترتیب دیدیں تاکہ یہ کام اب اور تاخیر کا شکار نہ ہو۔بعض حضرات نے اس کام کیلئے دوبارہ اجلاس بلانے کی بھی رائے دی مگر انہوں نے اصرار کیا کہ ابھی الگ بیٹھ کر صاحبزادہ فضل کریم، مولانا احمد علی قصوری مولانا سرفراز نعیمی ایک مسودہ تجاویز تیار کریں۔قائد سپاہ صحابہؓ علامہ حیدری بھی ان کے ہمراہ جانے لگے تو انہیں وزیر اعلیٰ نے اپنے پاس بلالیا اور کہا کہ یہ کام آپ حضرات انہیں کر لینے دیں۔ادھر مسودہ تیار ہو رہا تھا۔ ادھر وزیر اعلیٰ قائدین سپاہ صحابہؓ کو الگ دوسرے کمرے میں لیجا کر بات چیت کرتے اور خوشگوار موڈ میں حال و احوال پوچھتے رہے چنانچہ جب مسودہ تیار کر کے سب حضرات کے سامنے دستخطوں کیلئے لایا گیا تو حضرت حیدری نے اسے پڑھنا شروع کیا تو وزیر اعلیٰ صاحب نے کہا علامہ حیدری صاحب! آپ دستخط فرمادیں بس اب پڑھنے اور بیچ نکالنے میں وقت ضائع نہ کریں ان کے بار بار اصرار کے باعث علامہ حیدری نے دستخط کر دیئے اس طرح شیعہ لیڈر افتخار نقوی اور دیگر شرکاء اجلاس نے بھی دستخط کر دیئے۔

مولانا محمد احمد لدھیانوی کی زبانی تمام تفصیلات سن کر میں نے کہا کہ وہ مسودہ آپ کے پاس ہے؟ تو انہوں نے جیب سے مسودہ کی کاپی نکال کر مجھے دیدی۔ اب میں نے جب مسودہ کو پڑھا تو مجھے ایسا محسوس ہوا کہ کسی نے میرے جسم پر بجلی کی ننگی تار لگادی ہو میں نے حیران ہو کر مولانا لدھیانوی صاحب سے کہا یہ کیا ہے؟ آپ کو معلوم نہیں ہوا کہ اس میں کیا سازش کی گئی ہے؟ یہ مسودہ تو سراسر نہ صرف ہمارے موقف و مشن کی نفی کرتا ہے بلکہ اسے مرتب کرنے والوں نے وہ وہ لفظ اور عبارتیں درج کی ہیں کہ جو اسلام کی تعلیمات کے منافی ہیں۔ مثلاً اوّل اس مسودہ میں خلفاء راشدینؓ ازواج مطہراتؓ و صحابہؓ کرام کا دینی مقام و مرتبہ اہلبیتؓ سے کم دکھایا گیا ہے۔ کیونکہ اہلبیتؓ سے بغض و عناد رکھنے والے کو خارج از اسلام قرار دیا گیا ہے جبکہ خلفائے راشدینؓ ازواج مطہراتؓ و صحابہؓ کرام کی توہین و تنقیص کو محض حرام لکھا گیا ہے۔ دوسری بات یہ کہ ازواج مطہراتؓ کو اہلبیتؓ سے الگ کیا گیا حالانکہ قرآن کریم کی آیات میں واضح طور پر اہلبیتؓ ازواج مطہراتؓ کو ہی کہا گیا۔

تیسری بات یہ کہ گستاخ صحابہؓ و اہلبیتؓ کی سزا بھی چودہ سال اور ایک عام شخص کو کافر کہنے کی سزا بھی چودہ سال لکھی گئی ہے گویا اس مسودہ میں اوّلاً صحابہؓ کرام کے مابین تقسیم و مراتب کے فرق کو غلط انداز میں اجاگر کیا گیا دوسرے ازواج مطہراتؓ کو اہلبیتؓ ماننے سے انکار کیا گیا تیسرے عام آدمی اور صحابہؓ کرام کی حیثیت برابر تسلیم کرلی گئی اور ایک جیسا قانون بنانے کی تجویز حکومت کو پیش کی گئی۔

میری گفتگو میں قدرے تلخی بھی تھی تاہم مولانا محمد احمد لدھیانوی نے نہ صرف میری بات کو مکمل طور پر درست قرار دیا بلکہ کہا کہ مجھے بھی بعد

میں مسودہ پڑھ کر احساس ہوا کہ ہم سے بہت بڑا دھوکہ کیا گیا ہے۔ لیکن اب سوال یہ ہے کہ ہم کیا کریں؟

کافی سوچ وچار کے بعد یہ طے پایا کہ ہم حکام بالا اور سنجیدہ طبقہ سے تعلق رکھنے والے حکومت کے مشیروں کو آگاہ کردیں کہ وہ اس مسودہ میں ترمیم کریں اور اسے اسلامی اصولوں اور اہلسنت کی امنگوں کے مطابق ڈھالیں۔ سردست ہم اخبارات میں اس کی مخالفت نہ کریں کیونکہ آج تک ہوا یہ ہے کہ ہمیشہ طے شدہ عبارات و تجاویز و اجلاس کی کاروائیوں سے تحریک جعفریہ نے ہی راہ فرار اختیار کی ہے۔

اب اگر مخالفین کو معلوم ہوگیا کہ یہ مسودہ سپاہ صحابہؓ قبول نہیں کررہی ہے وہ نہ صرف خوش ہونگے بلکہ اس کی حمایت میں خود بھی اپنے ایجنٹوں سے بھی بیانات دلوانے شروع کردیں گے۔ چنانچہ ان حضرات کو الوداع کہہ کر میں واپس اپنے سیل میں آگیا چونکہ ہماری یہ تمام گفتگو خفیہ ایجنسیوں کے موقعہ پر موجود اہلکار سن رہے تھے ہمیں امید تھی کہ حکومت آج شام تک ہی ہمارے موقف سے آگاہ ہو کر اب اس مسودہ کے بارے میں ہم سے رابطہ کریگی..... مگر اگلے روز 10 جون کو پاکستان کے قومی اخبارات میں علماء بورڈ کے مسودہ کی عبارت پر مشتمل بڑی بڑی خبریں اور پہلے صفحات پر لاکھوں روپے کے اشتہارات شائع ہو چکے تھے اور یہ سلسلہ دن بدن بڑھتا ہی چلا جارہا تھا جس کا واضح مطلب یہ ہے کہ حکومت یہ تاثر دینا چاہتی تھی کہ وہ ہر قیمت پر اب اس مسودہ کو قانون سازی کیلئے بنیاد بنائیگی۔ اب مجھے رہ رہ کر خیال آنے لگا کہ اگر ہماری طرف سے کھل کر اس مسودہ کو مسترد کرنے کا بیان آجائے تو کم از کم ہمارے کارکنوں اور ہم فکر حضرات کو حقیقت سے آگاہی تو

ہو جائے- چنانچہ میں نے اس سلسلہ میں استخار بھی کیا جس میں یہ اشارہ ہوا کہ ابھی کچھ صبر کیا جائے بس اس کے دوسرے ہی روز 17 جون کو تحریک جعفریہ کے لیڈر ساجد نقوی کا بیان اخبارات میں آگیا کہ ہم اس مسودہ کو مسترد کرتے ہیں اور اسے ہرگز تسلیم نہیں کرتے ہیں اور 20 جون کو سپاہ محمد نے بھی اسے مسترد کرنے کا اعلان کر دیا- سپاہ صحابہؓ تو پہلے ہی اس مسودہ کو دل سے مسترد کر چکی تھی- اب اسے بھی کھل کر یہ کہنے کا موقعہ مل گیا کہ یہ مسودہ اوّل روز ہی سے غلط طور پر ترتیب دیا گیا تھا- ہم ایسی کسی تجویز کو قبول نہیں کرتے ہیں جس میں خلفائے راشدینؓ و اہلبیتؓ عظام اور صحابہؓ کرام میں تفریق پیدا کی جائے اور پھر گستاخ صحابہؓ کیلئے بھی اتنی معمولی سے سزا تجویز کی جائے جتنی کسی کفر کے مرتکب شخص کو کافر کہنے پر دیجا سکتی ہو ایسے بھی جس شخص یا ملک نے کفر کا راستہ اختیار کیا ہو اسے کافر و مرتد کہنا شریعت کا تقاضہ ہے اور ایسا کرنا ہرگز جرم نہیں ہے- لہٰذا حکومت کو چاہئے کہ وہ کسی شخص یا طبقہ کو کافر کہنے والے یا اس کے کفر کا نعرہ لگانے والے کیلئے قانون بناتے وقت یہ شرط ضرور قانون میں رکھے کہ اگر وہ شخص عدالت میں ایسے فرد یا گروہ کا کفر ثابت نہ کر سکے تب اسے سزا دی جائیگی- ورنہ کل قادیانی' آغاخانی" بہائی' ذکری یا کوئی اور نیا گروہ اسلام کے نام پر اپنا تعارف کرانے کی جرات کریگا اور جو اسے کافر کہے گا یہ طبقہ اس شخص کو سزا دلوا کر خود اپنے کفر کو اسلام تسلیم کرانے پر بضد رہے گا-

بے شک ملک میں مستقل بنیادوں پر شیعہ سنی فسادات کے خاتمے کی کوششیں قابل قدر ہیں- مگر اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ آنکھیں بند کر کے ایسی قانون سازی کر لی جائے کہ جس میں سے نت نئے پیدا ہونیوالے فتنوں کو تحفظ حاصل ہو اور حق گو مسلمانوں و مفتیان کرام کو عدالتوں کے چکر لگانے پر

مجبور ہو جانا پڑے۔ آخر میں سپاہ صحابہؓ کے کارکنوں کو میں یقین دلانا چاہتا ہوں کہ وہ ہرگز پریشان نہ ہوں اور کسی اخباری خبر یا حاسد و دشمن کے پروپیگنڈہ کا شکار نہ ہوں۔ انہیں اس بات پر یقین رکھنا چاہئے کہ ان کی قیادت کسی صورت بھی اپنے مشن و موقف پر سودے بازی نہیں کر سکتی ہے۔

ہم اپنے قائد علامہ علی شیر حیدری کی قیادت کو سلام پیش کرتے ہیں اور ان کی جرأت و بصارت کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے دعا گو ہیں کہ رب العالمین ہر میدان میں ان کی نصرت فرمائے اور دشمنوں کے شر و حسد سے سلامت رکھے۔

(آمین)

محمد اعظم طارق

۱۹-۶-۱۹۹۹

دس بجے شب سیل نمبر 29

نیو سیل نمبر 2 ڈسٹرکٹ جیل

فیصل آباد

حق کے لئے اہل حق کا تسلسل قائم ہے

مولانا اعظم طارق کا پیغام
شہداء ختم نبوت کانفرنس کے نام
جسے عبداللطیف خالد چیمہ نے آخری اجلاس میں پڑھ کر سنایا

شہدائے ختم نبوت کانفرنس میں شرکت باعث سعادت اور ایمانی غیرت کا اظہار ہے اس لئے اس سے محروم نہیں ہونا چاہتا اور پابند سلاسل ہونے کی وجہ سے تحریری پیغام کی صورت میں شرکت کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔

مجاہدین احرار' عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین کے ناموس کی پاسداری کیلئے جدوجہد ہماری عظیم روایات کا حصہ ہے۔ ہمارے اکابر نے اس کیلئے جو قربانیاں دی ہیں وہ تاریخ کا روشن باب ہیں اور قتل و شہادت اور قید و بند کے مراحل قدم قدم پر اس شاہراہ عزیمت کے سنگ ہائے میل ہیں۔

ماضی قریب میں احرار مجاہدین اور تحریک تحفظ ختم نبوت کے دیگر شرکاء نے ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاسداری اور سپاہ صحابہؓ کے

جیالے کارکنوں اور وفا شعار قائدین نے ناموس صحابہؓ کی سربلندی کی خاطر اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کر کے دنیا پر واضح کر دیا ہے کہ حق کیلئے اہل حق کی جدوجہد کا تسلسل قائم ہے اور ریاستی جبر کے تمام تر مظاہرے ماضی کی طرح آج بھی حق والوں کو حق کی پاسداری سے روکنے میں کامیاب نہیں ہیں۔

میں اس عظیم مشن میں آپ کے ساتھ شرکت اور یکجہتی کا اظہار کرتے ہوئے آپ کو ان نوجوانوں کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں جو آج صرف اس جرم میں ریاستی جبر کا نشانہ بن رہے ہیں کہ وہ صحابہؓ کرام کے ساتھ دشمنی اور عناد رکھنے والوں کو امت مسلم کی صف میں قبول کرنے کیلئے تیار نہیں ہیں۔

ان نوجوانوں کی استقامت کیلئے دعا کیجئے اور ان کے سروں پر ہاتھ رکھیئے کہ یہ آپ ہی کا قیمتی سرمایہ ہیں۔

والسلام
آپ کا بھائی
محمد اعظم طارق
اٹک جیل

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شیخ اسامہ بن لادن غیرت اسلام کا عظیم شاہکار

جب سے امت اپنے مذہب و دین کے راستہ سے بھٹکی ہے اور منہاج نبوت سے منہ موڑ کر یورپ کی اندھی تقلید میں شتر بے مہار کی طرح نفس و شیطان کی فریب کاریوں' دنیا کی ظاہری زیب و زینت اور فسوں کاری میں الجھتی چلی جارہی ہے۔ اس وقت سے ہی اس کے زوال کا سفر شروع ہوا ہے۔ کہیں بیت المقدس اس کے ہاتھ سے چھین رہا ہے تو کہیں بنی اسرائیل جیسی ذلیل و کمینہ صفت' مٹھی بھر قوم و عالم اسلام کو منہ چڑا رہی ہے کہیں کشمیر و بوسنیا میں اس کے خون سے درندہ صفت کفار ہاتھ رنگین کر رہے ہیں تو کہیں عراق اور کوسوو کے مسلمانوں کو امریکی اور سربیائی طیاروں کے ذریعہ گرائے جانے والے بموں' میزائلوں اور گولوں کا نشانہ بننا پڑ رہا ہے تعداد کے اعتبار سے دو ارب کے لگ بھگ ہونے اور پچاس سے زائد ممالک کے اسلامی کہلانے کے باوجود اسلام اور مسلمان جس قدر آج تباہی و بربادی و رسوائی سے دوچار ہے اس کی مثال اسلام کی گزشتہ چودہ صدیوں میں نہیں ملتی ہے۔

اس سے بڑھ کر عالم اسلام کی زبوں حالی کا اور ثبوت کیا ہو سکتا ہے کہ خود ان کے ملکی وسائل پیٹرول کے ذخائر اور سونے کی کانیں دشمنوں کے نرغے میں ہیں اور مکہ مکرمہ' مدینہ منورہ جیسے مقدس شہر یہودیوں اور

نصرانیوں کی مسلح افواج کی زد میں ہیں۔

اسلامی ممالک کے سربراہ امریکہ اور یورپ کے ایسے فرمانبردار غلام بن چکے ہیں کہ گویا وہ سانس بھی ان سے پوچھے بغیر نہیں لیتے ہیں۔ بعض ممالک کے سربراہان کا کردار تو اس قدر شرمناک ہے کہ اس کے سامنے ہر جعفر و میر صادق کی مثالیں بھی ہیچ نظر آتی ہیں۔ اپنے ہی اسلامی بھائیوں کے گلے پر چھری چلانے کیلئے وہ دشمنوں کے آلہ کار بننے میں فخر محسوس کرتے ہیں۔

ان ناگفتہ بہ حالات میں اگر کسی طرف سے اسلام کی سربلندی اور امریکہ کی بربادی کی آواز اٹھتی ہے تو نہ صرف اسے دبانے کا ہر حربہ استعمال کیا جاتا ہے بلکہ عالم اسلام کے حکمرانوں کو مجبور کیا جاتا ہے کہ وہ اس آواز کو خاموش کریں۔

امریکی اور یورپی مظالم کی اندھیر نگری اور عالمی سطح پر چنگیزیت کا کردار دہرانے کی سازشوں کے بالمقابل اگر اس زمانہ میں کسی شخص نے ایمانی قوت اور دینی غیرت سے سرشار ہو کر اپنے بے پناہ سرمایہ اور وطن کو قربان کر کے مجاہدین اسلام کے ساتھ سردیوں اور گرمی کی حدت کا مردانہ وار مقابلہ کرتے ہوئے صحراؤں اور کہساروں کو اپنا مسکن بنا کر عالم کفر کو نہ صرف للکارا بلکہ عملاً امریکہ جیسی مادی قوت پر کاری ضرب لگا کر اسے اس قدر رگید اکہ امریکی صدر کی چیخیں یورپی دنیا میں سنائی دے رہی ہیں تو اس عظیم مجاہد اور اندراج اسلامی کے سالار کا نام اسامہ بن لادن ہے۔

کفر کے اوسان خطا کرنے' اس کے پاؤں سے زمین کھینچنے' اس کے غرور و تکبر کو خاک میں ملانے امریکہ کی نام نہاد سپر میسی کو دنیا بھر نیچا دکھانے اور بل کلنٹن کے بل نکالنے کا نام اسامہ بن لادن ہے قدرت نے اس عظیم مجاہد

اور غیرت اسلام کی اس علامت کو افغانستان جیسے ممالک میں طالبان جیسے مخلص ووفا شعار ساتھیوں سے نواز کر یہ توفیق بخشی ہے کہ وہ کفر کے سینے پر سرنگ دستار ہے۔

چنانچہ شیخ اسامہ بن لادن کو راستہ سے ہٹانے کیلئے کبھی امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد کو بڑے سے بڑی ٹینک کی گنیں تو کہیں لاکھوں کروڑوں ڈالر کے انعامات کا اعلان کر کے شیخ اسامہ کو قابو میں لانے کی چالیں چلیں گئیں۔جب یہ تمام ہتھیار کند ثابت ہوئے اور ادھر طالبان کا اسلامی لشکر شیعوں اور آغا خانیوں کے مراکز بامیان اور کی طرف پیش قدمی کرتا ہوا کامیابی کے جھنڈے گاڑتا چلا گیا تو امریکہ کے پاکستان کی سمندری حدود میں موجود بحری بیڑے کروز میزائلوں کے ذریعہ 20 اور 21 اگست 1998ء کی درمیانی شب پاکستان کی حدود کی خلاف ورزی کرتے ہوئے افغانستان کے ٹریننگ سینٹر پر حملے کئے گئے جس سے دو درجن کے لگ بھگ مجاہدین شہید ہو گئے اسی طرح سوڈان میں ایک فیکٹری پر حملہ کیا گیا۔

لیکن..... جسے ذات قدیر سلامت رکھے اور اس سے کام لینا چاہے اس دنیا کی کوئی طاقت بھی نقصان نہیں پہنچا سکتی ہے۔

امریکہ کی اس ناپاک جارحیت اور شرمناک اقدام کا ایک نہایت ہی بہترین اور حوصلہ افزاء نتیجہ یہ رہا کہ پاکستان میں خصوصاً اور عالم اسلام میں عموماً امریکہ اور یورپ کی نفرت پر مبنی چنگاری بھڑک اٹھی اور مسلمان امریکہ کیخلاف سراپا احتجاج بن گئے ملک ملک شہر شہر میں امریکی پرچم نذر آتش ہونے لگے اور اسامہ بن لادن سے اظہار ہمدردی کے ساتھ ساتھ والہانہ محبت والفت کے انوکھے انداز سامنے آنے لگے۔

اسامہ بن لادن کی تصاویر سے لوگوں کو اس قدر قلبی عقیدت ہو گئی کہ وہ اپنے ملک کے سربراہوں کے جلسوں اور کانفرنسوں میں بھی اسامہ کی تصاویر لیکر شریک ہوتے تاکہ اسلامی ممالک کے یہ سربراہ اسامہ کی حمایت اور امریکہ کی مذمت میں کچھ الفاظ کہنے پر مجبور ہوں۔ نومولود بچوں کے نام اسامہ رکھنے کی ایک ہوا چلی کہ بلا مبالغہ ہزاروں بچوں کے نام اسامہ کے نام سے موسوم ہو چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان بچوں کو اسم با مسمی بنائے۔ اسامہ بن لادن کیخلاف عالم کفر کی سازشوں کا سلسلہ جاری ہے۔ تادم تحریر شیخ اسامہ بن لادن روپوشی کی زندگی گزار رہے ہیں۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسلام کے اس عظیم میرٹ کو سلامت رکھے۔ اور اسے کفر کی کمر توڑنے والے لشکر کی امارت پر فائز رکھے۔ میری اپنی دلی خواہش ہے کہ میں خود اور میری جماعت کا ایک ایک کارکن شیخ اسامہ کی رفاقت میں غلبہ اسلام کیلئے ہراول دستہ کی شکل میں کفار و مشرکین یہود و نصاریٰ، ہندو و مجوس رافضیت و قادیانیت کے قلعوں کو مسمار کر دے)۔ آمین برحمتک یاارحم الراحمین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہم صاحب کردار لوگ ہیں جو کہتے ہیں وہ کر کے دکھاتے ہیں

فیصل آباد جیل سے پاکستان اخبار کو خصوصی انٹرویو

سوال نمبر 1- ذاتی زندگی کے متعلق تحریر فرمائیں؟

جواب: میرا تعلق منج راجپوت برادری سے ہے- ہمارا خاندان ریاست نابھہ لدھیانہ سے ہجرت کر کے چک 111-R-7 چیچہ وطنی ضلع ساہیوال میں آباد ہوا- جہاں ہمارے خاندان کے تین گھرانوں کی دو سو ایکڑ کے قریب زرعی زمین ہے- میری پیدائش اس گاؤں میں ۲۸ مارچ ۱۹۶۱ء کو ہوئی- ہم دو بھائی ہیں- دوسرے بھائی مولانا محمد عالم طارق بھی حافظ قرآن اور عالم دین ہیں- ۱۹۷۹ء میں ہم دونوں بھائیوں کی شادیاں ہوئیں اور الحمد للہ اب ہمارے بچے قرآن کریم کے حافظ ہو کر میٹرک کے اسٹوڈنٹس ہیں اور میٹرک کے بعد عالم دین بنانے کا ارادہ ہے اور بچیاں بھی حافظہ اور عالمہ بن رہی ہیں-

والد صاحب ستمبر ۱۹۹۱ء میں وفات پا گئے تھے اور والدہ ماجدہ ۱۸ جنوری ۱۹۹۷ء کو ہمارے ساتھ پیش آنے والے سانحہ سیشن کورٹ کے صدمہ کی تاب نہ لاتے ہوئے ۱۹ جنوری کو وفات پا گئیں-

سوال نمبر ۲: بنیادی تعلیم کہاں سے حاصل کی اور کہاں تک کی؟

جواب: پرائمری تک تعلیم اور قرآن کریم کے باتجوید حفظ کی تعلیم اپنے گاؤں ہی کے مدرسہ عربیہ انوار الاسلام سے حاصل کی۔ پھر ۱۹۷۷ء میں دار العلوم ربانیہ ضلع ٹوبہ سے مڈل تک تعلیم اور فارسی کی کتب پڑھیں۔ پھر دو سال تک چیچہ وطنی کے مدرسہ تجوید القرآن سے عربی، صرف ونحو، تفسیر وحدیث، فقہ، منطق، علم کلام اور ادب کی کتب پڑھیں۔ ۱۹۸۰ء میں جامعہ عربیہ چنیوٹ سے عالم عربی کا کورس مکمل کیا اور حضرت مولانا منظور احمد چنیوٹی مدظلہ سے مذاہب باطلہ کے خلاف مناظرہ کا کورس پڑھا۔ پھر دو سال تک جامعہ عربیہ نعمانیہ کمالیہ میں حدیث، تفسیر، فقہ فلسفہ، علم کلام اور ادب عربی کی اعلیٰ تعلیم حاصل کی۔ ۸۴-۱۹۸۳ء میں جامعہ اسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی سے دورہ حدیث شریف مکمل کیا اور وفاق المدارس کے امتحان میں امتیازی پوزیشن میں کامیابی حاصل کر کے ایم اے عربی، ایم اے اسلامیات کی سند حاصل کی۔

پھر ۱۹۸۶ء میں کراچی بورڈ سے میٹرک کا باضابطہ امتحان پاس کر کے سند حاصل کی اور ۱۹۸۸ء میں ایف اے کیا۔ ۱۹۹۰ء میں بی اے کا داخلہ بھجوایا تھا۔ لیکن کراچی سے جھنگ منتقل ہونے کے باعث امتحان نہ دے سکا۔

سوال نمبر ۳: سپاہ صحابہؓ پاکستان میں کیسے اور کب شمولیت اختیار کی؟

جواب: ۷ ستمبر ۱۹۸۵ء میں سپاہ صحابہؓ کا قیام جھنگ میں عمل میں آیا تو ۱۹۸۶ء میں سپاہ صحابہؓ کے بانی مولانا حق نواز جھنگویؒ شہید نے کراچی کا دورہ کیا۔ اس وقت میں جامعہ محمودیہ مدینہ نارتھ کراچی کا ناظم و صدر مدرس تھا اور مسجد جامع صدیق اکبرؓ کا خطیب تھا۔ کراچی میں اس وقت جمعیت نوجوانان اہلسنت کا صدر تھا۔ اس نارتھ کراچی کے علاقہ سے ۱۹۸۵ء کے غیر جماعتی قومی الیکشن

میں میرے ماموں مولانا محمد زکریا پاکستان سنی اتحاد کے پلیٹ فارم سے ایم پی اے کا الیکشن لڑ کر کامیاب ہو چکے تھے۔

مولانا حق نواز شہیدؒ کے دورہ کراچی کے موقعہ پر نہ صرف ان سے پہلی مرتبہ تعارف ہوا بلکہ سپاہ صحابہؓ کے اغراض و مقاصد جاننے کا موقع ملا تو میں نے جمعیت نوجوانان اہلسنت کے تمام ساتھیوں سمیت اس جماعت میں شمولیت کا اعلان کر دیا۔ بعد ازاں کراچی کی سطح پر جماعت کا جنرل سیکریٹری منتخب ہوا۔ پھر مولانا حق نواز جھنگویؒ کی زندگی ہی میں صوبہ سندھ کا جنرل سیکریٹری نامزد کیا گیا۔ مولانا جھنگویؒ کی شہادت کے بعد مرکزی مجلس شوریٰ نے مجلس عاملہ کے انتخاب میں مرکزی ڈپٹی سیکریٹری منتخب کیا۔ ۱۹۹۱ء میں جھنگ سے منتخب ہونے والے رکن قومی اسمبلی مولانا ایثار القاسمی کی شہادت کے بعد مجلس شوریٰ نے نہ صرف مجھے مرکزی نائب سرپرست اعلیٰ منتخب کیا بلکہ کراچی سے جھنگ منتقل ہونے کا بھی فیصلہ کیا اور اس طرح میں اپنے بچوں سمیت جھنگ چلا آیا۔ ۴ مارچ ۱۹۹۲ء کو ضمنی الیکشن میں مسلم لیگ کی حکومت کے امیدواروں کے مقابلہ میں قومی و صوبائی اسمبلی کی دونوں سیٹیں بھاری اکثریت سے جیت گیا۔ ۱۹۹۳ء کے الیکشن میں پھر دونوں سیٹوں پر کامیاب ہوا۔ فروری ۱۹۹۷ء کے الیکشن میں جیل میں بیٹھ کر ہی صوبائی اسمبلی کی سیٹ پر منتخب ہو گیا۔

سوال نمبر ۴: سپاہ صحابہؓ کا منشور کیا ہے؟

جواب: سپاہ صحابہؓ کا منشور پوری دنیا میں اسلام کا غلبہ اور نظام خلافت راشدہ کا احیاء ہے۔ پاکستان اہلسنت کے حقوق کا تحفظ اور ناموس صحابہؓ و اہلبیت کرامؓ کے ناموس و تقدس کے تحفظ کے لئے قانون سازی کرانا ہے۔ نوجوانوں کو خوف

خدا، عشق مصطفیؐ اور حب صحابہؓ و اہلبیت کے جذبے سے سرشار کر کے دنیا بھر میں غلبہ اسلام کے خواب کو تعبیر دینا ہے۔

پاکستان کی نظریاتی و جغرافیائی سرحدوں کی حفاظت اور دنیا بھر کے مظلوم مسلمانوں اور آزادی کی جنگ لڑنے والوں کی عملی مدد کرنا اور ان کی جدوجہد آزادی کو پایہ تکمیل تک پہنچانا ہے۔ پاکستان کے عوام کو جاگیرداروں، سرمایہ داروں، وڈیروں، نوابوں اور ظالم و جابر حکمرانوں کے پنجہ استبداد سے نکالنا اور ان میں اپنے حقوق کے تحفظ کا جذبہ بیدار کر کے متحدہ قوت کو سامنے لانا ہے۔ مظلوموں، مجبوروں اور ناداروں کے ساتھ ہر سطح پر تعاون کرنا خصوصاً تھانہ کچہری کے ظلم کا شکار افراد کو انصاف دلانا اور سماجی امور میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینا سپاہ صحابہؓ کے مقاصد و اغراض میں شامل ہے۔ الحمد للہ سپاہ صحابہؓ مندرجہ بالا تمام شعبوں میں نمایاں کامیابیاں حاصل کر چکی ہے اور آج اسے وطن عزیز میں ایک نمایاں مقام حاصل ہے۔

پاکستان کو سنی اسٹیٹ قرار دیا جائے

سوال نمبر ۵ : کیا آپ کے پاس ملک میں مکمل امن و امان قائم رکھنے کا فارمولہ ہے؟

جواب: جی ہاں! وطن عزیز میں عرصہ دراز سے شیعہ سنی فسادات کا جو سلسلہ چل رہا ہے اور سارا سال عموماً محرم کے قریب خصوصاً امن و امان کی صورت نہایت ہی خطرناک شکل اختیار کر لیتی ہے۔ اس کا مستقل سدباب اور شیعہ سنی فسادات کے قطعی خاتمہ کا مکمل فارمولہ سپاہ صحابہؓ مرتب کئے ہوئے ہے اور اسے کئی فورموں پر پیش بھی کیا ہے جسے ہر حکمران اور محب وطن شخص نے نہ

صرف قابل عمل جانا ہے بلکہ اسے سراہا ہے۔ اس فارمولہ کی موٹی موٹی چند شقیں یہ ہیں۔

(۱) ہر مذہب و مسلک کے پیروکاروں کو پابند کیا جائے کہ وہ اپنی مذہبی عبادات در سومات کو اپنے عبادت خانوں تک محدود رکھیں اور لاؤڈ اسپیکر کی آواز اجتماع تک محدود رہے کیونکہ عبادت عبادت خانہ میں ہو تو عبادت ہوتی ہے، گلی کوچوں اور غیروں کے عبادت خانوں کے سامنے کی جائے تو محض شرارت اور فسادات کا باعث ہوتی ہے۔

(۲) سرکاری اسکولوں میں بچوں کو ریاضی، سائنس، اردو، انگلش، عربی فارسی کی طرح دینیات بھی مشترکہ طور پر پڑھائی جائے۔ کیونکہ جس بچے کو ابتدا ہی سے یہ فکر دی جائے کہ شیعہ دین الگ ہے اور سنی دین الگ ہے۔ دونوں کے کلمے اور بنیادی اسلام کی تعلیمات جدا جدا ہیں تو ایسے بچے جوان ہو کر شیعہ سنی کی تفریق کو کس طرح فراموش کر سکتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ شیعہ سنی تفریق کا آغاز خود اسکولوں سے شروع کرانے کی ذمہ دار حکومت ہے اور بچے بچے کے ذہن میں اس بات کو بٹھانا کہ اسلام ایک ہے مگر اس کا کلمہ جدا جدا ہے۔ اور بنیادی تعلیمات الگ الگ ہیں، خود اپنی نسل نو کو گمراہ کرنے کے مترادف ہے۔ میں حیران ہوں کہ ایک طرف شیعہ لیڈران اتحاد بین المسلمین کی رٹ لگاتے ہیں۔ دوسری طرف ریڈیو، ٹی وی پر اپنی الگ اذان کا مطالبہ کرتے ہیں۔

(۳) حکومت ہر سال بینکوں سے جو زکوٰۃ کاٹتی ہے، اس سے شیعہ کو مستثنیٰ قرار دینے کا کوئی جواز نہیں ہے کیونکہ اس سے نہ صرف ہر شخص کو یہ کہنے کا موقع ملتا ہے کہ شیعہ زکوٰۃ کا منکر ہے بلکہ سنی لوگ زکوٰۃ سے بچنے کے

لئے خود کو شیعہ لکھوانے کی کوشش کرتے ہیں- ہاں اگر شیعہ کو اس طرح زکواۃ کی کٹوتی پر اعتراض ہے تو وہ کسی دوسری شکل میں زکواۃ ادا کرنے کا راستہ نکالیں- پھر ظلم بالائے ظلم یہ کہ شیعہ زکواۃ تو ادا نہیں کرتا ہے لیکن بیت المال سے زکواۃ وصول کرنے کے لئے ہر لحہ تیار ہوتا ہے- حکومت کو زکواۃ کے مسئلہ پر شیعہ سنی کی پیدا کردہ تفریق کو ختم کرا کے ایک فارمولہ دونوں طبقوں کے لئے اختیار کرنا چاہئے- کیونکہ اس وجہ سے بھی شیعہ سنی تفریق کی خلیج وسیع ہوتی ہے-

(۴) ہر مذہب و مسلک کے علماء و خطباء مصنفین و شعراء کو پابند کیا جائے کہ وہ اپنے مذہب پر کاربند رہیں' دوسرے مذہب کی مقدس شخصیات پر طعن و تشنیع اور تبرا بازی سے اجتناب کریں- کیونکہ ہمیشہ شیعہ سنی فسادات کی آگ اس وقت بھڑکتی ہے جب کسی طرف سے خلفائے راشدین اہلبیت عظام و صحابہؓ کرام جیسی مقدس شخصیات کو لعنت و ملامت کا نشانہ بنایا جاتا ہے- اس عنوان پر ایسے دل آزار الفاظ اور تاریخ اسلام کو مسخ کرنے والے کلمات اذان و کلمہ وغیرہ سے بھی حذف ہونے ضروری ہیں- جو اذان اور کلمہ ایران کی موجودہ حکومت اپنے ریڈیو ٹی وی سے نشر کرتی ہے' اسی کو پاکستان کے اہل تشیع کو اختیار کرنا چاہئے- بلکہ یہ عجیب بات ہے کہ جس ایرانی حکومت کو پاکستان کے اہل تشیع آئیڈیل قرار دیتے ہیں اس میں محرم کی وہ رسومات و ماتمی جلوس اور اذان و کلمہ طیبہ کے زائد دل آزار کلمات اس طرح نہیں ہیں جس طرح قصد لبد نیتی کے ساتھ پاکستان میں استعمال کئے جارہے ہیں-

(۵) پاکستان کو اسی طرح اکثریتی آبادی کا لحاظ کرتے ہوئے سنی اسٹیٹ قرار دیا

جائے جس طرح ایران کو شیعہ اکثریتی آبادی کا لحاظ کرتے ہوئے شیعہ اثنا عشری اسٹیٹ قرار دیا گیا ہے۔

سوال نمبر ۶: کیا آپ کی جماعت کالاباغ ڈیم بنانے کے حق میں ہے؟

جواب: ہماری جماعت ہر اس اقدام اور منصوبہ کے حق میں ہے جس سے ملک کی زراعت و صنعت پیداوار اقتصادیات کو نفع پہنچے۔ لیکن وہ منصوبہ تمام صوبوں اور ملک بھر کے عوام کے اتفاق رائے سے شروع کیا گیا ہو۔ جس عظیم ترین فوائد پر مشتمل منصوبہ سے وطن میں بسنے والے عوام کے تقسیم ہونے کا خطرہ ہو' اسے شروع کرنے کے ہم ہرگز حق میں نہیں ہیں۔ حکومت اگر کالاباغ ڈیم کو ملک و قوم کے لئے مفید سمجھتی ہے تو وہ چاروں صوبوں کے عوام کو اعتماد میں لے اور ان کے شکوک و شبہات کا خاتمہ کرے۔

سپاہ صحابہؓ اور لشکر جھنگوی دو الگ الگ جماعتوں کا نام ہے

سوال نمبر ۷: اکثر سنا جاتا ہے کہ سپاہ صحابہؓ اور لشکر جھنگوی علیحدہ علیحدہ دینی قوتیں ہیں۔ مگر کام ایک ہی پلیٹ فارم سے کیا جاتا ہے۔ اس کی مفصل حقیقی رپورٹ بیان فرمائیں۔

جواب: سپاہ صحابہؓ اور لشکر جھنگوی دو الگ الگ جماعتوں کا نام ہے اور دونوں کے اغراض و مقاصد میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ عام طور پر لوگ دونوں جماعتوں کو ایک اس لئے سمجھتے ہیں کہ ایک تو حکومت اور مخالفین نے سپاہ صحابہؓ کو بدنام کرنے کی خاطر اس جھوٹے پروپیگنڈہ کو عام کیا ہے۔ دوسرے لشکر جھنگوی میں اکثر لوگ وہ بھی ہیں جو سپاہ صحابہ کے ساتھ ہوا کرتے تھے۔

میرا سوال یہ ہے کہ جو منظور وٹو اور حامد ناصر چٹھہ کل تک مسلم

لیگ کے ساتھ تھے- آج الگ الگ ہو چکے ہیں- کیا ان کے آج کے طرز سیاست کو بھی مسلم لیگ ہی کے کھاتے میں یہ کہہ کر ڈالا جاسکتا ہے کہ یہ لوگ اصل میں مسلم لیگ کے تھے- اسی طرح مرتھی بھٹو کے ساتھی جو کل تک پیپلز پارٹی کے ساتھ تھے' آج بے نظیر کے بجائے غنویٰ بھٹو کے ساتھ ہیں- انہیں آج بھی پیپلز پارٹی کا قرار دیا جاسکتا ہے- یہی حال ایم کیو ایم کا ہے اور ایسی ہی دھڑے بندی کئی دینی وسیاسی جماعتوں میں ہے-

یہ درست ہے کہ لشکر جھنگوی کے امیر ملک اسحاق اور سالار ریاض بسرا آج سے کئی سال قبل سپاہ صحابہؓ کے عہدیدار تھے- لیکن جب سپاہ صحابہؓ نے ملی یکجہتی کونسل میں شرکت کی اور پھر اس کی قیادت بے نظیر کی نسوانی حکومت کی برملا اسمبلی کے اندر وباہر مخالفت کے باعث جیلوں میں چلی گئی تو ان لوگوں نے سپاہ صحابہؓ کو خیر آباد کہہ کر لشکر جھنگوی کے پلیٹ فارم کو اپنالیا- سپاہ صحابہؓ آج بھی قانون و آئین کے دائرے میں رہتے ہوئے دلائل کے ساتھ اپنی جدوجہد جاری رکھے ہوئے ہے اور لشکر جھنگوی کی پالیسیوں اور کارروائیوں سے بے زاری ونفرت کا اظہار کرتی ہے-

موجودہ حکومت کو بھی بعض "مہربانوں" نے اس غلط فہمی میں مبتلا کیا تھا کہ سپاہ صحابہؓ لشکر جھنگوی ایک ہیں اور سپاہ صحابہؓ اس گروپ کی سرپرستی کرتی ہے- تو حکومت نے سپاہ صحابہؓ کے مرکزی صدر شیخ حاکم علی' مرکزی جنرل سیکریٹری یوسف مجاہد مرکزی سیکریٹری مالیات شیخ محمد اشفاق اور مجھے مئی ۱۹۹۷ء میں گرفتار کر کے چوہنگ کے ٹارچر سیل میں مکمل تفتیش کی- پھر سپاہ صحابہؓ کے قائد علامہ علی شیر حیدری اور سپاہ صحابہؓ کے مرکزی ڈپٹی سیکریٹری علامہ شعیب ندیم شہید کو بھی چوہنگ لے جاکر تفتیش کے مراحل سے گزارا

گیا- ادھر لشکر جھنگوی کے امیر ملک محمد اسحاق اور غلام رسول شاہ کو بھی گرفتار کر کے مکمل تفتیش کی گئی- بالآخر حکومت آج یہ حقیقت تسلیم کر چکی ہے کہ سپاہ صحابہؓ کا لشکر جھنگوی سے کوئی تعلق نہیں ہے- اور نہ ہی لشکر جھنگوی سپاہ صحابہؓ کی پالیسیوں کو تسلیم کرتا ہے- میرے خیال میں سپاہ صحابہؓ کی قیادت کی کئی ماہ کی انٹروگیشن اور لشکر جھنگوی کے رہنماؤں سے پوچھ گچھ کے بعد اب بھی دونوں جماعتوں کو ایک ہی سمجھنا اور انہیں تفریق وجدائی کو تسلیم نہ کرنا سراسر ناانصافی اور ہٹ دھرمی کے سوا کچھ نہیں ہے-

سوال نمبر ۸ : موجودہ حکومت کی کارکردگی کو آپ کس نگاہ سے دیکھتے ہیں؟

جواب: موجودہ حکومت کی کارکردگی کو جانچنے کے لئے اگر صرف وزیراعظم پاکستان میاں محمد نواز شریف صاحب کی ۱۱ جون ۱۹۹۸ء کی تقریر ہی کو دیکھ لیا جائے تو اس سوال کا جواب آسانی سے مل جائے گا- انہوں نے اس تقریر میں کالا باغ ڈیم بنانے' بے روزگاروں کو قرضہ دینے' انگریز کی طرف سے دی گئی جاگیریں واپس لینے' ایک ماہ کا عرصہ مہلت دے کر پھر حکومتی طریقہ کار کے مطابق نادہندگان سے بقایاجات وصول کرنے' وزیراعظم سیکریٹریٹ چھوڑنے کے جو پانچ نکات بیان کئے تھے' کیا ان میں سے کسی ایک کی بھی تکمیل تو کیا ابتدا تک ہوئی ہے- پھر شریعت بل پاس کرانے' مہنگائی کم کرنے اور ضروریات زندگی تک غریب عوام کی رسائی یقین بنانے میں انہیں کس حد تک کامیابی ہوئی ہے' اسکا جواب ہر شخص کو آسانی سے مل سکتا ہے- ان سب باتوں سے ہٹ کر وہ کشکول توڑ کر اپنے قدموں پر کھڑے ہونے کے بجائے کس حد تک عالمی بینک اور آئی ایم ایف سے کڑی شرائط پر قرضے لے رہے ہیں- یہ ایسی حقیقت ہے جس کا انکار کوئی نہیں کر سکتا اور وزیراعظم کے تمام وعدوں کی نفی

جب ان کے عمل سے ثابت ہو چکی ہے۔ پھر ان کی کارکردگی کو حسن کارکردگی کا نام دینا میرے خیال میں خود حکمران طبقہ کے ساتھ زیادتی ہے۔

آئندہ الیکشن میں موجودہ حکومت کا حال بےنظیر سے بھی زیادہ عبرتناک ہوگا

سوال نمبر ۹: آپ کے نزدیک موجودہ حکومت کا سیاسی مستقبل کیا ہے؟

جواب: کسی بھی حکومت کا سیاسی مستقبل اس کی پالیسیوں کی کامیابیوں پر منحصر ہوتا ہے۔ جیسا کہ میں پہلے بیان کر چکا ہوں کہ حکومت کی تمام پالیسیاں اور انقلابی اعلانات اور شریعت کی بالادستی کا خواب تاحال ادھورا ہی نہیں بلکہ سراسر ناکامی سے دوچار ہو چکا ہے۔ بے روزگاری، مہنگائی، فحاشی و عریانی، لوٹ مار، قتل و غارت گری، ماورائے عدالت قتل عام، لوگوں کا معاشی طور پر افلاس کا شکار ہو کر خودکشیوں کی راہ پر چل پڑنا، ایسی باتیں ہیں جو حکومت کے سیاسی مستقبل کو تاریک سے تاریک تر کر رہی ہیں۔ اگر حکمران یہ سمجھتے ہیں کہ اس وقت صدر مملکت بے اختیار ہیں۔ منتخب نمائندے عدم اعتماد تو کجا حکومت کے مخالف بدلنے تک کی طاقت نہیں رکھتے ہیں تو اسے کامیابی کی ضمانت سے تعبیر نہیں کیا جا سکتا ہے۔ کامیابی کا دارومدار عوام کے دلوں میں پیدا ہونے والی ان احساسات و جذبات پر مبنی ہوتا ہے جو حکومت کے حق میں ہوں۔ اگر موجودہ حکمران پانچ سال بھی پورے کر لیتے ہیں تو کیا وہ دوبارہ ظلم کے مارے اور مہنگائی کے ہاتھوں زخمی زخمی لوگوں کا تعاون حاصل کریں گے۔ میرے خیال میں حالات جس طرح چل رہے ہیں اول تو عوام مجبور ہو کر سڑکوں پر نکل آئیں گے، ورنہ آئندہ الیکشن میں موجودہ حکومت کا حال بے نظیر سے بھی زیادہ

عبرت ناک ہوگا۔

سوال نمبر ۱۰ : کیا حکومت اپنے دعوے کے مطابق ملک میں صنعتی انقلاب برپا کرنے میں کامیاب ہو جائے گی؟

جواب: جہاں تک صنعتی انقلاب کی بات ہے یہ وہ دعویٰ ہے کہ جس کی تائید یا تردید زمینی حقائق سے ہو سکتی ہے۔ ملک میں اس وقت کراچی سے پشاور تک جو صنعتیں پہلے سے کام کر رہی ہیں اگر ان کا سروے کر کے دیکھ لیا جائے تو یہ حقیقت روز روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ اکثر صنعتیں بند ہو چکی ہیں اور صنعت کار طبقہ اب ہمارے ملک سے سرمایہ باہر لے جا رہا ہے۔ اس بات سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ ہمارے ملک میں صنعتی انقلاب برپا ہو رہا ہے یا صنعتی کاروبار ٹھپ ہو رہا ہے۔ میں اس عنوان پر مزید بتانا چاہتا ہوں کہ گزشتہ دو ڈھائی سال سے جس طرح شوگر ملوں کے مالکان نے گنے کے کاشتکاروں کو ذلیل و رسوا کیا ہے اور بروقت ادائیگیاں کرنے کے بجائے انہیں شرمناک حد تک ظلم کا نشانہ بنایا ہے۔ اس کے باعث اب کاشتکار کی کاشت کم کر رہے ہیں۔ جس کا نتیجہ یہ نکلنے والا ہے کہ اب شوگر کی صنعت بھی تباہی سے دوچار ہونے کو ہے۔ ادھر ملک میں کاٹن کی پیداوار کم ہو رہی ہے۔ جب تک ہم خال مال کی پیداوار نہیں بڑھائیں گے۔ اس وقت تک صنعتی انقلاب کا خواب شرمندہ تعبیر نہیں ہو سکتا ہے۔

سوال نمبر ۱۱: ملک میں موجودہ عدالتی نظام کی خامیاں کیسے دور ہو سکتی ہیں یا کہ آپ موجودہ نظام سے مطمئن ہیں؟

جواب: ہمارے ملک کا عدالتی نظام اگر درست ہو جائے تو اس ملک کے پچاس فیصد مسائل خود بخود حل ہو سکتے ہیں۔ مگر یہاں صورت حال یہ ہے کہ غریب

لوگ سالہا سال تک عدالتوں کے دھکے کھاتے رہتے ہیں اور انہیں انصاف نہیں ملتا ہے اور ظالم و سرمایہ دار طبقہ عدالتی نظام کی خرابیوں کا فائدہ اٹھا کر لوٹ مار، قبضہ جات اور قتل و غارت گری کا بازار گرم کئے ہوئے ہے۔اس نظام کی اول خرابی تو یہ ہے کہ یہ انگریزی نظام پر مبنی ہے۔اگر عدالتوں کو اسلامی نظام کے تحت چلایا جائے تو مقدمات کا فیصلہ سالوں کی بجائے ہفتوں میں ہو جائے۔ دوسری خامی یہ ہے کہ عدالتوں پر بوجھ زیادہ ہے اور عملہ کم ہے۔اور اس سے بھی بڑی خامی یہ ہے کہ ہر حکومت عدالتوں کی آزادی پر قدغن عائد کرنے میں مصروف رہتی ہے اور انتظامیہ و پولیس کا محکمہ عدالتوں کے کام کو نہ صرف موخر کرنے میں مصروف رہتا ہے بلکہ عدالتوں کا وقار مجروح کرنے کا کوئی بھی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتا ہے۔

عدالتی نظام کی درستگی کے لئے مقدمات کی بھرمار کو دیکھتے ہوئے میرٹ کی بنیاد پر ججوں کی تعداد کو بڑھانا اور انہیں ہر طرح کی سہولت کے ساتھ ساتھ آزادانہ فضا میں فیصلے سنانے کا موقع فراہم کرنا حکومت کی ذمہ داری ہے اور ساتھ ساتھ پولیس اور انتظامیہ کو عدالتوں کے ماتحت کیا جانا ضروری ہے تاکہ عدالتیں ان اداروں کے بے لگام ہو کر نت نئے مسائل کھڑے کرنے پر قابو پا سکیں۔

بس دیر اتنی ہے کہ کسی کا آج احتساب ہو گا تو کسی کا کل ہو گا

سوال نمبر ۱۲: کیا آپ حکومت کی جانب سے جاری کئے گئے احتساب کے عمل سے مطمئن ہیں؟

جواب: کسی بھی ملک یا ادارے کی کامیابی کا راز اس ملک و ادارے کے ذمہ داران

کی امانت و دیانت اور دل لگا کر کام کرنے پر منحصر ہوتا ہے اور جو لوگ اپنی ذمہ داریاں پوری نہ کریں' ان کا احتساب کرنا اور لوٹ مار کرنے والوں کا ہاتھ پکڑنا اس ملک و ادارے کی سلامتی کی ضمانت ہے- ہمارے ملک میں اول تو احتساب نام کی آج تک کوئی چیز ہی سامنے نہیں آئی ہے- اب اگر احتساب ٹریبونل قائم ہوئے ہیں تو ان کی کارکردگی پر عوام اعتماد کرنے کو اس لئے تیار نہیں ہیں کہ وہاں صرف حکومت کے مخالفین کا احتساب ہو رہا ہے- یکطرفہ اور جانبدارانہ احتساب کتنے ہی اخلاص سے کیوں نہ کیا جائے اس کے بارے میں عوام کے تاثرات درست نہیں ہوتے ہیں بلکہ ایسی شکل میں مجرموں کو مظلوم بننے کا موقع مل جاتا ہے- مجھے خوشی ہے کہ اس ملک میں احتساب کی "ریت" شروع ہو گئی ہے- اب اس پل کے نیچے سے اپنے اپنے وقت پر ہر حکمران کو گزرنا پڑیگا- بس دیر اتنی ہے کہ کسی کا آج احتساب ہو رہا ہے تو کسی کا کل ہو گا- تاہم یکطرفہ احتساب کی قباحت اور مجرموں کیلئے عوام کے دلوں میں نرمی کا پیدا ہو جانا بہر حال ایک لمحہ فکریہ ہے-

سوال نمبر ۱۳: سابق وزیر اعظم بے نظیر بھٹو اور ان کے شوہر کو سنائی جانیوالی سزا کے بارے میں آپ کے کیا تاثرات ہیں؟

جواب: میں نے سابق وزیر اعظم اور ان کے شوہر کے مقدمہ کی کارروائی کا اخبارات سے بغور مطالعہ کیا ہے میرا تجزیہ یہ ہے کہ مدعی کی طرف سے ملزمان پر کمیشن کھانے کا جو الزام لگایا گیا ہے اور پھر اس پر جو دلائل و ثبوت پیش کئے گئے ہیں وہ واقعی وزنی اور سچائی پر مبنی ہیں اور ملزمان کی طرف سے وہ اپنی صفائی میں جو کچھ کہا گیا ہے وہ الزام کو رد کرنے کی بجائے الٹا الزام کو تسلیم کرنے کا موجب ہوا ہے- سیدھی سی بات ہے کہ اگر ایس جی ایس سے بے نظیر اور

آصف زرداری کو کمیشن نہیں ملا اور ان کے اکاؤنٹ میں کمیشن کی رقم نہیں پہنچی ہے تو الزام ثابت نہیں ہوتا ہے۔ لیکن اگر ایس جی ایس کی طرف سے ٹھیکہ کے بعد ملزمان کے اکاؤنٹ میں کمیشن کی رقم کا پہنچنا ثابت ہے تو پھر انکار کی کوئی گنجائش نہیں رہتی ہے۔ آخر کار کوئی شخص یا کمپنی میرے اکاؤنٹ یا کسی صحافی کے اکاؤنٹ میں اس طرح کیوں نہیں بھجواتی ہے۔ یہ کیس واقعی مضبوط کیس تھا جسکا فیصلہ سامنے آچکا ہے اور عدالت عالیہ میں بھی شاید اس کیس کو جھوٹا ثابت نہیں کیا جاسکے گا۔

جب سابقہ حکمرانوں نے بے رحمی کے ساتھ ملک کو لوٹا ہے اور ان کی لوٹ مار ثابت بھی ہوچکی ہے تو پھر ان کے ساتھ رحم وکرم عفو ودرگزر کا معاملہ کرنا خود ملک سے غداری کے مترادف ہے اس لئے میں اس احتساب بنچ کے فیصلہ کا خیر مقدم کرتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ آئندہ یہ احتساب بنچ موجودہ حکمران طبقہ کے خلاف پیش کئے گئے ریفرنسوں پر بھی قابل قدر کارروائی کریگا۔

سوال نمبر ۴۱: ملک میں فرقہ واریت اور دہشت گردی کا مستقل علاج کیسے ممکن ہے؟

جواب: اس سوال کا اگرچہ جواب سوال نمبر 5 کے ضمن میں آچکا ہے۔ تاہم میں یہ بات زور دیکر کہنا چاہتا ہوں کہ اگر حکومت وقت دل سے فرقہ واریت کا خاتمہ چاہتی ہو تو کوئی وجہ نہیں ہے کہ یہ دہشت گردی اور فرقہ واریت ختم نہ ہو۔ میرا تو یہ دعویٰ ہے کہ ہر دور کی حکومتیں خود "لڑاؤ اور حکومت کرو" کی پالیسی پر عمل کرتی رہی ہیں سیدھی سی بات ہے جب دو فریق باہم دست و گریباں ہوں تو حکومت کا فرض ہے کہ وہ دونوں کو بٹھا کر ان کا موقف سنے اور پھر

انصاف سے فیصلہ کرے یہاں معاملہ یہ ہے کہ سپاہ صحابہؓ کے تو منتخب رکن قومی و صوبائی اسمبلی محض 16MPO جیسے بوگس مقدمات کے الزام میں پانچ پانچ سال جیلوں میں رکھے جاتے ہیں- عدالتیں انہیں بری قرار دے دیتی ہیں مگر حکومتیں سیاسی انتقام کا باعث رہا کرنے پر آمادہ نہیں ہوتی ہیں- دوسری طرف دہشت گردی اور قتل و غارت گردی میں نامزد ملزمان حکمرانوں کے حلیف بن کر ہر قانون و آئین کی گرفت سے بالاتر قرار پاتے ہیں حکومت کا دوہرا معیار اور برابری و مساوات کے تقاضوں سے انحراف ایک گروہ کے حوصلے بڑھا کر اسے دہشت گردی پر آمادہ کرتا ہے تو دوسرے گروہ کو مایوسی کا شکار بنا کر انتہائی قدم اٹھانے پر مجبور کرتا ہے لشکر جھنگوی کے قیام کا ایک باعث یہ بھی ہے کہ علماء اہلسنت کے قاتل حکومت کی گود میں آرام کرتے تھے اور دوسری طرف محض 16MPO میں مطلوب لوگ پولیس کے بار بار چھاپوں کے باعث مفرور ہونے پر مجبور ہو رہے تھے اور پھر انہیں اشتہاری بنا کر حکومت نے انہیں پرامن راستہ سے ہٹا دیا- سپاہ صحابہؓ عرصہ دس سال سے تمام تر مظالم قید و بند کی صعوبتیں اور دشمنوں کی تخریب کاری کا نشانہ بنکر بھی پرامن جدوجہد اور قانونی انداز سے اپنا دفاع کرنے کی پالیسی پر گامزن ہے-

حکومت کو کراچی و سندھ کے امن اور عدم تحفظ سے کوئی غرض نہیں ہے بلکہ وہ محض اپنے مفادات کے اسیر ہے

سوال نمبر ۱۵: کیا سندھ میں گورنر راج کے نفاذ کو آپ جائز سمجھتے ہیں؟

جواب: جب ہم سندھ میں گورنر راج کے قیام سے کراچی میں قائم ہونے والے امن و امان کی فضاء کے قیام کو دیکھتے ہیں تو گورنر راج کا جواز نظر آتا ہے

کیونکہ واقعی گورنر راج سے قبل کراچی میں کسی شہری کی جان و مال سلامت نہ تھی..... مگر جب ہم حکومت کی اس پالیسی کو دیکھتے ہیں کہ جب تک ایم کیو ایم حکومت کی حلیف رہتی ہے گو نہ صرف حکومت کراچی کی بدامنی اور قتل و غارتگری کے گرم بازار پر خاموش رہتی ہے بلکہ ایم کیو ایم کو مرکز میں بھی وزارتوں سے نوازتی ہے۔اور برطانیہ جاکر قائد ایم کیو ایم کو نذرانے پیش کرتی ہے۔پھر جب ایم کیو ایم شریعت بل اور دوسرے عنوانات پر حکومت سے عدم تعاون کا اعلان کرتی ہے تو پھر سندھ کو گورنر راج کے سپرد کر دیا جاتا ہے۔گویا کہ حکومت کو کراچی و سندھ کے امن اور عدم کے تحفظ سے کوئی غرض نہیں ہے بلکہ وہ محض اپنے مفادات کی اسیر ہے۔کل اگر ایم کیو ایم کی طرف سے حکومت کو تعاون کی پیشکش ہوئی تو پھر نواز الطاف بھائی بھائی کے نعرے لگیں گے اور ایم کیو ایم کو گلے بھی لگایا جائیگا اور گورنر راج بھی ختم ہو جائے گا۔میرا موقف یہ ہے کہ حکومت عارضی اور ذاتی پسند و ناپسند کی بنیاد پر کسی پالیسی کو اختیار نہ کرے بلکہ کراچی و سندھ کا مسئلہ مستقل بنیادوں پر حل کرے۔سندھ حکومت صحیح کام نہیں کر رہی تھی تو اسے گھر بھیج کر دوبارہ الیکشن کرا لئے جاتے تاکہ نو منتخب عوام کے نمائندے عوام کی خدمت کرتے۔اب یہ عجیب صورت حال ہے کہ ایک طرف سندھ اسمبلی کے اجلاس بھی ہو رہے ہیں دوسری طرف اس اسمبلی کے اختیارات بھی سلب ہیں گویا سندھ اسمبلی کی کارروائی کی حیثیت پرائمری اسکول کے بچوں کی باتوں سے زیادہ نہیں ہے۔یہ گومگو نجی پالیسی ختم ہونا ضروری ہے۔

سوال نمبر ۱۶: حکمران ملک میں شریعت کے نفاذ میں تاخیر کیوں کر رہے ہیں؟

جواب: اس سوال کا سادہ سا جواب یہ ہے کہ حکمران طبقہ اور اس کے حواریوں

کو یقین ہے کہ شریعت کے عملی نفاذ سے ان کی عیاشیوں' فضول خرچیوں اور لوٹ مار و فحاشی و عریانی پر مبنی تقریبات کے انعقاد پر پابندی عائد ہو جائے گی- انہیں سادگی' کفایت شعاری' ایمانداری اور اسلامی اصولوں و تقاضوں کو اپنانا پڑے گا تو یہ بات چند افراد کو چھوڑ کر حکومت کے اکثر طبقہ کو منظور نہیں ہے- لہٰذا اب شریعت کے سینٹ سے منظور نہ ہونے کو محض ایک بہانہ کے طور پر پیش کر کے کہا جا رہا ہے کہ ہم تو شریعت کا نفاذ چاہتے ہیں مگر سینٹ میں ہمیں دو بھائی ارکان کی حمایت حاصل نہیں ہے- پہلی بات تو یہ ہے کہ جب حکومت قومی اسمبلی اور سینٹ سے تیرھویں' چودھویں اور پندرھویں ترمیم منظور کرا رہی تھی اور راتوں رات امن بدلا جا رہا تھا کیا اس وقت باقی ترمیمات سے قبل شریعت کا مسئلہ حل نہیں کیا جا سکتا تھا- دوسری بات یہ کہ کیا اگر حکومت آج بھی سرکاری ذرائع ابلاغ سے فحاشی کے خاتمہ اور ایک آرڈیننس کے ذریعہ اسلامی شعائر کی حرمت و پاسداری اور ارکان اسلام کی پابند ہونے کا اعلان کر دے تو اسے کون روکنے والا ہے؟ اور حقیقت تو یہ ہے کہ شریعت کے عملی نفاذ کیلئے بل پاس کرانے کی ضرورت نہیں بلکہ دل صاف ہونے کی ضرورت ہے- حکومت کے جو ارکان اور اسپیکر اسمبلی قومی اسمبلی میں شریعت بل کو دو بھائی سے پاس کراتے ہیں وہی ایوان سے باہر آکر اس بل کا اور شریعت مطہرہ کا جس طرح مذاق اڑاتے ہیں اسے ساری دنیا دیکھ رہی ہے- جس کو اسمبلی میں پیش کرنے کے بعد مرکزی وزراء یہ کہیں کہ اس بل سے موجودہ نظام میں کوئی خاص تبدیلی نہیں آئیگی- تو اس سے خود پتہ چلایا جا سکتا ہے کہ حکومت کی منشاء کیا ہے دراصل شریعت کے نام پر حکومت مخالفین کا قتل عام کرانے کا ارادہ رکھتی ہے- وہ چاہتی ہے کہ وزیر اعظم کو امیر المؤمنین کی حیثیت

حاصل ہو اور وہ عدالتیں اپنی مرضی سے بنائیں اور فیصلے پسند کے مطابق کرائیں- حالانکہ انہیں معلوم ہونا چاہئے کہ شریعت کے نفاذ سے شرعی عدالتیں اس قدر آزاد اور بااختیار ہونگی کہ وزیراعظم یا کوئی فرد بھی انہیں ڈکٹیٹ نہیں کر سکے گا- ہم شریعت بل کے خیر مقدم کرنے والوں میں سے ہیں..... مگر..... یہ ضرور کہتے ہیں کہ اگر شریعت بل پاس ہونے میں دیر ہے تو جو کام بغیر بل کے ہو سکتا ہے وہ تو کر لیا جائے- تاکہ عوام کو اسباب کا یقین ہو کہ حکمران شریعت سے مخلص ہیں حکمران اپنی جاگیریں اور سرمایہ غریبوں میں تقسیم کریں- وزیراعظم سیکریٹریٹ کو خیر آباد کہہ کر کسی چار کمرے کے فلیٹ میں قیام کریں- پروٹوکول اور وی آئی پی سسٹم کا خاتمہ افسر شاہی کو عوام کا خادم بنانے اور سرکاری ذرائع ابلاغ کو بے حیائی و فحاشی سے پاک کرنے کے اقدامات اور مخالفین کو ریاستی جبر و تشدد کا نشانہ بنانے سے باز رہنے اور غریب عوام کو جینے کا حق دینے کے اقدامات کیلئے تو بل پاس کرانے کی ضرورت نہیں ہے-

سوال نمبر ۱۷: کیا پاکستان کو سی ٹی بی ٹی پر دستخط کر دینے چاہیں؟

جواب:- پہلی بات تو یہ ہے کہ مسلمانوں کو قرآن کریم میں ہر لمحہ دشمن کے مقابلہ پر تیار رہنے اور جدید اسلحہ کے ذریعہ دشمن پر رعب طاری کرنے میں مصروف رہنے کا حکم دیا گیا ہے- اب اپنی دفاعی قوت کو ختم کرنے یا کم از کم ایک سطح پر روک لینے کا مطلب یہ ہے کہ ہم اسلام دشمن قوتوں کے مقابلہ میں اب دفاعی ترقی کو خیرباد کہہ دیں گے- یہ اسلام کی تعلیمات کی خلاف ہے- دوسری بات یہ ہے کہ جو امریکہ اور بڑی طاقتیں ہم پر سی ٹی بی ٹی پر دستخط کرنے کیلئے دباؤ ڈال رہی ہیں ابھی تو انہوں نے خود بھی دستخط نہیں کئے ہیں تو ہمیں آخر کیا

جلدی ہے- کیا اس کا واضح مطلب یہ نہیں غیر مسلم قوتیں اپنی طاقت کو بڑھاتے رہنا چاہتی ہیں اور ہمیں روک رہی ہیں- تیسری بات یہ ہے کہ ہم اس وقت سے حالت جنگ میں ہیں جب سے ہمارا ملک بنا ہے- ہماری روز اول سے کشمیر کے عنوان پر اپنے سے تین گنا بڑی طاقت سے سرحدی جنگ جاری ہے ایسی صورت میں جبکہ ہماری سرحدوں پر ہر لمحہ خطرات منڈلا رہے ہیں ہم کس طرح سی ٹی بی ٹی پر دستخط کر کے اپنے دفاع سے غافل ہو سکتے ہیں- میرے نقطہ نظر کے مطابق پاکستان میں صرف وہ لوگ اور جماعت ہی سی ٹی بی ٹی پر دستخط کی حامی ہیں جو امریکی ڈالروں اور انڈیا کی امداد پر چل رہی ہیں- یہ وہ سیاستدان مخالفت کرتے ہیں جنہیں مسلمانوں اور ملک کی سلامتی وبقاء سے زیادہ امریکہ کی خوشنودی کی ضرورت ہے ورنہ کوئی بھی محب وطن اپنی ایٹمی طاقت کو ختم کرنے یا اسے جام کر دینے کے حق میں نہیں ہے-

سوال نمبر ۱۸: ایٹمی دھماکوں کا کریڈٹ آپ کسے دینگے ؟

جواب: میں ایٹمی دھماکوں کا اوّل کریڈٹ تو پاکستانی عوام کو دیتا ہوں جن کے خون پسینہ کی کمائی سے ہم یہاں تک پہنچے اور جنہون نے بھارتی دھماکوں کے بعد حکمرانوں کو مجبور کیا کہ وہ بھی دھماکہ کریں تو یہ کریڈٹ موجودہ حکمرانوں کو نہ دینا سراسر ناانصافی ہے- کوئی تسلیم کرے یا نہ کرے- لیکن تاریخ میں نام میاں نواز شریف ہی کا آئے گا کہ ان کے دور حکومت میں پاکستان ایک ایٹمی قوت بن کر ابھرا اس کے ساتھ ساتھ میں پاکستان کے مایہ ناز سائنس دانوں اور پاک فوج کے ذمہ داران اور ان تمام سابقہ حکمرانوں کو بھی اس کریڈٹ کا مستحق سمجھتا ہوں جنہوں نے 28 مئی کو ہونیوالے دھماکہ کے پس منظر میں اپنا اپنا کردار ادا کیا ہے-

جو ملک ہماری ماؤں بہنوں کی عزتوں کو تار تار کر رہا ہو اس سے "جہاد" تو ہو سکتا ہے دوستی نہیں

سوال نمبر ۱۹: کیا آپ بھارت کے ساتھ دوستی اور تجارت کے حق میں ہیں؟

جواب: جہاں تک بھارت سے دوستی کی بات ہے تو ہم امریکہ، روس، برطانیہ، آسٹریلیا و غیر مسلم ممالک دوستی کا راستہ مضبوط کرتے ہیں تو ہمیں ایسے پڑوسی سے بطریق اولیٰ دوستی کا ناطہ مضبوط کرنا چاہئے۔ لیکن دوستی کی شرط اول یہ ہے کہ دوسرے فریق کے ساتھ اختلافی امور پہلے طے کئے جائیں۔ ایک طرف بھارت سے ہمارا مسئلہ کشمیر پر تنازعہ چل رہا ہے ہماری تین جنگیں ہو چکی ہیں۔ آئے روز ہمارے کشمیری بھائیوں کے خون کو پانی سے سستا سمجھ کر بھارتی فوج بہائے چلی جا رہی ہے اور سرحدوں پر فائرنگ کا تبادلہ جاری رہتا ہے دوسری طرف ہم ان سب اختلافات کے باوجود بھارت سے دوستی کا ہاتھ بڑھائیں گے اور تجارت کا سلسلہ جاری کریں تو اس سے بڑھ کر کہنا منافقت اور کشمیری عوام سے غداری اور ان کے زخموں پر نمک پاشی نہیں ہو سکتی ہے۔ جو ملک ہماری ماؤں بہنوں کی عزتوں کو تار تار کر رہا ہوں اور ہمارے بچوں کو بارود کی آگ میں جلا رہا ہو اس سے "جہاد" تو ہو سکتا ہے دوستی کی پینگیں اس کے ساتھ ڈالنا بے غیرتی اور پرلے درجہ کی حماقت ہے۔

ہمارے حکمرانوں کو یہ بات طے کر لینی چاہئے کہ انہیں تجارت کرنا ہے یا کشمیر کی حفاظت کرنا ہے آپ تجارت کے فائدے کو دیکھتے ہیں روزانہ ہونے والے جانی نقصان اور دفاع کیلئے ہونے والے اخراجات کو کیوں نہیں دیکھتے ہیں۔ کیا کوئی شخص اپنے باپ اور بیٹے کے قاتل کی دکان سے سودا

خرید سکتا ہے جبکہ اس بازار میں اور بھی کئی دوکانیں موجود ہوں۔

سوال نمبر ۲۰: بھارت کی طرف سے جو کشمیر پر حملے ہو رہے ہیں اس کے متعلق آپ کیا کہتے ہیں؟

جواب: عجیب بات ہے کہ ہم اول روز سے کشمیر کو اپنا اٹوٹ انگ اور شہ رگ قرار دے رہے ہیں مگر اس شہ رگ کو بھارت نے اپنی سات لاکھ فوج کے ذریعہ دبا رکھا ہے تو ہم اسے آزاد کرانے کیلئے اپنی فوج کو استعمال نہیں کر رہے ہیں جبکہ صورت یہ ہے کہ کشمیر کی عوام پاکستان کے ساتھ ہے اور ہماری فوج کے صرف پچاس ہزار نوجوان بھارت کی سات لاکھ تو کیا کل گیارہ لاکھ فوج کو بھی کشمیریوں کے تعاون سے ایسی شکست فاش دے سکتے ہیں کہ 1971 کی بنگلہ دیش والی شکست کا داغ دھل سکتا ہے۔ لیکن کیا کیا جائے کہ حکمران طبقہ اور پالیسی میکر حضرات صرف زبانی دعوؤں یا بے معنی مذاکرات کے ذریعہ کشمیر کی جنگ جیتنا چاہتے ہیں۔

میں برملا یہ بات کہتا ہوں کہ اس وقت جو کشمیر کا مسئلہ پوری دنیا میں نمایاں ہو رہا ہے اس میں اصل کردار ان مجاہدین کا ہے جو اپنے خون سے کشمیر کی آزادی کی تاریخ رقم کر رہے ہیں اور ان دینی و مذہبی جماعتوں اور مدارس عربیہ کا ہے جہاں سے تیار ہونے والے نوجوان برف پوش پہاڑوں میں سیلائے شہادت کی تلاش میں سرگرداں ہیں۔ آج ان دینی اداروں کو دہشت گردی کے اڈے قرار دینے والے امریکی بولی بولنے والے یہ بتائیں کہ ان کے کتنے نوجوان اور رشتہ دار کشمیر کے مسلمانوں کیلئے جانوں کے نذرانے پیش کر رہے ہیں۔ کشمیری مجاہدین کے خون پر سیاست چمکانے والے صرف بیان بازی کر سکتے ہیں یا مجاہدین کو بدنام کر سکتے ہیں ان سے کوئی توقع ہی فضول ہے ہم مجاہدین کشمیر کو

کشمیر کا ہیرو اور ہندوستان کی فوج کے گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کرنے والے فاتح سمجھتے ہیں اور ہمیں فخر ہے کہ ہمارے شاگرد ہمارے کارکن اور ہمارے بھائی' بیٹے اس عظیم جدوجہد آزادی میں کشمیری مسلمانوں کے شانہ بشانہ لڑ رہے ہیں۔

اب انڈیا زیادہ دیر تک مجاہدین کا مقابلہ نہیں کر سکے گا

سوال نمبر ۲۱: کشمیر کب اور کیسے آزاد ہوگا؟

جواب:۔ جہاں تک کشمیر کی آزادی کی بات ہے تو اب انڈیا زیادہ دیر تک مجاہدین کا مقابلہ نہیں کر سکے گا اب وہ کشمیر سے فرار ہونے کا باعزت حل تلاش کر رہا ہے۔ انڈیا دراصل کشمیر کی آزادی کو تو تسلیم کرنے پر اب بھی تیار ہو سکتا ہے۔ مگر.....وہ کشمیر کی خود مختاری دیکھنے کا خواہاں ہے۔ کشمیر کو پاکستان کا حصہ بنانے پر ہرگز راضی نہیں ہوگا۔ ہمیں کشمیر کو بزور شمشیر حاصل کرنے کی حکمت عملی اپنانی چاہئے۔ جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے کہ ہماری بری فوج کا ایک چھوٹا سا حصہ چند دنوں کے اندر اندر کشمیر آزاد کرا سکتا ہے۔ میرے خیال میں اس وقت کشمیر کی آزادی کی جماعتوں اور کشمیری عوام کے حقیقی نمائندون کو اپنے فیصلوں میں شریک نہیں کر رہے ہیں اس پالیسی سے کشمیری مجاہدین و عوام کا اعتماد پاکستان کے حکمرانوں سے اٹھ سکتا ہے۔ اگر خدانخواستہ ایسا ہوا تو ایک عظیم سانحہ ہوگا۔ اس لئے حکومت کو بھارت سے بات چیت کرنے یا بین الاقوامی سطح پر اس مسئلہ کو اٹھاتے وقت کشمیریوں کے لیڈر شپ کو اعتماد میں لیتے رہنا چاہئے۔

سوال نمبر ۲۲: ملک کے اقتصادی حالات کو آپ کس نظر سے دیکھتے ہیں؟

جواب: ملک کی اقتصادی حالت دن بدن بگڑتی چلی جا رہی ہے اور ہر لحہ ہم

تنزل کی طرف جارہے ہیں- دس جون کو BBC ریڈیو پر جو تجزیہ فرحان بخاری صاحب کے ذریعہ پاکستان کی اقتصادی حالت کا پیش کیا گیا اس میں صاف طور پر بتایا گیا کہ اس سال ملک کی درآمدات وبرآمدات میں دس سے گیارہ فیصد تک کمی ہوئی ہے- اس طرح گندم اور کپاس کی فصلیں اندازوں سے کہیں کم ہوئی ہیں- صنعت کا پہیہ جام ہورہا ہے افراط زر بڑھ رہا ہے اور بے روزگاری مہنگائی آسمان سے باتیں کررہی ہے اس حالت میں ہر صاحب عقل اندازہ کرسکتا ہے کہ ہمارا ملک کس طرف جارہا ہے بیرونی قرضوں پر انحصار کرکے ہم ملک کو اپنے قدموں پر کھڑا کرنے کے پروگرام کو چھوڑ چکے ہیں اور خوش فہمی کے خواب دیکھنے میں مصروف ہیں- ہمارے حکمران بیرونی قرضوں کے حصول کے وقت شاید یہ سوچ رہے ہوتے ہیں کہ بس آئندہ برس ہمارے ملک میں سونے اور ہیروں کی کانیں پردہ غائب سے ظاہر ہوجائے گی اور ہم خود انحصاری کی طرف بڑھنے میں کامیاب ہونگے- ہم ہر سال خسارے کا بجٹ پیش کرتے ہیں اور پھر نعرے ملک کی ترقی کی جانب گامزن کرنے کے لگاتے ہیں اس صورت حال کو اطمینان بخش تو کیا نقصان بخش کہنا بھی حقیقت کی پوری عکاسی نہیں کرتا ہے-

ہر جاندار چیز کی تصویر حرام ہے' خود میری تصاویر بھی گھروں میں رکھنا جائز نہیں ہے

سوال نمبر ۲۳: جیل میں رہ کر آپ نے اپنی جماعت کو کیسے منظم رکھا اور آپ کے ساتھ حکومت کا رویہ کیسا رہا؟

جواب: ہماری جماعت ایک ٹھوس نظریہ اور سچائی پر مبنی موقف پر قائم ہے

اس کا ایک ایک رکن اس حقیقت سے آگاہ ہے کہ حق نواز کی آواز بلند کرنے کے جرم میں اور دشمنان اسلام کے بھیانک چہروں سے پردہ ہٹانے کی کوشش میں اسے مخالفین اور حکمرانوں کے ظلم و ستم کا نشانہ بننا پڑیگا۔اور پھر ہر کارکن اس راہ میں آنے والی مصیبت کو خندہ پیشانی سے برداشت کرنے کا حوصلہ رکھتا ہے اور وہ اسے اپنی دنیاوی سعادت اور اخروی کامیابی کا ذریعہ یقین کرتا ہے۔اس لئے ہمارے لئے قید وبند ،ہتھکڑی ،بیڑی مقدمات ،الزامات ،پابند اور نظر بند کوئی معنی نہیں رکھتی ہیں۔بلکہ جو لیڈر یا کارکن اس راہ سے گزرتا ہے وہ خود بھی اپنے نظریہ و مشن پر پختہ ہوتا چلا جاتا ہے اور باہر کے عہدیداروں و کارکنوں و عام مسلمانوں کی ہمدردیاں چاہت و خلوص اور عقیدت و محبت کا سرمایہ بھی اس کو ملتا رہتا ہے۔

میں نے جیل میں آکر اس بات کو محسوس کیا کہ اب میں جو بھی پیغام تنظیم سازی یا اصلاح و تربیت کے عنوان پر کارکنوں کے نام بھجواتا ہوں تو وہ اسے اتنی اہمیت دیتے ہیں کہ جتنی باہر ہوتے ہوئے میرے پیغام کی نہیں ہوتی تھی۔ مثال کے طور پر میں نے گزشتہ سال کارکنوں کو سنت رسولؐ سے چہرہ سجانے اعمال صالحہ کی پابندی اور ٹی وی ،وی سی آر و تصاویر سے اجتناب کی ہدایت کی تھی۔اس کا اثر میری توقعات سے کہیں زیادہ ہوا بعض نوجوانوں نے TV روڈ پر رکھ کر آگ لگادی اور اپنے گھروں سے ہر قسم کی تصاویر اتار کر جلادیں۔اس طرح سنت رسول سے ہزاروں نوجوانوں نے اپنے چہروں کو سجالیا میں آج بھی انہیں یہی ہدایت کرتا ہوں کہ وہ حرام چیزوں سے اجتناب کریں اور رزق حلال کے ساتھ اتباع رسولؐ کی طرف متوجہ ہوں۔ہر جاندار چیز کی تصویر حرام ہے۔خود میری تصاویر بھی گھروں میں رکھنا جائز نہیں ہے

اور میں اور میری جماعت کے ذمہ داران حتی الامکان اب تصویر کشی سے اجتناب کریں گے۔ سابقہ دور میں جو ہم سے لغزشیں ہوئیں ہم اس پر استغفار کرتے ہیں۔ آپ اس بات سے اندازہ لگالیں کہ جب میں کارکنوں کو منظم ہونے اور جماعتی پالیسیوں پر لبیک کہنے سالانہ فنڈز میں حصہ لینے کی ہدایت کرتا ہوں تو وہ دیوانہ وار اس ہدایت پر کاربند ہو جاتے ہیں کیونکہ وہ سمجھتے ہیں کہ ہماری قیادت نے اول روز سے اپنے آپ کو قربانی کیلئے پیش کیا ہے۔ مگر ایم این اے' ایم پی اے' بن کر مفادات کے حاصل کرنے میں مصروف نہیں ہوئی ہے۔ ہمارے تین شہید قائدین کے بچے اب بھی کرائے کے مکانوں میں رہائش پذیر ہیں اور خود میرے بچے بھی دو کمروں پر مشتمل مسجد حق نواز کی طرف سے دیئے گئے ہجرے میں زندگی گزار رہے ہیں۔ ہم صاحب کردار لوگ ہیں جو کہتے ہیں وہ کر کے دکھاتے ہیں ٹارچر سیلوں میں تشدد کا نشانہ بن کر اور تختہ دار پر جھول کر بھی اپنے مشن کی بات کرتے ہیں کوئی لالچ یا خوف ہمیں ہماری موقف سے نہیں ہٹا سکتا۔

ہماری مظلومی اور جرم بے گناہی میں چلنے والی سزا ضرور رنگ لائے گی

باقی جیل میں میرے ساتھ حکام کا رویہ وہی ہے جو قت کے حکمرانوں کا ہے موجودہ حکمرانوں نے مجھے تین ماہ نظر بند کر کے چوہنگ کے ٹارچر سیل میں بدترین تشدد کا نشانہ بنایا حالانکہ میں بے گناہ بھی تھا اور منتخب رکن اسمبلی تھا اور میرے جسم پر سوسے زائد بم دھماکہ کے باعث ہونے والے زخم بھی تازہ تھے پھر نظر بندی کے بعد بھی وہیں رکھا یہاں تک کہ جسٹس سجاد علی شاہ کے

سپریم کورٹ طلب کرنے پر مجھے چوہنگ کے بدنام زمانہ ٹارچر سیل سے نجات ملی پھر مجھے اڈیالہ جیل بھیج کر ملاقاتوں پر پابندی لگادی۔اٹک جیل میں سوا سال تک رکھ کر چھ چھ ماہ تک بچوں کو ملاقات کی اجازت نہ دی اور قید تنہائی میں رکھا۔اب فیصل آباد کی ڈسٹرکٹ جیل کی سولہ کال کوٹھریوں کے بلاک میں مجھے اکیلے رکھا ہوا ہے۔جبکہ اس حال کے دوسرے وارڈ میں ہماری جماعت کے دو درجن اسیر بند ہیں مگر ان سے ملاقات کی اجازت تک نہیں ہے عام قیدیوں کو باجماعت نماز جمعہ اور عید پڑھنے کی اجازت ہے مجھے اجازت نہیں ہے۔چوروں ' ڈاکوؤں' قاتلوں' غداروں کی ملاقاتیں روزانہ ہوتی ہیں مگر میری اور سپاہ صحابہؓ کے اسیروں کی ملاقاتوں پر سخت پابندی ہے ہوم سیکریٹری کے دفتر میں جاکر کوئی اجازت لینے میں کامیاب ہو تو ملاقات کی اجازت ملتی ہے اس سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ حکومت کا رویہ ہمارے ساتھ کیا ہے۔گزشتہ ایک سال سے مجھ پر چند تقریر کے سولہ ایم پی اے او کے مقدمات ہیں باقی تمام جھوٹے مقدمات سے عدالتیں بری کر چکی ہیں چالیس سے زائد مقدمات ختم ہو چکے ہیں اور اب جب مجھے فیصل آباد لایا گیا تو مجھ پر ایک بھی مقدمہ باقی نہیں تھا مگر پھر بھی مجھے جیل میں رکھا جارہا ہے نہ کسی عدالت میں پیش کیا جاتا ہے نہ صدارتی الیکشن میں ووٹ کاسٹ کرنے کا آئینی حق دیا گیا نہ ہی اسمبلی کے اجلاس میں شرکت کا موقعہ دیا جاتا ہے۔لیکن اس ظلم عظیم کا حکومت کے پاس کوئی جواز بھی نہیں ہے اور اس سوال کا جواب بھی نہیں ہے۔

مگر میں نے اس تمام تر مظالم کے باوجود تہہ کر رکھا ہے کہ میں صبر و تحمل کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑونگا۔اور میں نے کارکنوں سے بھی کہا ہے وہ ملک میں امن کے قیام کیلئے اپنا کردار ادا کرتے رہیں اور حکومت کا بھی تعاون

کریں- ہماری مظلومی اور جرم بے گناہی میں ملنے والی سزا ضرور رنگ لائے گی' بالآخر کامیابی اہل حق ہی کو نصیب ہو گی-

والسلام

محمد اعظم طارق

ڈسٹرکٹ جیل فیصل آباد

11-6-1999



کتابوں کی درس گاہ میں

ہزاروں صفحات کے مطالعہ سے دلچسپ اور عبرت انگیز واقعات، عبارات، علمی لطائف و نکات، سبق آموز قصے، بصیرت افروز معلومات۔ ایک ایسی کتاب جس کا مطالعہ آنکھوں میں آنسو بھی لاتا ہے اور ہونٹوں پر تبسم بھی، جو بہترین رفیق حضر بھی ہے اور خوشگوار رفیقِ سفر بھی۔

ابن الحسن عباسی

رفیق شعبۂ تصنیف و استاذ جامعہ فاروقیہ

مکتبہ عمرِ فاروق ۴/۵۰۱ شاہ فیصل کالونی، کراچی

ابتسامہ

ابن الحسن عباسی

① دینی مدارس کی ضرورت و اہمیت
② دینی مدارس کے نصاب و نظام کا جائزہ
③ اسلامی صحافت اور اُس کی ضرورت
④ تحریکِ طالبان: پس منظر و پیش منظر
⑤ دعوت و تبلیغ اور جہاد و قتال میں ہم آہنگی
⑥ نوجوانوں کی ذمہ داریاں، اُسوۂ نبوی کی روشنی میں
⑦ علماء اور استغناء ⑧ امام ابوحنیفہ کی محدثانہ حیثیت
⑨ مولانا مفتی محمود بحیثیت ایک سیاسی رہنما
⑩ مولانا عبیداللہ سندھی ایک قابلِ تحقیق شخصیت

مکتبہ عمر فاروق 4/501 شاہ فیصل کالونی کراچی



CamScanner



CamScanner



CamScanner



CamScanner

سپاہِ صحابہؓ کے خطباء اور طلباء کے لئے ایک عظیم علمی پیشکش

خطباتِ انور

- صحابہؓ کرام کے بارے میں مسلمانوں کا عقیدہ کیا ہونا چاہیئے۔
- صحابہؓ کرام کی پاکیزگی و طہارت پر قرآنِ کریم سے متعدد دلائل
- مقامِ صحابہؓ نقلی اور عقلی دلائل کی روشنی میں
- اصحابِ رسول ﷺ قرآن کی نظر میں
- گستاخانِ صحابہؓ کا بدترین انجام
- اصحابِ رسول ﷺ کے عجیب و غریب واقعات
- اصحابِ رسول ﷺ کی صفات قرآن و سنت کی روشنی میں
- عظمتِ صحابہؓ اغیار کی نظر میں
- گستاخانِ صحابہؓ کی سزا قرآن و سنت کی روشنی میں
- اصحابِ رسول ﷺ کی اتباع و تقلید کامیابی کی ضمانت

ڈاکٹر
مولانا محمد رفیق انور

پسند فرمودہ
ولی کامل
جرنیل
سپاہِ صحابہ

مولانا
محمد اعظم طارق
ایم اے پی ایچ ڈی پنجاب

مکتبہ عمر فاروق
۴/۵۰۱ شاہ فیصل کالونی کراچی